[An Anthology of Modern Gojri Fiction]

گوجری نثریات

تحقیق وتدوین:

ڈاکٹر رفیق انجم

جموں کشمیر انجمن ترقی گوجری ادب

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : گوجری نثریات
مصنف : ڈاکٹر رفیق انجمؔ
اشاعت : ۲۰۲۰ء

تعداد :
قیمت : ۷۰۰روپیا
پیشکش : جموں کشمیرانجمن ترقی گوجری ادب

پتہ: بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری۔۱۸۵۲۳۴
حویلی،۴۴۔ڈریم لینڈ کالج روڈ راجوری۔۱۸۵۱۳۲
رابطہ: فون:9469000044
ای میل:anjumdr@gmail.com
ویب سائٹ:www.anjumshanasi.com

انتساب

گوجری ماں کا عظیم سپُوت
شاعر، ادیب، محقق تے نقاد

پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی

کے نانویں

ترتیب

باب	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
	گوجری زبان	پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقیؔ	7
	گوجری کو نثری ادب	پروفیسرڈاکٹر رفیق انجمؔ	22
	گوجری افسانہ نگاری	خوش دیو مینیؔ	68
	گوجری کہانیں؛اک جائزو	پروفیسرڈاکٹر رفیق انجمؔ	78
	چنام گوجری کھانیں		82

	کہانی کار	کہانی	
۱	اِقبال عظیمؔ	رب کی کرنی، بُڈھو چن	83
۲	فضل حسین مُشتاق	ناصری کو بیروار، سمجھوتو	91
۳	چوہدری قیصر دین قیصرؔ	بالکل سچ، گماوت	99
۴	چوہدری نسیمؔ پونچھی	گُجرانی، تلاشی	111
۵	محمد امین قمرؔ	آٹا کو پاء، بیاہ	125
۶	مختار الدین تبسمؔ	ریت کا رسا، نہ تھن ماں نہ کوری ماں	134
۷	محمد حسین سلیمؔ	پیر کرامت شاہ، لاڈلی	140
۸	خوش دیو مینیؔ	رجی، تاہنگ ٹُٹ گئی	149
۹	عبدالحمید کسانہ	دوڑ، کرمیو آجڑی	157
۱۰	غلام رسول آزاد	صدیاں کی بچی، روشن بستی	163
۱۱	محمد شریف شاہین	نیلم، وقت کا اتھروں	169
۱۲	ڈاکٹر نصیر الدین بارُو	لہو، سوچ	174
۱۳	محمودؔ رانا	بھابی، مجرم	187
۱۴	غلام سرور چوہان	راگس	197
۱۵	محمد اشرف چوہان	ٹھوکر	200

۱۶	مرزا خان وقار	آدمی، راجکماری	202
۱۷	سعید بانیا	پرائی چھاہ، شرم کا ستوں	209
۱۸	ڈاکٹر رفیق انجم	دوجائیگی، کوسا اتھروں	216

گوجری ڈراما کو سفر — چودھری خالد وفا — 223

چنام گوجری ڈراما — 448-231

شمار	چنام گوجری ڈراما	گوجری ڈرامہ نگار تے ڈرامہ	
۱	سوچاں کا پینڈا	رانا فضل حسین راجوروی	232
۲	غماں کی سلو	اقبال عظیم چودھری	251
۳	سرحداں کا راکھا	قیصر دین قیصر	262
۴	چلاک نوکر	بابو نور محمد نور	280
۵	کرتوت	اے کے سہراب	297
۶	لہو کی باس	منیر حسین چودھری	327
۷	لاج	غلام سرور صحرائی	344
۸	اندھیرا مانھلو	گلاب دین طاہر	363
۹	ککھاں کی کلی	حسن پرواز چودھری	385
۱۰	جھلیا لوک	ڈاکٹر رفیق انجم	398
	مجبوری	اقبال ظفر	419

نمائیندہ گوجری ادیب — 508-447

گوجری زبان: مسائل تے مستقبل — 528-509

حرفِ آخر: عرشصہبائی، شاہباز راجوروی — 531

شروع اللہ دی کا پاک ناں نال

ہندوستان ماگوجری (خلاصو)

دور	کوائف (حالات)	زبان
۱۵۰۰، ق۔م توں پہلاں	ہندوستان ماں دراوڈ قوم آباد تھی	
۱۵۰۰، ق۔م	آریاں کی ہندوستان ماں آمد	اِنڈک زبان
۱۰۰، ق۔م	آریہ سارا ہندوستان ماں پھیل گیا۔	سنسکرت
۲۵۰، ق۔م	اشوک کا دور	پراکرت
۶۰۰۔۱۳۰۰ء	شورسینی (متھرا کی زبان) اَپ بھرنش (بگڑی وی زبان) کھڑی بولی، مغربی ہندی، گجراتی / گوجری، راجستھانی برج بھاشا	
۱۰۰۰۔۱۷۰۰ء	گوجری عوام کی زبان،	
۱۷۰۰۔۱۹۰۰ء	گجر حکومت تے زبان اجڑ جائیں تے گوجری اشاعت توں محروم ہو جائے تے مختلف زباناں ماں تقسیم ہو جائے	
بیہویں صدی ۱۹۵۰ء تیں پہلاں	جموں کشمیر ماں گوجری کی دریافت (پنر جنم)	
بیہویں صدی ۱۹۵۰ء تیں بعد	گوجری نشر و اشاعت تے جدید گوجری ادب کی ترقی	

.....

گوجری زبان-کل اور آج

پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی

گوجر آریا قوم ہے جو گورجستان (جارجیا) سے پہلی صدی عیسوی میں برصغیر میں داخل ہوئی۔ گورجستان میں آج بھی یہ قوم گورجی، کٹھین، کبارڈین اور چچی کے ناموں سے آباد ہے۔ چیچنیا اور بوسنیا کے چچی اور بوسن گوت کے حریت پسند گوجر شہرہ آفاق ہیں۔ گوجر کوہ ہندوکش کو عبور کر کے مختلف ادوار میں یہاں آتے رہے۔ وہ برصغیر میں آنے کے وقت انڈک زبان بولتے تھے پھر آریائی اور مقامی تہذیب کے اختلاط سے کئی زبانیں وجود میں آئیں جو پراکرت کہلاتی ہیں۔ گوجری زبان کا تعلق ایک پراکرت 'اب بھرنش' سے ہے۔

گوجر قبائل شروع شروع میں ریوڑ پالتے تھے پھر صدیوں کے بعد انہوں نے زراعت کا پیشہ اختیار کیا آج بھی گوجروں کا ایک طبقہ پاکستان اور کشمیر میں خانہ بدوشی کی زندگی گزارتا اور بکروال کہلاتا ہے۔

چھٹی صدی عیسوی میں کوہ آبو اور کوہ اراولی کے اطراف میں گوجروں نے اپنی ریاستیں قائم کیں اور بعد کے زمانوں میں یہ راجستھان، گجرات، پنجاب، ہماچل، ہریانہ، اتر پردیش اور دہلی تک پھیل گئے اور بارہویں صدی تک دہلی اور قنوج گوجر تمدن کے مراکز رہے۔ یہاں سے وہ صوبہ سرحد، جموں وکشمیر اور افغانستان میں جا کر آباد ہوئے۔ گوجر جہاں آباد ہوئے انہوں نے اکثر جگہوں کو اپنے نام سے منسوب کیا۔ گجرات، گوجرانوالہ، گوجرہ، گجرخان وغیرہ ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ کچھ دیہات کے نام گوجروں کی گوتوں پر مشہور ہوئے جیسے کالس، مونن، سود، مریڑ، چیچیاں، جاتلاں، کٹاریاں، کھاریاں، ٹوپہ، باگڑی، بوسن، لوسر، ڈھنیڈہ، جاگل وغیرہ۔

گوجروں کی پہلی سلطنت گجرات کاٹھیاواڑ میں قائم ہوئی پھر انہوں نے دکن کو اپنی

قلمرو میں شامل کیا۔ سید ظہیر الدین مدنی لکھتے ہیں۔

''... گجرات، ہندوستان میں گوجر قوم کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ چھٹی صدی تک لفظ گرجر نہ تو قوم کیلئے استعمال ہوا ہے اور نہ کسی علاقہ کا نام پایا جاتا ہے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ لوگ گرجستان (جارجیا) کے باشندے تھے۔

سنہ عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں یہ لوگ ہند میں وارد ہوئے اور سب سے پہلے انہوں نے مدھیہ پردیش میں سکونت اختیار کی۔ گپتوں کے عہد حکومت میں اس قوم کے افراد حکومت کے فوجی اور غیر فوجی اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے ۳۰۰ بکرمی میں عہدیداروں کی حیثیت سے یہ لوگ راجپوتانہ مالوہ، گجرات وغیرہ میں آئے اور جب گپتوں کی حکومت میں ضعف آ گیا تو ۳۹۵ء میں یہ خود مختار ہو گئے اور ان کے مختلف خاندانوں نے دکن اور گجرات میں چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں قائم کر لیں۔ دکن کے علاوہ ۶۴۱ء میں علاقہ گجرات میں ان کی ایک عظیم الشان سلطنت پائی جاتی ہے جو بلساڑ (قریب سورت) سے جودھپور اور دوارکا (کاٹھیاواڑ) سے بھیلسا تک پھیلی ہوئی تھی اور راجپوتانہ، مالوہ، سوراشٹر، گجرات وغیرہ اس کے بڑے بڑے حصے تھے۔ یہ علاقہ ''گرجر دیش'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اس دیش کی تہذیب وتمدن اور زبان وادب میں بڑی حد تک وحدت تھی ۱۳۰۰ء میں اسی علاقہ کی گرجر اپ بھرنش سے گجراتی، مارواڑی، جودھپوری وغیرہ جیسی زبانیں وجود میں آئیں۔ اس قوم کے چار خاندان چالوکیہ، چوہان، پرمار، پرتی ہارا مشہور ہیں جن کی حکومتیں دکن، گجرات اور شمال میں صدیوں تک قائم رہیں۔ اس عہد میں بعض غیر گرجروں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ ایک دور ایسا بھی آیا کہ گرجر ریاستیں آپس میں ٹکرا کر ایک دوسرے پر غالب آتی رہیں۔ ان سلطنتوں کی چار پانچ راجدھانیاں مشہور ہیں شمال میں بھینمال، اُجین، گجرات میں ولبھی پور (قریب بھاولنگر) بھڑوچ، انہل واڑ (نہروالا) اور دکن میں کلیانی (بیدر) نام اکثر دیکھے جاتے ہیں۔(۱)

آگے چل کر سید ظہیر الدین مدنی کہتے ہیں: 'گجرات و دکن میں کئی گرجر خاندان حکمران گزرے ہیں ان میں سے دلبھی خاندان (چالوکیہ) نے گجرات میں ایک طاقتور سلطنت قائم کر لی تھی یہ خاندان ۴۸۰ء تا ۷۷۰ء برسر اقتدار رہا۔ ان کی راجدھانی دلبھی پور کے نام سے مشہور تھی اس کے ایک شہر میں تقریباً ایک سو کروڑ پتی پائے جاتے تھے۔ (۲)

چینی اور عرب سیاحوں نے گجرات کی دولت مندی کی تعریف کی ہے دلبھیوں کے بعد ۷۷۰ء میں دکن کا راشٹ کوٹ خاندان گجرات پر قابض ہو گیا۔ اس خاندان کا تعلق تقریباً دو سو سال رہا ۷۷۰ء سے ۸۰۸ء تک گجرات دکن کے ایک صوبہ کی حیثیت سے راشٹ کوٹوں کے زیر نگین رہا۔ (۳)

۸۰۸ء سے ۸۸۸ء تک یہاں آزاد حکومت رہی اور ۸۸۸ء کے بعد سنہ ۹۷۴ء تک پھر دکن کے صوبہ کی حیثیت رہی۔ راشٹ کوٹ راجاؤں کا لقب ولبھ رائے تھا۔ اس خاندان کے بعض راجا مسلمانوں کے بڑے خیر خواہ اور دوست گزرے ہیں انہیں کے عہد حکومت میں عرب تاجر اور مہاجر گجرات میں ہزاروں کی تعداد میں آئے اور مستقل اقامت اختیار کر لی۔ جب گجرات میں بدنظمی پھیلی تو گرجروں کی ایک شاخ سولنکی کے ایک فرد 'مول راج' نے چاوڑا ((گرجر) خاندان کے راجہ سامنٹ سنگھ (مول کا ماموں) کو قتل کر کے اقتدار حاسل کر لیا۔ اس عہد میں گجرات بہت ترقی یافتہ ریاست تھی گجرات کو 'سرسوتی منڈل' کہا جاتا تھا اس کے حدود راجپوتانہ اور مالوہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس خاندان میں کئی راجہ گزرے ہیں۔ جن میں راجہ سندھ راج جے سنگھ (۱۰۹۴ء تا ۱۱۴۳ء) بہت مشہور ہے۔ مشہور و معروف نجومی 'ہیم چندر' اسی کے دربار سے منسلک تھا۔ یہ خاندان ۱۲۴۲ء تک برسر اقتدار رہا۔ اس عہد میں گجرات کے ایک حصہ میں باگھیلا گجروں کی حکومت بھی قائم تھی۔

علاؤالدین خلجی نے اپنے سپہ سالار الغ خان کی سپہ سالاری میں گجرات میں فوج بھیجی۔ الغ خان نے گجرات کو فتح کر کے ہمیشہ کے لئے گرجروں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

'گوجری' دبستان کے عروج کے دور کی زبان اور کلام کو سامنے رکھ کر تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ گجرات، دکن، دہلی الغرض تقریباً تمام ہندوستان میں عمومی رابطے اور بول چال کی زبان صرف گوجری ہی تھی اسے کوئی علاقائی نام دے دینے سے علاحدہ زبان نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ جلال الدین اکبر سے قبل لکھی گئی تواریخ کا مطالعہ کریں تو یقیناً ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اکبر اور علاؤ الدین خلجی سے قبل ہزاروں سال تک برصغیر پر بلاشرکت غیرے گوجر قوم کی حکومتیں اور بادشاہتیں قائم رہیں۔ ہمیں بیرونی نو واردوں کی جانب سے زبانوں کو دیئے گئے علاقائی ناموں مثلاً:

[ہندوی: اہل ہند کی زبان، دہلوی: اہلِ دھلی کی زبان، گجراتی: اہلِ گجرات کی زبان]

پر کسی قسم کی رائے قائم کرنے سے قبل دورِ مغلیہ سے قبل ان علاقوں میں آباد لوگوں اور حکمران طبقے کا مطالعہ کرنا ہوگا کہ کسی بھی زبان کو ترقی دینے کے لئے دو عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں ایک تو علاقے میں بسنے والے لوگ اور دوسرے اس خطے کے حکمران اور اگر خوش قسمتی سے دونوں کا تعلق ایک ہی قوم سے ہو تو پھر وہ زبان عروج کی منزلوں کو چھو لیتی ہے جیسے گجرات اور دکن میں گوجری زبان کی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر جملی جالبی کی رائے بڑی دقیع ہے وہ لکھتے ہیں:

> ''جب عادل شاہی سلطنت نے آنکھ کھولی تو بیجاپور میں گجر روایت کے اثرات چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اس روایت نے یہاں کے لکھنے والوں میں گجری کو معیاری زبان وادب کے طور پر قبول کرنے کا رجحان پیدا کیا(۴)۔

اہل تحقیق مانتے ہیں کہ گجرات اور دکن کے تمام صوفیا گوجری لکھتے رہے اور اسے گوجری ہی کہتے رہے۔

۱۳۳۵ء میں نورالدین ست گرو سے لے کر ۱۶۱۱ء تک گوجری ادب ہی تخلیق ہوتا رہا، کیونکہ دکن گجرات ہی کے زیر اثر رہا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی مزید لکھتے ہیں:

'تہذیبی سطح پر بیجاپور کا تعلق گجرات کے ساتھ بہت قدیم اور گہرا رہا ہے۔ گجری روایت نے ابتدا ہی سے یہاں کے ادب اور زبان و بیان کو اپنے رنگ میں اس طور پر رنگا کہ نصرتی (متولد ۱۶۷۴ء) تک یہ ہلکا پڑنے کے باوجود بیجاپوری اسلوب کے مزاج میں زندہ و جاری رہا''(۵)

محمود غزنوی ۱۰۰۰ عیسوی میں برسر اقتدار آیا تو اس زمانے میں لاہور، قنوج، کالنجر، اڑیسہ وغیرہ گوجروں کی اہم ریاستیں تھیں جو غزنوی کے حملوں کے نتیجے میں ختم ہوگئیں۔ سید عبدالقادر 'تاریخ ہند' میں رقم طراز ہیں:

''اٹک سے لے کر قنوج اور کالنجر تک تمام ملک کو زیروزبر کر دیا۔ پنجاب، قنوج، کالنجر، سومناتھ پر اس کے حملے خاص طور پر مشہور ہیں۔ اس زمانے میں پشاور سے قنوج اور قنوج سے بھڑوچ تک تمام علاقوں پر گوجر حکمران تھے اور یہ وسیع مملکت 'گوجر دیش' کہلاتی تھی''(۶)۔

کشمیر کے گوجر وزیر اعظم نے محمود کے حملوں کو پسپا کر کے اس ریاست کو تباہی سے بچالیا تو شکست خوردہ ریاستوں کے گوجر اپنے اپنے علاقوں سے نقل مکانی کر کے کوہ ہمالیہ کی ترائیوں میں پناہ گزیں ہوئے چنانچہ آج پنجاب کے علاوہ نیپال، کشمیر، شمالی پاکستان، گلگت، چترال اور بالائی افغانستان میں لاکھوں کی تعداد میں گوجروں کی آبادیاں ہیں جن کے سیاسی احیاء کا نیا دور شروع ہوا ہے۔

یاد رہے کہ غالباً تیرہویں صدی کے اواخر میں سندھ سے کولی گوجروں نے رومانیہ، بلغاریہ اور ہنگری میں پناہ لی اور یورپ میں کولی کلچر کو متعارف کروایا۔ گوجروں کا ایک گروہ ایران، عراق، کردستان، شام اور مصر میں جا کر بس گیا۔ امریکن ماہر گوجریات پروفیسر وائن لوسی کا کہنا ہے کہ شام اور مصر میں گوجر چرواہے آج بھی گوجری بولتے ہیں اور اس طرح یہ ایک بین الاقوامی زبان بن گئی ہے۔ چنانچہ علامہ فرید وجدی 'قاموس الاعلام' میں لکھتے ہیں:۔

گوجر لوگوں کا ایک الگ اور مستقل گروہ ہے جو تینوں براعظموں، ایشا، یورپ اور افریقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ خاص کر تمام یورپ، مصر، الجزائر، کوہ قاف، گرجستان، جزیرہ ابن عمر، عراق اور شمالی عراق میں اپنی قدیم عادات واخلاق پر قائم ہیں اور اپنی موروثی تقلید پر جمے ہوئے ہیں (۷)۔

☆ گوجروں کے عروج وزوال کا مختصر پس منظر پیش کر کے اب ہم گوجری زبان پر گفتگو کرتے ہیں:

زبانوں کے محققین نے لکھا ہے کہ برصغیر میں داخل ہونے سے پہلے آریا اقوام انڈک زبانیں بولتی تھیں۔ گوجری زبان چھٹی صدی عیسوی میں پراکرتوں کے ظہور کے نتیجے میں گجرات میں پیدا ہوئی۔ وسطی ہند کی شور سینی پراکرت سے برج بھاشا کے دھارے پھوٹے اور اس کی شاخ اپ بھرنش سے گوجری نے جنم لیا۔

سید ظہیر الدین مدنی ''سخن وران گجرات'' میں لکھتے ہیں۔

''.....۱۳۰۰ء میں اسی علاقے کی گوجر اپ بھرنش سے گجراتی مارواڑی جودھپوری وغیرہ زبانیں وجود میں آئیں۔ چھٹی صدی عیسوی سے چودھویں صدی عیسوی تک اپ بھرنش زبانوں کا دور رہا۔ جب گوجری گجرات سے دکن میں آئی تو اس نے دکنی میں اس قدر تبدیلیاں کیں کہ وہ گوجری بن گئی''

چنانچہ اس نظریے کی تائید ڈاکٹر جمیل جالبی نے ان الفاظ میں کی ہے:

اگر اس دور کی گوجری ادب کو دکنی ادب سے ملا دیا جائے تو ایک دوسرے سے شناخت کرنا مشکل ہوگا۔ (۸)

اس میں شک نہیں کہ ولی (وفات ۱۷۲۰ء) پہلا گوجر شاعر ہے جو گجرات سے ہجرت کر کے دکن میں مقیم ہوا۔ ولی کا یہ شعر آج کی گوجری میں ہے۔

بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر

گوجری کے امریکی اسکالر وین لوسی کی تحقیق کے مطابق گوجری زبان انڈو ایرین کے

مرکزی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ جو انڈو یورپی زبانوں کی ایک شاخ ہے۔ کوہ آبو کے ہر چہار طرف میں پیدا ہونے کے حوالے سے گوجری شروع کی صدیوں میں صرف گوجروں کی زبان رہی اور انہی سے منسوب ہوئی لیکن آج برصغیر کی کئی قومیں اسے بولتی اور اپنے اپنے رسم الخط میں لکھتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ گوجری واحد زبان ہے جو کسی خاص علاقے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ بھارت، نیپال، پاکستان کشمیر اور افغانستان میں بولی جاتی ہے اس کے لہجوں میں اختلاف نہ ہونے کے برابر ہے۔ سید ظہیر الدین مدنی کہتے ہیں:

''گوجروں کی زبان ہر جگہ گوجری ہی ہے گوجری برصغیر کی واحد زبان ہے جو ہر جگہ سمجھی جاتی ہے۔ گجرات کے بعد گوجری کا لسانی اثر سب سے زیادہ دکنی پر ہوا۔ اس کے علاوہ میواڑی راجستھانی، پنجابی، سندھی اور نیپالی پر گوجری کا اثر مسلم ہے۔ امیر خسرو (۱۳۲۵ تا ۱۳۵۲ء) نے گوجری کو ایک مستقل اور معروف زبان قرار دیا اور خود بھی گوجری میں شاعری کی جسے ہم کلاسیکی اردو کہہ سکتے ہیں۔ امیر خسروؒ کا یہ شعر دیکھئے۔

گوری سووے سیج یہ مکھ پہ ڈارے کیس چل خسرو گھر آپنے سانج بھئی چوندیس

☆ آر آر کھجور یہ تحریر کرتے ہیں:۔

''جس علاقے میں جہاں جہاں بھی گوجر آباد ہیں خواہ وہ ہندو گوجر ہوں یا مسلمان سب کی بول چال اور طرز بیان تقریباً ایک طرح کا ہی ہے۔ اگرچہ زمانہ کے انقلاب کے مد و جزر کے زیر اثر وہ اپنے آبائی علاقوں سے ہجرت کر کے دوسری جگہوں میں آباد ہوئے اور وہاں کے اقتصادیات میں شامل ہوئے مگر انہوں نے اپنی بھاشا اور لباس کو نہیں چھوڑا وہ جہاں بھی گئے انہوں نے اپنی زبان کو نہیں چھوڑا''

ان کی آبادی کا سلسلہ گجرات (کاٹھیاواڑ) سے لے کر مدھیہ پردیش، راجستھان اور گنگا جمنا کے میدانوں سے ہوتا ہوا پنجاب، ہماچل اور جموں وکشمیر کے دور دراز پہاڑوں اور جنگلوں تک چلا گیا ہے۔ یوپی کے پہاڑی علاقے گڑھوال، ڈیرہ دون، چکروتہ اور نیپال کی ترائی تک ان کی بھرپور آبادی ہے اور دوسری طرف پاکستان کے ہزارہ، سوات، اور چترال کے علاقوں تک ان کی آبادی کا سلسلہ چلا گیا۔ ان سب علاقوں میں گوجر اپنی ایک جیسی بولی بولتے ہیں اپنی اس ایک جیسی زبان کی وجہ سے اپنی برادری کے بھائی چارے کو قائم رکھا ہوا ہے۔ اسی ایکتا کے ذریعے وہ دور دراز علاقے میں رہنے والے گوجروں، بھلے ہی انہوں نے کوئی دوسرا پیشہ اختیار کیا ہو، چاہے وہ چترال کے پہاڑی علاقے میں رہتا ہو یا گجرات کے میدانوں میں یا مدھیہ پردیش یا یوپی میں رہتا ہو یا جموں وکشمیر یا ہماچل میں ہوں انہوں نے اپنے برادری کا رشتہ قائم رکھا ہوا ہے۔ جو زبان یہ بولتے ہیں وہ راجستھان سے ملتی جلتی ہے ان کی زبان میں دوسری بدیشی زبان کے کچھ الفاظ کی بھی آمیزش ہے۔ اس کے علاوہ گجرات، مہاراشٹر، بھڑوچ، میواڑ اور میوات کی بھاشا کے الفاظ کی بھی ان کی بولی میں کچھ ملاوٹ ہے بھلے ہی انہوں نے اپنی زبان میں کچھ دوسرے الفاظ کو جذب کیا ہے، ان کی زبان کسی کی بھاشا سے اثر انداز نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے اپنے ہمسایہ بھائیوں کی بولی کو نہیں اپنایا۔ کئی نسلوں سے مختلف علاقوں میں رہتے چلے آنے کے باوجود بھی انہوں نے اپنی زبان کو سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور اسی اپنی گوجری بولی کو ہی استعمال کرتے چلے آرہے ہیں اگر چہ وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ ان کی بولی میں کافی حد تک بات کر سکتے ہیں مگر گھر اور اپنی برادری میں وہ اپنی گوجری بھاشا میں ہی بات چیت کرتے ہیں گویا کہ انہوں نے اپنی صدیوں پرانی زبان کو نہیں چھوڑا، جو کہ ان کے لئے قابل آفرین ہے بھلے ہی وہ پاکستان کے دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہوں ان سب کی زبان ایک جیسی ہی ہے، جسے گوجری کہا جاتا ہے۔

☆ شری کے، ایم۔ منشی نے اپنی کتاب میں اس ضمن میں یوں روشنی ڈالی ہے:

''صدیوں تک کشمیر کی سرکاری زبان اردو رہی مگر اتنی لمبی مدت میں سنسکرت کے صرف چند الفاظ کی ملاوٹ ہی ہوسکی ہے، جو کہ راجستھان، مارواڑی اور گجراتی زبان کے تھے۔ مگر اس علاقے کے گوجروں کی زبان میں اس سرکاری زبان اردو کا اثر نہ ہوسکا کہ ان کی زبان باہری ملاوٹ سے محفوظ رہی اور اپنی راجستھانی، ملی جلی گوجری زبان کو انہوں نے بغیر کسی ملاوٹ کے محفوظ رکھا''

☆ مسٹر گرائرسن کا نکتہ نگاہ اس کے متعلق کچھ اپنا ہی ہے اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یا گوجری زبان راجستھانی زبان کا بدل ہے یا راجستھانی گوجری زبان کا۔ گوجری اور مارواڑی آپس میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ الور میں بول چال کی زبان راجستھان کی طرح ہے۔

☆ ابوریحان البیرونی کی تحقیق کے مطابق، میواتی زبان جو میوات میں بولی جاتی ہے گجرات کی بولی سے ملتی جلتی ہے اور گوجری مشرقی سنٹرل راجپوتانہ میں بھی بولی جاتی ہے جو کہ میواتی زبان کے نزدیک ترین ہے۔ کشمیر کے گوجر جو زبان بولتے ہیں، پاکستان کے سوات اور چترال میں رہنے والے گوجر بھی اسی طرح کی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ گویا کہ راجستھان کی میواتی زبان کا اثر گوجری زبان پر بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ گوجری بھاشا بھی گوجروں کی زبان تھی جس کا انحصار راجستھان کی میواتی زبان پر تھا گو اس زبان میں کچھ دوسرے الفاظ کی آمیزش ہے مگر ان کی گرائمر میواتی بھاشا کی طرح ہی ہے جو کہ مارواڑی سے ملتی ہے۔ پاکستان کے سوات وغیرہ علاقوں میں ان کی زبان، جیسے کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، میواتی زبان سے اثر پذیر ہونے پر اس دلیل کی تائید ہے کہ یہ زبان مشرقی راجستھان کے تلفظ کی اکائی سے ملتی ہے جو چمبہ (ہماچل کا ضلع) کے پہاڑوں سے ہوتی ہوئی گڑھوال اور کماؤں سے ہوکر مغربی نیپال کی ترائی تک ایک ہی طرح کی زبان کا استعمال ہوتا ہے۔

اس مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جب ان کی تہذیب وتمدن، رسم ورواج روایات اور

بھاشا کے متعلق کھوج کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ آج جو گوجر راجستھان سے لے کر کشمیر اور وہاں سے ہوتے ہوئے ہماچل، یوپی کے پہاڑوں اور نیپال کی ترائی میں رہتے ہیں ان سب کی زبان ایک طرح کی ہی ہے جو میواتی اور راجستھانی وغیرہ سے متاثر ہے مگر جس زبان کی اپنی جگہ ہے، اپنا مقام ہے، اپنا وجود ہے جسے گوجری زبان کہتے ہیں (۹)۔

سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی میں گوجری شاعری سادھو سنتوں کے ذریعے زندہ رہی جن میں بھگت کبیر، تلسی داس اور میرا بائی معروف ہیں۔ اور ان کے دوہے آج بھی زبان زد عام ہیں۔ تلسی داس کا یہ دوہا دیکھئے جو دو ایک الفاظ کو چھوڑ کر آج کی خالص گوجری کا شعر لگتا ہے۔

؎ چن چن ماٹی گھر بنایو مور کھ کہے گھر میرو ہے
نہ گھر میرو نہ گھر تیرو چڑیاں رہن بسیرو ہے

بھگت کبیر کہتا ہے:

؎ دین گمایو دنی سے دنی نہ آئی ہتھ پیر کو ہاڑو مار یو گا پھل اپنے ہتھ

میرا بائی نے کہا:

ع تمہاری ماری نہ مروں میرو راکھن آلو ہور

سترہویں صدی کے آواخر سے لے کر بیسویں صدی کے آغاز تک لوک ادب کے علاوہ گوجری کے تحریری ادب کا سراغ نہیں ملتا اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس دور میں زبان کی سرپرستی نہیں رہی تھی۔ گوجری بولنے والے لوگ زوال کی زد میں آ کر پہاڑی علاقوں میں پناہ گزیں ہوئے اور تعلیم سے محروم ہو گئے۔ غربت کے سبب قرطاس و قلم کا رشتہ ٹوٹ گیا تاہم وہ اپنے جذبات و احساسات کا اظہار لوک گیتوں میں کرتے رہے۔ اب گیت کاغذ پر لکھے جانے کے بجائے شنگروں اور ماہلیوں میں گائے جانے لگے۔ ان صدیوں کے دوران زندہ رہنے والے لوک گیتوں، لوک ادب اور لوک واروں کو کشمیر میں جمع کر کے کئی جلدوں میں

شائع کیا گیا ہے۔اور آئندہ بھی شائع کیا جائے گا۔کشمیراور پاکستان میں گوجری زبان فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اس کے حروف ہجا انچاس ہیں گوجری میں ہندی ''ل'' اور ''ن'' (Retroflex) کے لئے میں نے ۱۹۷۶ء میں ان دونوں حرفوں کے اوپر الٹی جزم ''ـٗ'' کی علامت تجویز کی تھی جو گوجراہل قلم نے قبول کرلی ہے اوراب گوجری انہی علامتوں کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔

جدید شعر و ادب کا آغاز بیسویں صدی کے آغاز سے ہوتا ہے مگر اس کا احیاء پاکستان سے گوجری کی گہری محبت کا مرہون منت ہے۔پھر ہماری دیکھا دیکھی جموں وکشمیر کے گوجر بیدار ہوئے اور بعد میں بھارتی حکومت نے گوجری کو ذرائع ابلاغ کا حصہ بنایا۔

وین لوسی لکھتے ہیں:

> The movement to develop Gojri Literature began after the Pakistan-India war of 1965. Three well known Gujar Poets, Sabir Afaqi and both brothers Israil Mahjoor and M.Ismail Zabeeh, founded a literary circle in 1966. (10)

اس تحریک کے نتیجے میں کشمیراور پاکستان میں گوجری ادارے قائم ہوئے رسائل نکلنے لگے اور گوجری لٹریچر شائع ہونے لگا۔گذشتہ چالیس برسوں کے دوران پاکستانی کشمیر اور جموں وکشمیر میں جن گوجر اہل قلم نے مروجہ اصناف سخن کے علاوہ اصناف نثر، افسانہ، انشائیہ، تنقید، ڈرامہ لکھنے میں نام پیدا کیا ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔مگر ہم یہاں اپنی معلومات پر انحصار کرتے ہوئے چند قابل ذکر اہل قلم کا ذکر کریں گے۔

غزل: اسرائیل اثر، صابر آفاقی، اقبال عظیم، نسیم پونچھی، مخلص وجدانی، فضل حسین، سرور صحرائی، ڈاکٹر رفیق انجم، منشا خاکی، عبدالغنی عارف، صابر مرزا، عبدالرشید چوہدری، ابرار ظفر، گلاب الدین طاہر، انور حسین انور، قاسم بجران، ریاض صابر، طارق فہیم، وغیرہ۔

نظم:

میاں نظام الدین لاروی، اسرائیل مہجور، صابر آفاقی، اسماعیل ذبیح، مہرالدین قمر نسیم پونچھی، نور محمد نور، برکت علی باگڑی، ملکھی رام کشان۔

گیت:

اسرائیل اثر، صابر آفاقی، محمد اسماعیل ذبیح، مہجور راجوروی، فضل حسین، نسیم پونچھی، اقبال عظیم، فیض کسانہ، اشتیاق شوق، سروری کسانہ، تبسم، منیر چوہدری۔

افسانہ:

اقبال عظیم، نسیم پونچھی، امین قمر، محمد حسین سلیم، غلام رسول آزاد، سعید بانیاں، محمود رانا، ڈاکٹر رفیق انجم، فضل مشاق، مختار الدین تبسم، شریف شاہین، ڈاکٹر مرزا خان، زرینہ نغمی، گلاب دین طاہر، رفیق ظہور، عارف عرفان، خالد وفا۔

ناول: غلام رسول اصغر

ڈرامہ:

غلام احمد رضا، اے کے سہراب، اقبال عظیم، گلاب الدین طاہر، فضل حسین، اے کے سہراب کے گوجری ڈراموں کا مجموعہ 'چون' سرینگر میں شائع ہو چکا ہے۔

تحقیق:

ڈاکٹر رفیق انجم، ڈاکٹر غلام حسین اظہر، ڈاکٹر صابر آفاقی ، جاوید راہی، سروری کسانہ، محمد اشرف گوجر، عبدالباقی نسیم، مختار کھٹانہ، اقبال عظیم، اے کے سہراب، مہرالدین قمر، علی حسن چوہان، قیصرالدین قیصر، رام پرشاد کھٹانہ۔

ترجمہ:

مولانا عبدالرحیم ندیم، (قرآن کا گوجری ترجمہ غیر مطبوعہ) مولوی فقیر محمد چشتی (ترجمہ قرآن غیر مطبوعہ و سیرت محبوب مطبوعہ) نسیم پونچھی (رباعیات خیام)

ڈاکٹر نور محمد بھدرواہی (ترجمہ وتفسیر سورہ یوسف (مطبوعہ ۲۰۰۱ء) صابر آفاقی
(اقبال، غالب، ابوالکلام آزاد اور فیض کی چند غزلوں کا گوجری میں ترجمہ)
حسن پرواز (الفاروق اور شاہانِ گوجر کا گوجری ترجمہ)

جموں وکشمیر میں گوجری:

جموں وکشمیر کلچرل اکیڈیمی سرینگر میں میں گوجری کا شعبہ قائم ہے جس کی طرف سے گوجری، اردو لغت، چھ جلدوں میں شائع ہوگئی۔ وہاں درجنوں مجموعے شاعری اور افسانوں کے چھپ چکے ہیں۔ ''شیرازو''، ''شنگراں کا گیت''، ''مھاروادب، اور ''گوجر اور گوجری'' کے نام سے اہم مجلّے شائع ہوتے ہیں۔ جموں وکشمیر کی تین نشرگاہوں اور ایک ٹی وی چینل سے گوجری پروگرام پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں گوجری کو سکولوں میں پڑھائے جانے کی منظوری مل گئی ہے۔ اور جموں یونیورسٹی میں بھی گوجری شعبہ کھولے جانے کے اقدام کئے جا رہے ہیں۔ کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے تحت پروفیسر قدوس جاوید کی سرپرستی میں جدید گوجری ادب اردو گوجری غزل کے موضوع پر پی ایچ ڈی کروائی گئی ہے۔

جموں کشمیر میں نجی طور پر بھی گوجری کے ضمن میں خاطر خواہ پیش رفت ہو رہی ہے۔ مسعود چوہدری کی سرپرستی میں جموں میں، گوجر دیش ٹرسٹ قائم ہے جو ماہنامہ 'آواز گوجر' کے علاوہ پچھلے پندرہ سالوں سے کتابی سلسلے بھی شائع کرتا ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر رفیق انجم نے، گوجری گرائمر، گوجری ادب کی تاریخ (۷ جلدیں) اور گوجری کہاوت کوش کے علاوہ گوجری انگریزی ڈکشنری مرتب کر کے سری نگر میں شائع کر دی ہے۔ اسکے علاوہ بھی کئی کتابوں کے شائع ہونے کی اطلاعات ہیں۔

پاکستان میں گوجری کی موجودہ صورتِ حال:

گوجری کی موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بتا دینا مفید رہے گا کہ مظفر آباد میں ''گوجری ادبی بورڈ'' اور راولپنڈی میں ''حلقۂ گوجری ادب'' جیسے پرائیوٹ

لے کشمیر کے اونچے پہاڑوں پر اگنے والی جڑی بوٹی جو سونگھنے والے کو مدہوش کر دیتی ہے۔

ادارے گوجری کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ گوجری کے شاعروں کا تذکرہ صابر آفاقی نے ''گوجری ادب'' کے نام سے لکھا جو پنجابی ادبی بورڈ لاہور نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔ گوجری ادبی بورڈ مظفر آباد نے شاعری کے بارہ مجموعے شائع کیے اور حال ہی میں سعید بانیاں کی کہانیاں ''دل کا تارا'' کے نام سے چھاپا ہے۔ امریکہ کے محقق وین لوسی، اسلم ٹھیکریہ اور صابر آفاقی کی کوششوں سے گوجری رسم الخط کا مسئلہ طے ہو گیا ہے۔ اب گوجری کے طرز املاء کے بارے میں رسالہ زیر طبع ہے۔

پاکستان میں ماہنامہ ''گوجر گونج'' لاہور میں ''گوجر گزٹ'' شائع ہوتا ہے۔ یہ بات نہایت خوش آیند ہے کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ ''پاکسانی زبانیں'' پاکستان میں اولین شعبہ ہے جس کے سربارہ ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے ایم فل کے کورس کے لئے گوجری زبان وادب پر میرا لکھا ہوا مقالہ شائع کر دیا ہے اس طرح یونیورسٹی نے پاکستان کی دیگر دانشگاہوں کے لے ایک قابل تقلید مثال قائم کر دی ہے۔ کشمیر اکیڈیمی مظفر آباد نے گوجری کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔

یاد رہے کہ مظفر آباد، تراڑ کھل اور میر پور کے علاوہ ایک ایف ایم ریڈیو سٹیشن، روزانہ گوجری پروگرام نشر کرتے ہیں۔ پی ٹی وی اسلام آباد اپنے ہفتہ وار پروگرام ''صدائے کشمیر'' میں گوجری گیت پیش کرتا ہے اور گوجری میں روزانہ خبریں دکھائی جاتی ہیں ۔حال ہی میں ہزارہ کی ایک این جی او ''بکروال موبائل سکول'' کی طرف سے گوجری قاعدہ کے علاوہ گوجری لوک کہانیوں کے دو مجموعے شائع ہو گئے ہیں ۔ پشاور کا فرنٹیئر لنگویج انسٹی ٹیوٹ گاہے بگائے لسانیات پر جو ورکشاب کرواتا ہے اس میں گوجر لکھاڑیوں کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ پاکستان کے بعض ادبی جرائد گوجری کلام کو اپنے صفحات میں جگہ دیتے ہیں۔ حال ہی میں پچاس کے قریب گوجری کتابیں لوک ورثہ اسلام آباد کی لائبریری میں رکھوائی گئی ہیں جن سے شائقین استفادہ کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹیلی ویژن

گوجری میں روازنہ پروگرام پیش کرے قومی اخبارات گوجری ادب و ثقافت کو متعارف کروائیں۔''مقتدرہ قومی زبان''اور''اکادمی ادبیات پاکستان'' کی طرف سے گوجری زبان و ادب کی تحقیق وفروغ کے لئے اس زبان کی کتابوں پر انعامات دیئے جائیں۔

فال نیک یہ ہے کہ کشمیر اور پونچھ کے راستے کھل جانے سے اب یہ امکان پیدا ہوگیا ہے کہ بچھڑے ہوئے گوجر لکھاڑی اِدھر اُدھر آجاسکیں گے اس افکار و کتب کے تبادل سے جہاں گوجری کی ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی وہاں دونوں ملکوں میں اعتماد سازی کے عمل کو بھی مؤثر بنایا جاسکے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے مطالبات جائز ہیں اور اگر اس قدیم قوم کو مزید عرصے کے لئے پسماندہ رکھا گیا تو دلوں کے رابطے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور رابطے نہ رہے تو ہم خزاں کے خشک پتوں کی طرح بکھر جائیں گے اور یہ تاریخ کا ایک بڑا المیہ ہوگا۔

کتابیات:

نام کتاب	مصنف	سال طباعت		مقام طباعت
۱۔ سخنوران گجرات	سید ظہیرالدین مدنی	۱۹۸۱ء		نئی دہلی ترقی اردو بیورو
۲۔ تاریخ ادب اردو	ڈاکٹر جمیل جالبی	۱۹۸۱ء		کراچی
۳۔ تاریخ ہند	سید عبدالقادر	۱۹۵۰ء		لاہور
۴۔ قاموس الاعلام	علامہ فرید وجدی	۱۹۵۰ء		بیروت
۵۔ Wayne E. Losey Writing Gojri		۲۰۰۲ء	(Unpuslished)	
۶۔ جموں وکشمیر کے گوجر	ڈاکٹر آر۔آر کھجوریہ	۱۹۸۱ء		سرینگر

گوجری نثری ادب

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

عالمی ادب گواہ ہے جے نثری ادب سوچ مانھ پہلاں آوے تے تحریر مانھ پچھے۔ گوجری جہڑی صدیاں پرانی زبان ہے اس نال وی یاہی برتی۔ قدیم گوجری ادب سارا کو سارو شاعری کی صورت مانھ ہے۔ تے ملا وجہیؔ کی ''سب رس'' تیں سوا ہور کائے نثری تحریرا کھ مانھ گھلن جوگی وی نہیں موشر ہوتی، تبصرو کرنو تے دور کی گل ہے۔

جدید گوجری ادب کی ابتدا بیہویں صدی کے نال ہی ہوئے تے ات وی شاعری کی حکمرانی سئی لگے۔ اس صدی کا وی پہلا پنجاہ سال مانھ لکھی جان آلی گوجری کو کوئے نثری نمونو نہیں لبھتو۔ تے اسطرح ثابت یاہ ہوئے جے گوجری کو نثری ادب ۱۹۵۰ء تیں بعد کی پیداوار ہے۔ اس دور مانھ تحریری کوشش کرن آلاں مانھ سروری کسانہ مرحوم کو ناں بڑو اہم ہے۔ جنہاں نے ۱۹۵۵ء مانھ 'نوائے قوم' اخبار کے ذریعے گوجرا مسائل ابھارنا شروع کیا۔ حوالہ کا طور پر اس دور مانھ چوہدری دیوان علی، مولانا مہرالدین قمرؔ تے چوہدری وزیر محمد ہکلہ ہوراں کی لکھتاں کو ذکر تے آوے پر انہاں کی کائے وی تحریر تبصرہ واسطے دستیاب نہیں۔

نثری ادب کا جہڑا انمونا لبھیں ان مانھ سب توں پرانی تحریر غلام احمد رضاؔ مرحوم کو ڈرامو 'مہارو پیر' ہے۔ جہڑو مولانا ذبیحؔ مرحوم کا کہن موجب ۱۹۶۰ء کے قریب لکھن ہو یو تھو۔ اس کا کجھ اک حصا ۱۹۶۵ء مانھ سروری کسانہ مرحوم کا رسالہ گوجر دیس مانھ وی شائع ہوا تھا۔ اس رسالہ کا اجراع نال گوجری کا نثری ادب کو وی آغاز ہوؤ۔ یوہ رسالو بھاویں تمدینہ کا بدل ہاروں ٹھک ٹھک کے شائع ہو تو رہیو پر گوجری ادب واسطے اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ کیونجے اس مانھ گوجری تحریر نظر آن لگ پئیں تھیں، ۷۱۔۱۹۷۰ء مانھ جدا سکی ادارت اقبال عظیم تے نسیم پونچھی کے ہتھ آئی تاں اسکا اداریہ وی باقاعدہ گوجری مانھ شائع ہوا۔ جہڑا گوجری کا نثری

ادب واسطے نیں کا پتھر کی حیثیت رکھیں۔ اسے دور کورانا فضل حسین تے نسیم پونچھی کے بشکار شروع ہون آلو چٹھی پتر کو سلسلو وی نثری ادب مانھ اہم درجور کھے۔

۱۹۶۵ء مانھ پاکستاں کا ریڈیو سٹیشن تراڑکھل تے مظفرابادتیں گوجری پروگرام شروع ہون نال نثری ادب ناچنگو جھوٹو لگو تے فراسکی دیکھا دیکھی جدسرینگر (۱۹۶۹ء) تے جموں (۱۹۷۵ء) کا سٹیشناں تیں گوجری پروگرام شروع ہویا تاں نثری تحریراں مانھ ہور باقاعدگی آ گئی۔ اس عرصہ مانھ انشائیہ، کہانی، ترجمہ تے تحقیقی مضمون نشر ہون نال نثر مانھ جہڑی پکیائی آتی گئی اس پر ریاستی کلچرل اکیڈمی کی کوششاں نال ایسونکھار آیو جے ملکی تے بین الاقوامی معیار کی چیز لکھی جان تے شائع ہون کو سلسلو وی شروع ہو گیو۔ جد کہ ریڈیو کے ذریعے نشر ہون آلیں تحریر محفوظ نہیں تھی رہ سکیں تے ہوا مانھ کھِنڈ پھُٹ جائیں تھیں۔

۱۹۷۵ء مانھ ہندوستانی وزیراعظم محترمہ اندرا گاندھی تے شیخ عبداللہ مرحوم کے درمیان ہون آلو سمجھوتو گجراں کی طرح گوجری ادب واسطے وی سکھ کو سنیہو لیکے آیو۔ اس سال سرکاری طور پر گوجری تے گوجراں نال ہمدردی کے طور ریاستی سطح پر گوجری کلچرل کانفرنس ہون لگیں جنہاں مانھ کئی معیاری تحقیقی مقالا پیش ہوا جہڑا بعد مانھ اسداللہ وانی ہوراں نے جمع کر کے اکیڈمی توں 'گوجر اور گوجری' کا ناں نال شائع کیا تھا۔ دراصل یہی کانفرنس بعد مانھ کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھولن کی بنیاد بنی۔

صحیح معناں مانھ گوجری کا نثری ادب کی تحریری خدمت ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ کے نال ہی شروع ہوئی جس مانھ گوجری لوک کہانیاں کا مجموعہ شائع ہون کے نال قوم تے زبان پر تحقیقی مضمون، کہانی تے افسانا، ڈرامہ تے انشائیہ لکھن ہون لگا تے نالے تحریری شکل مانھ محفوظ وی۔ تعداد کا لحاظ نال گوجری کہانیں، تحقیقی مقالا تے انشائیا غالبًا دو جی چیزاں تیں زیادہ لکھن ہوا ہیں پر کتابی صورت مانھ اسطرح کی صنف دیکھن نا اجھاں گوجری اکھ تسائی ہیں۔ ہاں اگر گل معیار کی کی جائے تاں مایوس ہون آلی کائے گل نہیں۔ رضا مرحوم کا

ڈرامہ 'مہار و پیر' تے رانا فضل ہوراں کا ڈرامہ 'روشنی' سمیت جموں کشمیر مانھ لکھیا تے سٹیج کیا گیا ڈراماں دیکھن آلاں نے پُج پسند کیا تے کئیاں ناڈرامہ فیسٹیول مانھ انعام وی ملیا ہیں۔ اسے طرح گوجری کہانیں وی بین الاقوامی معیار کی ہیں تے ویہ کسے وی ترقی یافتہ زبان کا ادب نال اکھ بھڑا سکیں۔

گوجری نثری ادب مانھ سب توں پہلاں تحریری طور پر شائع ہون آلو رضا مرحوم کو ڈرامو 'مہار و پیر' تے دو جی تحریر تھی رانا فضل حسین کی تحریر 'رت کا نشان'، جہڑا نثری ادب مانھ بنیادی حیثیت رکھیں۔ مولانا مہرالدین قمر کو کتابچو 'گوجری ادب' کا ناں نال ۱۹۶۶ء مانھ شائع ہوؤ جس مانھ گوجری ادب پر اک گوجری مضمون شامل تھو۔ اس تیں بعد کلچرل اکیڈمی (۱۹۷۸ء) کی طرفوں گوجری لوک کہانیاں کا مجموعہ شائع ہوا تے تحقیقی مضمون 'مہار و ادب' ناں کا سالنامہ مانھ ہر سال شائع ہون لگا۔ نجی طور پر پہلی نثری کتاب اے کے سہراب نے ۱۹۸۶ء مانھ 'چون' کا ناں نال شائع کی جس مانھ انھاں کا لکھیا وا چار ڈراماں شامل تھا۔ ۱۹۹۱ء مانھ چوہدری غلام رسول اصغر نے گوجری کو پہلو تیہن تک کو آخری ناول 'آخری سہارو' چھاپیو جد کہ ۱۹۹۶ء مانھ ڈاکٹر رفیق انجم کی کہانیاں کی کتاب 'کورا کاغذ' شائع ہوئی جہڑی گوجری کہانیاں کی پہلی کتاب ہے۔ اسے سال نسیم پونچھی ہوراں نے مولانا علی میاں ندوی کی کتاب 'کاروان مدینہ' کو گوجری ترجمہ 'مدینی قافلو' کا ناں نال کیو جہڑو کلچرل اکیڈمی نے چھاپیو۔ ۱۹۹۶ء مانھ ہی ڈاکٹر رفیق انجم نے گوجری ادب پر پہلی تاریخ لکھی جہڑی ریاستی کلچرل اکیڈمی نے ۲۰۰۰ء مانھ گوجری ادب کی 'سنہری تاریخ' کا ناں نال شائع کی۔ یاہ وی تحقیقی میدان مانھ اپنا موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ اس توں بعد سرور چوہان ہوراں نے اپنی نثری کتاب 'کھوٹا سِکا' ۲۰۰۳ء مانھ چھاپی جد کہ سال ۲۰۰۴ء مانھ امین قمر کی کہانیاں کی کتاب 'چانن' شائع ہوئی۔ ڈاکٹر رفیق انجم کی گوجری کہاوتاں کی کتاب 'مہارا اکھان مہاری پچھان' تے منشاء خاکی تے ڈاکٹر رفیق انجم کی سانجھی کتاب 'گوجری گرائمر' نثری ادب مانھ نواں اضافہ ہیں۔ اسے سال گوجری کا

نثری ادب مانھ اہم ترین اضافو 'قران پاک کا گوجری ترجمہ تے تفسیر' کو کم ہے جہڑو مولانا فیض الوحید نے شائع کروایو ہے تے اسو یلے عوام واسطے دستیاب ہے۔اسے سال پاکستان توں سعید بانیاں کی کہانیاں کی کتاب 'دل کا تارا' شائع ہوئی تھی۔اس تیں بعد حسن پرواز ہوراں کو الفارق کو گوجری ترجمہ سال ۶۔۲۰۰۵ء مانھ تے مولانا امین مدنی ہوراں کو کیو وو قران پاک کو گوجری ترجمہ ۷۔۲۰۰۶ء مانھ شائع ہوؤ ہے۔ ڈاکٹر رفیق انجم کی گوجری لکھاڑیاں بارے اک کتاب 'لعلاں کا بنجارا' اسے سال شائع ہوئی ہے۔تے ہور جہڑی کتاب اسو یلے چھاپے چڑھن واسطے تیار ہیں ان مانھ اقبال عظیم چوہدری تے مرزا خان وقار کی کہانیاں کی کتاباں تیں علاوہ تے ڈاکٹر رفیق انجم کی گوجری ڈراماں بارے کتاب تے سنہری تاریخ کونواں ایڈیشن جیہی تحقیق شامل ہیں جہڑی اسے سال شائع ہو جان کی امید ہے۔

ان کتاباں تیں علاوہ شیرازہ گوجری تے مہارو ادب کا ان خصوصی شماراں کو ذکر ہوں ضروری سمجھوں جہڑا لوک ادب نمبر، مشاہیر نمبر، افسانہ نمبر، سروری کسانہ نمبر، ابرار احمد ظفر نمبر تے لوک کہانیاں کا ناں نال شائع ہوتا رہیا ہیں۔ان کتاباں مانھ شائع ہون آلا تحقیقی مضموناں مانھ بھاویں کوئے ربط نہیں پر یہ آن آلا دِناں کا کسے وی محقق واسطے رہنمائی تے بنیادی مواد (Raw material) ضرور مہیا کریں۔

اس طرح تحریری طور پر شیرازاں تے کتاباں کی صورت مانھ جہڑو نثری ادب اج مہارے سامنے موجود ہے اس نا تفصیلی طور پر بیان کرن واسطے کجھ اس طریقے تقسیم کیو جا سکے۔

۱۔ڈرامہ تے ناول، ۲۔کہانی تے افسانہ

۳۔تحقیقی مضمون تے کتاب ۴۔گوجری قواعد تے لسانیات،

۵۔اداریا تے پیش لفظ، ۶۔انشائیہ تے طنز و مزاح

۷۔ترجمہ ۸۔چٹھی پتر ۹۔لغت سازی ۱۰۔گوجری صحافت

ا۔ڈراماتے ناول

ڈراموتقل کوناں ہے تے نقل انسانی فطرت مانھ شامل ہے۔اس واسطے اس گل مانھ کسے نا کوئے تعجب نہیں ہونو چاہیئے کہ ڈرامہ کی تاریخ اتنی قدیم ہے جتنی انسانی زندگی یا انسانی تہذیب۔ڈراموانسانی زندگی کا بکھ بکھ رنگاں کی منظرکشی کوبہترین ذریعو ہے جس مانھ انسانی کرداراں کی عملی حرکات کے ذریعے دیکھن یا سنن آلا کا ذہن پر کائے حقیقت چِتری جائے۔اسے گلوں اسکوتاثر دیر تک تے دور تک انسان کے سنگ رہے۔تاریخ دیکھی جائے تاں ثابت ہوئے کہ ڈرامہ کووجودقدیم تہذیباں مانھ موجودتھو۔کُجھ لوکاں کوخیال ہے ڈرامہ کو فن یونان تیں باقی دنیا مانھ پھیلیو پر یاہ پوری سچائی نہیں۔حقیقت یاہ ہے کے ہرعلاقہ کی اپنی اپنی تہذیب رہی ہیں جن مانھ باقی ثقافت تے ادب کی طرح ڈرامہ کوفن بھی اپنے اپنے طورجمو تے پلتو رہیو ہے۔اسکی اک مثال سنسکرت ڈرامہ کی روایت ہے جہڑی خالص ہندوستانی روایت تھی تے اس پر کسے یونانی یامغربی تہذیب یاروایت کواثرنہیں سئی لگتو۔

کہانی کی طرح ڈرامہ کی صنف وی گوجری واسطے بڑی موزوں سئی لگے۔کیوں جے ان دوہاں کومتعلقہ مواد گوجرا ماحول تے لوک ادب مانھ پہلاں توں موجودتھو۔لوک ادب مانھ گوجری لوک کہانی تے لوک باراک مستقل خزانو ہے جن مانھ ان بہادر گوجر سپوتاں کی کہانیں نسل درنسل زبانی چلتی آویں تے یہ داستان سنتاں ہی اگلا کا ذہن پر واقع کواک نقشو بنتو جائے۔اس طرح گوجرا ماحول کا انسان ناجہڑا تعلیم یافتہ نہیں،انھاں نا ڈرامہ دیکھن تے سنن نال بڑی دلچسپی تھی۔یاہی وجہ ہے کہ جدید گوجری ادب کی چڑھت نال ڈرامہ لکھن تے پیش کرن مانھ بڑی تیزی آئی۔یاہ مہارے واسطے نویں ہوسکے پران بزرگاں واسطے نویں چیز نہیں تھی جہڑا پہلی پیہڑی کا تھا تے کئیاں نے ڈرامہ دیکھ کے اس گل کواظہار وی کیو جے

اسطرح کا ڈرامہ ہم وی ڈھوکاں بہکاں مانھ کرتا رہیا ہاں۔ اس توں ثابت ہوئے جے موجودہ تحریری ادب تیں پہلاں وی گوجری مانھ لوک ڈرامہ کو وجود تھو پر اس گل نا تحقیقی طور پر ثابت کرن واسطے مزید گوڑھی تے سنجیدہ کوششاں کی ضرورت تے گنجائش ہے۔

اُردو ادب کا ماہر یاہ گل تسلیم کریں جے اردو مانھ ادبی ڈرامہ کو رواج بیہویں صدی کی شروعات مانھ ہویو۔ تے واجدؔ علی شاہ (رادھا کنہیا) تے امانتؔ لکھنوی (اِندر سبھا) اُردو ڈرامہ کا موہر یا منیا جائیں۔ ویہہ یاہ حقیقت وی تسلیم کریں کہ اُردو ڈرامہ کے پچھے سنسکرت ڈرامہ کی روایت تھی۔ یاہ وی حقیقت ہے جے سنسکرت تیں بعد پراکرت تے فروسطی تے شمالی ہندوستان مانھ اُردو کی چڑھت تیں پہلاں تقریباً دس صدیاں تک گوجری ادب کو دور رہیو ہے، جس نا قدیم گوجری ادب کہیو جا سکے۔ فریاہ گل ذری اوپری سئی لگے جے ہندوستانی ڈراموسنسکرت تیں بعد اچانک کِت غائب ہو گیو تھو تے کسطرح فر بیہویں صدی کا شروع مانھ اُردو مانھ آن پیدا ہوئے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ قدیم گوجری ادب مانھ وی ڈرامہ کی روایت رہی ہوئے پر اس واسطے مزید تحقیق کی گنجائش تے ضرورت ہے۔ اس گلوں ایسا کسے امکان کو بوہواک دم بند کر چھوڑنو مناسب نہیں لگتو۔

جدید گوجری ادب مانھ باقاعدہ طور پر ڈرامہ لکھن کو رواج ۱۹۵۰ء توں بعد کو ہے تے سب توں پہلو ڈراموجہڑو نظر آوے، وہ غلام احمد رضاؔ مرحوم کو گوجری ڈراموُ 'مہارو پیرُ' ہے۔ یوہ اسٹیج ڈراموُ ۱۹۶۲ء کے نیڑے تیڑے لکھن ہویو تے اسکی کجھ قسط بعد مانھ سروریؔ کسانہ مرحوم کا 'نوائے قوم' تے 'گوجر دیس' مانھ ۱۹۶۴ء مانھ شائع ہوا۔ یوہ ڈراموا س دور مانھ کئی جگہ پیش ہویو تے لوکاں نے پسند وی کیو۔ کیونجے اس کو موضوع لوکاں کے دل لگے تھو۔ شاہوکاراں تے نقلی پیراں کے ہتھوں عام گوجر نال جو برتاء ہوئے تھو اسکو نقشو اس ڈرامہ کو اصل موضوع تھو۔ اتفاق کی گل ہے جے اس ڈرامہ کا مکالمہ گوجری مانھ مزاح نگاری کی وی ابتدا منیا جائیں۔ اس ڈرامہ کو

ریڈیائی رُوپ بعد مانھ پاکستان کا ریڈیو سٹیشناں تیں وی نشر ہوتو رہیو ہے۔اسطرح انگریزاں کا زمانہ مانھ ہندوستانی تھیٹر پر جہڑا خوشگوار اثر پیا تے ہندوستانیاں نے انگریزی ادب، تحقیق تے ڈرامہ کا جہڑا اصول اپنے واسطے اپنایا انھاں کو چھاملو گوجری مانھ وی نظر آوے۔

ریڈیائی ڈراما: گوجری ڈراما کی شروعات تے ترقی مانھ ریڈیو کو سب تیں اہم رول ہے۔ہر زبان کا ریڈیو ڈرامہ لکھن کی پہل انھاں ہی لوکاں نے کی جہڑا پہلاں توں ریڈیو مانھ نشریاتی فرض نبھاویں تھا تے مختلف زباناں مانھ پیش ہون آلا ڈراماں کا اسلوب تے اصولاں تیں واقف تھا۔ تے یاہ گل گوجری واسطے وی ہو بہو سچ ثابت ہوئی۔ پاکستان کا ریڈیو سٹیشن تراڑکھل (۱۹۶۵ء) تے مظفر آباد (۱۹۶۷ء) تیں گوجری نشریات شروع ہوئیں تاں ریڈیائی ڈرامہ تے جھلکیاں کو سلسلو وی شروع ہو گیو۔ رانا فضل ہوراں کو اک ڈرامو 'روشنی' بہت مشہور ہو یو جس نا پہلو ریڈیائی ڈرامو ہون کے نال نال پہلو قومی ایوارڈ وی ملیو۔ تے اس نال گوجری لکھاڑیاں مانھ ڈرامہ لکھن کو رجحان وی پیدا ہو یو۔اس توں بعد رانا فضل حسین، طاؤس بانہالی تے رانا غلام سرور ہوراں کا بہتیرا ریڈیائی ڈراماں ان سٹیشناں تیں نشر ہوتا رہیا ہیں۔ان ڈراماں مانھ آزادی تے مُلکی تقسیم کا موضوع نمایاں سہی لگیں تے یہ تلخیں انکی ذاتی زندگی کی وی ترجمان ہیں۔اس توں علاوہ سماجی بے دردیاں تے نابرابری، تعلیم آلے پاسے رغبت تے بیاہ شادیاں مانھ ہون آلیں بے قاعدگی وی موضوع بنی ہیں ۔ سرینگر (یکم نومبر ۱۹۶۹ء) تے جموں (۸ جون ۱۹۷۵ء) تیں گوجری نشریات شروع ہوتاں ہی اُن کی دیکھو دیکھی اِت کا ریڈیو سٹیشناں نے ریڈیائی ڈرامہ کو یوہ سلسلو ہو راگے بدھایو۔ سرینگر تیں اے کے سہراب نے حمید کسانہ کا ریڈیائی ڈرامہ 'نکا کی اڑی' نال شروعات کی تے فِر غلام حسین صیاؔء کا ڈرامہ 'پیر کی مرگ' تیں بعد سہراب صاحب نے 'مہندی' نال ڈرامہ نگاری کی شروعات کی۔ ریڈیو کشمیر جموں کو اک سلسلہ وار ڈرامو 'مقدم' برابر پنج سال تک چلتو رہیو۔

اسٹیج ڈراما: ۱۹۷۸ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ کا قیام کے نال ہی وہ یہ ڈرامہ تحریری شکل مانھ وی شائع ہون لگا جھڑا پہلاں ریڈیو کے ذریعے ہوا مانھ اُڈ جائیں تھا، تے نالے گوجری کانفرنساں تے علاقائی پروگراماں مانھ اسٹیج ڈراماں باقاعدگی نال شامل کیا جان لگا۔ اسطرح فردوس ڈرامہ کلب آورہ کی طرفوں، گلاب دین طاہر کو لکھیو وو گوجری کو پہلو اسٹیج ڈرامو ''اندھیرا مانھ لو'' مارچ ۱۹۸۰ء کی گوجری کلچرل کانفرنس مانھ جموں کا ابھینو تھیٹر مانھ پیش ہوؤ۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء مانھ ٹیگور ہال سرینگر مانھ بابو نور محمد نور کو ڈرامو 'تحصیلدار کی عدالت' تے اقبال عظیم کو 'غماں کی سلو' پیش ہوا۔ اس تیں بعد گوجری اسٹیج ڈرامو کو بیڑو ٹھل پیو تے کئی ہور لکھاڑی وی باندے آیا جن مانھ شامل تھا غلام رسول آزاد، چودھری قیصر دین قیصر سرور چوہان تے عبداللطیف فیاض۔ ان کا لکھیا واکئی ڈرامہ گوجری کانفرنساں مانھ پیش ہوا۔ فرجد کلچرل اکیڈمی نے ڈرامہ نگاراں کی حوصلہ افزائی کو سلسلو شروع کیو تاں ڈرامہ کا فن مانھ ہور فنی مہارت آن لگ پئی۔ ان حضرات کا لکھیا واڈرامہ تے جھلکیں کئی کانفرنساں مانھ پیش کیا گیا جھڑا دیکھن آلاں نے مچ مچ پسند کیا تے یہ تحریر اجھاں وی شیرازہ گوجری کا برقاں پر چتری وی موجود ہیں۔ اس دور (۱۹۸۰ء) مانھ کئی ڈرامہ کلب وی بنیا جن مانھ گلاب دین طاہر ہوراں کی سربراہی مانھ قائم ہون آلو 'فردوس ڈرامہ کلب آورہ' تے بابو نور محمد نور ہوراں کو 'نشاط ڈرامہ کلب چنڈک' دو اہم ناں ہیں تے حق بات یا ہی ہے جے جموں کشمیر مانھ گوجری ڈراما کی شروعات تے ترقی مانھ گلاب دین طاہر تے نور محمد نور ہوراں کی قربانی شامل ہیں جنھاں کو اعتراف ضروری ہے۔ پر سچ یوہ ہے جے اکیڈمی کا گوجری شعبہ نا اج تریہہ سال پورا ہون پر کدے ڈرامہ کو جائزو لیو جائے تاں گوجری کا اسی ۸۰ فیصدی ڈرامہ پہلا دساں سالاں مانھ تحریر ہو یا ہیں تے اس میدان مانھ اج وہ جوش جذبو نظر نہیں آ تو جھڑو پہلا دور مانھ تھو۔ تے اس دور کا قائم ہون آلا ڈرامہ کلب وی ہن ٹھنڈا پے گیا ہیں۔ تے ڈرامہ کا میدان کا سب

توں کامیاب شخص عبداللطیف فیاض ہور وی اس فن مانھ ایسا رجھیا تے ایسا بلند ہویا جے گوجری تیں مچ دور ہو گیا تے گوجری ترستی رہ گئی۔

تعداد کا لحاظ نال سب توں زیادہ ڈرامہ رانا فضل حسین راجوروی، قیصر دین قیصر، نور محمد نور، طاؤس بانہالی تے رانا غلام سرور نے لکھیا ہیں پر ڈرامہ ناتحریری تے کتابی شکل مانھ باندے لیان مانھ پہل کی جناب اے کے سہراب نے اپنا چار ریڈیائی ڈراماں کو مجموعو 'چون' شائع کر کے۔ جہڑو ۱۹۸۶ء مانھ چھاپے چڑھیو تے اس پر انھاں نا اکیڈمی ایوارڈ وی ملیو۔ پار لے پاسوں رانا غلام سرور صحرائی کا دس گوجری ڈراما کو مجموعو شائع ہون کی خبر ہے پر یاہ کتاب اجھاں تبصرہ واسطے دستیاب نہیں ہو سکی۔ مجموعی طور پر اس عرصہ مانھ لکھیا جان آلا یا پیش ہون آلا ڈراماں مانھ سماجی پسماندگی تے گجراں نال دوجی قوماں تے سرکار کو ناروا سلوک تے نال نال اصلاحی تے تعلیم آلے پاسے بیداری کا مضمون شامل تھا۔

۱۹۹۰ء تیں بعد اسٹیج ڈراما کا میدان مانھ جہڑا نواں لکھاڑی شامل ہویا ان مانھ طارق فہیم، اقبال ظفر، شوکت نسیم تے خالد وفا شامل ہیں۔ ان نوجوان تے باصلاحیت لکھاڑیاں نے کئی گوجری ڈراما لکھیا تے کامیابی نال اسٹیج کروایا ہیں۔ ان نوجواناں نے گوجری مانھ DramaStreet کو رواج وی کامیابی نال شروع کیو ہے۔ اجکل جہڑا نواں ڈراما کلب وجود مانھ آیا و یہہ ہیں 'اثر ڈراما کلب کالاکوٹ' تے 'ظفر ڈراما کلب' بھالی بیلہ شو پیاں۔ اسطرح اک لمی خاموشی تیں بعد ہن گوجری مانھ ڈرامہ نگاری کو سلسلو اسٹیج ڈرامہ، ریڈیائی ڈرامہ تے ٹی وی ڈرامہ کی صورت مانھ زور پکڑے لگو وو۔ تے اسو یلے سب توں فعال ڈراما کلب 'اثر ڈراما کلب' کالاکوٹ ہے جس کا نوجوان لکھاڑی تے فنکار بڑا جوش جذبہ نال اپنی قومی ذمے داری نبھاویں لگا وا۔

ٹی وی ڈراما: پھر ۲۰۰۱ء مانھ دوردرشن تیں گوجری ڈراماں کو سلسلو شروع ہو یو جس مانھ جاوید راہی (شنگراں کا باسی تے سانجھا دُکھڑا) حسن پرواز (ککھاں کی کُلی تے نُور و)، غلام رسول اصغر تے کے ڈی مینی ہوراں کا لکھیا واکئی ڈراما قسط وار نشر ہو یا۔ تے یو ہ سلسلو بلیں بلیں جاری ہے۔ ان تیں علاوہ وی کئی تنظیماں کی طرفوں گوجر اکلچر نا بیان کرن واسطے کئی ٹی وی ڈراما دسیا گیا ہیں پر ان مانھ زبان تے ثقافت نال انصاف نہیں ہو سکیو بلکہ کجھ اک ڈراما تے قابلِ اعتراض تے اس سادہ قوم نال مذاق سئی لگیں۔ گوجری کی واحد ٹیلی فلم کو مسودو اجھاں تک دوردرشن سرینگر مانھ دھوڑ بیٹھ دبن ہو یو وو ہے جہڑی ڈاکٹر رفیق انجم نے ۱۹۹۶ء مانھ 'مریاں ڈھینڈی' کی لوک داستان نا سامنے رکھ کے لکھی تھی۔

شیرازہ گوجری مانھ شائع ہون آلا سب ڈراماں کی زبان، پلاٹ، تکنیک تے فنی خوبیاں یا خامیاں کا تجزیہ کئی لکھاڑیاں نے اپنا اپنا انداز مانھ کرن کی کوشش کی ہے جن مانھ غلام حسین اظہر، اے کے سہراب، گلاب دین طاہر، عبداللطیف فیاض تے پرویز احمد کا ناں آویں۔ پر سچی گل یاہ ہے جے گوجری ادب مانھ ڈرامہ کا معیار کی پرکھ واسطے صرف گنیا گٹیا اصولاں کی نہیں بلکہ نفسیات تے سماجیات کا علم کی وی لوڑ سئی لگے۔ تے اس واسطے اس میدان کا کسے ماہر کے نال نال کجھ مہلت کی وی ضرورت ہے۔ اس مانھ کوئے شک نہیں جے گوجری ڈراما انھاں ہی لوکاں نے لِکھیو ہے جہڑا پہلاں اُردو زبان جانے تھا پر یو ہ اک محض اتفاق ہے ورنہ جہڑا ڈرامہ لکھیا گیا ہیں انھاں پر اُردو ادب کا اثرات تے فنی باریکیاں کی قبولیت کے بجائے گوجرا ماحول کو زیادہ اثر ہے تے گوجری ڈرامہ مانھ جہڑی ترقی ہوئی ہے واہ کسے مطالعہ یا قاعدہ کے بجائے لکھاڑیاں کا ذاتی تجرباں کی بنیاد پر ڈرامہ دیکھن آلاں کی پسند تے Response کی بنیاد پر ہوئی ہے۔

ڈرامہ کا فن نا مقبول تے عام کرن واسطے ریاستی کلچرل اکیڈمی نے ہر سال ڈرامہ فیسٹیول تے سب زباناں مانھ لکھیا جان آلا ڈراماں نا سالانہ انعام دین کی سکیم وی شروع کی وی ہے جس کے تحت ہن توڑی گلاب دین طاہر، اے کے سہراب، طارق فہیم، جاوید راہی حسن پرواز تے اقبال ظفر نے اپنا اپنا ڈراماں پر انعام وی لیا ہیں۔

مختصر یوہ کہ گوجری مانھ ڈراما کو جتنو وسیع تے زرخیز میدان تھو اس کے مطابق محنت نہیں ہوسکی پر اس سب کے باوجود گوجری مانھ جتنا چنگا ڈرامہ لکھن ہو یا ہیں انھاں کو اندازو تخلیق کاراں کا کجھ اک ڈرامہ پڑھ کے لایو جاسکے۔ مثال کے طور گلاب دین طاہر کو 'اندھیرا مانھ لو' تے 'کراٹھ'، اقبال عظیم کو 'غماں کی سلو، قیصر ہوراں کو 'سرحداں کا راکھا تے 'قسمت کا لیکھ'، سہراب صاحب کو 'مہندی' تے کرتُوت' چوھدری طالب حسین کو 'بھویرو'، نور محمد نور کو 'تحصیلدار کی عدالت' تے چالاک نوکر' عبدالحمید کسانہ کو 'نِکا کی اڑی' تے 'کون کسے گو' عبداللطیف فیاض کو 'روزنامہ ہفتہ وار' اقبال ظفر کو 'مجبوری' طارق فہیم کو 'غریبی' شوکت نسیم کو 'کانی تعلیم' خالد وفا کو ڈرامو 'نشہ کی لہر' تے ڈاکٹر رفیق انجم کو 'جھلیا لوک، وغیرہ۔

گوجری ناول:

گوجری ناول کو میدان اجھاں وی نچھوہ ہی سمجھو کیونجے اج تک گوجری مانھ اک ہی ناول' آخری سہارو' شائع ہوسکیو ہے جہڑی کہ گوجری کا معتبر لکھاڑی غلام رسول اصغر کی تحریر ہے۔ 1991ء مانھ شائع ہون آلا اس ناول نا اکیڈمی ایوارڈ وی ملیو تھو۔ ہاں اگر خالص ادب کی تاریخ کا نظریہ نال کھوج کی جائے تاں تاں رانا فضل ہوراں کو طویل ڈرامو' روشنی' تے اقبال عظیم چوہدری کی طویل داستان 'توں آوی جائے دم ہی نہ آئے تے کے کروں' جہڑی بلاشبہ آخری سھارو توں پہلی تحریر ہیں انھاں نا ناولٹ کہیو جاسکے تے اسطرح ویہ اس صنف کیں پہلی تحریر کہی جاسکیں۔ پر غلام رسول اصغر ہوراں نے جس خلوص تے پابندی نال اک عرصہ توں گوجری کی خدمت کی ہے تے جس چاء نال انھاں نے گوجری کو یوہ پہلو ناول شائع کیو ہے اسکی تاریخی حیثیت اپنی جگہ مسلمہ ہے، پر شاید ناں کی مناسبت نال اس نا نظر لگ گئی تے یوہ گوجری واسطے واقعی پہلو تے آخری سہارو ثابت ہو یو۔ تے اج تک اس سلسلہ کی کائے وی نویں اشاعت پچھلا دس پندراں سالاں مانھ باندے نہیں آسکی۔

اس سب کائیں کے باوجود گوجری واسطے چنگو شگون یوہ ہے جے ناول کسے وی زبان کا ادب مانھ داخل ہون آلی آخری صنف وہے تے اسطرح ہم یاہ ضرور کہ سکاں جے اج گوجری اس مقام پر دوبارہ پوہچ گئی ہے جے اس مانھ ہر صنف کی تحریر موجود ہیں تے ہر میدان مانھ تخلیقی عمل جاری ہے۔ تے اسطرح شاید ان لوکاں تے شریکاں کا منہ وی شاید بند کیا جاسکیں جہڑا گوجری کی صدیاں کی تاریخ ہاروں اس کی گھونپھر یائیں بارے وی کسے شک شبہ مانھ مبتلا ہیں۔

۲۔کہانیں تے افسانا

سجرا گوجری ادب مانھ کہانیاں کوروپ تے جوبن نکھر کے باندے آیو ہے، تے اج کہانی بلاشبہ غزل توں بعد گوجری کی سب توں مقبول تے معیاری صنف ہے۔اسکی اک وجہ یاہ وی ہے جے کہانی گوجراماحول مانھ ہمیشاں توں موجودرہی ہے تے گوجراں کی بے گھری تے لوک ادب کا دور مانھ وی کہانی گھر گھر بستی رہی ہے۔لہٰذا جدید گوجری لکھاڑیاں نے کہانی آلے پاسے قلم کی مہار موڑی تاں پڑھن سنن آلاں نا یاہ کائے اوپری چیز ہی نہیں لگی تے دوجی بڑی وجہ یاہ ہے جے گوجری کہانیاں کا پلاٹ کردار تے زبان عام انسان کی، گھر گھر کی، تے گراں گراں کی کہانی بیان کریں۔ تے اسطرح پڑھن سنن آلاں ناہر اک کہانی اپنی کہانی سئی لگے تھی۔ تے نوں لوکاں کی دلچسپی بدھن نال کہانی مقبول ہوتی گئی۔

تاریخی اعتبار نال پہلی گوجری کہانی جھڑی کاغت کا برقاں پر آئی واہ اقبال عظیم ہوراں کی لکھت 'رب کی کرنی' تھی۔ تے فراس تیں بعد کئی لکھاڑی بلیں بلیں اس میدان مانھ آتا گیا۔گوجری کہانی کی حوصلہ افزائی مانھ ریڈیو کو بڑو رول ہے تے جاوید نظامی، نسیم پونچھی، قیصر دین قیصر، امین قمر، مختارالدین تبسم، وزیر بجران، محمود رانا جیہا ناں اکیڈمی تیں پہلاں ہی لوکاں نا 'منہ زبانی' یاد ہوگیا تھا۔اکیڈمی کا گوجری شعبہ تیں بعد جھڑانواں لکھاڑی اس فرست مانھ شامل ہویا وہ یہ تھا، غلام رسول آزاد، غلام حیدر عادل، شریف شاہین، مرزا خان وقار، ڈاکٹر نصیرالدین بارو، عبدالحمید کسانہ، ڈاکٹر رفیق انجم، افضل ندیم تے اشرف چوہان۔انھاں مانھ زیادہ تے جمود کا شکار ہوگیا ہیں تے ہن سچی گل یاہ ہے جے اج مرزا خان وقار تے اشرف چوہان تیں بغیر کوئے وی باقاعدہ کہانیں نہیں لکھتو۔

ادبی معیار کا لحاظ نال اج گوجری مانھ اتنی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے جے واہ عالمی ادب کی کسے وی کہانی نال نظر ملا سکے۔ان کہانیاں مانھ فنی پکیئت کے نال نال زبان کی مٹھاس تے لہجا کی ایسی اپنائیت وی ہے جے پڑھن آلو کہانی مانھ دھستو چلیو جائے۔گل محض

دلچسپ داستان کی نہیں بلکہ ان کہانیاں مانھ سماج کی برائیاں پر طنز کے نال نال اصلاحی پہلو وی اسطرح گُنھیو وو ہوئے تھوجے کانی پڑھن سنن آلا کجھ تاثر لیکے اٹھیں تھا۔

ذرا دیکھو چوہدری قیصر دین قیصر اپنی کہانی 'نواں بُوٹ' نا اسطرح ختم کریں:

''میں بڑی عاجزی نال سو پر کا موچی نا کہیو کہ دھاگاں نال سیڑ چھوڑ تانجے کجھ گزارو ہوجائے۔ موچی کہن لگو جے چلن نال دھاگو گھس جائے گو پر ہوں اپنی دھڑتوں نہ ہٹیو۔ موچی نے تنگ آ کے کہیو، موچی کو پوت ہوں ہاں، توں تے نہیں''۔

اسیطرح انکی کہانی 'گوجر بستی' تے 'قسمت کا لیکھ' وی پڑھن جوگی ہیں۔ گوجری کہانی کی اک بڑی خوش قسمتی یاہ ہے جے اسکی بنیاد حقیقت نگاری پر ہے۔

امین قمر اپنی کہانی بیاہ مانھ مقدم کو حلیوا اسطرح بیان کریں:

''مقدم خیرو (جہڑو ہن مقدم گھٹ تے خیرو زیادہ رہ گیو ہے) نے اپنے ویلے جت چنگی مہیس دیکھی نہیں چھوڑی۔ سدھے ہتھیں لبھ گئی تے چنگی گل نہیں تے مقدم خیرو دوجا ہتھ دسنا وی جانیں تھو۔ وہی دوجا ہتھ وہ انھاں نا وی دسے تھو جہڑا اک واری بلایا نال لیتری مانھ نہیں آویں تھا۔ پنڈ اور بنی وی لکیر کسے ملک کا نقشہ ہاروں اراں پراں دھیاڑا توڑی دستا پھریں تھا۔ تے گھر آلیں بٹا تپا تپا کے ٹھکور کرتی رہیں تھیں''۔

غلام رسول آزاد اپنی کہانی خواباں کی ڈھیری مانھ لکھیں:

''میرو سب تیں بڑو ارمان یونس نا پڑھانو تھو۔ شاید زندگی کی طرح اس مانھ وی نا کام رہیو ہاں۔ حوصلہ تے ہمت کسے کی باڑی نہیں۔ جس کسے نے وی اسکی رسی پکڑی ضرور دندے لگو ہے۔ میرا خواباں تے ارماناں کی ڈھیری نا ضرور سگ لائیے''۔ اسطرح یاہ کہانی تے مک جائے پر سوچ کو اک نہ مکن آلو سلسلو شروع ہوجائے۔

ڈاکٹر نصیر الدین بارو کی کہانی لہو بچوں وی اک ٹوٹو پیش ہے تانجے ان کا اسلوب ناوی پڑھن آلا پرکھ سکیں۔:

''پہلاں تے ہوں کدے ماندو ہوتو ہی نہیں پر جدوی ماندو ہو یو ڈاھڈ و ماندو ہوؤ ہاں۔ اج تیجو مہینو ہے منہ کے نیڑے کائے چیز نہیں لے جاسکتو، لنگاں کا تران ٹٹ گیا ہیں، افسوس ہے جان نال سارو کجھ چنگو لگے۔ پرسوں ہی پیر صاحب نے کتاب کھول کے ساراں کے باندے باچھڑ دس چھوڑیو جے میں کے کے غلطی کی ہے''۔

مرزا خان وقارؔ نا موجودہ دور کو بہترین کہانی کار کہیو جا سکے۔ اس کو انداز و اُن کی جلدی شائع ہون آلی گوجری کہانیاں کی کتاب 'کالا حرف' تیں ہر کسے نا لگ جائے گو۔ انکی مشہور کہانی ''آدمی'' کو اقتباس دیکھو:

''ٹھک.....ٹھک! کاکا جمعہ نے دل نا بتو دتو مت پرلاں گمانڈیاں کو داند ہوئے بہکل داند رات کھل کے کدے کدے کنداں نالؔ کھینسر ے ہوئے تھو۔ پھر دل ما سوٹھو کیو جے اپلاں گمانڈیاں کو کتو ہوئے گو۔ وردل ما دعاء کی خدایا تیری کائے ہور مخلوق نہ ہوئے۔ پھر ایک باری ایسو ٹھک ہوؤ جے بو ہا کو روڑھو وی چینک گیؤ۔ بلو تے کو کاں اٹھ کے باپ کے نالؔ چمڑن لگا تے وہ پیر تے زو جیلا نا چھالاں نال پار کرنؔ آلو اج بو ہا کا روڑھا تک دو گز جا ما ڈر ڈر کے تے مر مر کے پجھیو۔ روڑا کی بتھ بچوں دوؤ رتک چا نئی ما ایک نظر ماری تے مڑ کے ایکن دو جا کے گل لگا واتے جیتا مو او ابلو تے کو کاں درد یکھ کے کہیو۔ باہر.....آدمی نہیں''

ہیں.....ادا آدمی نہیں۔ کو کاں کا منہ تیں نکلیو۔ کاکا جمعہ نے ساہ پھرتاں جواب دتو ۔ ہاں.....آدمی نہیں ''

اک ہور کہانی ''راجکماری'' کو اک اقتباس:

''خیر نوں بھی یُو ہ پیٹ پریم تے محبت کی نشانی گھٹ تے بگار کی کار زیادہ تھو۔ دکھیا عورت ہمدرداں نا دل کی گل دس ہی چھوڑے بھانویں نا محرم ہی کیوں نہ ہوئے۔ کم کے آخری دھیاڑے راجکماری نے میرے اگے اتھروں کڈھیا۔ ''ہمراہ پتی بہوت جالم ہے بابو ساب.....سام کو سراب پیوت ہے۔ رات کو اس کا بات نہ مانوں تو مار پیٹ کرت ہے۔ نسہ چڑہت ہے نا سالے کوں''

وقارؔ نے اپنا مخصوص انداز مانھ سماج پر اتنی گہری چوٹ کی ہے جے اُن کی بعض کہانی عالمی ادب کا معیار کی ہیں۔اُن کی کہانی راج کُماری، دودراں کی کُتی، تے آدمی پڑھن سُنن جوگی ہیں۔مختصر عرصہ مانھ وہ یہ تمام گوجری کہانی کاراں تیں اگے لنگھ گیا ہیں تے جے کِسے کی نظر نہ لگے تاں اُن کولوں گوجری ادب نا مُچ مُچ امید تے آسرا ہیں۔

کہانی تے افسانہ کو فرق مچ لکھن پڑھن تے سنن آلاں نا گھٹ ہی سمجھ آوے پر تیکنیکی اعتبار نال دیکھیو جائے تاں کامیاب کہانیاں کے نال نال کچھ لکھاڑیاں نا کہانی مانھ افسانوی رنگ بھرن کی وی چنگی جاچ ہے۔تے اسطرح محمود رانا کی بھابی تے بوٹی بوٹی کالجو، امین قمر کی دو جو پھیرو تے لکھتاں کی گل، شریف شاہین کی نیلم تے آزاد کی صدیاں کی بچی فنی اعتبار نال بڑی مضبوط تحریر ہیں۔

تعداد کا لحاظ نال سب تیں زیادہ کہانیں چوھدری قیصر دین قیصر ہوراں نے لکھی ہیں تے انھاں مانھ عام طور سماجی مسئلا ہی نظر آویں پر عام مقبولیت مانھ امین قمر، مرزا خان وقار، ڈاکٹر نصر الدین بارو تے سلیم دو قدم اگے لنگھ جائیں شاید اسواسطے جے انھاں نے افسانہ نگاری کا فن مانھ الجھن کے بجائے پڑھن سنن آلاں کی رگ پکڑلئی ہے تے لہجہ مانھ طنز و مزاح شامل کر کے اتنا خوش کیا ہیں جے وہ فنی باریکیاں مانھ نہ ہی پوئیں۔

پاکستان مانھ تخلیق ہون آلو گوجری ادب شاید کئی صنفاں مانھ زیادہ معیاری ہوئے گو پر یاہ گل وثوق نال کہی جا سکے جے کہانی یا افسانہ مانھ کوئے وی امین قمرؔ تے وقارؔ کو مقابلو نہیں کر سکتو۔بلکن یہ لکھاڑی بین الاقوامی ادب مانھ اپنی پہچان کرا سکیں کدے انکی کہانی ترجمہ ہو کے دنیا توڑی پوہچیں۔ویسے وی یاہ اک حیرانکی آلی گل ہے جے جت پاکستانی لکھاڑیاں کی کئی تخلیق شیرازہ گوجری مانھ شائع ہوتی رہی ہیں اُت کہانی تے افسانہ کو کال سئی لگے۔یا اس پاسے انھاں نے گھٹ توجہ کی ہے۔اس ویلے توڑی اُس پاسوں صرف سعید بانیا کی کہانیاں آلی کتاب ''دل کا تارا'' شائع ہوئی ہے تے رانا فضل ہوراں کی کہانیاں آلی کتاب 'بِتھ گگن پاتال' اجھاں اشاعت کا مرحلہ مانھ ہے پر انھاں بچوں کائے وی کتاب یا

کہانی مھاری کشمیر مانھ نہیں اپڑی جے اس موضوع پر تبصرو کیو جاسکتو۔

گوجری کی کجھ کہانی جہڑی پڑھن سنن آلاں نے مچ پسند کی ہیں یا جہڑی پڑھی جانی چاہیئے وہ کجھ اس طرح ہیں: اقبال عظیم کی 'ننواتی تے ڈاچی والیا موڑ مہاروے'، امین قمر کی 'لگیاں کو سینہ تے آٹا کو پاء'، نسیم پونچھی کی 'گجرانی'، جاوید نظامی کی 'ان کڑکی'، قیصر دین قیصر ہوراں کی 'نواں بوٹ'، ڈاکٹر نصیر الدین بارو کی 'لہو'، مرزا خان وقار کی 'آدمی تے راجکماری'، محمود رانا کی 'بوٹی بوٹی کالجو، تے بھابی'، غلام رسول آزاد کی 'صدیاں کی بچی تے خواباں کی ڈھیری'، کے ڈی مینی کی 'رجی'، حمید کسانہ کی 'دوڑ'، ڈاکٹر انجم کی 'دو جائیگی تے کباری'، تے شریف شاہین ہوراں کی 'نیلم'۔ کجھ نواں لکھن آلاں کا قدم اس میدان مانھ بڑا مبارک پیا ہیں جن مانھ خالد ندیم کی کہانی 'اڈیکوان' ضرور پڑھن جوگی ہے۔

گوجری کہانی کاراں مانھ مچ تھک کے بیس گیا ہیں تے کجھ اک نواں وی شامل ہو یا ہیں پر اج تک اشاعت آلے پاسے اللہ جانے کیوں نہیں مڑیا۔ ۱۹۹۶ء مانھ شائع ہون آلی ڈاکٹر رفیق انجم کی کہانیاں کی کتاب 'کورا کاغذ' گوجری کہانیاں کو پہلو مجموعو ہے جد کہ دوجی کتاب سرور چوہان کی 'کھوٹا سکا' سال ۲۰۰۳ء مانھ شائع ہوئی تے امین قمر ہوراں نے سال ۲۰۰۴ء مانھ اپنی کہانی 'چانن' کا ناں نال شائع کی ہیں اسے سال مظفرابادتوں سعید بانیاں کی کہانیاں کی کتاب 'دل کا تارا' چھاپے چڑھن کی خبر پوہچی ہے پر کتاب اجھاں اس پاسے دستیاب نہیں ہوسکی۔۔ رانا فضل حسین، اقبال عظیم تے مرزا خان وقار اپنی اپنی کہانیں لیکے اشاعت واسطے تیار کھلا ہیں پر جد تک قیصر، آزاد تے سلیم کی کہانیں دنیا کے باندے نہیں آتیں گوجری اکھ تسائی رہیں گی۔ اسے طرح کدے باقی حضرات وی ہمت کریں تاں گوجری ادب مانھ چنگو اضافو ہوسکے۔ گوجری مانھ کہانی جئ ترقی یافتہ صنف کا شاہکار رچے گھراں مانھ پیا رہیا تاں لائبریری مانھ ریسرچ کرن آلاں نا کے ہتھ آوے گو یا اس طرح وی کہیو جاسکے جے انھاں نا گوجری کا ناں پر جو کجھ حاصل ہو یو تحقیق کرن آلا اسے کے مطابق گوجری زبان تے ادب کے بارے اپنی رائے قائم کرلیں گا جہڑی بڑی بدقسمتی آلی گل ہے۔

۳۔ تحقیقی مضمون تے کتاب

جدید گوجری کا نثری ادب کو سب توں زیادہ مواد تحقیقی مقالاں کی صورت مانھ ہے۔ جن کی شروعات ریڈیو کے نال ہی ہوئی تے فرکلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو قائم ہوتاں ہی کانفرنس تے مجلساں کو جھڑو سلسلو شروع ہو یو اس مانھ تحقیقی مقالاں ناسب توں زیادہ اہمیت ہوئے تھی۔ گوجراں کی تاریخ تے گوجری ادب تیں متعلق تحقیقی مقالا لکھن ہون لگا۔ تارخی پہلو پر لکھن آلاں مانھ سروری کسانہ، رام پرشاد کھٹانہ، غلام حسین ضیاء، کرم دین چوپڑہ، اسداللہ وانی، سکندر حیات طارق تے کے ڈی مینی جیہا معتبر لوک شامل تھا۔ ان حضرات نے بڑی محنت تے جہدی نال تحقیق کیں تے تاریخی حوالاں نال اپنا مضمون تیار کیا۔ جھڑا اج وی شیرازہ گوجری تے مہارو ادب کا شاراں مانھ محفوظ ہیں۔ ان مقالاں نا ترتیب دیکے مستقل تاریخ مرتب کی جا سکے تھی پر پتو نہیں کیوں اس پاسے کسے مہربان نے دھیان نہیں کیو۔ فروی گجراں کا اصلی وطن، ہندوستان مانھ آمد، گوجر حکومتاں تے بیہویں صدی کا گوجر رہنماواں تے روحانی شخصیتاں بارے مچ سوہنی تحقیق ہوئی ہیں۔ گوجری لوک ادب پر تحقیقی مضمون چھاپن تیں علاوہ اکیڈمی نے لوک کہانی چھاپن کو سالانہ سلسلو جاری رکھیوو ہے جھڑو قابل تعریف ہے۔

گوجری زبان تے ادب تیں متعلق سب تیں پہلی تحقیق رام پرشاد کھٹانہ ہوراں نے ۱۹۷۲ء مانھ کی جھڑی 'گوجر گوجری زبان وادب' کاناں نال شائع ہوئی تھی۔ تے اسکا کجھ اک حصا ترجمہ ہو کے شیرازہ گوجری مانھ شامل ہوتا رہیا ہیں۔ اس توں بعد پی این پشپ ملکھی رام کشان، ڈاکٹر صابر آفاقی، پروفیسر یوسف حسن، فضل مشتاق، اقبال عظیم، غلام رسول آزاد، نسیم پونچھی، ڈاکٹر رفیق انجم، تے گلاب دین طاہر کا زبان تے ادب تیں متعلق چنگا تحقیقی مضمون شیرازہ مانھ شائع ہوتا رہیا ہیں پر اس اس میدان مانھ وی واہی کمی محسوس ہوئے جے یہ مضمون کسے ترتیب نال پڑھن یا تحقیق کرن آلاں نا میسر نہیں ہوسکتا۔

اسو یلے توڑی جدید گوجری ادب مانھ جن کتاباں کو حوالو لیھے ان مانھ قمر راجوروی کی کتاب گوجری ادب کو ناں آوے۔اس مانھ گوجری زبان کے متعلق اک مضمون تیں علاوہ انکی اپنی شاعری موجود ہے۔رام پرشاد کھٹانہ کی گوجر گوجری زبان وادب مانھ زبان کا لسانی پہلو پر گل ہوئی ہے جد کہ گوجری ادب بارے اس مانھ کجھ نہیں لکھن ہو یو۔ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں نے گوجری ادب پر چنگو خاصو کم کیو ہے پر ادب کی تاریخ مرتب نہیں ہو سکی۔ڈاکٹر جمیل جالبی ہوراں نے تاریخ اردو ادب کی پہلی جلد مانھ قدیم گوجری ادب بارے تفصیلی بحث کی ہے تے گوجری تیں متعلق اس حصہ ناوی ترجمہ کر کے چھاپن کی سخت ضرورت ہے۔پروفیسر یوسف حسن ہوراں نے قدیم گوجری ادب پر سروری کسانہ ہوراں کی طرز پر چنگا مضمون لکھیا ہیں۔پر قدیم تے جدید گوجری ادب کے بشکار لوک ادب کے ذریعے اک تسلسل پیدا کر کے گوجری زبان تے ادب کو اک خاکو ڈاکٹر رفیق انجم نے گوجری ادب کی سنہری تاریخ کی صورت مانھ ۱۹۹۶ء مانھ پہلی بار کیو تھو جہڑی اپنی نوعیت کی پہلی کوشش تھی۔یاہ گوجری ادب کی مکمل تاریخ تے نہیں کہی جا سکتی پر انھاں نے گوجری ادب کی تاریخ کو جہڑو خاکو بنایو ہے اس پر آئیندہ تحقیق کرن آلاں نا بڑی آسانی ہوئیگی۔دس جلداں مانھ یاہ تاریخ مکمل کلچرل اکیڈمی نے چھاپنی ہے جس کی ست جلد شائع ہو گئی ہیں۔سنہری تاریخ کو اضافہ شدہ ایڈیشن اسے سال شائع ہو جان کی امید ہے۔اس توں علاوہ وی ڈاکٹر انجم نے گوجری ادب کا کئی پہلو لیکے الگ الگ کتاب وی لکھی ہیں مثلاً 'جدید گوجری شاعری پر 'سوچ سمندر، گوجری غزل پر 'غزل سلونی، گوجری لکھاڑیاں بارے تبصرہ آلی کتاب 'لعلاں کا بنجارا' تیں علاوہ 'گوجری گرائمر ،گوجری کہاوت کوش ، تے گوجری انگلش ڈکشنری وغیرہ جہڑی اپنا اپنا موضوع پر پہلی تے سنجیدہ شعوری کوشش کہی جا سکیں۔

اسطرح کسے خاص موضوع نا لیکے گوجری تیں متعلق تحقیق کرن آلاں مانھ ڈاکٹر رفیق انجم تے ڈاکٹر صابر آفاقی کے سنگ جاوید راہی کو ناں ہی آوے جنھاں نے لوک ادب

تیں متعلق لوک ورثو ناں کی کتاب چھاپن تیں علاوہ گوجراں کی لوک وراثتی ڈکشنری تے گوجر انسائیکلوپیڈیا چھاپ کے گوجری کا نثری ادب مانھ اہم اضافہ کیا ہیں۔

اپنی ڈاکٹریٹ کا موضوع کے طور ڈاکٹر صابر مرزا، ڈاکٹر مرزا خان وقار، تے ڈاکٹر جاوید راہی ہوراں نے وی گوجری زبان تے ادب کا موضوع نال چھیڑ چھاڑ کی ہے پر اس موضوع پر مستقل تے باقاعدہ مقامی پی ایچ ڈی کی شروعات کشمیر یونیورسٹی کا شعبہ اردو کا سربراہ پروفیسر قدوس جاوید ہوراں نے چوہدری پرویز احمد تے چوہدری محمد اسلم ہوراں کا تحقیقی مقالاں نال کروائی ہے۔ جن کا عنوان ہیں ''جدید گوجری ادب پر اردو کے اثرات'' اور ''گوجری غزل پر اردو غزل کے اثرات''۔ اس حقیقت پسندی تے گوجری ادب ماں سنجیدہ تحقیق کی شروعات واسطے پروفیسر صاحب مبارکباد کا مستحق ہیں تے امید ہے جے گوجری تحقیق کرن آلاں کی ویہہ اسے طرح رہنمائی تے سرپرستی کرتا رہیں گا۔ اسے طرح جموں یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی تے لاہور یونیورسٹی تیں وی گوجری پر کئی تحقیقی کم ہوا ہیں۔ جن ما، اکرم بانٹھ، غلام مصطفےٰ تے عابدہ عابی کا کم اہم ہیں۔ پچھلا کجھ سالاں ماسنٹرل یونیورسٹی آف ہماچل پردیش، یونورسٹی آف جموں تے بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری ما خصوصی تحقیقی مرکز وی قائم ہویا ہیں تے گوجری کورس وی شروع کیا گیا ہیں۔ اللہ کرے یوہ سلسلو مناسب رفتار نال اگے بدھتو رہے!

۴۔ گوجری لسانیات تے قواعد

گوجری ہندوستان کی قدیم زباناں بچوں اک ہے۔ تاریخی حوالا دیکھیا جائیں تاں گوجری کا کھُرا دسویں صدی عیسوی کا ادب مانھ صاف صاف دِسیں۔ ہِندوستانی ادب مانھ گوجری دسویں توں لیکے اٹھارویں صدی کا شروع تک نمایاں سئی لگے۔ گُوجر قوم کی تاریخ نانھ نظر مانھ رکھ کے یاہ گل ثابت ہوئے کہ گُجرات مانھ گُجراں کی حکومت کے نال ہی گوجری کی ترقی ہوئی تے فِر جدیاہ قوم حکومت چھوڑ کے جنگلاں تے پہاڑاں آلے پاسے نسن پر مجبور ہوگئی تاں گوجری زبان تے ادب کو خزانو وی کھیروں کھیروں ہو گیو۔ موجودہ دور کی زباناں بچوں اُردُو، ہِندی، گُجراتی، راجستھانی، تے پنجابی زبان کی تاریخاں مانھ گوجری کا حوالا نمایاں طور پر درج ہیں۔ قدیم گوجری ادب کا مطالعہ توں کُجھ اک گل باندے آویں۔ اک تے یوہ سارا کو سارو ادب فارسی رسمُ الخط مانھ ہے تے موضوع کا اعتبار نال اس مانھ اسلامیات تے تصوف نمایاں ہے۔ تے دُوجے گوجری قواعد توں متعلق کِسے کِتاب کو حوالو قدیم ادب مانھ نہیں لبھتو۔

۱۱۵۱ھ مانھ شائع ہون آلی لُغاتِ گُجری جہڑی عربی، فارسی تے گوجری کی لُغت ہے، اس بچوں کُجھ گوجری قواعد کشید کِیا جا سکیں تھا پر نجیب اشرف ندوی ہوراں نے ایسی کوشش نہیں کی بلکہ عربی تے فارسی کے نال گوجری لفظاں آلو خانو وی اُردُو کا کھاتہ مانھ باہن کی کوشش کی ہے۔ فِر وی خُدا کو شُکر ہے جے کِتاب کا عُنوان مانھ لُغاتِ گُجری برقرار رکھ کے اُنھاں نے حقیقت پسندی کو ثبُوت دِتو ہے۔ غالبًا اِس تحقیق کے وقت ندوی صاحب کا عِلم مانھ یاہ گل نہیں تھی جے گوجری اج وی اک زِندہ زُبان ہے۔ تے اپنی اصلی حالت مانھ ریاست جموں کشمیر مانھ موجُود ہے۔ اٹھارویں تے اُنیویں صدی مانھ گوجری زُبان پڑھائی لِکھائی تیں محروم رہن تے کوئے اک مرکز نہ ہون کی وجہ تیں تحقیق کرن آلاں تیں اوہلے رہی۔

اُنیویں صدی مُکتاں مُکتاں جد جموں کشمیر مانھ گوجراں کا موجود ہون تے اک

الگ زبان بولن کی سُوہ انگریز کھوجیاں نا لگی تے اُنھاں نے اِس قوم تے زبان تیں متعلق اپنی تحقیق شروع کرلئی۔قوم توں متعلق تے W. Lawrence سمیت تمام تاریخ داناں نے کشمیر کی تاریخ لِکھتاں گُوجراں کو حوالو ضرور دِتو ہے۔ پر جدید گوجری زبان توں متعلق تحقیق کرن آلا پہلا عالم T. Grahm Bailey ہیں جنھاں نے گوجری زُبان کا قواعد توں متعلق اپنو بنیادی نظرِ یو (observations) ۱۹۰۸ء مانھ شائع کیو۔جدید گوجری ادب بیہویں صدی کی پیداوار ہے جس کو مرکز بلاشُبہ جموں کشمیر کی ریاست ہے تے گوجری قواعد تیں متعلق پہلی کوشش کو سہرو گراہم بیلے کے سر جائے۔جن کی بُنیادی تحقیق تیں متاثر ہو کے سر جارج گرائرسن (G. Grierson) نے اس زبان پر تفصیلی تحقیق کی جہڑی ۱۹۲۳ء مانھ اُنکی مشہور تصنیف (Linguistic Survey of India) مانھ شائع ہوئی۔ اِس تحقیق مانھ گوجری زبان کا کئی لہجاں (Dialects) تے گوجری قواعد (Grammatical rules) تیں علاوہ زبان کی خانہ بندی (Classification) کی وی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تمام چیز حتمی تے نہیں کہی جاسکتیں پر گرائرسن کو یوہ کم گوجری توں متعلق پہلی سنجیدہ کوشش کو درجو رکھے۔

اس توں بعد گوجری تخلیق تے اشاعت کو سلسلو تے بلیں بلیں ٹھل پیو پر گوجری قواعد تیں متعلق تحقیق مانھ مزید کم ہوتاں ہور پنجاہ سال لگ گیا۔۷۳۔۱۹۷۲ء مانھ پروفیسر ڈاکٹر رام پرشاد کھٹانہ نے جموں کشمیر کا گوجراں بارے تحقیق شروع کی جس مانھ انھاں نے قوم کے نال نال گوجری زبان کی لسانیاتی حیثیت تے بنیادی قواعد بارے اپنا تجزیہ (Obervations) آلی اپنی کتاب گوجر، گوجری زبان وادب ۱۹۷۴ء مانھ شائع کی۔۷۵۔ ۱۹۷۴ مانھ ڈاکٹر جگدیش چندر شرما نے گوجری زبان مانھ صوتیات تے قواعد بارے جموں کشمیر مانھ پہلی جامع، سنجیدہ تے مستند تحقیق کی جہڑی بعد مانھ بھارتی لسانیات تیں متعلق مرکزی ادارہ (CIIL Mysore) نے گوجری صوتیات (Gojri Phonetic Reader-1979) تے (Gojri Grammar-1982) گوجری گرائمر کی صورت مانھ شائع کی۔

اسے دور مانھ جموں کشمیر مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلن نال (1978) زبان مانھ تخلیق تے اشاعت شروع ہوگئی پر گوجری قواعد کا موضوع پر کوئے کم نہ ہوسکیو۔ امریکی محقق ران البرٹ (Ron Albrecht Jr.) نے بیہویں صدی کا آخری دھا کا مانھ اس میدان مانھ قدم رکھیو تے ریاست جموں کشمیر کو دورو کرن تیں بعد گوجری تیں متعلق اپنی تحقیق (Gojri Discourse Grammar) کی صُورت مانھ ۲۰۰۰ء مانھ شائع کی جس پر اُنھاں نانھ (Associated Canadian Theological School) نے لسانیات کی ماسٹر ڈِگری دِتی۔

گوجری ادیباں کو ادھو قافلو ۱۹۴۷ء کی مُلکی تقسیم مانھ پاکستان چلے گیو تھو تے اسطرح ریاست کا اُس حِصہ مانھ وی گوجری کا ادبی کم جوش جذبہ نال ہوتا رہیا ہیں۔ پر گوجری قواعد کا کم مانھ اُت وی خاصی دیر لگی۔ اِس موضوع پر ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں گواک مضمون آوازِ گُرجر مانھ شائع ہو یو تھو جس مانھ کُجھ بنیادی سطح کی گل تھیں۔ بعد مانھ گوجری قواعد کا ناں نال یاہ کتاب مظفرابادِ (پاکستان) تیں ۲۰۰۲ مانھ شائع ہون گو پتو لگو ہے پر اجاں تک یاہ کِتاب دستیاب نہیں ہوسکی جے اس گو جائز ولیو جاسکتو۔

گوجری قواعد تیں متعلق چھیویں کوشش وائن ای لیو سے (Wyne E. Lusey) کی ہے۔ اس امریکی محقق نے پاکستان مانھ بولی جان آلی گوجری کا قواعد تے رسم اُلخط کا مسئلاں (Grammar and Standardization of Gojri script) تیں متعلق اپنی تحقیق ۲۰۰۲ مانھ شائع کی ہے۔ جہڑی اجھاں جموں کشمیر مانھ کتابی صورت مانھ دستیاب نہیں ہوسکی پر اِنٹرنیٹ (Internet) پر موجود اس کتاب کا سرسری مطالعہ توں ثابت ہوئے کہ اُنھاں نے اس تحقیق مانھ محنت، خلوص تے سنجیدگی نال کم کِیو ہے۔ تے اسطرح آئیندہ اس موضوع پر کم کرن آلا ڈاکٹر جے سی شرما تے وائن لیو سے کا ہمیشاں احسان مندر ہیں گا۔

گوجری گرائمر تیں متعلق کتاب لِکھن گو میرو پنواک چرو کنو خواب (Dream Project) تھو۔ پر گوجری ادب کی تاریخ تے گوجری اِنگلش ڈِکشنری جیہا کماں نے اِس

مانھ متی دیر کروائی۔ گوجری اپنی مادری زُبان ہون کی وجہ تیں میں محسوس کیو ہے تمام تحقیق کرن آلاں نے پُوری جانکاری نہ ہون کی وجہ تیں اِس موضوع مانھ کُجھ نہ کُجھ خامی چھوڑی وی تھی جِس کے بارے قلم چلان کی ضرورت تھی تے دُوجی وجہ یاہ تھی جے گوجری گرائمر توں متعلق پہلی ساریں کوشش انگریزی زُبان کا کلبُوت پر کی گئیں تھیں۔ جہڑی عام گوجری طالب علم یا لکھاڑی کی سمجھ توں اُپر ہیں۔ تے اُردو فارسی Format مانھ اک گرائمر کی سخت ضرورت تھی۔ تحقیق کرن آلاں نے پُونچھ مانھ بولی جان آلی گوجری نانھ مرکزی حیثیت سونپی ہے تے پُونچھ گو جم پل ہون کی وجہ تیں وی اِس موضوع پر اپنی جانکاری نانھ کاغذ قلم کے حوالے کرنو ہوں اپنو حق تے فرض سمجھوں تھو۔

اِس سلسلہ مانھ جد گوجری گرائمر کی گل اک مُلاقات مانھ سنجیدہ لِکھاڑی تے ہوراں نال ہوئی تاں اُنھاں نے خوشی کے نال یوہ راز وی دسیو جے اِس موضوع پر اُنھاں نے وی کافی بُنیادی کم کیو ہے۔ تے اسطرح ہم نے اپنا اپنا کم نانھ دیکھ سُن تے چھٹ اچھیر کے سانجھا طور پر شائع کرن کو فیصلو کیو۔ جموں کشمیر مانھ سارا گوجری لِکھن پڑھن آلا اُردو رسم ا لخط گو ہی استعمال کریں اس واسطے اسے طرز پر گوجری قواعد لِکھنا وقت کی اک ضرورت وی تھی۔ دُوجی اک وجہ یاہ وی تھی جے ریاست مانھ گوجری زبان نانھ سکول تے یُونیورسٹی کی تعلیم مانھ شامل کرن بارے وی کوشش جاری ہیں۔ لہذا اک معیاری گرائمر کی اہمیت ہور ہی بدھ جائے۔ راقم (ڈاکٹر رفیق انجم) تے کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری کا ایڈیٹر منشاء خا کی ہوراں کی یاہ سانجھی کوشش سال ۲۰۰۵ء مانھ شائع ہوئی۔ اپنا طور پر باریکی، سنجیدگی تے پُورا خلوص نال گوجری قواعد لِکھن کی کوشش کی ہے۔ اس اُمید کے نال جے یاہ تحقیق گوجری لِکھن پڑھن آلاں واسطے فائدے مند ثابت ہوئے گی۔ اس پر مزید تبصرو آپ وقت کرے گو۔

۵۔ گوجری اداریاتے پیش لفظ

گلیں گلیں جہڑی گل نکلے واہ بڑی وزندار ہوئے۔ ادیب تے اس گل پر یقین رکھیں جے انسان مخول مانھ یا لہر مانھ جہڑی گل کرے واہ اکثر سچ ہوئے۔ اس لحاظ نال کتاباں ، رسالاں تے اخباراں کا اداریہ کسے وی زبان کا ادب واسطے بڑو اہم سرمایو وہیں۔ گوجری مانھ یوہ میدان قدرے سکو ہی رہیو ہے۔ کیونجے جدید گوجری کو نثری ادب ۱۹۵۰ء تیں بعد کی پیداوار ہے تے اس دور مانھ گوجراں تیں متعلق جہڑا اخبار یا رسالا نکلیا انکا اداریا اردو یا ہندی مانھ وہیں تھایاہ گل حمایت، الانسان، نوائے قوم تے گوجر دیس پردی سچ تھی۔ پر ۱۹۷۰ء مانھ جد گوجر دیس کی ادارت نسیم پونچھی تے اقبال عظیم ہوراں کے ہتھ آئی تاں اس رسالہ کا اداریا وی گوجری مامھ لکھن ہون لگا۔ مثال کے طور اگست ۱۹۷۱ء کا گوجر دیس شمارہ کو اداریو کجھ اس طرح تھو:

چو بھاں کا زخم، ہنڈیاں کا سیک صرف ان جانداراں کا گوشت نا برداشت کرنا ہوئیں جہڑا اچھڑیاں اگے لیٹیں تے جن پر تکبیر چل پوئے۔ اخوہ! اس پرسکون تے بے جان لاش نا یہ ال کا گ کیوں نہں چھوڑتا۔ اسکو کے جرم ہے، شاید کجھ نہیں۔ پر ہاں ہے جرم یوہ جرم ہیکہ بے جان ہے تے بے گور وکفن ہے۔ اسکو یوہ انجام ہونو ہے، یاہ فطرت ہے۔ (پر اللہ جانے کس کی نظر لگی جے یوہ سلسلو وی جاری نہ رہ سکیو۔)

اسے طرح باقی گوجری رسالہ گوجر گونج لاہور، تے گوجر ویر میرٹھ کیطرح گوجری کا سب توں زیادہ باقاعدگی نال چھپن آلا رسالہ آواز گوجر کو کوئے وی اداریو گوجری مانھ نہیں شائع ہویو حالانکہ اس نا شائع ہوتاں ہن دس بارہ سال ہو گیا ہیں۔ شوکت بھٹی مرحوم کو رسالو تاہنگ خالص گوجر و تھو پر اس نا وی کائے نظر کھا گئی۔ ہن پشلا دو ترے سالاں تیں انجمن گوجری ادب کالاکوٹ کی طرفوں شائع ہون آلو رسالو سجرا بول اجھاں تک خالص گوجری اداریا لیکے آوے تے یوہ کلچرل اکیڈمی کا شیرازہ گوجری تیں بعد واحد خالص گوجری تے ادبی

رسالو ہے جسکا اداریاوی گوجری مانھ ہیں۔اسواسطےنواں لکھاڑی تے مدیر خالد ہورمبارک کا مستحق ہیں۔اداریاں کو باقاعدہ صحیح کم ریاستی کلچرل اکیڈمی کا شیرازہ گوجری تیں شروع ہویو جس مانھ سروری کسانہ مرحوم،نسیم پونچھی تے اقبال عظیم ہوراں نے اپنا اپنا موتی ڈوہلنا شروع کیا۔اکیڈمی کی مختلف کتاباں تے رسالاں کا اداریادیکھن سنن جوگا وہیں تے ادب مانھ اہم سرمایو ہیں۔ پچھلا کجھ سالاں تیں گوجری شیرازاں تے کجھ کتاباں پر منشاء خاکی ہوراں کا اداریاوی بڑا تسلی بخش ہیں۔

گھروگی طور چھاپے جان آلی گوجری کتاباں کا پیش لفظ پہلاں اردو تے پنجابی مانھ لکھیا جاتا رہیا ہیں۔جسطرح اقبال عظیم کی ریجھ کولیں،نسیم پونچھی کی نین سلکھنا،اسرائیل اثر کی دھلکھتیں آس،مخلص وجدانی کی ریرا،ذبیح راجوروی کی انتظار صابر آفاقی کی پھل کھیلی وغیرہ۔ پر پچھلا دساں سالاں توں چھاپے چڑھن آلی تقریباً ساری گوجری کتاباں کا پیش لفظ وی گوجری مانھ ہی لکھیا جان لگا ہیں جہڑی بڑی حوصلہ افزائی آلی گل ہے۔ڈاکٹر رفیق انجم کی کتاب گوجری ادب کی سنہری تاریخ کا دیباچہ مانھ اقبال عظیم نوں لکھیں:

''گوجری اپنا شجرہ نسب تے لسانی خانوادہ کی کھوج کو تقاضو کرن لگی تاں سب تیں پہلاں گوجری زبان کا سچجا تے سلکھنا شاعر،نقاد تے افسانہ نگار،ڈاکٹر رفیق انجم نے اس اواز پر کن دھریا۔ویہ اک طبیب ہیں اس مرض کی تشخیص مانھ وی انھاں نے غلطی نہیں کی تے اللہ کو ناں لیکے لسانیات کی تاریخ کا خزانہ بچوں اپنا مقصد کا موتی بٹیلنا شروع کیا۔انھاں نے کتنی اک اکھ ساڑی ہیں تے کتنی زہدی کی ہے یاہ ادب کی کتاب آپے گواہی دئے گی''۔

گوجری کتاباں کی طرز پر آئیندہ گوجراں تیں متعلق یا گوجری زبان تیں متعلق شائع ہون آلا رسالاں تے اخباراں نا وی گوجری مانھ اداریاں کو رواج شروع کرنو لوڑیئے۔ زبان تے ادب کی خدمت تیں علاوہ وی تعلیم کا ماہر تحقیق تیں بعد اس نتیجہ پر پوہچیا ہیں جے اپنی مادری زبان مانھ جتنو بہتر اظہار ہو سکے اتنو دوجی کسے زبان مانھ ممکن نہیں۔ تے اسے گلوں تعلیم وی اپنی ماں بولی مانھ دین کی سفارش شروع ہوگئی ہیں۔

۶۔ چٹھی پتر

چٹھیاں نا عالمی ادب مانھ بڑی اہمیت حاصل ہے۔ باقی خوبیاں توں علاوہ اک خاص گل جیہڑی چٹھی نا دلچسپ بناوے واہ یاہ ہے جے اس مانھ اک تجسس یا(Suspense) ہوئے، پڑھن آلا نا لفافہ توں انداز و نہیں ہوسکتو جے اسکے اندر کے گل لکھی وی ہوئے گی۔ فر اگلی گل آوے چٹھی کا مضمون تے لکھن آلا کا طرز تحریر کی۔ گوجری مانھ چٹھی پتر لکھن آلاں مانھ سب توں اہم ناں رانا فضل حسین ہوراں کو ہے۔ انہاں نے تقریباً سارا ہمعصر گوجری لکھاڑیاں نا خط لکھیا ہیں جنہاں مانھ جاوید نظامی، اقبال عظیم، سروری کسانہ، نسیم پونچی، غنی عارف تے مچ سارا اپنا رشتے داروی شامل ہیں۔ پر زیادہ تعداد منظوم چٹھیاں کی ہے جیہڑی سانجھا دکھڑا کا ناں نال ریاستی کلچرل اکیڈمی نے پچھلے ہی سال چھاپی ہیں۔ ان مانھ ذاتی، قومی تے علاقائی دکھڑاں کی سنجھیالی نظر آوے تے اسطرح یہ چٹھی گھٹ تے ہاڑا روڑھیا زیادہ سئی لگیں۔ جیہڑا ہر پڑھن آلا نا اپنا محسوس ہوئیں۔

نثری ادب کا حوالہ نال رانا فضل ہوراں کی چٹھی جیہڑی سروری کسانہ تے نسیم پونچھی کے ناں ہیں وہ یہ کدے باندے آنی جائیں تے گوجری زبان تے ادب واسطے سرمایو ہیں۔ چٹھی کو فن سروری کسانہ، نسیم پونچھی تے امین قمر ناں چنگی طرح آوے۔ پر شاید لاجمی یا لاعلمی کی وجہ تیں گوجری ادب مانھ چٹھیاں آلے پاسے اتنی توجہ نہیں ہوسکی جتنی ضرورت تھی۔ تے جن حضرات کو لے یوہ سرمایو ہے وہ چھاپن کی وی کسے نے خلوص تے سنجیدگی نال کوشش نہیں کی۔ گوجری کی یاہ بدقسمتی ہیکہ چٹھیاں کا معاملہ مانھ اجھاں شروعات وی نہیں ہوئی تھی کہ سائینس تے ٹیکنالوجی کو وہ دور شروع ہوگیو جد چٹھی کی جگہ ای میل تے ٹیلیفون نے لے لئی۔ تے اسطرح ڈاک تے ڈاکیہ نال جڑیا وا سارا جذبات اچانک بے گھر ہو کے رہ گیا ہیں۔ اس لحاظ نال یہ جدید ایجاد عالمی ادب نا اک خوبصورت صنف تیں محروم کریں لگی وی جسکے بارے

ساراں ناسر جوڑ کے سوچ بچار کرن کی ضرورت ہے۔

جسطرح پہلے وی گل ہوئی گوجری مانھ دلچسپ تے معیاری چٹھی لکھن آلاں مانھ امین قمر تے نسیم پونچھی کو مقابلو کرنو سوکھلو نہیں پر انہاں کی چٹھی تلاش تے برامد کرنی وی ملوں ہی اوکھی گھاٹی ہے۔ات نمونا کے طور صرف اک چٹھی کی کجھ اک سطر پیش ہیں جنہاں ناپڑھ کے ادب کی اس صنف کی اہمیت سمجھی جاسکے۔

''وقت کی یا اپنی بھاج تے ہے۔ بندو ہے بے مُلو جیہو دھکا کھا تو چھا ملو، یوہ بے بھال ہی دوڑے تے دوڑ ہوں وی رہیو ہاں پچھلا چالی سالاں توں۔اپنے داروں ہتھ اشمان نال لایا تے کھری پاتال توڑی لاہیں، پر تھایو کے؟ وہی جہڑو نیلی چھتری آلا نے اپنی مہربانی نال دتو۔انجم صاحب! یاہ کائے بُت نہیں سولہ آنے سچ ہے، ہن کوڑ بولن کی ہمت وی نہیں تے سچ کا سیک وی نہیں جھلن ہوتا۔اسے واسطے چُپ مانھ چُھبی مار کے تھوڑو جیہو سکون لبھے''۔

جی یوہ اس چٹھی کو کجھ حصو تھو جیہڑی اردو کشمیری تے گوجری کا معتبر لکھاڑی جناب شاہباز راجوروی ہوراں نے راقم (ڈاکٹر رفیق انجم) ناسر ینگر تیں ۱۹۹۸ء مانھ لکھی تھی۔اس توں ادبی معیار کے نال نال پڑھن توں بعد وی باقی رہن آلی تِس تے اک خاص کیفیت کو انداز ولا یو جاسکے۔ایسو ہی اک ہورا قتباس دیکھو جناب ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں کی چٹھی کو جہڑی انھاں نے راقم نا نومبر ۲۰۰۶ء ماں مظفر آباد تیں لکھی تھی۔

''ابسوس کی گل یاہ جے اِنگا اُنگا کا گُوجر لِکھاڑی نچھڑ یا واہیں تے ان کو آپس ما کوئے رابطو نیہہ ور نہ ہم کِتا نا گھائیں مار لیتا۔مھاری آپت مانہ مراسلت ہے نہ فون رابطو، نہ کتاب کو تبادلو۔نہ یاہ خبر کہ اُت کیہ ہور ہیو ہے، نہ یوہ پتو کہ اِت کے بن رہیو ہے۔ہُن اس رکاوٹ نا دور کرن کی لوڑ ہے۔میل ملاپ کی ضرورت ہے۔آن جان کو ویلو آ گیو ہے تا نجے سینہ چاکانِ چمن نال سینہ چاک آ ملیں۔ہم یاجُوج ماجوج کی طرحیا دیوار ناچٹاں لگاوا، کدے تے یاہ دیوار جھڑے گی۔زِندگی ہوئی تے مِلاں گا، اسے امید پر جیاں لگاوا!''

۷۔طنز ومزاح تے انشائیہ

طنز ومزاح زندگی ہاروں ادب کو وی بڑو اہم پہلو ہوئے۔جس تیں بغیر دوئے اُو نا سئی لگیں۔ پر گوجری ادب مانھ اس پاسے ضرورت تیں گھٹ توجہ ہوئی ہے۔طنز ومزاح کی مختلف لوکاں نے اپنے اپنے طور تشریح کی ہے۔تے الگ الگ قسم بیان کی ہیں۔اس سلسلہ مانھ سب توں زیادہ کم غالبًا انگریزی ادب مانھ ہو یو ہے تے فرار دو مانھ وی با قاعدہ طور پر طربیہ،طنز ومزاح،ظرافت تے بذلہ وغیرہ کی الگ الگ تشریح تے مثال کی گئی ہیں۔گوجری ادب مانھ با قاعدہ اصول اصطلاح تے ضابطہ کی کمی ضرور ہے پر پارکھ نظریں کدے کوئے گوجری ادب کو جائزو لئے تاں ہر صنف کی مثال موجود نظر آویں گی تے یاہ گل ادب کی دو جی صنفاں کی طرح طنز ومزاح کا سلسلہ مانھ وی سچ ہے۔

سچا طربیہ کی یاہ مثال دی جائے کہ ہسن ہسان کے نال نال ذہن مانھ سوچ فکر وی جگاوے اور گوجری مزاح اس گل کو پورو مصداق ہے۔کیوں جے سستی تے گھٹیا قسم کی مزاحیہ تخلیقات گوجری ادب مانھ نظر نہیں آتیں۔کجھ ماہراں کو خیال ہے جے ہسن ہسان کو صحیح فن اسے شخص نا آوے جہڑو آپ دُکھی یا پریشان ہوئے۔اس لحاظ نال وی کدے گوجرا ماحول کو جائزو لیو جائے تاں گوجرو سماج طنز ومزاح کی تخلیق واسطیعین موزوں سئی ہوئے گو۔کہیو جائے کہ آدمی ہستاں ہستاں یا جہڑی گل کہ واہ سچ ہی ہوئے۔اس اعتبار نال طنز ومزاح گوجرا سماج کی صحیح عکاسی کرے تے سماجی بیداری واسطے وی مچ سارا انگلیٹیا وا دماغاں نا جھون جگان کو فرض ادا کر سکے۔

گوجری مانھ طنز ومزاح کی پہلی تحریر غلام احمد رضا مرحوم کو ڈرامو مہارو پیر تھو جہڑو سادا لوکاں نال نقلی پیراں تے شاہوکاراں کا سلوک کی ترجمانی کرے تھو۔اس کا اک مکالمہ مانھ اک کھتری بیچارہ گرائیں گوجر کا سودا کو حساب جوڑتاں اس طرح کہ جے تیرا چاہ کا اٹھ آنا تے اٹھ آنا چاہ آلا اسطرح اس کو لوں اک روپیو وصول کر لئے۔کیا اس مانھ طربیہ کی

پوری خوبی موجود نہیں؟

گوجرا ماحول مانھ طنز و مزاح کی مثال لوڑن تیں بغیر وی لبھیں اور اعلیٰ تے ادبی قسم کو مزاح عام تے ان پڑھ لوکاں کی بول چال مانھ وی نظر آوے۔ پر نثری طنز و مزاح لکھن کا معاملہ مانھ رضا مرحوم تیں بعد اک خاموشی نظر آوے تے فرنسیم پونچھی نے طنز و مزاح کو سلسلو نوائے قوم تے گوجر دیس مانھ کجھ چیز چھاپ کے کیو۔ صحیح معناں مانھ گوجری مانھ طنز و مزاح تے انشائیہ نگاری کو باقاعدہ آغاز ریڈیو کشمیر کا گوجری شعبہ قائم ہون تیں بعد شروع ہو یو۔ تے اس سلسلہ مانھ سب تیں زیادہ کم اس زمانے گوجری شعبہ کا سربراہ فیض کسانہ ہوراں نیمختلف لکھاڑیاں کو لوں سلسلہ وار انشائیہ لکھوا کے کروایو۔ انکا کجھ اک سلسلہ تھا یوہ ویفن ہے، دو گل، تے گذارو نہیں ہوتو وغیرہ۔ اس دور کا مزاح نگاراں مانھ امین قمر، محمد حسین سلیم، قیصر، ڈاکٹر باروا ے کے سہراب تے ڈاکٹر رفیق انجم کا ناں آویں۔ ان لوکاں کی تحریر طنز و مزاح کا ادبی معیار پر پوری نظر آویں۔ جہڑی گوجرا ماحول کی وی پوری عکاسی کریں۔ تے ذاتی طور پر وی میں انکے قریب رہ کے دیکھیو جے یہ لوک پریشانی کا وقت مانھ وی ہسن ہسان کو حوصلو رکھیں۔ امین قمر نصیرالدین بارو تے مرزا خان وقار نے یوہ فن کہانیاں مانھ وی اس خوبصورتی نال برتیو ہے جے انھاں نے گوجری افسانہ نگاری نا اک نووں روپ دے چھوڑیو ہے۔ ویہ ہستاں ہستاں اتنی گہری چوٹ کر جائیں جے پڑھن سنن آلو مدت توڑی سوچ مانھ ڈبیورہ۔

نسیم پونچھی تے سہراب نے مزاح واسطے انشائیہ کو انتخاب کیو ہے۔ تے کامیاب مزاح نگاری کو ثبوت دتو ہے۔ سہراب کی گل تے دوستی، امین قمر کی یوہ وی فن ہے بیوی ناخوش رکھنو، تے نسیم پونچھی کی داتی تے منجی پڑھ کے کسے ناوی رشید احمد صدیقی کی چارپائی تے پطرس کا مضمون اکھاں اگے پھر جائیں۔ نسیم پونچھی کی منجی بچوں اک نمونو دیکھو:

منجا کی بڈیری دھی منجی ہے، یاہ مچ ہی لاڈلی تے چتے وائی ہے۔ فروی باپ نے اس نا رانگلی بنن کو اذن نہیں دتو، اجن توں بجن اچو ساہ وی لینو تہذیب تے ادب کے خلاف منیو

جائے۔حالانکہ اسکونکڑو بھائیرا انگلو پیڑھو بڑو شونقی ہے پر مجال ہے بہن ناپات لگے۔داج دکھن مانھ دھیاں نا کالی کنڈی مہیس کے نال نال اکثر منجادتا جائیں۔یاہ منجی کدے وی داجل بن کے جاتی نہیں ڈٹھی۔البتہ پیڑھوا پناباپ کے کنہاڑے چڑھ کے جائے۔

کلچرل اکیڈمی کا گوجری شعبہ توں بعد انشائیہ باقاعدہ طور پر شیرازاں مانھ شائع ہون لگا ہیں تے اختیاری طور پر جن لکھاڑیاں نے انشائیا لکھن کی کوشش کی ہے ان مانھ اے کے سہراب، منشاء خاکی، تے رفیق سوز کی تحریر شیرازہ پڑھن آلاں کی نظراں تیں گذری ہیں۔پر نسیم پونچھی جہڑا باقی کیاں گلاں مانھ پہل کرتا رہیا ہیں۔وہ یہ طنز ومزاح تے انشائیہ جمع کر کے چھاپن کی تیاری مانھ وی پہل کرتا سئی لگیں۔ کھچکیل کا ناں نال تیار کی وی یاہ کتاب چھاپہ خانہ کی تیاری کرے لگی وی۔

طنز ومزاح واسطے گوجری ادبیاں مانھ سب توں مناسب لکھاڑی مرزا خان وقار، امین قمر، سلیم بھٹی تے ڈاکٹر بارو تھا پر ان حضرات نے یوہ فن کہانی مانھ گُنھ چھوڑیو ہے تے انکی کامیاب کہانیاں کو اک راز یوہ وی ہے۔ بہر حال انھاں کی کہانیاں کو مقام گوجری ادب مانھ برقرار ہے پر کدے وقار جیہا لکھاڑی انشائیہ آلے پاسے مڑیں تاں گوجری ادب کی خوش بختی ہوئے گی۔

ات اسکے نالو نال یوہ اعتراف وی ضروری سمجھوں کہ گوجری طنز ومزاح مانھ وی زیادہ حصو شاعری کی صورت مانھ ہے تے مہجور راجوروی، صابر آفاقی، نذیر احمد نذیر، نور محمد نور، تاج دین تاج، فضل مشتاق، منشی خان تے اشتیاق شوق ہوراں نے چنگی مزاحیہ نظم لکھی ہیں۔اک ہور گل جہڑی عام پڑھن آلاں نے محسوس کی ہے جے کہانی کیطرح طنز ومزاح مانھ وی پاکستان مانھ لکھیو جان آلو ادب اِس پاسا کا ادب نال مقابلو نہیں کر سکتو بلکہ یاہ گل کہی جا سکے جے کہانی تے طنز ومزاح مہارا لکھاڑیاں کی وراثت ہے جسکو جواب پار لے پاسوں کوئے نہیں دے سکیو۔

۸۔ترجمہ

ترجمہ کے بارے کہیو جائے کہ اس مانھ گُن تے خوبصورتی دوئے چیز نہیں ہو سکتیں۔تے ترجمہ کی اک تعریف یاہ وی کی جائے کہ ترجمہ کشمیری شال کا اپٹھا پاسا ہاروں ہوئے یا گوجرالفظاں مانھ اس طرح وی کہیو جا سکے جے اصل تے ترجمہ مانھ اتنو ہی فرق ہوئے جتنو راٹھ تے کراٹھ مانھ۔

جدید گوجری ادب مانھ ترجمہ کی روایت زیادہ پرانی نہیں۔ترجمہ کی اختیاری کوشش ریڈیو مانھ گوجری شعبا کھل تیں بعد ہی شروع ہوئی۔ریڈیو آلاں ناجہڑ و مواد انگریزی یا ہندی مانھ مہیا کیو جائے تھواس کو گوجری ترجمہ کرنو اک مجبوری وی تھی۔پر بدقسمتی آلی گل یاہ تھی جے یوہ ادھارو ادب ریڈیو توں نشر ہون سات ہی ہوا مانھ اڈ جائے تھو۔تے اسکو کوئے نمونو وی اج تبصرہ واسطے دستیاب نہیں۔آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس کی طرز پر ریڈیو توں نشر ہون آلی گوجری تقریر،انشائیہ تے ترجمہ محفوظ کیا جاتا تاں یوہ گوجری کو اہم سرمایو ثابت ہو سکے تھو۔

کلچرل اکیڈمی کا گوجری شعبہ نے ابتدائی دور مانھ قوم تے زبان تیں متعلق جہڑا تحقیقی مقالا لکھوایا انھاں وچوں بہتا سارا اردو، ہندی تے انگریزی مانھ وہیں تھا۔جن کو گوجری ترجمہ کر کے گوجری کتاباں مانھ شائع کیو جاتو رہیو۔ان مقالا نگاراں مانھ پی این پشپ،موتی لال ساقی،رام پرشاد کھٹانہ،ملکھی رام کشان،مفتی عبدالغنی اظہری تے کے ڈی مینی ہوراں کا معیاری تحقیقی مضمون شامل تھا۔یوہ بنیادی کم سروری کسانہ،نسیم پونچھی تے اقبال عظیم جیہا مخلص ادیباں نے آپ کیو تھو۔لہذا معیار تے خوبصورتی پر تبصرہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔لیکن یاہ روایت بعد کا دور مانھ منشاء خاکی تے ارشاد احمد قمر ہوراں نے وی خوب نبھائی ہے۔

۱۹۹۳ء کے کول کال نسیم پونچھی ہوراں نے ابوالحسن ندوی ہوراں کی کتاب

''کاروانِ مدینہ'' کو گوجری ترجمہ ''مدینی قافلو'' کا ناں نال کیو جیہڑو گوجری کا نثری ادب واسطے اہم سرمایو ہے۔ نالو نال نسیم صاحب نے عمر خیام کی فارسی رباعیاں کو وی منظوم گوجری ترجمہ کیو تے یہ دوئے کتاب ۹۷۔۱۹۹۶ء مانھ کلچرل اکیڈمی نے چھاپی۔ اسطرح نسیم پونچھی نے ترجمہ کا میدان مانھ وی پہل کی۔ اجکل ویہ مشہور فارسی کتاب '' گلستان سعدی'' کا گوجری ترجمہ مانھ مصروف ہیں جیہڑو کلچرل اکیڈمی نے اسے سال شائع کرنو ہے۔

گوجری کا نثری ادب مانھ گوجری ترجمہ کی سب توں اہم مثال قران پاک کا ترجمہ کی کوشش ہیں۔ اس سلسلہ مانھ سب توں پہلی کوشش کا حوالہ قدیم گوجری ادب مانھ لبھیں جد کے قران پاک کا منظوم تے نثری جزوی ترجمہ کی مثال موجود ہیں۔ تے یہ حوالہ بابائے اُردو مولوی عبدالحق کی کتاب 'قدیم اُردو' مانھ کُجھ اسطرح درج ہیں:

۱۔ 'سب سے پرانی کتاب جو مُجھے مِلی ہے وہ امین کی 'یوسف زلیخا' ہے جو کہ گُجری زبان میں ۱۱۰۹ھ میں گُجراتی اُردو میں لِکھی گئی'' نمونہ: [قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه] گوجری ترجمہ: ''یوسف نے کہا بارخدا ہوں بھا کسی کو دوس دھرتا ہوں اس کام تھیں کہ جسے کام مُنجھے اے فرماتی ہے''

۲۔ شیخ بہاؤ الدین الملقب بہ باجن حاجی معزالدین (۷۹۰ھ تا ۹۱۲ھ مطابق ۱۳۸۸ء) برہان پُور میں پیدا ہوئے۔ کامل اولیاء اللہ میں سے تھے، اکیس سال حرمین شریفین میں رہے۔ آپ نے قران مجید کی ایک منظوم تفسیر لکھی جو موجودہ تحقیق کے مطابق قدیم ترین جزوی ترجمہ و تفسیر گُجری زبان میں ہے۔ سورۃ اخلاص کی منظوم تفسیر بطور نمونہ بزبان گوجری:

نہ ان جنیا نہ وہ جایا نہ ان مائی باپ کلایا
نہ ان کوئی گود چڑھایا باجن سب ان آپ بتایا

جدید گوجری ادب مانھ قران پاک کو پہلو ترجمہ مولانا عبدالحلیم ہزاروی ہوراں نے کیو تھو جیہڑا مفتی عبدالغنی اظہری ہوراں کا دادا تھا تے اظہری صاحب کا کہن موجب ۱۹۴۷ء کا

غدر مانھ ضائع ہوگیو۔ پھر دوجی کوشش مولانا محمد اسماعیل ذبیح راجوروی ہوراں نے کی پر یوہ ترجمہ وی مکمل نہ ہوسکیو۔ اس توں بعد ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں کا بڑا بھائی مولانا عبدالرحیم ندیم ہوراں نے مکمل ترجمہ کی کامیاب کوشش کی جس کو حوالو صابر آفاقی ہوراں نے اپنی تحریراں مانھ دتو ہے پر یوہ کم پڑھن یا تبصرہ واسطے میسر نہیں ہوسکیو۔ انکو کیوو وآخری پارہ کو ترجمہ گوجری ادبی بورڈ کی طرفوں مولانا عبدالباقی نسیم ہوراں نے شائع کیو تھو تے انھاں نے ہی اک ہور گوجری ترجمہ وی شائع کیو ہے جہڑو ابولعطا مولوی فقیر محمد سعید چشتی ہوراں کو کیوو ہے جہڑی ۱۹۸۸ھ تیں ۱۹۹۸ھ کے درمیان کی کوشش ہے۔ پر یہ دوئے اجھاں توڑی دستیاب نہیں ہوسکیا۔ میاں فقیر محمد ہوراں نے سیرت پاک پر وی اک کتاب لکھی ہے ''سیرتِ طیبہ محبوبِ دوعالم ﷺ''۔ ڈاکٹر صابر آفاقی کا کہن موجب ڈاکٹر نور محمد بھدرواہی ہوراں نے سورہ یوسف کو گوجری ترجمہ تے تفسیر ۲۰۰۱ء مانھ شائع کروائی ہے۔

اس سلسلہ مانھ ۱۹۸۰ء کی دہائی مانھ اک کامیاب کوشش مولانا عابد حسین صاحب نے کی جہڑا کھنیتر پونچھ کا رہن آلا ہیں، دارالعلوم دیوبند تیں فارغ ہیں تے اجکل تھنہ منڈی راجوری مانھ مقیم ہیں تے مدرس کی حیثیت نال سرکاری ملازمت تیں علاوہ تھنہ منڈی مانھ امام تے خطیب کی ذمے داری وی نبھاویں۔ یاہ جموں کشمیر مانھ قران پاک کا ترجمہ کی پہلی کامیاب کوشش تھی جہڑی اللہ جانے کیوں اشاعت کا مرحلہ توڑی نہ پہچ سکی۔ یوہ سلسلو فر دوداسن بالا راجوری کا رہن آلا مولانا فیض الوحید ہوراں نے تفسیر سمیت ۲۰۰۴ء مانھ مکمل کر کے شائع کیو۔ وہ دارالعلوم دیوبند تیں فارغ ہیں تے اجکل بٹھنڈی جموں مانھ اک مدرسہ کی ذمہ داری نبھاویں لگا وا۔ ریاست مانھ حالیہ افراتفری کے دوران وہ قریباً ست سال جیل مانھ رہیا تے اسے دوران انھاں نے قران پاک کو ترجمہ تے تفسیر کو کم مکمل کیو جہڑو عابد صاحب نے شروع کیو تھو۔ قران پاک کا ترجمہ تے تفسیر کو یوہ کم سب توں زیادہ سب توں معیاری تے تے گوجری ادب واسطے زبان کا برتیبا کے لحاظ وی بڑو اہم ہے۔ جسو اسطے وہ مبارکباد کا مستحق ہیں۔

اس سلسلہ کی اک ہور اہم کوشش مولانا محمد امین مدنی ہوراں نے کی ہے۔ ویہ بانہال کا رہن آلا ہیں، مدینہ یونیورسٹی تے فارغ ہیں تے اجکل سلفیہ کالج سرینگر مانھ مدرس کے طور ذمے داری نبھاویں لگاوا۔ یوہ ترجمہ اسے سال (۲۰۰۶ء-۷) مانھ شائع ہویو ہے۔

سال ۲۰۰۵ء-۶ مانھ مشہور کتاب 'الفاروق' کا ترجمہ کو اک ہور کم کلچرل اکیڈمی نے حسن پرواز ہوراں کولوں کرواکے شائع کیو ہے جدکہ حسن پرواز ہوراں ہی کو کیو وو مولانا عبدالمالک چوہان کی مشہور کتاب ''شاہان گوجر'' کو گوجری ترجمہ وی سال ۲۰۰۶ء مانھ ہی شائع ہوؤ ہے۔ ۔اجکل ویہہ کے ایل گابا کی مشہور کتاب ''پیغمبرِ صحرا'' کا ترجمہ کی سعادت حاصل کریں لگاوا۔

اسطرح گوجری مانھ ترجمہ کی اچھی خاصی روائت شروع ہوگئی ہے جس نا اگے بدھاتاں عالمی ادب کا کئی شاہکار گوجری مانھ ترجمہ کرن کی ضرورت محسوس ہوئے تے ہن اسکی امیدوی بجا طور پر کی جاسکے۔ اعتراف ہے کہ پاکستان مانھ گوجری مانھ ترجمہ بارے تفصیلات نہ مل سکی تے اس گلوں یاہ کمی اس مضمون مانھ کھڑکتی رہ گی۔

۹۔گوجری لغت سازی

لغت سازی کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنی انسانی تہذیب کی تاریخ۔مختلف قوماں تے ملکاں مانھ اس میدان مانھ وی کئی قسم کا تجربا ہوتا رہیا ہیں۔عربی تے فارسی مانھ منظوم لغت سازی کو رواج وی بڑو قدیمی ہے۔جد اسلام تے مسلمان ہندوستان مانھ آیا تاں عربی فارسی زباناں کے نال انکا اسلوب تے ادب وی نال آیا۔اس وقت ہندوستان مانھ ادبی زبان سنسکرت تھی جسکو بولنو تے سمجھنو صرف باہروں آن آلاں واسطے نہیں بلکہ اِت کا مقامی عام آدمی واسطے وی مشکل تھو۔ان سب زباناں کا لین دین نال عوام مانھ جہڑی زبان مقبول ہوئی واہ عام فہم تے اسان تھی۔اس کا تاریخ لکھن آلاں نے کئی ناں لیا ہیں مثلاً ہندوی، ہندوستانی، بولی گجرات تے گوجری اردو وغیرہ۔ پر اس دور کا ادب یا کسے لغت کو اگر جائزو لیو جائے تاں یاہ حقیقت باندے آوے جے یاہ زبان گوجری تھی۔ پر اس گل کو اظہار جمیل جالبی ہوراں تیں بغیر دوجا لوکاں نے کھُل کے نہیں کیو۔ بلکہ کئی لکھاڑیاں نے یاہ حقیقت چھپان کی کوشش کی ہے۔

۱۔ باہروں آن آلاں واسطے ہندوستان مانھ مروجہ اس نویں تے عام زبان کو سکھنو تے سمجھنو قدرے آسان تھو۔اس سلسلہ مانھ جہڑی کوشش ہوئیں ان مانھ پہلو تے سب توں اہم کم تھوامیر خسروؒ (۱۲۵۳ تا ۱۳۲۵ء) کی تصنیف ''خالق باری''۔اس منظوم لغت مانھ عربی تے فارسی لفظاں کا ہندوستانی متبادل لکھیا وا تھا جس نال عربی فارسی جانن آلاں ناں ہندوستانی زبان سمجھن مانھ اسانی ہوئے تھی۔ اس کا جائزہ تیں ثابت ہوئے جے جہڑا لفظ ہندوستانی یا ہندوی کا ناں نال اس لغت مانھ درج ہیں و یہہ اج وی ہو بہو اپنی اصلی حالت مانھ گوجری مانھ موجود تے مستعمل ہیں۔ جد کہ اس توں بعد ترقی کرن آلی اردو تے ہندی جیہی زباناں

مانھ یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا۔اس مانھ شامل کجھ اک گوجری لفظ یہ ہیں: کت، مری، کپور، چیل، کاٹھ، ڈوئی، ناگ، کوٹھی، جانگھ، لاڈلا، سر، جگ، بس، گُڑ، نیول، بیری، نیہ، متر، سیانا، چوچی، ڈیٹھا، تاپ، پیڑ، مُل، لوہ، تھاہ، دانتی، تاتا، پولا، چھاج، کُکڑی، جیبھ، آننا، رُکھ، چاء، لُون، چمکنا، بھیت، گھڑی، بھولا، کاج، داکھ، میت، ہاسی، اٹکل، باس، ہردل، ماس، کنگن، گھنگھرو، گہنا، لاج، چٹکی، انت، کُوکنا، ان، دیور، کنت، بھانت، نیر، ناد، ساکھ، تھن، سیس، کلی، راس، جاتی، باسا، پُوت، بھانا، رس، نین، انگ، گُن، ساجن، مُکھ، بین، نپوتا، ٹونا، مان، بُتا، بھانڈا، رتی، سلونا، دکھیا وغیرہ۔ اسطرح امیر خسروؒ کی منظوم لغت خالق باری ناں بجاطور پر پہلی فارسی گوجری لغت کہیو جاسکے۔

۲۔ منظوم لغت سازی کی دوجی اہم کوشش سید اشرف بیابانی (۱۴۵۹ تا ۱۵۲۸ء) کی تصنیف ''واحد باری'' ہے۔اس مانھ فارسی لفظاں کا ہندوستانی مترادف شاعری مانھ بیان ہوا ہیں۔شاعری کی مختلف صنفاں کی منظوم تعریف بیابانی ہوراں نے بڑا دلچسپ انداز مانھ ہندوستانیاں ناسمجھان کی کوشش کی ہے۔ذرانمونا دیکھو:

بحر ہے دریا آبِ فراغ — کلام موزوں ہے ڈالی شاخ
نیم بیت کو مصرع بول — نیم بیت ہے مصرع کھول
رباعی کیا چو مصرع جان — مخمس کیا پنج مصرع خواں
چند بیت کو قطعہ تو جان — از شعرو غزل سے کاٹ کے آن
کم از پنج بیت نہ آوے غزل — ہو ذکر فراق محبت مثل
قصیدہ غزل کا اول مطلع — تخلص آخر بیت کا مقطع
ردیف بعد از قافیہ آر — ایک گھوڑے پہ دو سوار

۳۔ اس سلسلہ کی تیجی کوشش خالق باری کی طرز پر لکھی وی اجے چند بھٹناگر (۱۵۵۱ء) ہوراں کی ''مثل خالق باری'' تھی۔ اس مختصر لغت مانھ فارسی لفظاں کا خالص ہندوی معنیٰ بڑی خوبصورتی نال بیان ہویا ہیں۔ مثال دیکھو:

تلخ شدن ہے کڑوا ہونا	کہ نہ سکوں گفتم نتوانم
مہنگا بیچے گراں فروش	تنہا ماندن رہے اکیلا
زاغ سیہ ہے کوا کالا	پردہ پوش جو پردہ ڈھانکے
لاغر دُبلا،	فربہ موٹا

۴۔ اس توں بعد اسے طرز پر منظوم لغت لکھی عبدالواسع نے 'صد باری' کا ناں نال۔

۵۔ گوجری لغت سازی کا سلسلہ کی اگلی اہم کوشش نجیب اشرف ندوی ہوراں کی تحقیق ہے جہڑی ''لغات گُجری'' کا ناں نال انھاں نے ۱۹۶۲ء مانھ شائع کروائی۔ یاہ لغت پہلی بار در اصل ۱۷۷۲ء مانھ شائع ہوئی تھی پر اس کا شروع کا کجھ ورقا ضائع ہو جان نال اسکا اصلی مصنف بارے اختلاف ہیں۔ نجیب اشرف ندوی جد قدیم اردو کی لغات مرتب کرن کو کم شروع کریں۔ تاں اُن پر یاہ حقیقت واضح ہو جائے کہ جس زبان کی وہ تحقیق کریں لگاوا، واہ گوجری ہے۔ لہٰذا وہ اس لغات کو ناں ''لغات گجری'' لکھیں اور عملاً یاہ وِی تسلیم کریں کہ اردو گوجری تیں بنی وِی ہے۔ ''لغات گجری'' کا دیباچہ ماں وہ خود لکھیں۔

''اگر چہ ہندوستان کی مشترک زبان جس کا آخری نام اردو ہے، اور جو زبان دہلی، ہندی اور ہندوی، ہندوستانی، زبان ہندوستانی، ریختہ، مورس وغیرہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے، اپنی ابتدائی شکل میں، دہلی اور اطراف دہلی میں ملتی ہے، لیکن اس کی ادبی ابتداء ترقی و توسیع گجرات اور دکن میں ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زبان کے دو اور نام گجری اور گوجری

یا بولئ گجرات اور دکنی، زبان دکن وغیرہ بھی ہیں، یہ دونام عام طور سے اس دوعلاقوں کی اردو تصانیف میں ملتے ہیں، گجری اور گرجری کا لفظ تو نہ صرف گجرات کے مصنفین استعمال کرتے ہیں بلکہ سلطنت عادل شاہی زمانہ کے مقتدر صوفیاء نے بھی اپنی تصانیف میں اس کو گجری کے نام سے یاد کیا ہے۔اور گوجری زبان کے نام کی حیثیت سے بارھویں صدی ہجری کے آخر تک استعمال ہوتا رہا ہے''۔

ندوی صاحب لغات گجری کا دیباچہ ماں میرا پورا مقصد کی ترجمانی کرتا دسیں کہ گوجری گجرات توں اٹھی، دکن تک ادبی حیثیت نال گئی اور دہلی تک وِی اٹھارھویں صدی عیسوی تک گوجری کو ناں رہیو ہے۔لیکن متا انھاں کا اس بیان نال اتفاق نہیں کہ گوجری کو آخری ناں اردو ہے بچی نا جنم دین توں بعد ماں کو ناں مٹ نہیں جاتو۔نویں گوجری کی چڑھت توں یاہ گل ثابت ہوجائے کہ گوجری اپنا ادبی سفر ماں پچھڑ ضرور گئی تھی،لیکن واہ اتنی فنا نہیں ہوئی کہ اٹھارھویں صدی تیں بعد اس کو ناں ہی نہ لیو جا سکے۔

۶۔ بیہویں صدی کی شروعات کے نال ہی نواں گوجری ادب کی چڑھت ہوئی۔نیوں تے تھوڑی مچ لکھا پڑھی پہلاں وی ہوتی رہی ہے پر سچی گل یاہ ہے جے جدید گوجری ادب ۱۹۵۰ء تیں بعد کی پیداوار ہے۔جدید ادب مانھ سب توں زیادہ شاعری تخلیق ہوئی تے نثر آلے پاسے مناسب توجہ نہیں ہوسکی۔تے اس طرح نثری ادب تخلیق ہوتاں ہور پنجی سال لگ گیا۔گوجری ڈکشنری کی ضرورت نانھ محسوس کرتاں جن بزرگاں نے سنجیدہ کوشش کیں ان مانھ چوہدری وزیر محمد ہکلہ تے سروری کسانہ ہوراں کا ناں بڑا اہم ہیں۔ہکلہ صاحب نے سروری کسانہ مرحوم کی صلاح نال اک گوجری ڈکشنری کی ترتیب شروع کی تھی جہڑی انکی وفات کی وجہ تیں مکمل نہ ہوسکی۔فر سروری کسانہ ہوراں نے بڑی سنجیدگی نال یوہ کم اپنا ہتھ مانھ لیو۔صحافت ادب تے سیاسی سرگرمیاں کی وجہ تیں ڈکشنری ماضرورت تیں زیادہ دیر لگی تے اس کا مکمل ہون تیں پہلاں ہی سروری صاحب کلچرل اکیڈمی کی طرفوں گوجری ڈکشنری کی تیاری

واسطے ایڈیٹر کی حیثیت نال مقرر ہو گیا تے اس طرح انہاں کو اپنو کم دنیا کے باندے نہ آسکیو۔

۷۔ اسے دور مانھ پروفیسر جگدیش چندر شرما ہوراں نے ریاست جموں کشمیر مانھ گوجری پر تحقیق شروع کی جہڑی بعد مانھ ہندوستانی زباناں کا مرکزی ادارہ میسور نے گوجری صوتیات تے گوجری گرائمر کی صورت مانھ شائع کی۔ اسے دوران انھاں نا گوجری ہندی انگریزی ڈکشنری بنان کو خیال وی آیو جہڑو انکا اتوں جلدی واپس جان تے ہور ہور کماں مانھ الجھ جان کی وجہ تیں مکمل نہ ہو سکیو۔

۸۔ گوجری ڈکشنری کو سب توں بڑو تے جامع کم ریاستی کلچرل اکیڈمی کی طرفوں دساں سالاں (۱۹۷۹ء۔۱۹۸۹ء) مانھ مکمل ہو یو تے اس زبان کی یاہ پہلی گوجری۔ گوجری، ڈکشنری چھ جلداں مانھ شائع ہو کے لکھن پڑھن آلاں کے ہتھیں لگی۔ اقبال عظیم چوہدری ہوراں کی سربراہی مانھ شائع ہون آلی اس ڈکشنری نا نھبا بو فیض احمد، اسرائیل اثر، غلام رسول آزاد، کرم دین چوپڑہ تے گلاب دین طاہر ہوراں جیہا معتبر گوجری لکھاڑیاں کی خدمات حاصل رہی ہیں تے کجھ اک خامیاں کے باوجود یاہ اج وی سب تیں بڑی، جامع تے سب تیں عام ڈکشنری ہے جہڑی کلچرل اکیڈمی نے چھاپ کے تمام لکھاڑیاں نا مفت تقسیم کی ہے۔

۹۔ اس تیں بعد گوجری لغت سازی مانھ دس سال کی طویل بسہونی ہوئی جس تیں بعد جاوید راہی نے ۱۹۹۹ء مانھ اک مختصر ہندی ڈکشنری ترتیب دیکے شائع کی جس مانھ ہندی لفظاں کا گوجری مترادف درج ہیں۔ یاہ کتاب ریڈیو تے ٹی وی مانھ کم کرن آلاں کی ضرورت نا باندے رکھ کے لکھی گئی تھی اس واسطے یاہ عام لکھاڑیاں یا تحقیق کرن آلاں کی حاجت کڈھن تیں قاصر ہی رہی۔

۱۰۔ ہندی گوجری ڈکشنری کا تجربہ توں فائدو لیتاں جاوید راہی ہوراں نے ہمالیائی گجراں کا انسئیکلو پیڈیا کا ناں نال اک ہور کم شروع کیو جس نا مرکزی سرکار کو مالی تعاون حاصل تھو۔ اس مانھ گوجری تے گجراں بارے استعمال ہون آلی ہر اصطلاح کی تعریف تے

پس منظر شامل ہے۔ ۲۰۰۲ء مانھ شائع ہون آلی یاہ اک چنگی کوشش کہی جا سکے بھاویں اک ہی جلد مانھ ہون کی وجہ تے کجھ لوکاں نا اسکا انسئیکلو پیڈیا ہون مانھ شک سئی لگے۔ بہر حال اس مانھ مزید تحقیق تے بہتری نال اس کم نا ہور خوبصورت تے قابل قبول بنایو جا سکے۔

۱۱۔ گوجری لوک ادب کا میدان مانھ جاوید راہی ہوراں کی کئی خدمات ہیں تے اس میدان مانھ انھاں کی خصوصی دل چسپی ہے۔ گوجری لوک ادب پر اپنو حق جتاتاں انھاں نے گجراں کی لوک وراثتی ڈکشنری کا ناں نال دو جلداں مانھ اک ہور کتاب ۲۰۰۳ء مانھ ہی شائع کی ہے جس مانھ گجراں کی زندگی تے رسم رواجاں تیں متعلق استعمال ہون آلا گوجری لفظ عام زبان مانھ سمجھان کی کوشش کی گئی ہے۔ اپنا اپنا موضوع پر راہی صاحب کی یہ ترے کتاب پہل کو درجو رکھیں تے انکی اہمیت تیں انکار نہیں کیو جا سکتو۔

۱۲۔ جدید گوجری ادب مانھ ڈاکٹر رفیق انجم نے کجھ بنیادی نوعیت کا اہم کیا ہیں جن مانھ ''گوجری ادب کی تاریخ (ست جلد)''، ''گوجری کہاوت کوش''، ''گوجری گرائمر'' تے گوجری لکھاڑیاں کا تذکرہ آلی کتاب ''بنجارا'' وی شامل ہیں۔ ان تیں علاوہ انھاں نے گوجری لغت سازی مانھ وی خاصی دل چسپی لی ہے تے اسکو ثبوت انھاں کی لغت سازی مانھ پہلی کوشش کے طور ''گوجری انگریزی ڈکشنری'' کی صورت مانھ دنیا کے باندے ہے۔ کئی سالاں کی عرق ریزی تیں بعد تیار ہون آلی یاہ ڈکشنری سال ۲۰۰۴ء مانھ جموں کشمیر انجمن ترقی گوجری ادب نے شائع کی۔ اپنی قسم کی پہلی اس ڈکشنری مانھ قریب بارہ ہزار گوجری لفظاں کی انگریزی تشریح موجود ہے۔ یاہ ڈکشنری دوسری زبان بولن آلاں تے گوجری تحقیق کرن آلاں واسطے بڑی مفید ہوئے گی۔ اسکی کامیابی تیں بعد انھاں نے مختصر گوجری۔ گوجری ڈکشنری، گوجری اردو کشمیری تے، گوجری ہندی پنجابی ڈکشنری، کو کم ہتھ مانھ لیو ہے جہڑو جلدی مکمل ہو جان کی امید ہے۔

اسطرح گوجری لغت سازی کی تاریخ کومختصر خاکو کجھ اس طرح باندے آوے:

۱۔ خالق باری امیر خسروؒ (۱۲۵۳۔۱۳۲۵ء)

۲۔ واحد باری اشرف بیابانی (۱۴۵۹۔۱۵۲۸ء)

۳۔ مثل خالق باری اجے چند بھٹناگر ۱۵۵۱ء

۴۔ 'صمد باری' عبدالواسع

۵۔ لغات گجری نجیب اشرف ندوی ۱۷۷۲ء ۱۹۶۲ء

۷۔ گوجری ڈکشنری (نامکمل) سروری کسانہ ۱۹۷۵ء

۷۔ گوجری ہندی انگلش ڈکشنری (نامکمل) جے سی شرما ۱۹۷۵ء

۸۔ گوجری گوجری ڈکشنری (۶ جلد) جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی (۱۹۷۹ء۔۱۹۸۹ء)

۹۔ ہندی گوجری ڈکشنری جاوید راہی ۱۹۹۹ء

۱۰۔ لوک وراثتی گوجری ڈکشنری جاوید راہی ۲۰۰۱ء

۱۱۔ گوجر انسائیکلو پیڈیا جاوید راہی ۲۰۰۲ء

۱۲۔ گوجری انگلش ڈکشنری ڈاکٹر رفیق انجم ۲۰۰۴ء

۱۳۔ گوجری، اُردو انگریزی ڈاکٹر رفیق انجم ۲۰۰۷ء

۱۴۔ لوہکی گوجری ڈکشنری جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی ۲۰۱۰ء

۱۵۔ گوجری کشمیری ڈکشنری ڈاکٹر رفیق انجم ۲۰۱۸ء

۱۰۔ گوجری صحافت

گوجری صحافت کو بھانڈو اجاں سکھنو مُکھنو ہے۔اس موضوع نا اج تک چھیڑن کی کسے نے سنجیدہ کوشش ہی نہیں کی۔ جہڑی اس دور مانھ بڑی بدقسمتی آلی گل ہے۔جس نا دنیا Information technology کو دور کہے۔گوجری کو کوئے ایسو رسالو نہیں جہڑو زبان یا قوم کی گل دنیا توڑی پہچا سکتو ہوئے۔اس کا دو بڑا نقصان ہوئیں لگا وا۔اک تے یوہ جے اپنا دل کی گل ہم دنیا نا نہیں دس سکیا تے کسے نا پتو ہی نہیں جے مہارے نال یا مہاری زبان نال کے کے ظلم ہویا۔ تے دو جو اس تیں وی بڑو نقصان یوہ جے مہارا چُپ رہن نال دنیا نے مہارے بارے اپنا مفروضہ بنالیا ہیں، مثلاً یوہ کے انھاں نا کوئے تنگی تکلیف ہے ہی نہیں ورنہ ضرور بولتا یا یوہ کہ انھاں کو لے بولن واسطے ہے ہی کجھ نہیں۔آپ نہ بولن نال اگر تھارے بارے کوئے غلط بیانی وی کرے تے دنیا اسے ناسچ من لئے۔ کیونکہ اس نا صحیح طرح بیان کرن واسطے اپنی اواز کی ضرورت ہے جہڑی مہارے کول ہے ہی نہیں۔ انھاں گلاں نا دھیان مانھ رکھ کے ذمہ دار تے معیاری صحافت کی گوجری مانھ سخت ضرورت محسوس ہوئے لگی وی تے سنجیدہ طبقہ نا اس پاسے غور کرن کی ضرورت ہے۔

اج تک گوجراں کی طرفوں جہڑا اخبار یا رسالہ شائع ہوا ہیں ان مانھ گوجر ویر میرٹھ، گوجر گزٹ لاہور، الانسان جموں، نوائے قوم جموں، گوجر دیس جموں، حمایت جموں، گوجر گونج لاہور، تاہنگ سرنکوٹ پونچھ، آواز گوجر جموں تے سجرا بول کالا کوٹ راجوری شامل ہیں۔ پران سب کو کدے جائزو لیو جائے تاں سب نا حسب توفیق قوم کو غم لاحق رہو ہے تے اسکو وی اظہار دو جی زباناں مانھ کرتا رہیا ہیں۔ کسے نے اپنی زبان کا درد پر اپنی ماں بولی مانھ ہائے نہیں کی۔جس مانھ عرشاں نا جھونن کی تاثیر موجود و ہے۔

سروری کسانہ مرحوم نے ۱۹۵۵ء مانھ نوائے قوم کی اشاعت بڑا خلوص نال شروع کی

تے اس مانھ قوم کی سماجی حالت تیں علاوہ گوجری زبان کی ادبی تخلیق وی اس مانھ شائع ہون لگیں۔ پر ویہ کل مکلا زمانہ نال لڑتا رہیا تے قوم کا غم خواراں نے انھاں نال کوئے تعاون نہیں کیو۔ سروری کسانہ مرحوم کی دو جی سنجیدہ کوشش گوجر دیس رسالہ کی صورت مانھ تھی جہڑو ۶۴۔۱۹۶۵ء مانھ شروع ہویو۔ جہڑو صحیح معنا مانھ گوجری کو پہلو رسالو کہیو جا سکے۔ اس مانھ گوجرا مضمون خصوصی طور پر شامل ہوتا رہیا پر یوہ وی آخر سیاست کی نظر ہویو تے اپنا دس سال وی پورا نہ کر سکیو۔ ۱۹۷۰ء مانھ جداس کی ادارت نسیم پونچھی تے اقبال عظیم ہوراں کول آئی تاں اس کو ادبی معیار ہور بدھ گیو تھو پر یوہ سلسلو نہ چل سکیو تے فر کجھ عرصو اسکی ادارت منظور گلشن ہوراں نے وی کی پر کسے صورت اس مانھ باقاعدگی نہ آ سکی۔

جموں توں شائع ہون آلو اخبار حمایت جناب مقبول احمد مرحوم نے ۱۹۶۸ء مانھ شروع کیو تھو تے ۱۹۸۰ء مانھ انھاں کی وفات تیں بعد انکا نکا بھائی غلام رسول اصغر ہور اس نا اجنک باقاعدگی نال کڈھیں لگا وا۔ یوہ اخبار قوم تے زبان کا مسائل ہمیشاں توں شائع کرتو رہیو ہے پر اس پتلی جئی اواز نا کافی نہیں کہیو جا سکتو تے نہ ہی یوہ خالص گوجری اخبار ہے۔ ات اس گل کو اعتراف وی کرنو مناسب ہے جے اخبار رسالہ پڑھن آلاں کا سر پر زندہ رہیں تے جداس قوم مانھ تعلیم ہی بہت گھٹ ہے تاں اخبار آلاں نا دو جی زباناں مانھ لکھن کی مجبوری ظاہر ہے۔

گوجر گونج مولانا عبدالباقی نسیم ہور لاہور تیں شائع کریں۔ معیاری تے ادبی رسالو ہے پر اس مانھ وی گوجری زبان نا ضرورت تیں گھٹ جگہ لبھے۔ گوجری تحریراں نا زیادہ نمائیندگی ملنی لوڑیئے تے کدے اداریا گوجری مانھ وہیں تاں زبان تے قوم کی بہتر خدمت ہوئے گی۔

''آواز گوجر''، گوجر دیس ٹرسٹ جموں کی طرفوں ۱۹۹۲ء تے اراں باقاعدگی نال شائع ہوئے لگو وو۔ اسکی ادارت شوکت جاوید ہوراں کے ہتھ ہے تے مسعود چوہدری صاحب

اسکی روح رواں ہیں۔اس مانھ انگریزی ہندی، اردو تے گوجری واسطے صفحا مخصوص ہیں۔ یوہ رسالو وقت کی ضرورتاں نا بڑی خوبی نال نبھاوے پر گوجری زبان آلو حصو بڑو مایوس کن ہے۔کیونجے گوجری واسطے کسے واضع پالیسی نال مضمون شامل نہیں ہوتا تے نالے زبان تے کتابت کی غلطی گوجری اکھاں مانھ مچ اڑکیں۔انگریزی مانھ جہڑا جاندار اداریا لکھیا جائیں انکو گوجری ترجمہ گوجری سیکشن مانھ چھاپن کے نال نال گوجری زبان تے ادب ناوی مناسب جگہ دین بارے وی ایڈیٹر نا دھیان دینو پوئے گو۔

''تاہنگ'' (سرنکوٹ) خالص گوجری رسالہ کی صورت مانھ شوکت بھٹی مرحوم نے شروع کیو تھو۔لوکاں نے اس نال مچ تاہنگ لائی تھیں پر یوہ سلسلو وی ایڈیٹر کی بے وقت موت کی وجہ تیں جاری نہ رہ سکیو۔اسے طرح ''وادیٔ گلنار''۔ چوہدری غلام سرور چوہان ہوراں نے ۱۹۷۶ء مانھ جموں تیں شروع کیو تھو پر یوہ وی گوجری زبان تے قوم پر کجھ لکھن تیں پہلاں ہی بند ہو گیو۔سجرا بول انجمن گوجری زبان وادب دھرمسال کالا کوٹ راجوری کی طرفوں سالانہ کڈھیو جائے۔پشلا ترے سالاں تیں برابر شائع ہوتو آوے، خالص گوجری ادبی رسالو ہے تے شیرازہ گوجری تیں بعد شاید اپنی قسم کو پہلو۔اسواسطے ات کا نوجوان لکھاڑی مبارک کا مستحق ہیں تے دعا ہے جے اللہ اس سلسلہ نا قائم ہی رکھے۔

سال ۲۰۰۸ما کشمیر کا کجھ نوجواناں نے ہمت کر کے .رودادقوم .کاناں نال ہفتہ وار اخبار کو سلسلو شروع کیو۔ان ما شبیر پوسوال، مشتاق خالد، یونس ابرار تے شازیہ چودھری شامل ہیں۔ مشکل حالات کے باوجود اجھاں تک یوہ سلسلو جاری ہے۔

صحافت کسے اک شخص کا بس کو روگ نہیں بلکہ گوجری نال متعلق اداراں نا اس پاسے توجہ دین کی ضرورت ہے۔شیرازہ توں علاوہ وی غیر سرکاری طور پر ایسا اخبار رسالہ شائع ہونا لوڑیئے جہڑا گوجری لکھاڑیاں کی حوصلہ افزائی تیں علاوہ زبان کا ہر پہلو پر صحتمند تنقید کر سکیں تانجے زبان نا معیاری بنایو جا سکے۔اس پاسے توجہ کی وی ضرورت ہے جے تحقیقی نظریات آلا

لوک جموں کشمیر تیں باہر جا کے دو جی ریاستاں یا ملکاں مانھ رہن آلا گوجراں کی رہت بہت تے زبان بارے تحقیق کریں تانجے زبان تے قوم کو اجمالی خاکو دنیا کے باندے آنیا جا سکے تے نالے گوجری زبان کی وسعت تے مختلف لہجاں ناں وی تحریری ادب مانھ جگہ دتی جا سکے۔

یاہ بڑی دلچسپ حقیقت ہے جے گوجری غالبًا دنیا کی پہلی زبان ہوئے گی جہڑی صدیاں تک رُلتی رہن کے باوجود اج وی اپنی اصلی حالت مانھ زندہ ہے تے اج وی یاہ ہند پاک کی واحد زبان ہے جہڑی پورا خطہ مانھ بولی تے سمجھی جائے۔ پر گوجری کی بدقسمتی ہے کہ اتنی شاندار تاریخ ہوتاں وی اس زبان کو ذکر ساہتیہ اکیڈمی تے مرکزی آئین مانھ موجود نہیں۔ لہٰذا یاہ ذمے داری وی صحافی حضرات کی بنے جے گوجری کا ادبی سرمایہ تے پوری تاریخ نا باندے رکھ کے اک مدلل تے مکمل مضمون تیار کر کے ساہتیہ اکیڈمی تے مرکزی سرکار نا بھیجیو جائے تانجے اس زبان نا مناسب مقام دین پر غور ہو سکے۔

گوجری افسانہ نگاری ایک جائزو

کے ڈی میتی

بندہ نا ہر دور ماں کہانی لِکھن کو لچٹ تے الیل رہیو ہے۔ کہیو جائے پتھر کا زمانہ ماں بھی لوک رات ویلے اکیہر کول ہیں کے اک دوجا نا دن دھیاڑا کی واردات تے جنگلی درِنداں پر اپنی بہادری تے سبقت ناقِصا کہانیاں کی پوشاک لوا کے سناویں ہوئیں تھا۔ فِر اک ہور دور آیو جد بندہ نے ان دیکھی مخلوق کا بارہ ماں قصہ کہانیں گھڑنی شروع کیں تے کہانی نا پُر اسراریت کو کھوپڑو چاڑھ کے اس نا دھرس کڈھن آلو رُوپ دے دِتو۔ اس طرح جِناں، پریاں، چڑیلاں، بھوتاں تے جل مساناں کا کردار باندے آیا۔ پھِر کہانی نے اک ہور پاسو پرتیا تے راجاں مہاراجاں کا محلاں ماں بڑھ گئی تے عوام کا ہتھاں بچوں نکل کے محلاں کی داسی بن گئی۔ پر بلیں بلیں یوہ دور بھی نستو ہو گیو تے کہانی کا نیلا پتر ویلا کی ڈاڈھی دھُپ ماں سڑ کے جھڑ گیا تے اس طرح کی کہانی اک منڈار بن کے رہ گئی۔ پر اسے کا مُنڈھ تیں کہانی نے نواں لچھا کڈھیا تے کہانی راجاں کا محلاں تیں نکل کے عام لوکاں کے نیڑے آتی گئی۔ ہُن کہانی کا رعام بندہ کی حیاتی کا دُکھ سُکھ، جِت ہار، عروج زوال، محبت تے نفرت ناں موضوع بنان لگ پیا۔ اس طرح ویلا تے ماحول کی بٹی پر گھستی گھستی، مہارے تیکر پُج کے عام بندہ کے اتنی نیڑے آ گئی ہے کہ اس کو اوپرو پن ختم ہو گیو۔ ہُن کہانی صرف بیرونی منظر کشی کو ہی ناں نہیں سگوں اس ماں باطنی منظر کشی بھی علامتاں کے ذریعے کی جا رہی ہے۔ تے کہانی ماں انسان کے اندر بیتن آلی واردات، ذات مُٹن کو جھف، شعور، لاشعور تے تحت الشعور پر پیش آن آلا واقعات تے حالات بھی کسے نہ کسے شکل ماں بیان کیا جا رہیا ہیں۔

گوجری ادب ماں کہانی اک عرصہ توڑی لوک ادب کو حصو رہی ہے۔ تے لِکھن کے بجائے لوک مُنہ زبانی کہانی گھڑ کے سنا تا رہیا ہیں۔ تے اس طرح کہانی سینہ بہ سینہ اگے

ٹُرتی رہی ہے۔اس کی بڑی وجہ یاہ ہے جے گُوجراں ماں علم کو ڈاڈھو گھاٹو تھو،لوک پڑھیاوا نہیں ہوئیں تھا۔اس واسطے یاہ صنف زبانو زبانی ہی اگے بدھتی رہی جہڑی کہ لوک ادب کی صورت ماں مھارے باندے ہے۔

تحریری گوجری افسانی کی عمر حالیں مُچ نکی ہے تے یاہ کوئی تریہہ(۳۰) ورساں تیں زیادہ نہیں۔حالانکہ ۱۹۷۱ء تیں پہلاں ''گوجر دیس ماں'' کدے کدے گوجری افسانو چھپتو رہے تھو پر ویہ افسانہ اج کا افسانہ کی پرکھ پر پُورا نہیں آتا۔اُنگا اس زمانہ ماں لوک اپنی ماں بولی ماں لِکھن تیں جھکیں تھا،اسواسطے وی افسانوی ادب ماں کوئے قابلِ ذکر کم نہیں ہووَ پر ۱۹۶۹ء ماں ریڈیو کشمیر سرینگر تے پھر ۱۹۷۵ء ماں جموں تیں جد گوجری پروگرام شروع ہووَ تاں گوجری کا کُجھ سپُوت اس پاسے مُڑیا تے انھاں نے گوجری کہانیں تے افسانہ لِکھنا شروع کیا پر حالیں بھی سارو کُجھ ہواماں ہی تھو۔صحیح معناں ماں ۱۹۷۸ء ماں جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی ماں گوجری شعبو کھُلن کے نال ہی گوجری افسانہ کی ترقی بادھا کو دور شروع ہوئے۔ گوجری زبان کی ترقی بارے ٹھوس طریقہ نال کم شروع ہویا۔اک پاسے گرائیاں تے شہراں ماں گوجری مجلس تے کانفرنص ہون لگیں تے دوجے پاسے ''شیرازہ'' تے ''مھاروادب'' کی باقاعدہ اشاعت شروع ہوگئی۔اس طرح لوکاں نا اپنی ماں بولی ماں لِکھن کی شونق پئی۔ کیونجے مادری زبان اظہار کو بہترین وسیلو ہے اسواسطے مُچ سارا اپنی ماں بولی کی زُلفاں نا سوارن لگ پیا۔سارو جھک مُک گیو تے گراں گراں ماں شاعر تے افسانہ نگار جم پیا۔اس طرح ۱۹۷۵ء تے ۱۹۸۰ء کے درمیان گوجری ماں لکھن آلاں کو اک قافلو تیار ہوگیو۔اج تک ٹُرتاں ٹُرتاں انھاں بچوں کجھ تھک بھی گیا ہیں،کُجھ رستو بھُل بیٹھا ہیں،کُجھ لاپرواہی نال اس پاسانا چھوڑ گیا ہیں پر مچ سارا افسانہ نگار جنوں ڈاہ کے گوجری افسانہ نا اگے بدھان ماں لگا ہوا ہیں۔تے ہن غبار ہٹن تیں بعد نتھر کے کجھ اجیہا افسانہ نگار مہارے سامنے آ گیا ہیں جنھاں کی لِکھتاں پر مان کیو جا سکے تے انھاں کی لِکھتاں نا دو جی کسے بھی زبان کا لکھن آلاں کا

مقابلہ ماں رکھیو جا سکے۔ان افسانہ نگاراں ماں قابلِ ذکر ناں ہیں،غلام رسول آزاد،شریف شاہین،اقبال عظیم،امین قمر، قیصرالدین قیصر،نسیم پونچھی، فضل مشتاق،محمد حسین سلیم، کے ڈی مینی،ڈاکٹر رفیق انجم تے مرزا خان وقار۔ان لوکاں نے گوجری افسانہ ناں دھند تے غبار بچوں کڈھ کے اج کا دور ماں آنیو تے گوجری ان سپوتاں پر جتنو بھی ناز کرے گھٹ ہے۔

کیونجے اُردو رسم الخط گوجری کو بھی رسم الخط منیو گیو ہے تے گوجری کا افسانہ نگار بھی ویہی تھا جہڑا اردو جانیں تھا تے اردو ادب پڑھیں تھا اس طرح اردو افسانہ کی روایت کو سِدھو اثر تے چھاملو بھاویں بے بھلاوے ہی گوجری افسانہ پر بھی پیو پر اسکی دکھ گوجری افسانہ پر باندے باچھڑ دیکھی جا سکے۔گوجری افسانو پڑھن مگروں اک ہور گل جہڑی سامنے آوے یاہ ہے کہ یوہ اجیں پریم چند کا بنایا وا چکر ویو ماں پھسیو وو ہے پر یا ہی گل دو جا طریقہ نال بھی کہی جا سکے۔کیونجے پریم چند نا فوت ہویاں اجھاں پچھتر سال ہی ہویا ہیں تے ویہ ساریں بدعت تے مسائل جہڑا پریم چند کا دور ماں تھا اج بھی مھارا سماج ماں موجود ہیں،۔بھاویں شکل بدل گئی ہے، پر اج بھی عوام کی لُٹ گھسٹ، وہی غریباں کو استحصال، واہی زور زبردستی، واہی کھڑپینچی، مذہبی تے اقتصادی تفاوت تے عوام کی ماڑی حالت اج بھی موجود ہیں۔اس واسطے جدادیب اپنا سماج تے ماحول نا موضوع بنا کیلکھے تاں پتو چلے کہ لِکھت پر پریم چند کو اثر ہے۔حالانکہ یوہ اس ماحول کو اثر ہوئے جہڑو کہ ادیب کی چار چوُکھی کِھنڈیوو ہے۔

اج تیں کُجھ سال پہلاں توڑی مھارا گوجری ادیب افسانا لِکھن کے بجائے اپنا معاشرہ کا بارہ ماں معلومات فراہم کرتا سئی ہوئیں تھا۔جد کہ یوہ کم ماہرِ سماجیات کو ہوئے،ادیب کو نہیں پر یاہ گل ضروری ہے جے ادیب نا اپنا معاشر ہماں پیش آن آلی وارداتاں کو احساس ہونو چاہیئے تانجے وہ انھاں نا موضوع بنا کے افسانا لِکھ سکے۔

~~اک ہور گل جہڑی گوجری افسانہ پر چھائی وی تھی یاہ تھی کہ کوُ گوجری ادیب ادب~~ برائے مقصد کا دریا ماں غوطہ کھاتا رہیں تھا تے انھاں کا موضوع پٹواری، کھڑپینچ، شاہبکار، پیر

تے علم کا فائدا کی چوکھی گھانی کھاتا رہیں تھا۔ پر پچھلا کُجھاں سالاں تیں گوجری ادیب اس باڑ نا کپ کیکھلا ماحول ماں آیا ہیں تے انھاں نے زندگی کا بکھ بکھ پہلو اپنی کہانیاں کا عنوان بنایا ہیں۔اس طرح گوجری کہانی اک لمی چھال مار کے اج کا دور ماں لکھی جان آلی کہانیاں کا مقابلہ ماں آ گئی ہے۔یاہ گل منی پوئے گی کہ گوجری کُجھ افسانہ نگاراں نے ڈُنگھا مطالعہ، ڈاڈھی محنت تے چنگی سوچ کو سہارو لیکے اجیہا افسانہ لکھیا ہیں جہڑا کہ کسے بھی دوجا ادب کا فن پاراں کا مقابلہ کھیا جاسکیں۔اج کا گوجری افسانہ نگار کِدے روٹی کا چھلڑاں کی ترنجن، لیر لیر کپڑاں کی شروہی، ہوٹھاں پر جمی وی پپڑی کو جھف، پیراں کی بیڑیاں کی تڑک، نکی نکی غرض واسطے ٹٹیا تا تے ٹھڈ لکا تا جھونستا چہراں کی بے بسی، پڑھن آلی عمر ماں گیدراں کا ڈنگر چارن کو دُکھ تے بے آسری عورتیاں پر فار خطی کی لٹکتی وی تلوار نا موضوع بنا رہیو ہے۔تاں وہ اپنا قبیلہ تیں چھٹ جان کو جھف، شہری زندگی کی کوفت، بھیڑ ماں گُم جان کو ڈر، انسانی ذات کا ٹُٹن کو درد، تے شعور، لاشعور تے تحت الشعور پر پیش آن آلا واقعات نا وی پیش کر رہیو ہے۔ سچی حقیقت نگاری تے ساریاں علامتاں نا برت کے سوہنی، سوچی تے سُتھری کہانی وی لکھی جا رہی ہے۔ ہُنا جتماعی گوجری افسانہ تیں بعد مناسب ہے کُجھ قابل ذکر افسانہ نگاراں بارے وی گل ہو جائے۔

میری نظر ماں سجری گوجری لکھن آلاں ماں سب توں پہلو ناں آوے غلام رسول آزاد کو۔وہ بڑی پُر معنیٰ، رسیلی تے اج کا دور کی وارداتاں نا بیان کرتا وا سامنے آویں۔ انھاں نے اپنی کہانی ''جان نہیں چھٹتی'' ماں اجیہی عورت کو کردار بیان کیو ہے جسکی مرضی کے خلاف بیاہ کرا دتو جائے کیونجے نا پسند معراج سنگ باندے باندے نفرت نہیں کر سکتی، اس واسطے واہ ٹھباب تے ڈھینچر کو سہارو لے کے جھوٹھ موٹھ کو ہال پائے تے فر اپنی نفرت کو اظہار کرتے ویلے خاوند نا ٹیڑی ہاروں نچاوے تے جان پر صبر کرے۔اس کہانی تیں یاہ گل باندے آ جائے جے سماج تیں رہیا والو ک بھی اپنی ذات کو اظہار کسے نہ کسے طور پر کرتا

دِسیں، بھاویں اپنے اندر کوہُسڑتے ہول کڈھن واسطے اس ناہال کو ہی سہارولینو پوئے۔

''خواباں کی ڈھیری'' غلام رسول آزاد کی اک ہور چنگی کہانی ہے۔اس کہانی ماں پڑھن آلا گوجر گدراں نا ملن آلی سرکاری امداد کو ذکر کر کے یاہ گل دسی گئی ہے جے کدے بر وقت یاہ حوصلہ افزائی نہ ہوتی تاں شاید غریب گوجر گیدرا اج بھی ڈنگر بچھا چارتا تے مقدماں کو گوہ سٹ کے عمر ٹپاتا۔ ہوں سمجھوں کہ اس مالی امداد نے گجراں کی مالی حالت مانھ سدھار آنن کے نال انھاں کو جھک بھی کھولیو ہے۔ویہ ڈھاکاں تے کاڑاں بچوں نکل کے قومی دھاراماں شریک ہو گیا ہیں۔کیونجے اس اقتصادی ٹھاپنا نے انھاں نا عزت مان بھی دِتو ہے اس تیں انھاں ماں چنگی حیاتی جین کو جوش تے گمیو وو تشخص بھی انھاں نالبھو ہے۔آزاد صاحب کدے اس بکھی وی کوئے رمز مار چھڑتا تاں کہانی ہوروی نِکھر سکے تھی۔اس کہانی ماں انھاں نے بڑی رسیلی تے سجی سنوری زبان برتی ہے۔پیش ہیں اس کہانی بچوں دو اقتباس:

''میرو سب تیں بڑو ارمان یونس نا پڑھانو تھو۔شاید زندگی کی طرح اس مانھ وی ناکام رہیو ہاں۔حوصلہ تے ہمت کسے کی باڑی نہیں۔جس کسے نے وی اسکی رسی پکڑی ضرور دندے لگو ہے۔میرا خواباں تے ارماناں کی ڈھیری ناضرور سگ لائیے''

'' تے ایک ہی وقت اس نے دو چرخا ڈاہیا، ایک لکڑی کو تے دو جو زندگی کو۔دل کا تکو پر غماں کی تند چھکی تے لوہا کا تکو پر اُن کی پونی لائی''۔

امین قمر افسانہ کا پلاٹ کو تانو بانو اسطرح بنیں کہ پڑھن آلو اخیر جا کے ترس کھا جائے۔انکی کہانیں سوچن تے غور کرن پر مجبور کریں۔انکو مزاحیہ انداز تے ہاسا ہاسا ماں رمز مارن کو طریقو بڑو منفرد ہے۔اک کہانی ''لُگیاں کو سینہہ'' ماں انھاں نے گوجر اسماج ماں کھُبیا وا کھڑ پینچ کو کردار جس راہ پیش کیو ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔انھاں کی کہانی دو جو پھیرو بھی قابلِ ذکر ہے۔اس کہانی ماں جنگ بندی لائن کا باہیا وا پھٹاں پر لوباہی گئی ہے۔کس راہ یاہ لکیر بندہ بندہ، بھرا بھرا، ماں باپ، عاشق تے معشوق نا نکھیڑ چھوڑے، کس راہ ندیم اک پاسے تے

ممتاز دوجے پاسے تے فراڈ یکتی اڈیکتی ممتاز عین جوانی ماں فوت ہو جائے۔ کیونجے ندیم آن کو وعدو کر کے وی ویلے سر نہیں اپڑ سکتو۔ پیش ہے اک اقتباس:

''فِر انھیر واگ تے خون، نفسو نفسی تے دوڑ بھج اِنگا کا لوک اُنگا تے اُنگا کا اِنگا، ہوں مشکل نال نس بھج کے گھر پوہچیو۔۔۔۔ ممتاز تے میرے درمیان اک لکیر تھی، اک اُچی دیوار جہڑی آدمیاں نے بنالئی تھی! اُس کو مُلک ہور تے میرو ہور۔۔۔''

شریف شاہین بھی گوجری کا اک منیاوا کہانی کار ہیں۔ وہ گوجری ماں افسانہ لکھن کا نواں نواں تجربا کر رہیا ہیں جہڑو گوجری واسطے اک نیک شگون ہے۔ ''بھاند کی ڈالی'' انھاں کی اک قابلِ ذکر کہانی ہے جس ماں انھاں نے بڑی خوبصورتی نال پہاڑاں ماں بسن آلا لوکاں کی اس حالت پر لو بالی ہے جد سارو سال محنت کرن مگروں تیار ہوئی فصل نا ہناس کُٹ مار کے دھر چھوڑے تے زمیندار بچارو ہتھ ملتو رہ جائے۔

محمد حسین سلیم ہوراں کی کہانیں گوجرا ماحول کی بھرپُور عکاسی کریں۔ وہ بھاویں گھٹ لکھیں پر ہر کہانی ماں حیاتی کا کسے نہ کسے ناسور نا تڑک لاتا والنگ جائیں۔ یہ کہانیں نچھ گوجرا ماحول کی کہانیں ہوئیں۔ وہ اس ماحول نا بڑی سچائی محنت تے دیانتداری نال پیش کریں۔ انکی ہر گل، ہر محاورو تے ہر کردار گوجر بستی کو ہوئے۔ انکا ہتھ ماں طنز و مزاح کو ہتھوڑو تے نہیں پر اجیہو تیشو ضرور ہے جس سنگ وہ مدعا ناگھڑ کے پیش کرتا رہیں۔ انکی کہانی ''پیر کرامت شاہ'' سادہ گوجر کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اس کہانی ماں انھاں نے دسیو ہے جے کر میو جہڑو بڑو آلسی، عیاش تے نکمقو جیہو بندو ہوئے تے جس ناگراں ماں کوئے نوکر وی نہیں رکھتو، جد بھکھو مرن لگے تاں لاڑی کی صلاح پر مسجد ماں جا بیسے، اُت اک چودھری اس نا پیر سمجھ کے گُمی وی مہیس پر نیاز منے تے فِر مھیس لبھ جان پر وہ اس اگے یارمی کا پیسا گُڑتے آٹو آن دھرے تے اس نا اپنو پیر من لئے اس طرح کر میو اک بہلونکمو تے بھکھو جنوں کر میا تیں پیر کرامت شاہ بن کے سامنے آوے! اسے راہ سلیم صاحب نے ''لاڑلی'' ماں نور

جہان کی دُکھا رونی، چاچا کی اس پر جھڑک تے ابا کی قبر پر کرتا اسکا کوسا کوسا اتھروں کہانی نا بڑو سوہنو بنا ھوڑیں۔

گوجری کہانیاں کی جیند ماں کدے کدے علامتی کہانی وی نظر آویں تے کُجھ اجیہی علامتی کہانی وی لکھی گئی ہیں جنھاں ماں ترسیل کو کوئے مسئلو نہیں سگوں پورو تسلسل، چنگو سواد تے ڈُنگی رمزوی نظر آویں۔ اس سلسلہ ماں عبدالحمید کسانہ کی کہانی ''اپنا کی مار'' پیش کی جا سکے۔ اس کہانی ماں پھانڈا تے رُکھ نا علامت بنا یو گیو ہے تے دسیو ہے کہ جد تک رُکھ سارا اکٹھا رہیں پھانڈ وانھاں نا کوئے نقصان نہیں دے سکتو۔ پر جدا ک رُکھ دو جاں پر رعب جمان لگے تاں دو جا رُکھ اسکی جڑاں نا ہلا چھوڑیں تے پھانڈ واس نا پرت چھوڑے۔ یاہ کہانی دسے جے بندہ نا غرور چھوڑ کے مل جل کے رہنو چاہیئے۔

نسیم پونچھی نیوں تے شاعر ہیں پر کہانی وی بڑی معرکہ کی لکھیں تے حیاتی کی کسے سچائی نا تڑک لا کے اجیہی حقیقت باندے آنیں جہڑی پڑھن آلا پر لوندرو چاڑھ چھوڑے۔ ''گھُمن گھُمن حیاتی'' انھاں کی اک چنگی کہانی ہے اس ماں اک اجیہا بندہ کی کہانی بیان ہوئی ہے جس نا کوئے نکا ہوتاں چاء لے جائے تے سہنسی نا بیچ چھوڑے تے اس راہ وہ بھی سہنسی بن جائے۔ پر اک بیلے وہ اپنا مُلک ماں واپس آ جائے تے کس راہ اپنا گھر آلاں نا پچھان لئے پر وہ یہ اس نا اپنے نال نہیں رلاتا۔ اس کہانی کا اخیر کی سطر قابلِ غور ہیں جس تیں ساری کہانی باندے آ جائے۔ ''ہوں ن کُجھ نہیں منگتو، صرف اتنو چاہوں کہ یاہ دھرتی مِناں گل نال لالئے، کوئے منا بھائی کہے، کوئے مناں اپنو۔۔۔۔ ''

ڈاکٹر رفیق انجم نا گوجری کہانی کو ڈاکٹر کہیو جائے تاں جھوٹھ نہیں ہوسیں۔ اس راہ سئی ہوئے جے گوجری کہانی کی نبض پر انکو ہتھ ہے۔ حالانکہ انھاں نے اپنا ہتھ شاعری تے تحقیق ماں دسیا ہیں پر گوجری کہانی نا وہ یہ اپنا ہتھاں پر نچاتا، کھِڈاتا، ہساتا تے رواتا وا لگیں۔ وہ یہ کہانی کی اُٹھکل مزاج تے وطیرہ تیں چنگی طرح واقف ہیں تے جدید ادب کی وی پوری

واقفیت رکھیں۔ یاہ گل انھاں کی کہانی کار کی حیثیت نا اُچودرجو دے چھوڑے۔ بھاویں گوجری کہانی کاراں کی ہوں درجہ بندی تے نہیں کرسکسوں پر سچ گل کہنو وی تے اک درجو ہی ہوئے نا۔ ویہ ۱۹۹۶ء ماں ''کورا کاغذ'' شائع کر کے گوجری کا پہلا صاحب کتاب کہانی کار بنیا تے انکی اس کتاب کا مطالعہ تیں یوہ سچ باندے آوے جے رفیق انجم کی کہانی گوجر اسماج کا سچ نا بیان کریں۔ تاں ہی انکی کہانیاں ماں انسان کو سچ باندے با چھڑ نظر آوے۔ اج کی جدید کہانی پر ڈُنگی نظر ہون کی وجہ تیں ویہ رمزاں تے اشاراں سنگ کسے کردار نا علامت کی صورت ماں پورا سماج پر کھلیار چھوڑیں۔ مثال کا طور پر انکی علامتی کہانی ''کباری'' نا لئیو۔ کباری گوجری کی مچ پیاری کہانی ہے جہڑی جدید کہانی کا سمندر ماں تاری مارتی سئی ہوئے تے پڑھن آلاں نا مغز مارن پر مجبُور کر دئے۔ کہانی ماں اک بندو فوت ہو گیو ہے تے قبر ماں اس نا کجھ چٹ کاپڑ آ کے کہیں جے تیں کباری کر چھوڑی ہے۔ یاہ گل خبرے کتنی رمز کھول چھوڑے۔ ذری یوہ منظر ملاحظہ کرو:

''۔۔۔۔ قبر کدے کی تیار، کفن چو پھڑ کر کے دھر یووو، جنازہ کی صف کھلی وی، سامنے ہولی جئی منجی دھری وی۔ جنازو آن ماں کائے دیر نہیں تھی، صرف یوہ فیصلو نہیں تھو ہوسکیو جے آخر بستی ماں فساد کیوں ہے، ہر پاسے نحوست، بے برکتی تے نفسو نفسی کس کے پیروں ہے، بستی کا پنچ دیر تو ڑی اسے سوچ ماں رُجھیا وا تھا۔۔'' تے فِر کہانی کا چھیکڑ ماں قبر ماں سفید پوش مخلوق مرن آلا نا یاہ کہ کے فیصلو کر چھوڑیں جے'' توں واپس چلیو جاتے اُن پنچاں نا اراں بھیج''۔

میری نظر ماں یاہ کہانی کسے وی زبان کا جدید ادب کی کہانیاں کے بشکار رکھن جوگی ہے۔ جِت یاہ کہانی لِکھ کے رفیق انجم حیاتی مگروں وی جین جوگا ہو گیا ہیں اُت گوجری کہانی دو جی زباناں نا کُجھ دین جوگی وی ہوگئی ہے۔

شریف شاہین نے گوجری کہانی نا اپنا ہمعصر کہانی کاراں سنگوں بکھ لباس لوان کی

کوشک کی ہے۔ تے انھاں نے کہانی نا گوجر اسماج بچوں باہر کڈھ کے انساناں کا بازار ماں آن کھلو کیو ہے۔ انھاں کی کہانی ''نیلم'' اس گل کی مثال ہے جس ماں اک گوجر نوجوان انگریز گدری کی تاہنگ کرے، اسکی شقق رکھے تے اسکی ہکھی اپنا کالجہ ماں پالے۔ گوجری کہانی ماں یاہ اپنا آپ ماں اک بڑی گل ہے۔ پیش ہے کہانی کو آخری جُملو:

'' نیوں لگو کہ کئیاں جذباں کو کریش ہو گیو ہے۔ وہ جدوی نیلم کی بُک بھر کے ہتھاں ماں لئے، وہ یہ روزی کا اتھروں سئی ہوئیں۔۔۔''

اج کا دور ماں جس طرح ہر چیز بناوٹی بن گئی ہے تے انسانی قدراں کو گاٹو گھٹیو جا رہیو ہے بندہ کی بڑائی لیاقت تیں نہیں بلکہ کوٹھیاں کاراں تیں لگے۔ تے پیسا کی یاہ دوڑ تے بھکھ بندہ تیں اس کو گراں، ماں باپ، بھائی بند سب کُجھ چھڑا چھجوڑے پر سب کُجھ ہتھ آن مگروں وی انسان کی ذات تے ضمیر بھکھو تسا یو ہی رہے۔ لوکاں کا مُنہ مِٹھا تے دل کالا ہیں اس خیال نا محمود رانا نے اپنی کہانی ''زندگی آواز'' ماں پیش کرن کی کوشش کی ہے، حالانکہ وہ یہ اس موضوع نال انصاف نہیں کر سکیا فر وی انکی یاہ کوشش گوجری کہانی ماں اک نووں اضافو ہے۔ اُپر بیان کی گئی ساری گلاں کے باوجود گوجری افسانو حالیں اپنا عبوری دور تیں ہی گذر رہیو ہے تے حالیں اس سمت ماں چال ڈھال تے اٹکل کے بارے کُجھ کہن کی گنجائش نہیں۔

اج کو افسانو انسانی ذات کی چومُکھیا پنوتا نو بانو بُنے لگو وو تے جدید افسانو کسے خاص کردار کی جھلک ہون کے بجائے اسو یلے مچ سارا کرداراں کی نمائندگی کرے لگو وو۔ کہانی اک وسیع انسانی پس منظر ماں داخل ہو گئی ہے۔ چت نہ صرف خارجی حالات ہی کہانی کہواویں سگوں باطنی منظر کشی وی ہو رہی ہے۔ کسے شدید لحہ کو اثر، انسانی دماغ کو انتشار تے بکھراؤ وی کہانی کے ذریعے پیش کیو جا رہیو ہے۔ ادیب نہ تے کسے رجحان نا قبول کر رہیو ہے تے نہ ہی کسے نارد۔ سگوں اپنا تجربہ تے فہم نا برت کے نویں کہانیں لکھی جا رہی ہیں۔ اج کا موضوع ہیں ان جانی چیزاں کو خوف، موت تے موت تیں بعد کو ڈر، دنیاوی چیزاں نا حاصل

کرن کی دوڑ ماں پچھے رہن کو جھف، انسانی بھیڑ ماں گُم ہو جان کو خطرو تے فرد اخلی جہنم کی اگ جیسا موضوع وی ازمایا جار ہیا ہیں۔ میرو کہن کو ہرگز یوہ مطلب نہیں کہ کل توڑی لِکھیو جان آلو افسانو چنگو نہیں تھو یا فراس نا کھہر اپر رکھ چھوڑنو چاہیئے۔ سگوں روائتی افسانہ تے قصہ نا بنیاد بنا کے نووں ادب وی چنگی طرح تخلیق ہو سکے۔ مھارے سامنے سریندر پرکاش، کنور سین تے انتظار حسین کی مثال ہیں۔ جنہاں نے روائتی قصا کہانیاں تے حکایتاں کی نیں پر اجیہی کہانی بنائی ہیں جہڑی لامثال تے لاجواب ہیں تے اج کا ماحول ماں وی فِٹ بیسیں۔ اس سلسلہ ماں انتظار حسین کی کہانی ''کشتی'' سریندر پرکاش کی ''گولی'' تے کنور سین کی ''آج کا دھرت راشٹر'' قابلِ ذکر ہیں۔ مثال دین کو مطلب صرف اتنو ہے کہ مھارا گوجری کا کہانی کار وی اجیہا تجربا کریں تاں جے گوجری افسانہ نا نویں راہ لبھ سکے۔

یاہ گل صحیح ہے جے پچھلا کُجھاں سالاں ماں گوجری کہانی کو نکھریو وونوں، سجرو تے نچھ روپ کڈھن کی زوردار کوشش کی گئی ہیں تے مھارا گوجری ادیباں نے افسانہ کی مچ ساری کھِلی زیناں پر ہل بہائی کر کے گوجری افسانہ ماں نویں باڑی لائی ہیں تے نویں پھلواری تیار کی ہیں۔ تھوڑا عرصہ ماں ہی اجیہو نرویو، سوہنو تے سوچجو ادب لِکھیو ہے جس پر گمان وی کیو جا سکے تے مثال وی دتی جا سکے پر حالیں مھارو سفر ختم نہیں ہو یو! سگوں شروع ہو یو ہے۔ حالیں ہم نے افسانہ ماں نواں رنگ روپ بھرنا ہیں تے کھلن کھار پس منظر نا پوری جرت سنگ سامنے آننو ہے۔ حالیں گوجری افسانہ کی نہار تے مہار بنان واسطے ڈُنگی سوچ کا سمندر ماں چُبھی مار کے ادب کاں سُچاں موتیاں نا کڈھنو باقی ہے۔ تانہی فر حالات کی کالیاں راتاں تے اوکھیاں دندیاں بچوں لنگھ کے ہم افسانہ کی معراج تیکر پُجاں گا۔ پر جس جذبہ جوش تے نیک نیتی سنگ مھارا گوجری افسانہ نگار لگا وا ہیں اس نا دیکھ کے یاہ گل کہی جا سکے جے وہ ویلو دور نہیں جد گوجری افسانہ کی جیند ماں وی اجیہا پھُل پھُلیا ہوئیں گا جنھاں کی خوشبو دوجیاں زباناں کا افسانہ نگار تے پڑھن آلا وی لین ماں خوشی محسوس کریں گا۔

گوجری کھانی : اک جائزو

ڈاکٹر رفیق انجم

جدید گوجری ادب مانھ کہانیاں کو روپ تے جوبن نکھر کے باندے آیو ہے، تے اج کہانی بلا شبہ غزل توں بعد گوجری کی سب توں مقبول تے معیاری صنف ہے۔ اسکی اک وجہ یاہ وی ہے جے کہانی گوجرا ماحول مانھ ہمیشاں توں موجود رہی ہے تے گوجراں کی بے گھری تے لوک ادب کا دور مانھ وی کہانی گھر گھر بستی رہی ہے۔ لہٰذا جد جدید گوجری لکھاڑیاں نے کہانی آلے پاسے قلم کی مہار موڑی تاں پڑھن سنن آلاں نایاہ کائے اوپری چیز ہی نہیں لگی تے دو جی بڑی وجہ یاہ ہے جے گوجری کہانیاں کا پلاٹ کردار تے زبان عام انسان کی، گھر گھر کی، تے گراں گراں کی کہانی بیان کریں۔ تے اسطرح پڑھن سنن آلاں ناہر اک کہانی اپنی کہانی سئی لگے تھی۔ تے نوں لوکاں کی دلچسپی بدھن نال کہانی مقبول ہوتی گئی۔

تاریخی اعتبار نال پہلی گوجری کہانی جہڑی کاغت کا برقاں پر آئی واہ اقبال عظیم ہوراں کی لکھت رب کی کرنی تھی۔ تے فراس تیں بعد کئی لکھاڑی بلیں بلیں اس میدان مانھ آتا گیا۔ گوجری کہانی کی حوصلہ افزائی مانھ ریڈیو کو بڑو رول ہے تے جاوید نظامی، نسیم پونچھی، قیصر دین قیصر، امین قمر، مختار الدین تبسم، وزیر بجران محمود رانا جیہا ناں اکیڈمی تیں پہلاں ہی لوکاں نا منہ زبانی یاد ہو گیا تھا۔ اکیڈمی کا گوجری شعبہ تیں بعد جہڑا نواں لکھاڑی اس فرست مانھ شامل ہویا وہ یہ تھا، غلام رسول آزاد، غلام حیدر عادل، شریف شاہین، مرزا خان وقار، ڈاکٹر نصیر الدین بارو، عبدالحمید کسانہ، ڈاکٹر رفیق انجم، افضل ندیم تے اشرف چوہان۔ انھاں مانھ زیادہ تے جمود کا شکار ہو گیا ہیں تے ہن سچی گل یاہ ہے جے اج مرزا خان وقار تے اشرف چوہان تیں بغیر کوئے وی باقاعدہ کہانیں نہیں لکھتو۔

ادبی معیار کا لحاظ نال اج گوجری مانھ اتنی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے جے واہ عالمی

ادب کی کسے وی کہانی نال نظر ملا سکے۔ان کہانیاں مانھ فنی پکئیت کے نال نال زبان کی مٹھاس تے لہجا کی ایسی اپنائیت وی ہے جے پڑھن آلو کہانی مانھ دھستو چلے جائے۔گل محض دلچسپ داستان کی نہیں بلکہ ان کہانیاں مانھ سماج کی برائیاں پر طنز کے نال نال اصلاحی پہلو وی اسطرح گُنھیو وو ہوئے تھو جے کانی پڑھن سنن آلا کجھ تاثر لیکے اٹھیں تھا۔ ذرا دیکھو چوہدری قیصر دین قیصر اپنی کہانی نواں بُوٹ نا اسطرح ختم کریں:

میں بڑی عاجزی نال سوپر کا موچی نا کہیو کہ دھاگاں نال سیڑ چھوڑتا نجے کجھ گزارو ہوجائے۔موچی کہن لگو جے چلن نال دھاگو گھس جائے گو پر ہوں اپنی دھُڑتوں نہ ہٹیو۔موچی نے تنگ آ کے کہیو، موچی کو پوت ہوں ہاں، توں تے نہیں۔اسیطر ح انکی کہانی گوجربستی تے قسمت کا لیکھ وی پڑھن جوگی ہیں۔گوجری کہانی کی اک بڑی خوش قسمتی یاہ ہے جے اسکی بنیاد حقیقت نگاری پر ہے۔

امین قمر اپنی کہانی بیاہ مانھ مقدم کو حلیوا اسطرح بیان کریں:

مقدم خیرو (جہڑو ہن مقدم گھٹ تے خیرو زیادہ رہ گیو ہے) نے اپنے ویلے جت چنگی مہیس دیکھی نہیں چھوڑی۔سدھے ہتھیں لبھ گئی تے چنگی گل نہیں تے مقدم خیرو دو جا ہتھ دسنا وی جانے تھو۔وہی دو جا ہتھ وہ انھاں نا وی دسے تھو جہڑا اک واری بلایا نال لیتری مانھ نہیں آویں تھا۔پنڈا ور بنی وی لکیر کسے ملک کا نقشہ ہاروں اراں پراں دھیاڑا توڑی دستا پھریں تھا۔تے گھر آلیں بٹا تپا تپا کے ٹھکور کرتی رہیں تھیں۔

غلام رسول آزاد اپنی کہانی خواباں کی ڈھیری مانھ لکھیں:

''میرو سب تیں بڑو ارمان یونس نا پڑھانو تھو۔شاید زندگی کی طرح اس مانھ وی ناکام رہیو ہاں۔حوصلہ تے ہمت کسے کی باڑی نہیں۔جس کسے نے وی اسکی رسی پکڑی ضرور دندے لگو ہے۔میرا خواباں تے ارماناں کی ڈھیری نا ضرور سگ لائیے''۔اسطرح یاہ کہانی تے مک جائے پر سوچ کو اک نہ مکن آلو سلسلو شروع ہوجائے۔

ڈاکٹر نصیرالدین بارو کی کہانی لہو بچوں وی اک ٹوٹو پیش ہے تانجے ان کا اسلوب ناوی پڑھن آلا پرکھ سکیں۔

''پہلاں تے ہوں کدے ماندو ہوتو ہی نہیں پر جد وی ماندو ہو یو ڈاھڈ و ماندو ہوؤ ہاں۔ اج تیجو مہینو ہے منہ کے نیڑے کائے چیز نہیں لے جا سکتو، لنگاں کا تران ٹٹ گیا ہیں، افسوس ہے جان نال سارو کجھ چنگو لگے۔ پرسوں ہی پیر صاحب نے کتاب کھول کے ساراں کے باندے با چھڑ دس چھوڑ یو جے میں کے کے غلطی کی ہے۔''

کہانی تے افسانہ کو فرق مچ لکھن پڑھن تے سنن آلاں نا گھٹ ہی سمجھ آوے پر تیکنیکی اعتبار نال دیکھیو جائے تاں کامیاب کہانیاں کے نال نال کجھ لکھاڑیاں نا کہانی مانھ افسانوی رنگ بھرن کی وی چنگی جاچ ہے۔ تے اسطرح محمود رانا کی بھابی تے بوٹی بوٹی کالجو، امین قمر کی دو جو پھیرو تے لکھتاں کی گل، شریف شاہین کی نیلم تے آزاد کی صدیاں کی بچی فنی اعتبار نال بڑی مضبوط تحریر ہیں۔

تعداد کا لحاظ نال سب تیں زیادہ کہانیں چوھدری قیصر دین قیصر ہوراں نے لکھی ہیں تے انھاں مانھ عام طور سماجی مسئلا ہی نظر آویں پر عام مقبولیت مانھ امین قمر، مرزا خان وقار، ڈاکٹر نصرالدین بارو تے سلیم دو قدم اگے لنگھ جائیں شاید اسواسطے جے انھاں نے افسانہ نگاری کا فن مانھ الجھن کے بجائے پڑھن سنن آلاں کی رگ پکڑلئی ہے تے لہجہ مانھ طنز و مزاح شامل کر کے اتنا خوش کیا ہیں جے وہ فنی باریکیاں مانھ نہ ہی پوئیں۔

پاکستان مانھ تخلیق ہون آلو گوجری ادب شاید کئی صنفاں مانھ زیادہ معیاری ہوئے گو پر یاہ گل وثوق نال کہی جا سکے جے کہانی یا افسانہ مانھ کوئے وی امین قمر تے وقار کو مقابلو نہیں کر سکتو۔ بلکن یہ لکھاڑی بین الاقوامی ادب مانھ اپنی پہچان کرا سکیں کدے انکی کہانی ترجمہ ہو کے دنیا توڑی پوہچیں۔ ویسے وی یاہ اک حیرانکی آلی گل ہے جے جت پاکستانی لکھاڑیاں کی کئی تخلیق شیرازہ گوجری مانھ شائع ہوتی رہی ہیں اُت کہانی تے افسانہ کو کال سئی

لگے۔سعید بانیا کی دل کا تاراتیں علاوہ اج توڑی زبانی حوالاں نال صرف رانا فضل ہوراں کی کہانیاں کا مجموعہ ''بتھ گگن پاتال کی'' بارے سنتا آیا ہاں پر اجھاں گوجری اکھ اس شاہکار نا دیکھن واسطے تسائی ہیں لہٰذا اس پر کوئے تبصرو نہیں کیو جاسکتو۔

گوجری کی کجھ کہانی جہڑی پڑھن سنن آلاں نے مچ پسند کی ہیں یا جہڑی پڑھی جانی چاہیئے وہ کجھ اس طرح ہیں: اقبال عظیم کی 'ننواتی' تے 'ڈاچی والیا موڑ مہاروئے'، امین قمر کی 'لکیاں کو سینہ'، 'بیاہ' تے 'آٹا کو پاء'، نسیم پُونچھی کی 'گجرانی'، جاوید نظامی کی 'ان کڑکی'، قیصر دین کی 'نواں بوٹ'، ڈاکٹر بارو کی 'لہو'، مرزا خان وقار کی 'آدمی' تے 'راجکماری'، محمود رانا کی 'بوٹی بوٹی کالجو' تے 'بھابی'، غلام رسول آزاد کی 'صدیاں کی بچی' تے 'خواباں کی ڈھیری'، کے ڈی مینی کی 'رجی'، حمید کسانہ کی 'دوڑ'، ڈاکٹر انجم کی 'دو جائیگی' تے 'کباری'، تے شریف شاہین ہوراں کی 'نیلم'۔ کجھ نواں لکھن آلاں کا قدم اس میدان مانھ بڑا مبارک پیا ہیں جن مانھ خالد ندیم کی کہانی 'اڈیکوان' ضرور پڑھن جوگی ہے۔

گوجری کہانی کاراں مانھ مچ تھک کے بیس گیا ہیں تے کجھ اک نواں وی شامل ہویا ہیں پر اج تک اشاعت آلے پاسے اللہ جانے کیوں نہیں مڑیا۔ ۱۹۹۶ء مانھ شائع ہون آلی ڈاکٹر رفیق انجم کی کہانیاں کی کتاب 'کورا کاغذ' گوجری کہانیاں کو پہلو مجموعو ہے، سرور چوہان ہوراں نے سال ۲۰۰۳ء مانھ اپنی نثری کتاب 'کھوٹا سکا' شائع کی جس مانھ کہانی تے ڈرامہ شامل ہیں جد کہ امین قمر ہوراں نے سال ۲۰۰۴ء مانھ اپنی کہانیاں کی کتاب 'چانئی' کا ناں نال شائع کی ہے۔ پچھلے ہی سال شائع ہون آلی مرزا خان وقار کی کالاحرف گوجری ادب ماا ہما ضافو ہے۔ پر جد تک قیصر، آزاد تے سلیم کی کہانیں دنیا کے باندے نہیں آتیں گوجری اکھ تسائی رہیں گی۔ گوجری مانھ کہانی جئی ترقی یافتہ صنف کا شاہکار جے گھراں مانھ پیار رہیا تاں لائبریری مانھ ریسرچ کرن آلاں نا گوجری کا ناں پر جو کجھ حاصل ہو یو اسے کے مطابق گوجری کے بارے اپنی رائے قائم کرلیں گا جہڑی بڑی بدقسمتی آلی گل ہے۔

چنام گوجری کھانیں

کہانی کار	کہانی
اِقبال عظیم	رب کی کرنی، بڈھو چن
فضل حسین مُشتاق	ناصری کو بیر وار، سمجھو تو
چوہدری قیصر دین قیصر	بالکل سچ، گماوت
چوہدری نسیم پوچھی	گجرانی، تلاشی
محمد امین قمر	آٹا کو پاء، بیاہ
مختار الدین تبسم	ریت کا رسا، نہ تھن ماں نہ کوری ماں
محمد حسین سلیم	پیر کرامت شاہ، لاڈلی
خوش دیو مینی	رجی، تا ہنگ ٹُٹ گئی
عبدالحمید کسانہ	دوڑ، کرمیو آجڑی
غلام رسول آزاد	صدیاں کی بچی، روشن بستی
محمد شریف شاہین	نیلم، وقت کا اتھروں
ڈاکٹر نصیر الدین بارُو	لہو، سوچ
محمود رانا	بھابی، مجرم
غلام سرور چوہان	راگس
محمد اشرف چوہان	ٹھوکر
مرزا خان وقار	آدمی، راجکماری
سعید بانیا	پرائی چھاہ، شرم کا ستوں
ڈاکٹر رفیق انجم	دو جائیگی، کوسا اتھروں

رب کی کرنی

اقبال عظیم

یا منگھر کی ایک ٹھنڈی تے لمبی رات تھی۔ چودھویں کو چن چمکے تھو۔ لوک کہیں منگھر کی چانّنی سوہنی ہوئے۔ پر منگھر جے بسا کھ چن کی داریں نہیں گمتیں۔ پتو نہیں کہڑا اندرونی غم کی چغلی کھاتی رہیں۔ سعید ایویں خیالاں کا ڈنگا سمندر ما چھبی مارن لگ پیو تے ہر جانا نّوں ات وی غم کا کھراڈھونڈن لگ پیو۔ پھر اس نے سوچیو۔

.....چن کی روتیاں داریاں نالّ رونّ کی جاہوں کیوں نا ہسوں۔ منّا وی خوش ہون کو حق ہے۔ منّا وی ہسن تے ہساون کو حق ہے۔ ہوں یوہ اپنو حق چھوڑ نہیں سکتو۔ اپنا حق نا چھوڑن آلاّ بزدل ہوئیں اج بھانویں ساری کائنات روتی رہ میں اس کو سنگ نہیں کرنو۔ ہوں تے اس ہستی چانّنی نالّ دل کھول کے ہسوں گو۔ پر یوہ کو ہا کو ہاسو ہے۔ یاہ چانّنی ہستی تے نہیں۔ یاہ چن کا اتھرواں کی لشک ہے ٹھنڈی تے بے آس کسے سڑیا وا دل کا داغ نانّوں۔ جس مانھ سیک ہے تے نہ دھوؤں۔

سعید کو نّے رب کو دتو سب کجھ تھو۔ پر وہ جدوی ایکلو ہوئے تھو بے حد اداس ہو جائے تھو۔ کجھاں سالاں تے سعید نا میرا نال دوستانہ تعلقات تھا۔ میں کئیں وار اس اداسی کی وجہ پچھی پر اس نے کدے دسی نہیں۔ اج میں وہ ایکلو بیٹھو وؤ دیکھیو تے ارادو کر لیو اج اس کی کہانی ضرور سنوں گو۔ ہوں اس کے کونّے جا کے بیٹھو۔ اس نے ڈھاکاں تے نظر ہٹا کے میرے درد دیکھیو۔ ٹھنڈی ساس بھر کے آپے کہنّو شروع کیو۔

اصل گل یاہ ہوئی تھی۔ کہ میرو باپ ایک غریب آدمی تھو۔ وہ اراں پراں چھمائیں دار

رِہ کے ٹبرنا پالنے تھو۔ مقدم ولیا نالں اس نے پندراں سال گزاریا تھا۔ اس کی بکریں چاریں تھیں۔ گھوڑا لایا تھا۔ جندر پیسیا تھا۔ گالں بے عزتی جھلیں تھیں۔ پر ایک دھیاڑے وہ مقدم کی بکریاں جگا پتر کپتاں بوٹا اپروں جھڑیو تے اس کی جنگ ٹٹ گئی۔ وہ چاکے ڈیرے آنیوں۔ مقدم نے شام نا ایہاں اوہاں کی گل کرتاں اس نا کہیو۔

دیکھ فیضا ہوں تیرا نکّا نکّا جا تک پالتو رہیو ہوں تیرے در میرو کجھ حساب وی ہے۔ پر خیر! پھر دیکھاں گا۔ تیں وی تے میرے نالں کجھ مند نہیں کیو۔ دھریو رہیو ہے۔ کدے کجھ بنایو نہیں تاں وی کجھ گماوت تے نہیں کی۔

اس نا اپنی نیک نیتی تے خدمت کو بدلو صرف بے مہر جیاں لفظاں ما ملیو۔ مقدم چلے گیو تے اس کی اکھاں ما اتھروں آ گیا اس نے مہارا تے اپنا آ تھرواں نا چھپان واسطے میلی جئی لوئی ما اپنو چہرو چھپالیو۔

ادھی جئی رات تے پچھے اس کی جنگ نا مچ درد ہو گیو۔ شاید جھنگ ہو گئی تھی۔ درد گھڑی گھڑی نا بدھتو گیو۔ مہاری ماں تے ہم ترے بہن بھائی اس کے سرہانے بیٹھ رہیا۔ جس بیلے آدمی زندور ہنں واسطے موت نالں گھولں کرتو ہوئے۔ دھرتی کمتی دسے۔ ہائے واہ رات کتنی ڈراونی تھی۔!! جس طرح بھکھو بھگیاڑ منہ کھولیو وؤ کسے سکھنے ہتھیں کھلاوا آدمی درمنہ کھول کے آتو ہوئے۔ ہم نے ساری امید ٹٹتی دیکھیں خدا نا یاد کرتا رہیا۔ کہیں نا خدا ٹٹا وادلاں کی سن لے۔ پر شائد مہارا گناہ بھارا تھا کہ اس نے سرگی جئی نا مہارو سہارو مہارا ہتھاں بچوں کھس لیو۔ منگھر کی لمی رات ما چودھویں کو چن اس طرح چمکتو رہیو۔ اس نے لوٗ کو گھاٹو نہیں ہونں دتو صبح ہوئی تے مہارا کجھ ہمدرد آ گیا انہاں نے ہم نا صبر کرن واسطے کہیو۔ یاہ گل انہاں کولے امانت ہوئے جس نا کہہ کے وِیہ بے غم تے نہاں ہو جائیں۔ سمجھتا ہوئیں گا انہاں نے فرض پورو کر چھوڑیو۔

خبرے انسانی فرض پورو کرنو کے ہوئے۔ ہمدردی کس نا کہیں؟ قربانی کے ہوئیں؟ تے فرض ادا کرن ہمدردی کرن تے قربانی دینں واسطے کتنا ایک جگر کی ضرورت ہوئے؟ دپشہہ

چڑھیو۔ کجھ لوک جمع ہو یا۔ کجھ تھوڑی جئ دوڑ دھوپ ہوئی۔ کجھاں اکھاں ما اتھروں وی نظر آنْ لگ پیا۔ جہڑا اس دنیا تے چلے جائیں بس ان کی یاد آتی رہیں کئیں روز چُلاّ نہیں بلٹنا کئیں روز چپ تے غمگین چہرا دیکھنْ آلاّں ناخفا کرتا رہیں پر پھر جینْ واسطے دنیا نالْ دل لانْو پوئے

دسیں بئیں دنیں ہم پھر ہسنْ کھیڈنْ لگ پیا۔ ہوں اپنی بہن تے بڑو ہاں متّا چنگی طرح یاد ہے۔ مقدن ولیو باپ کا چالیماں تک کجھ نہیں بولیو تھو۔ اس نے مہارے نالْ حساب وی نہیں کیو تھو۔ ساراں نے مقدم کی تعریف کی تھی۔ پھر ایک دھیاڑے اس نے دوہاں چوہاں آدمیاں کے سامنے حساب کیو۔ ست سو روپیہ اصل تے دوسو روپیہ سود بنایو۔ مقدم کہہ تھو۔

میں یہ رو پیا سود پر لیا تھا۔ ناؤں سو روپیا ما اس نے مہاری پندراں بکریاں بچوں ناؤں چنْ لئیں۔ باقی مہارے کولّے چھ رِہ گئیں۔

ماں ہم نا اپناں بھائیاں کے لے آئی۔ ہر عورت جس ویلے بیوہ ہو جائے۔ سسرال نالّونْ اس نا نا طوٹ جائے۔ یو ہی اس دنیا کو دستور ہے۔ پر کدے مرنْ آلّو پچھے دولت چھوڑ جائے تاں وِیہ یتیماں کا ایک خاص وقت تک وارث بنّیاں رہیں۔ پر مہارے کولْ چھ بکریں تھیں۔ وِہ کس کس کو ڈھڈ بھرتیں۔ تاں ہی ہم آسانی نالْ اس مصیبت تیں بچ گیا۔

ہم نا اپنا ماما کے رہتاں ایک سال ہونْ لگو تھو۔ اسی جئ زندگی تھی کجھ خاص فرق نہیں تھو ۔لکھی راٹی تے ٹٹیاوا کپڑا اجہڑا پہلاں تھا وہی تھا۔ منگھر کی ہی ایک ٹھنڈی تے لمی چانّنی رات آئی۔ اس دھیاڑے وی چنْ مہاری بربادی کو تماشو دیکھنْ شام نا ہی آنْ کھلّو تھو۔ میری ماں میرے نالْ بیٹھی وی اگ تپے تھی۔ واہ اچانک بے ہوش ہو گئی۔ میری نکی بہن متّا کہنْ لگی۔ ''اماں نا کے ہو گیو''۔

میں مڑ کے دیکھیو ماں بے ہوش پئی وی ہے۔ میریاں اکھاں کے سامنے اپنا باپ کی شکل پھر گئی۔ وُہ وی اسی طرح پیو تھو۔ تے دیکھنْ آلاں نے کہیو تھو۔ ''اس کو تے دم پورو ہو گیو ہے۔''

میریاں اکھاں کے سامنے نہیر و پھر گیو۔ تے ہوں اچیں اچیں رونں لگ پیو۔ میرا رونں ناسنکے سارا گمانڈی جمع ہو گیا۔ ایک سیانا آدمی نے ماں کی نبض دیکھی تے وُہ فیصلو سنا چھڑیو جس ناسنن کی میری طاقت ہی نہیں تھی۔ ''اس کو تے دم پورو ہو گیو ہے۔''

میری اکھ ساونں بر ہاونں لگیں۔ پر خیر!! موت نے کدے روتاں در نہیں دیکھیو۔ منّا اج ساری دنیا روتی دسے تھی۔ ساری دنیا بے سہارا دسے تھی۔ ہوں جے بے سہارا ہو گیو تھو۔ ماں نے مہارا رونں کی پرواہ نہ کی۔ واہ ماں جہڑی مہارے کنڈو چھبھ جائے تھو تے تڑف جائے تھی۔ پر اج تے مہارے اپر اسمانں ٹٹ کے پے گیو تھو۔ پر ماں چپ تھی۔ ہائے ہائے!! لوک جس وقت اس دنیا تے چل پوئیں وِہ اپنا سارا ناطا اس نالّوں توڑلیں جس طرح ان پر اس دنیا کو کوئے حق ہی نہ ہوئے۔

کفن دفن کو انتظام ہو گیو تے ماں محبتاں تے مہربانیاں کا خزاناں کی مالک مہارا نالّوں رس کے چلی گئی تے اس کی ایک قبر بن گئی۔ ایک مٹی کی ڈھیری۔ اس ڈھیری نالں میں کئیں وار گل کیں جنہاں کا جواب وی منّا لبھ جا تا رہیا۔

ہم دوئے بہن بھائی پھر اپنا ناطید اراں کے دس پے گیا۔ مھارے نالں وی واہی ہوئی جہڑی ناطید اراں کے دس پینں آلاں کے سر ہوئے۔ کے دسوں تے کے گنیّوں۔ دو جے سال میری نکڑی بہن جا تکاں نالں کھیڈتاں دریا مارُڑھ کے مر گئی۔ منّا تسلی جئی ہوئی۔ چلو یاہ تے عذاب تے چھٹی۔

پر پتو نہیں جس ویلے اس کو جناز واٹھیو ہوں ساراں تے کنّی ہو کے رج کے رنو دل کو بھار آپے ہولو ہو گیو۔ ہر سال ایک جناز و تے ایک قبر۔ چلو ہن تے چھٹی ہوئی۔ دو جے سال ہوں اپنی واری نا اڈیکتو رہیو۔ پر شائد میں کجھ ہور ٹھہلا کھانا تھا۔ میری واری نہ آئی۔ میں اپنی اکھاں کے باندے اپنی نکی جئی دنیا جناز و تے قبر بنتی دیکھ لئی۔ کوئے مرے جے جئے منّا کائے دلچسپی نہیں تھی۔ پھر اپنا کا احسان کجھ بھارا ہوتا دسیا تے ہوں اُتوں نس گیو۔ ایکن شہر ما جا کے

مزدوری کرتو رہیو۔ تے تھوڑو مچ پڑھتو رہیو۔ پھر نکی جئی دکان کھول لئی۔ کجھاں سالاں بعد واہ دکان بدھتی گئی۔ منّا لوک امیر کہن لگ پیا۔ بڑی عزت بھی ہون لگ پئی۔

میری نہیں میری دولت کی۔

یاہ عزت بھی عجیب چیز ہوئے۔ ہون لگے تے بے جان چیزاں کی بھی ہو جائے۔ نہ ہوئے تے آدمی کی بھی نہیں ہوتی۔

جس نا خدا نے اشرف المخلوقات بنایو ہے۔ وہ پھر چپ ہو گیو۔ تے تھوڑی گھڑی تے بعد کہن لگو۔

اج صبح میرے کول خستہ حال آدمی آیو تھو تے کہن لگو۔

''منّا مزدوری پر رکھ لے۔''

پچھتاں پچھتاں پتو چلیو وُہ مقدم ولیا کو پوُت ہے۔ مقدم ولیو مر گیو تے اس کی ساری دولت بھی تباہ ہو گئی۔ اولا دردر کا دھکا کھائے۔

۔۔۔''یاہ رب کی کرنی ہے''

بڈھو چن

چوہدری اقبال عظیم

اس دریا کے کنڈے بیس کے میں ورساں یوہ چن ڈٹھو ہے. بسیاکھی رُت کی انگڑیسالیتی راتاں ما بھی .....ساونْ کی تریل نالْ بتری وی بے ایمان راتاںْ ما بھی .....جس رُت مادریا کیں ننگ ڈھڑنگ ٹھانٹھ ایک دو جی نابدّ وبدّی جپھا مارتی رہیں ان کا ہاسا کو شونکار اسمانْ کا اچیار نامثّو رہے۔ چھلکاں نالْ اچھلّتیں چھنکیں، اسمانْ تے زمین کے بچکار ناتاں کی دوڑاں نا بترنْ واسطے چھال مارتی رہیں۔ پرناتاں نا بیلّے کیلّے لگتیاں چھکیاں تے دھڑکناں ناکس نے لیکھے رکھنو۔

گمانڈھ ماکے ہے؟ کیوں ہے؟ کانْہہ جوگو ہے۔؟ مستیاں نا یوہ سب کجھ پُچھنو نا انصافی ہے۔آخر حیاتی کا اس البیلاؤڑ نا سچیار نو بھی ان کی ذمہ داری ہے ات نامردیاں، د کھڑاں تے شنگھوڑاں کو کے حق ہے۔کہ ہر گذرتی ساعت کو کجھ حق ہوئے تے حقدار ناضرور ملنو چاہئے...

چن کو ادھو پنیڈو کچھ لیو ہے۔بنسری ما کوئے قینچی کی دُھنْ بجائے لگو وؤ قینچی ہانْ قینچی واہی قینچی جہڑی ہجر کی گولی ہے تے اس کا ہر حکم پر دلاں نا لنگار کرتی رہے۔لوک کہیں اج بھی درشی کا بناں بچوں دوڑتی ہوا، پلدراں، پہاڑاں تے تنگاں کی چوٹیاں نا ہر پھیرے ہجر کا لنگارایا دلانْ کا لہو کی خوشبو سونگھتا جائے تے نکی لونھیرے انھاں کا ڈالاں نا چھانگنْ آلاں کی منہ کا لکھی ناچھپانْ واسطے تھوڑ وتھوڑ ولا لیو بنڈتی رہے۔تانجے وِیہ جگ ہسائی تے بچ جیں۔ہو سکے یوہ سچ ہوئے یا نہ بھی ہوئے۔

ہاں تے اس چن نے دریا کا تپا پر بیس کے کئیں وار میرا حوصلاں نا للکایو ہے۔ دریا کو ڈنگیار منن کا سادا تا ہیں۔ چلو اج واہی نہ واہی سہی کس نے دنیا پور کی ہے۔ کدے اج نوں ہی ہو گیو تاں کے ہو جائے گو۔

لوک کے کہیں جگ ما قینچی کا بولن بنڈن آلی تے اک واری تھوڑی جئی جھوک ہو گئی تھی۔ تے فر ساری عمر جھوکتی ہی رِہ گئی..... پر ہوں ایسو کیوں کروں؟

بس ایک ہی چھالن تے چن سمیت دریا کے تھلے پرات کے؟ گول ہو یا واہٹا ہیں۔ بٹ مہرہ تے بے رحم یہ تے اپنی چوفیری چھلی بھی نہیں ہٹیل سکتا جن کا سینہ نا صدیاں کو بکتو دریا نرم نہیں کر سکیو۔ ات تے بے مہری ہے۔ بے مہری کی سفوٹی ہے۔ اُف سہفوٹی!!..اس ما کون جی سکے۔ ہوں ایک دم ابھر کے باندے آ گیو ہوں، دریا کے کنڈے

درشی دے بنان نچ بجدیان بینان

ٹریا ماہڑا منشی تے پھٹے ماہڑا سینا !

او لگے قینچی دلدی..

خیر ہن تے دریا کا ہونٹھ بھی بھادرو آ تاں آ تاں لوسن لگ پیا ہیں۔ سبیلا در سجناں کی دوڑ ما بھی کجھ ٹھہرا آ گیو ہے۔ مستیاں کی گیندلی جئی سیجل چن کا مکھڑا پروں بھی ڈھلن لگ پئی ہے چانی لو کے نال ٹھنڈیار بھی دھرتی پر کھلیارن لگ پئی ہے۔ شائدا سے نال ہجر کو سیک مدھم پے جائے۔ نانے بٹ مہریاں کیں داریں چہراں پروں دھوئے جائیں۔ ہن تے اس چن نے بھی لیا سکھ ہین۔ منگیا تنگیا وا جھوٹا مٹھالیا۔ لیا جہڑا چھچھر جیا چھپرا کی چھتری بن کے ننگ منگا اسمان کے ہیٹھ دکھیا لوکاں کا سراں پر تنے جائیں۔ ایویں، کینویں، ناحق.....

جی ہاں ہن تے دریا کو پتو بھی پانی ہو گیو ہے۔.....اس پر تر تالیگڑا چن نا ہون ایک ہی وار با میار کے مٹھی مالے سکوں چپ گھیر ٹی ہتھ مالے لئی ہوئے.....جد تے میں دریا کی تہہ ما سکھنیں تے ہو چھیں ریجھ دیکھ لئی ہیں۔ چن کا مکھڑا کی جھرڑیں۔ ہور بھی ڈنگی ہو گئی ہیں۔ پر

ہوں کے کروں ؟ اس نا بڑا دعواہیں اس نا اج بھی بڈیار ہے جے وہ منّاں دریا کے کنڈے بسانْ کے سچائیاں کا ہورننگا روپ دسنْ کو حوصلور کھے۔

چنگو میر یا سوہنْیاں چنّاں.....ہوں تیرا چہرا کیاں داریاں کے صدقے توں میرو میلاں تے بچھوڑاں کو بھومی ہے ۔ ہوں جد تک جیوں تنّاں دیکھیا کروں گولوک کہیں توں دیس پردیس کا تسایاں کو سانجھو ہے۔ ہاں پراج جے توں منّاں منگھر کی ٹھنڈی ٹھار رات ما اس دریا کے کنڈے سدھے یوہ دریا جہیڑو ڈبتیاں نبھاں نالوں دھڑکے تے زوریں حیاتی کو ثبوت دینْ واسطے جتنْ کرے، نانْے تسایانْ بازاراں تے منہ چھپا تو پھرے۔ منّا دس توں تے اس کو پرانو سنگی ہے۔ ہنْ توں ان بٹ مہراں پتھراں کی چوفیری اس کے نالْ کیوں نہیں پھرتو ؟ ہوں تنّاں بل سیانْوں یا سوہنْیاں چنّاں توں بھی ہنْ بڈھا داند نانْوں بنّاں کے منڈے نہیں لگ سکتو۔ انھاں کوڑیاں سچیاں نا بھگنْ واسطے نوئیں جوانْی کس تے منگے گو؟

ناصری گو بیروار

فضل حسین مشتاق

بیروار کو دن ناصری نا عیاں تے شب قدراں تیں وی بدھ گے پیارو تھو۔ کسے ایکن دن تیں ہفتہ گا دو جا دن تک کتنا دھیاڑا ہوویں۔ کدے کسے حساب گا گریجویٹ نا پچھیو جے تے شائد وہ سوچ گے ہی جواب دے گو۔ مگر ہفتہ گا کسے وار تیں ویروار تک کتنا دھیاڑا ہوویں کدے کوئے ناصری نا پچھے تے واہ رڈی میڈ جواب دے چھوڑے تھی۔ دراصل ناصری گا دماغ گا سارا کل پرزہ ویروار گو کلکلیٹر تھا۔

ویروار گی شام ناصری اپنا گھر پچھے گئی پیر نتھیا گی خانقاہ پر دیو باتے تھی تے نیاز نذراں پر اپنا گیرا بلو کولوں دعاء منگا گے گھر لے آوے ہوئے تھی۔ تے دو دن بڑا آرام نال گذر جا ئیں تھا۔ پیر نتھیو کس جگہ رہ تھو یاہ گل ناصری کے دسے اس گا باپ نا وی پتو نہیں تھو۔ بشیر ناصری گی خانقاہ پر یقین نہیں تھو کرے تے نیاز دین آلا لوکاں نال ٹھٹھا مخول کرتو رِہ تھو۔ اس گلوں وہ ناصری نا مچ مندو لگے۔ وہ ہن جت دا لگے تھو لوکاں نا کہتو رِہ تھو یہ نذر نیاز کا پیسہ کسے اسلامی مدرسہ مادیا کرو۔ یاہ بے چارہ کھڈالو ہلا نایا کسے یتیم بچہ نا دیا کرو۔.....اسی طرح کا ایک مجمع ما بشیر کی بحث جاری تھی تے اتفاق نال ناصری وی اُت آئی وی تھی۔ واہ گل سن گے نہ صبر کر سکی تے بولی ''او بشیر توں کیوں لوکاں نا گمراہ کرے۔ اسے بڈھا جمالیا نا پچھداں پچھلے سال خانقاہ پر دودھ چاہڑن تیں بغیر ڈھوک چلیو گیو تے جا تاں ہی اس کو داند رڑ گیو۔ حا کیا کی مھیس چار سال پھنڈ رہی تھی تے اس نے اسے خانقاہ پروں گھا گی ڈالن لے گے کھوالیں تے مھیس گبن ہوگئی۔ کرمی نا پنجے سال خدا نے بچو دتو تے خانقاہ آلا پیر نے دتو.....!! ناصری تیز

تیز بولتی جارہی تھی۔ پر بشیر نے اپنی زبان کھولی موئی ناصری ہوں ہر سال دودھ چاہڑن بغیر ڈھوک چلیو جاؤں میرو داند کدے نہیں رڑیو۔ حا کیا گی مھیس سکی وی تھی۔ گھا کھوالیو سامی تے آپے گھبن ہوگئی۔ کرمی چار سال خانقاہ حاضری ضرور دیتی رہی۔ مگر پچھلے سال ڈاکٹر کولوں علاج کرایو تے پنجے سالاں س گے گھر بچو ہو یو ''نہ رے نہ اتنو باگی نہ ہوتوں آپے ٹھہر جائے گو تناں ضرور آزمودو لیھے گو' موسی کئیں سال گذر گیا توں یہی دھمکی دیتی رہی ہے۔ پر آزمودو میرے نیڑے نہیں آیو' مجھے نا بیٹھوایک بزرگ آدمی بحث ما حصولیتاں بشیر ور مخاطب ہو یو۔'' توبہ کر بشیر آزمودہ کو ناں نہ لیئے تو اجاں کھان پین کو امیدوار ہے۔ پر اناں لوکاں کی گل خطا نہیں جاتیں۔ بشیر غصہ نال ہور بگڑ یو تے کہن لگو۔ معاف کرو باوا جی پر انان لوکاں گی چنگی گلا ں گو ہوں احترام کروں مگر کجھ گلاں نے مھاری ساری قوم وہم ما گرفتار کر چھوڑی ہے۔ داند او کھے لگ گے رڑ گیو تے پیر گی ناراضگی گو وہم گھل چھوڑ یو۔ کسے بچہ نا گو نیو ہو گیو تے ڈائن تے چڑیلاں گی نظر پین گا نا رکھیا گیا۔ کسے نے نجھ مار چھوڑی تے دسیو بس ہن سفر نہیں کرنو نقصان ہوئے گو کاگ کھبے بول گیو یا ٹرتاں اگے بلی آ گئی تے بس یُو ہ سمجھ لیو جے یہ خدا نے وحی چلا چھوڑ یا ہیں۔ ہن اگے سفر نہیں کرنو۔ یہ سارا وہم نہیں تے ہور کے ہے۔ اے یُو ہمنجی پر جہڑو بھائی حا کیو بیمار پیو وؤ ہے۔ اس نا ڈاکٹر کولے لے جاؤ تے پیر مٹھا گی خانقاہ وچہ دھر آؤ کدے اس نا خانقاہ بل کر گئی تے ہوں تمناں سچا من لیوں گو۔

بیسا کھ کا مہینہ ما ایک دن دینہہ لتھے بشیر کو ٹھا پر بیٹھو قدرتی نظاراں تیں لطف لے رہیو تھو ۔ گرمی گوزور گھٹنو جارہیو تھو۔ تے لہتا دینہہ نے پھکی پھکی لاٹ دھپ گے بجائے نرم نرم ہوا گا جھونکا کھلیا رہی تھی۔ آس پاس کا رنگ برنگ پھلاں نے اپنی چمک گے نال مست خوشبو گا مٹھا مٹھا گیت چھیڑ دتا تھا تے بشیر گا کبوتراں نے اس خوبصورت؟؟؟ لطف لین واسطے اپنان گھراں گی بلکنیاں وچوں کھلی فظا ما اڈاری مار دتی تے دیکھتاں ہی دیکھتاں دور اچا ہوتا گیا۔ انھاں نے ہوا ما بازی لائی شروع کر دتیں۔ وے کدے اسمان تک پہچن گی کوشش کریں تھا تے

کدے پُٹھا سِدھا اٹھتا اٹھتا زمین تک آ پہچیں تھا۔ بشیر کبوتراں گی کھیڈ ما گم ہو یووَ دوہاں کبوتراں گی کھیڈ گو غور نالں جائزو لے رہیو تھو۔ وہ شائد اس وقت کبوتراں کو امپائر بنیو وَ تھو تے فیصلو دینں آلو تھو جے اس بازی ما کبوتراں کی اچانک اک شونک آئی۔ تے فر دوئے کبوتر کٹھہ دار تیز چھوٹ بٹتا دسیا۔ کوٹھا بس پنچ چھ گز اچار رہیا ہوئیں گا۔ کہ تیر ہاروں تیز ایک باز نے چھٹ کیو تے ایک کبوتر اپنا پنجاں ما قابو کیو تے ہوا ما اڈ گیو۔ اتنا عرصہ ما بشیر نے وی اس بنّا در چھالں مارنی تھی۔ مگر باز تاں اڈاری مار چکو تھو تے بشیر کھلا گو کھلو دیکھتو رِہ گیو تھو۔ باز سدھو پیر نتھیا گی خانقاہ پر اچا تے گھونپھر ابوٹا گی سب تیں اچی چوٹی کا ایکن ڈالا پر جا بیٹھو تے فٹافٹ کبوتر نا بلوندر نو شروع کر دتو۔ بشیر نے دوڑ گے گلی نالوں اپنی بندوق لا ہی اس ما کارتوس بھر یو تے تیز تیز دوڑنو شروع کر دتو۔ اتفاق نالں یہدن ناصری گو وہی۔ سردار تھو تے واہ مساں مساں خانقاہ پر دیو بالں گے تے کھیر پر دعاء کرا گے گھرور مڑی تھی۔ باز کبوتر نا لے گے خانقاہ پر ٹھیتاں ناصری تے اس گے اگے نالں گا دوہاں تر وہاں آدمیاں نے وی لک بدھ لیو تھو۔ بشیر نے ہتھ گا اشارا نالں بزو دسیو تے ناصری در چپ رہن گو اشارو کیو۔ ناصری گی کائے پرواہ نہیں کی تے فر کہن لگی مڑ آ بشیر نہ ہانڈ کر اس خانقاہ پر بندوق نہیں چلتی۔ باہی سو جائیں۔ اکھاں گی لو بند ہو جائے۔ ات تیرے تیں وی بڑا بڑا نامی شکاری آیا تے شرمندہ ہو گے تو بہ پڑھتا گھر مڑ گیا۔ باز اپنا شکار نالں سخت مشغول تھو۔ تے بشیر بندگی آڑ پکڑ گے بوٹا گے منڈ پہنچ گیو تھو۔

ناصری تے اس کے سنگ گا اتے کھلا تُرتُر دیکھ رہیا تھا۔ بشیر نے بندوق گو کہوڑو پہلاں ہی پیٹو وَ تھو۔ نشانں سدھو گیو تے لبلبی دبادِتی ٹھل کا آواز نالں ناصری نے چرچری لی تے اس گا ہتھ وچوں کھیر گی ڈِبی چھٹ گئی باز پنچھڑی پنچھڑی ہو یووَ ہوا ما لڑھکتو ناصری گا منہ اگے آ لگو تے بشیر ہستو ہستو پچھاں چلیو جائے تھو۔ تے ناصری نا کہہ تھو۔ موسی ناصری ذرا باز کا ہتھ کھلا کر جا ئیے۔ ناصری چھٹ خانقاہ در تے چھٹ باز گی لڑکیاں در دیکھے تھی تے بلو ھٹ بشیر در تے چھٹ کھیر در دیکھے تھو۔

سمجھو تو

فضل حسین مشتاق

جمال چھپڑ دھا کے سجی کہنی جنّوں پر ٹیک گے ہتھ کی تلی پر ٹھوڈی تھمیاں بغیر ذری بھر وی ہلن جلن تیں اس طرح بیٹھو وؤ تھو جس طرح پتھر کو بت ہوئے۔ وُہ اپنی موٹی موٹی اکھاں نا بنا جھمکن ٹکٹکی بدھ گے برابر سامنے دیکھ رہیو تھو، ڈھلا چھٹ افراں مڑتا مڑتا اپر لا باپھنا ہیٹھ چھپ جائیں تھا تے چھٹ برلا بباپھناں تے سنی کبھی گٹھاں در دوڑیں تھا۔ اس حال ما کدے کوئے اس نا کو لاتیں دیکھ لیتو تے شائد ڈہلاں گا بغیر اندازو کرنو مشکل ہو جا تو جے وہ جیتو جاگتو جنّو ہے۔ یا بے جان بُت ہے۔

زمین تے اسمان کے بشکار کی خالی جگہ اس واسطے اک بڑو پردو بنّی وی تھی۔ جس کے اوپر اس گی بارہ سال گی عمر تیں لے گے اس گی موجودہ پنجتالی (۴۵) سال گی عمر تک گی ساری زندگی گی کہانی فلمی ریل کی طرح چل رہی تھی۔ جس گو اک اک سین وُہ بڑا غور نال دیکھ رہیو تھو۔

جمال کی اکھاں اگے سب تیں پہلاں وہ سین پھریو جس ویلے وہ باراں (۱۲) سالاں کو تھو تے باپ سڑک پر کم کرتاں پس ہیٹھ آ گے مر گیو تھو۔ اس گی ماں جس ویلے ماندی ہو گے ہسپتال ما داخل ہو گئی تے جمال نا ڈاکٹر نے نسخو دے گے بازار دوایاں واسطے چلایو تھو تے جمال نے اپنی لوئی بندھے رکھ گے شاہ کو نّوں بیہہ (۲۰) روپیہ لیا تے تے ماں نا دوا آن کے دتی تھی تے وہ خود نکا نکا پنجاں بہناں بھائیاں نا اپنی تائی گی سپرد کر گے شاہ گو اسو کپن لگ گیو تھو۔ ماں ذری آرام ہو گے گھر مڑ آئی تھی۔ تے جمال نے پورا دو مہیناں لا گے شاہ مکایو

تھو۔مجبوری ما بھانے اس نا دھیاڑی باراں آنا ہی پیا تھا۔ پر یاہ دولت کے گھٹ تھی جے اس کی ماں بچ گئی تھی ۔اس کی اکھاں اگے دو جی رِیل پھری ماہ پوہ گی ٹھنڈ تے برف لینگر وہوئی کڑتی ٹاکیاں آلو کا چھوتے سِر ور د جی بھلیٹی وی ۔پیراں ماں ٹٹی وی پولن لگی وی لکڑیاں گو گڈو ہوٹل آلاں نا دیگے تیجے دھیاڑے دوسیر آ ٹو لیاوے تھو۔بہن اگے ہی چلہا ما اگ بال گے ڈولی ماپانی گھل گے کنالی کولے دھر گے بوہاما بھت پکڑ گے جمال گوراہ دیکھتی رِہ تھی تے رات نیڑے آتاں ہی آ ٹا کی گتھی بھلی بھلی کس گے گنن لگ پے تھی ۔پکا گے اک اک گوگی بنڈ دے تھی۔

رِیل آہستہ آہستہ پھرتی رہی تے جمال اُس گا ساراں پہلواں پر بڑی گہرائی نال غور کرتو رہیو۔تیرے بہن جوان ہون تیں پہلاں ہی بیاہ دتی تھیں ۔نگڑا دوئے بھائی ذراسٹاہر ہ ہو یاتے بارہ پندراں روپیا مہینہ پر جنا چھوڑ دتا۔اک چھڑ کُڑی ناصری نالن جمال گونکاح ہو گیو تھو۔جس گو سِر گڑیا ہاروں موٹو تے نک ہوٹھاں نالن ساہرو ہو یووٗ تھو۔گل کرتاں نک ماہی گنن گنن کرتی رِہ تھی ۔جس کی گل چھ مہیناں تیں بعد جمال گی سمجھ ما آن لگی تھیں ۔اس کو پچھلا خاوند کولوں طلاق ہو جان کی وجہ اس کو سر یا نک ہی نہیں تھو بلکہ اس کی درزی کی قینچی ہاروں پھرتی وی چبھ وی تھی ۔جمال نا سکرین پر ناصری اپنا موٹا سرنا چھنڈ گے بولتی دسی تے یوہ ڈئیلاگ اس گا ذہن بچوں نکل گے سکرین گی عبارت بن گیو تھو۔’’ پنے نی یاں میری نواڑیکاں ،تیں آراں ہی ہاں نا ہووٗں نہاں ہو ماں مٹ گیا‘‘۔(پلے نی پاء میری روڑ گے پکا‘۔دین آلان کی جان ناروؤں منا کھوہ ماسٹ گیا)

رہل کی رفتار گھڑیوں گھڑی تیز ہوتی گئی تے جمال گی زندگی گواک اک حصو نمبروار اس گی اکھاں اگے چلتو گیو۔ماں گی غریبی حالت ماموت بہن ناٹی بی ہو گے گھر مڑ آنو نکا بھائی کی مار نالن بانہہ ٹٹ گے گل ماپئی وی روتاں گھر آنو تے اس کو علاج معالجو، دو جا بھائی گی پتر کپتاں بوٹا پروں ڈھے گے موت۔گھر بچاں گی پیدئش اک، دو، ترے، چار.....ناصری گی

نُن نُن تے کُڑن ۔ جمال نا اپنی مزدوری کو سین ۔ سڑک پر روڑی کٹو، ٹھیکدار نان کم کرنو، پتھرو پر شہریاں آلا، ٹھیکدار گالت کھوسڑا، دریا مہان گی تڑائی، اِٹاں تے گارا کی ڈُھائی، پتھراں کی چنائی، کندھاں کی لپائی، عمارتاں کی بنوائی تیار ہوئیں تے اندر جان گی مناہی۔ گھر نکاں کی دوہائی تے ناصری گی شرنائی۔ کوئے اسو کھند بچلو نہیں تھو بچیو۔ جہڑو جمال کی اکھاں اگے نہ آیو ہووے۔ ہن جمال ناوہ سین دسیو جس ماڈاک بنگلہ گی عمارت بنّاں مستری نا پتھر پکڑاوے تھو تے ایک پتھر مستری کا ہتھ بچوں چھٹ کے اس گا پیر ورلگ گیو تھو۔ جس نان جمال کا کھبا پیر گی نگڑی ترے انگلی کترے گئی تھیں تے پیر نانوں بکھ جا پئی تھیں۔ جمال پورو مہینو ہسپتال ما پیو رہیو تھو۔

ٹھیکدار نے پیسا وی نہیں دتا تے نہ دوائی کو خرچ ہی دتو تھو تے دوجے ہی سال اس ڈاک بنگلہ ما اک منسٹر آ گے ٹھہریو تے جمال گل ما کڑتی گا لینگر اچھا تو اک درخواست ٹھیکدار کے خلاف لے گے اندر جان لگو تے ڈیوٹی پر کھلا دو سپاہیاں نے ٹھیلہ مار گے اُتوں کھد چھوڑیو تھو۔ محض پردہ پر ایک نکی رہل پھر رہی تھی ۔ تے جمال کے سامنے بھریا بکھنیاں وا ڈلہوں ڈُلہوں کرتاں بڈھ تھا۔ جنّھاں گی حصہ پیالی کرتاں اس نا کئی سال گذر گیا تھا۔ بڈھ کا ایکن ایکن ٹانڈا تے گھگھر ہیٹھ جمال نا پندراں پندراں تو پا اپنا پر سے تے خون گا کریا وادسیا، ہر پتر پتری پر تو پاں گو نشان لگو وؤ صاف دسے تھو۔ انھاں بڈھاں پر بندوبست تیں اج تو ڑی جمال گی مستقل کاشت آ رہی تھی۔ پر کاغذاں ما یاہ کاشت گی گرداوری بعد ماں مالکاں کے نا بدل گئی تھی۔ پر موقعہ پر کاشت جمال توں بغیر کر تو وی کون ۔؟

اچانک جمال نا گھروں آیو وؤ خط یاد آیو جہڑو وکل پیشی ویلے اس نا لبھو تھو۔ جس کی عبارت اس طرح تھی۔

''پیارا ادا! ہوں پاس ہو گے ستویں لگ گئی ہاں۔ بلّو تے منّو وی پاس ہو گیا ہیں۔ ماسٹر ہور فیس منگیں ۔ مھارے کولن کتاب وی کھ نہیں میرا کپڑا صاف پاٹ گیا ہیں تے

پیروں وی اوانّی ہاں۔ جماعت کا گیرا کڑی منّا ہسیں تے طعنا مارتا رہیں۔اماں نا اٹھمو دن ہے تاپ نہیں ٹٹو۔گھر آٹا کو پانہیں پورو مہینوں ہوگیو ہے۔شاہ نے اُدھار دینو بند کر چھوڑیو ہے ۔وہ اگلا پیسا منگے ..... بودی بلّی بارشاں نانّ ٹٹ گے ڈھے گئی ہے۔تے کندرُڑ گئی ہے ۔ہمناں رات ڈر لگتو رِہ جلد گھر آ ؤ۔

تھاری پیاری دھی 'بانو'

جمال نے ٹھنڈو ساہ لیو تے خط اس گو جا بچوں کڈھ کے دو جا گو جا ماگھل چھوڑیو ۔اس نا گھروں آیا نا ترے مہینا ہو گیا تھا۔تھیگڑی ماہلیڑیا واپیسا گننّ لگو اندازو لگو جے اجاں تے شاہ گی رقم ہی نہیں مک سکی۔سود کو کے ہوئے گو۔تے باقی خرچ کتوں پورو کروں گو۔

جمال نے سرنا جھٹکو دتو تے اسمانّ در دیکھ گے کہنّ لگو۔''او نیلی چھت آنیا کیا ان نیلاّ نیلاّ بھر پور بڈھاں بچوں میرا خون ساڑنّ تے پر سے ڈولہنّ نالّ میرا حصہ ماہکھ ہی لکھی گئی ہے۔؟

آں، جت ریشم تے روں جہڑو میرو پر سے تے خون کھا گے تیار ہوئیں۔کیا اس کا مقدر صرف یہی اُچی کوٹھیاں مارہنّ آلاّ تیرا ایجنٹ ہیں۔؟ کیا میری مشوم دھی ناتن ڈھکنّ گو وی حق نہیں۔؟انھاں کا رات بھت روٹی بدھیا واسویرے نالیاں ماں پھینکنّ ہویں تے ہوں جہڑو کما گے دیوں کیا میرا ابلّو منّو تیری دھرتی ور بھکھا ہی سوتا رہیں گا تے وے انھاں نا مجبوری ما چار سیر دانہ ادھار وی نہیں دے سکتا کمائی میری تے گو داھری سیٹھ گی بنگلہ جہڑو گارو بجری لگو وؤ ہے اس ماتے میری رت پر سے رلیو وؤ ہے۔تے منّا ہی پاٹی وی کڑتی دیکھ گے اُس گے اندر نہ جان دیں۔میرا بالنّ چٹا ہو گیا ہیں لو گھٹ گئی ہے۔دند ڈھینّ لگ گیا ہیں۔بچپن تے بڈھیماں تک دن رات نہیں دیکھیو۔ پر میرو دھیاڑو نہیں پھریو تے نہ تیرا ایجنٹاں نا میرے پر ترس آیو۔

میری عمر برباد گئی ۔رَت ضائع گئی ، پر سے بے کار ثابت ہو یو۔ ہوں ان بھر

بڈھاں ناتہس نہس کروں گو۔اک اک ٹانڈو پٹ گے پھینکوں گو،اس بنگلہ ناڈھاؤں گو۔

جمال نے اٹھ گے گینتی پکڑلی اک اک ٹانڈوتوڑتو تے گھکھر پٹو گیو تے گڈھابدھ بدھ گے دریا ماٹھوکتو گیو۔ بڈھ خالی ہو یو تے گینتی لے گے بنگلہ درڑ پیو۔ دو چار پچھ مار گے پوری کندناتکڑلائی کندھ تے نہ رڑی پرادھ کاندھی پر پانّی گوگڑیو بھریوؤ سویرے،سویرے گی چاہ روٹی واسطے رکھیو وؤ تھوتکڑ نال بُنھ جا لگو۔ تے دھسکارنانّ جمال گی اکھ کھل گئیں۔ باہر دیکھیو تے لو ہوئی وی تھی۔ تے ٹھیکدار ڈھلتو ڈھلتو کم ورچلیو جے تھو۔ جمال نے اکّا چھانّ ماری تے گاٹا تیں جا پکڑلیو۔کڑتی نانّ گاٹو گھٹنّ ہو یو تے ٹھیکدار گی اکھ چٹی پھر گئیں۔

ٹھیکدار نے جمال گی ٹھوڈی پکڑلئی تے کہنّ لگو’’جمال خداواسطے منّا ماریئے نہ میرو گربان چھوڑ۔بیس تے سمجھوتو کراں تیروسارواگلو پچھلوحساب مکاؤں گو۔

بالکل سچ

چوہدری قیصرالدین قیصرؔ

رشید تیں سنیو جے ماسٹر کہ تھو کہ انسان سائنس کی ترقی کا زور نالؔ چن پر جالتھو ہے۔

واہ! نذیر واہ! تیرو بھی کوئے جواب نہیں ڈورانے بارویں سال سنیو تھو کہ بڈ شاہ مر گیو ہے۔ تیری بھی واہی گل ہے۔ چن پر پہچن کی خبر تے بڑی پرانی ہوگئی وی ہے۔ ہن انسان چن تے بھی اھے جان کی کوشش ما ہے۔ ہوں کہوں توں کوٹھا گا اوگن تے باہر اوکڑ کے دیکھیا کرے کہ باقی دنیا کت جا پچی ہے۔

یُو ہ کے بکواس لا یو ہے۔ اے گدر یوکس کو باپ چن پر پہچیو؟ چودھویں صدی کا ملاں حرف شناخت کے کر لی کہ فرعون بنؔ بیٹھا۔ نوں تے ابلیس نے بھی چوداں علم تمام کیا تھا۔ مگر بے کار چوہانا ہلد کی گنڈی تھائی تھی تے دکاندار بنؔ بیٹھو تھو۔ چنن پر بھلا بھلا نہیں جسا سکیا۔ تے کہیں سائنسداں چن پر چڑھ گیا۔ نذیر توں بھی باپ نا اگلے سال چن پر ٹور چھڑ۔ کائے چنگی جئ بہک مل کے آوے گو۔

راجو کا کا! چن کی زمین بالکل بنجر ہے۔ گھاہ پتر کو ناں نشانؔ تک نہیں اُت جا کے مال بھکھو مارنو ہے؟

ڈھیکا کسے پاسہ کا۔ تھارا سائنسدان کدے اتنا لائق ہیں تے بھکھ غریبی نا ہی دنیا تے نسا کے دسیں۔ چن پر جا پچیا۔ چوری کرنؔ کو خیال ہووے گو۔

یُو ہ تھو گھر گھر کے اندر لڑائی کو ایک منظر جس کے اندر نویں تے پرانی نسل عالم تے جہالت نواں تے پرانانؔ خیال آپس ما تصادم نظر آ رہیا تھا۔ مگر راجو کا کا نایاہ ترقی ذری برابر

وی ہضم نہیں ہوتی۔ نہ ہی وُہ اس کا کمالات تے افادیت توں متاثر ہوئے۔ اس کو کہنو ہے کہ اخلاقی طور انسان بڑی تیزی کے نال گراوٹ کی طرف آ رہیو ہے۔ وُہ دن دور نہیں جد انسانی معاشرو تباہی کے کنڈے آ کے اپنو ماتم کرے گو۔ دراصل راجو کا کو ہے ہی سر پھریو۔ ورنہ اس خوشحالی تے ترقی کا دور ماماتم تے پستی کی گل کرنی کم عقلی نہیں تے کے ہے؟

داں چپ! کوئے کار بیٹھ آ کے زخمی ہو گیو ہے۔ ہاں! کار کی بریکاں نے اسے واسطے دھائے ونجر کی تھی۔ اوہ! یُوہ تے کسے غریب گرائیں کو جا تک ہے۔ اس کی گچھ نال بستو بھی ہے۔ شائد سکول جا رہیو تھو۔ پھٹی وی سکول کی وردی، پیراں ماٹیں ویں کھیڑیں، اس ٹھنڈ کا قہر مایہی تے غریبی کی مہربانی ہیں۔ جہڑیں اکثر تے بلا ناغہ ہوتیں رہیں۔ جا تک کا متھا تے لہو فوارہ کی طرح بگ رہیو ہے۔ کار کا مالک نے اگو دیکھیو نہ پچھو۔ کار ٹھہرا کے جا تک کے دو چار لت تے مکا دے ماریا۔ جا تک چکر کھا کے ایک بڑا پتھر پر جا لگو۔ ٹھوڈی بچی تھی .....واہ بھی لہولہان ہو گئی۔ کار کا مالک کا منہ تے اگ نکل رہی تھی۔ کم ذات کسے پاسہ کا، کدے مرنو ہی ہے تے دریا تھوڑا ہیں، ڈُب کے مر جا تو، زہر کھالیتو، کاراں بیٹھ آ کے مرن کو کے شوق ہے ..... یوہ ہی نا کہ ماں باپ نا معاوضو تر جائے گو۔ ذلیل لوک.....ہوں کہوں یہ مکتا کیوں نہیں؟ جیہاں چلو یہ ہی اگے

اتنا ماٹر یفک سپاہی آ یو۔ کار آلا کو سوٹ بوٹ دیکھ کے کہن لگو۔

''تھاری کار نا تے نہیں کائے چر ہیٹ لگی؟،،

لگ جاتی.....مگر بچ گئی۔

کجھ لوک جمع ہو گیا۔ سب کا سب نویں کار تے اس کا شدادِ ثانی مالک کا لب ولہجہ ما الجھ کے رِہ گیا۔ ان کی اکھاں ما تاثرات تھا۔.....مگر خاموش تے بے بسی .....حاکم حاکماں کا ہویں۔ زخمی جا تک پہرنی نال لہو پوُچھ رہیو تھو۔ ڈاہڈو نادم تھو کہ اس کی وجہ نال ایک امیر ناعذاب ہو یو تھو۔ یوُہ دل ہی دل ما معافی منگن کی سوچ رہیو تھو۔ مگر ڈر تھو جے اپروں ہور

مارنہ پے جے۔اس کا متھاتے ٹھوڈی کا زخم کافی ڈہنگا تھا۔لہو بند نہیں ہور ہیو تھو۔وردی چھینٹ بنتی جارہی تھی۔واقعی غریب امیراں واسطے تکلیف کو سبب ہیں۔

کار کو مالک برق رفتاری کے نالّ اڈتو آرہیو تھو۔تیز رفتاری نالّ کار چلانّی اج کل کو فیشن تے امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کی نشانی ہے۔رہیا حادثہ تے یہ کوئے اہم معاملہ نہیں۔جس ویلے یُو ہ کار کو مالک تیزی نالّ کار چلا رہیو تھو۔اسے وقت سڑک کا سجا پاسا تے کجھ ملازم زنانی نواں فیشن کا پلالایا واشائنڈ ڈیوٹی پر جارہیں تھی۔انھاں نا دیکھتاں ہی کار آلاّ ور دولت کو نشو سوار ہوگیو۔اس نے پوری سپیڈ پر کار چھوڑ دتی۔یُو ہ دیکھے انھاں بیٹکیاں کی طرف تھو۔مگر بے خبری ما کار بھی چلا تو رہیو۔اچانک کار اس سکولی جا تک پر جا چڑھی۔جہڑو شڑک کے کنارے پر آپنے پاسہ تون جارہیو تھو۔کوئے بندو خدا اس نا یُو ہ نہیں پچھتو کہ توں اتنی سڑک سٹ کے غریب بچہ پر کیوں جا چڑھیو؟

مگر تم کہتا کیوں نہیں؟اس کار آلاّ کو کے قصور ہے۔سڑک تے صرف گڈیاں آلاّں واسطے ہیں۔کدے کسے نے پیدل چلنو ہوئے تے وہ بکروالاں نالوں ہو تراں تے ڈوگاں بچوں کیوں نہیں چلتو۔کدے جنڈاں شنڈاں بچوں جھڑ کے لت بانہہ بجے بھی تے سروں تے نہیں مرسیں۔کار آلاّ پر ایک تھو دولت کو نشو، دو جونشو خوامخواہ راہ چلتی نواں فیشن کا کپڑا آلّی بیٹکیاں نے چاڑھ چھڑیو تھو تے نانّے تھوڑی مچ وہ گھروں بھی پی کے آیو تھو۔ایسی حالت ما سڑک کدے خالیں نہیں تھیں تے اس کو کے قصور؟

زخمی بچہ نا آپنّی بے گناہی پر ندامت تھی۔مگر قصور وار کا ذہنی گوشاں ما ذری بھروی شرمساری کو احساس نہیں تھو۔

راجو کا کووی واردات پر موجود تھو۔اس کے اندر گلوٹ مچ پھریا۔مگر منہ تے گل نہ پھری۔کہنّ لگو ڈر اصل امیراں کے ہتھوں مسکیناں کو خون کران آلو کوئے ہور ہے۔کدے گل کروں گو تے شریعت آلاّ پُٹھی کھل لوالیں گا۔بلا وجہ تاریخاں پر ٹرنو پووے گو۔حاکم

حاکماں ہی کا ہویں۔سزا مڑ بے قصور کے گل پووے گی۔اس شہر ماچپ چنگی۔

''واہ! ہم تیری نماز پڑھاں توں مھارا مصلا پھاڑے۔،،

راجو کا کا نا مرچ لگیں کجھ دیر کھنجیو تے کھسک گیو۔مگر سمجھ ما اللہ حرام کرے ایک گل بھی نہ آئی۔سمجھ داری تے نا سمجھی چنگی۔

اس جا تک کی زندگی تے اس کا مستقبل کا نالں ماں باپ تے ایک طبقہ کی مچ ساری امید تے خوشحالی وابستہ تھیں۔مگر اج سب ارمان لہو کو غسل کر بیٹھا وا تھا۔وہ دیکھو سامنے تے ٹھیکدار صاحب آ رہیو ہے۔سراں پر چادر ٹھیک کر لیو۔یُو ہ اس گراں کو سب تے بڑو ٹھیکدار ہے۔

''یُو ہ قراقلی ٹوپی آلو موٹو۔''

''ہاں ہاں! ذرا تمیز نالں''

''السلام علیکم جی''السلام علیکم ٹھیکدار صاحب''السلام علیکم''

تر واں نے کنی کنی ترے سلام کیا

وعلیکم السلام وعلیکم السلام''ٹھیکدار نے بڑی فتح مندی تے ایک قسم کی بے نیازی کے نالں جواب دِتو۔

اتنو تاولاں سکول تے سنٹر بند کر چھڑیو

''نہ جناب اس ویلے پنج بج گیا ہیں''

پنج بج گیا تے فر کے ہو یو۔اندھیرو پیتاں تک کم کیو جا سکے جس گراں ماہوں بسوں ات ڈر خطرہ آلی تے کائے گل نہیں۔

ہم روز سویرے ہی آ جاں تے شام نا ادھو گھنٹو زیادہ دے کے ہی سکول تے سنٹر بند کراں۔

اوہ! تے کد ٹھیک ہے مگر کدے کدے دیر تک بھی کم کریا کرو۔چر ہو گیو تے میرے

گھر آ جایا کرو۔ تھارے تیں پہلیں جہڑیں تھیں۔ وہ یا اکثر میرے گھر آتی جاتی رہیں تھیں۔ کدے رات بھی اُتے رِہ جائیں تھیں۔

یاہ گل بات جہڑی گراں کا ٹھیکدار تے اس گراں ما کم کرنّ آلّی سرکاری زنانہ ملازمہ کے درمیان رستہ بچ ہو رہی تھی۔ کلثوم انھاں بچ زیادہ شرمیلی تے کنواری تھی۔ خدا نے اس کا حسن بچ وی رچ کے برکت کی تھی۔ ٹھیکدار کی نظرِ کرم کو شکار ہو گئی۔ انھاں بچوں کسے نا وی غیرت تے پاکدامنی نے ٹھیکدار کی کوٹھی پر جانّ کی اجازت نہ دتی۔ یاہ غیرت بڑی مہنگی پئی۔ ڈائرکٹر کولّ ان کی شکایت کرائی گئی۔ کلثوم پہلاں معطل کی گئی۔ فرگُر یز تبدیل کی گئی۔ جس ویلے یاہ اس گراں تے چارج دے کے آپنو تھوڑو مچ سامان لے کے جا رہی تھی۔ ٹھیکدار نے اپنّا ایک غنڈہ نوکر کولّوں حملو کرا چھڑیو۔ سامان کھسے گیو۔ مگر کلثوم خالی مولی بس ما سوار ہونّ ما کامیاب ہو گئی۔ یُو ہے سماجی تحفظ کو منظر.....جس کو تمناوی احساس ہوئے گو۔

راجو کا کو خبرے کیاں تے اِت بھی موقع پر آ پہچیو۔ عادت تے مجبور لگو بڑ کنّ۔ یاہ یہی خدائی ہے۔ آپنی نمود کے واسطے انسان نا ذریعو بنا یو جس طرح ہو رکوئے طریقو نہیں تھو۔ طاقت دسنّی ہوئے تے غریباں ما تماشو بنا لے۔ چنگی دنیا ہے.....کم کرو تاں وی شکایت، عزت بچاؤ تاں وی خفگی، لسا گی رن ساراں گی بھابی، ملازمت وی نہ ہوئی چھولاں کو بڈھ ہو گیو۔ گھڑی کھنڈ مُچھ پھر کائیں۔ طیش ما آئے بہاری مٹھی ہوئی تے فر کھسک گیو۔ بے عقل تے ہو رکے.....تیئں ہی ساری دنیا کی مصیبتاں کو واہل چا یو ہے۔ آپ بھکھو تے لوکاں نا دعوت دئے۔ گھر مانہ دانکو کتا کوناں کو مانکو۔'' راجو کا کو بھی عجیب ہے۔ پیو رنڈو منڈو چلے۔ نہ گھر تے نہ بار، مگر قہر کو مجازی۔

اگے تے ہٹیو رے شائد لاری آئی ہے۔ رینگنّ کو آواز آ ویو ہے۔ مت چتھے جاؤ۔ نہ ادا لاری تے نہیں۔ یُو ہ لاری کو بچو ہے۔

بے عقل کسے پاسہ کو۔اس نا موٹر سائیکل کہیں۔

جنازو ایک پاسو کریو۔لنگن دیو اس ٹھپ ٹھپ جیانا۔مت کائے ہور مصیبت بنا چھڑے خیال رکھیو مت جنازہ نا دھمک لگے۔

راجو کا کو فرنا بود ہو گیو۔ہس کے بولیو ساری عمر ٹھہلا کھاتو رہے۔مرجائے تے کہیں مت دھمک لگے۔سادلو جہان کو۔دھمک لگی تاں ہی دنیا تے رخصت ہو یو۔جنازہ آلا سڑک چھوڑ کے ہوتراں کابنا نا الانگن لگا۔

یُو ہ جنازو اسے بے گناہ سکولی جا تک کو ہے جہڑو کجھ دن پہلاں کار کا حادثہ ماز خمی ہو گیو تھو۔ (انّا للہ وانا الیہ راجعون)

گماوت

چوہدری قیصر دین قیصر

اوہ دیکھوندی کے پاربنّ کے ہیٹھ، ۔کل تک اُت مچ بڑو گراں آباد تھو۔ بڑا بڑا تے اچا ٹین کی چھت آلا بنگلا سمیت تے مندر اپنی صدیاں پرانّی برادری تے بھائی چارگی کی جیتی جاگتی علامت تھیں۔ جس کے اندر ہر صبح شام بانگ ہونّ تے گھنٹیں بجنّ کی آواز دور دور تک سنائی دئے ہوئے تھی۔ کدے کوئے مسلمان مر گیو۔ تے ہندو بھائیاں نے قبر کھنّنّی تے ہندو بھائی کی موت پر مسلمان نے جھانّی واسطے لکڑیں جمع کرنی خوشی کا موقعہ کی تے گل ہی نہ کرو۔ پتو نہیں چلے تھو جے کہڑا ابل کو بیاہ ہے۔

مگر ....مگر راتوں رات سب کجھ سڑ کے سوہا گو ہو گیو ہے۔ ڈھا کہ ڈھیری ہو گیا ہیں۔ آبادی کو نام نشانّ تک نیست نابود ہو گیو ہے۔ نہ وِیہ مندر ہیں تے نہ وِیہ مسیت۔ صرف اللہ کو ناں ہی ہے۔ تے بستی آلانّ کی لاشاں پر کاگ بول رہیا ہیں۔

دریا کے ارار لے پاسے دیکھونّگا کے منڈھ اِت بڑو شہر تے علاقہ کو مرکزی بزار تھو ۔مکاناں کی صرف کندرہ گئی ہیں۔ وِیہ بھی بھجی ٹٹی ویں۔ کتے کتے تے اجاں تک اگ کو دھوؤں بلنّ کھا تو وؤ آسماناں کی بلندیاں کی طرف جا رہیو ہے۔ بزار کے بچکا راسی، نوے گز ڈونگو کھوہ جہڑو تم دیکھ رہیا ہیں، اُت مھارو سکول تھو۔ مگر ہنّ کوئے یقین نہیں کرسے کہ اِت کدے شہر تھو۔

کسے پاسے دیکھو بنّ نا اگ لگی وی ہے ہر طرف دھواں کی غباری ہے۔ قیامت ہے محشر ہے، انساناں تے تمام جانداراں واسطے۔

یُو ہ سب کجھ اج رات ہو یو ہے۔ ہاں جہڑی رات گئی۔ میری اکھاں اگے۔ بڑی لمّی تے کالّی رات تھی۔

داں چپ.....! اُہ کوئے آ رہیو ہے۔ ہوں نسوں اِتوں ہاں ہاں جان بچاؤں .....مگر یُو ہ کوئے سِوَل آدمی ہے۔ ہیں.....نالّ ایک بڈھی تے دو جا تک ..... یہ کس طرح بچ گیا؟

آدمی کی میرا پر نظر پئی تے اس کی زبان بند ہوگئی۔ تُر وتُرادھ مانی اکھاں نالّ دیکھتو ہی دیکھتو رِہ گیو۔ ہوں اس کا خوف کی حالت سمجھ گیو۔

آ بھائیا.....آ نہ ڈر ہوں بھی تیرے جیو سِوَل آدمی ہاں

اس کا دند کنّ کھلیا تے ڈر تو ڈر تو میرے کولّ آ بیٹھو۔ یُو ہ اسے گراں کو رہنّ آنّو تھو جس کو ذکر ہوں کر بیٹھو ہاں۔

بچہ....! کدے پانّی کی کائے گھوٹ ہے تے منّاں دے مرنّ تے پہلاں اپنا وطن کو پانّی پی لیوں ڈاہڈی تس لگی وی ہے۔ بڈھی ماں تے نہایت ہی مجبور، تھکی تے بے بس آواز ما کہیو۔

اِت سکا ڈھا کہ کا پڑما کانّہہ کو پانّی بڈھی ماں۔ ہوں آپ جان کو ماریو چھپیو ہاں۔

میرا منہ تے غیر ارادی طور پر یہ الفاظ نکل گیا۔ جہڑا بالکل سچا ہیں۔

بڈھی ماں منہ کے بھار لمی ہوگئی۔ اس کا ٹکا دو پوتراں کی اکھ پانّی پانّی کر رہی تھیں۔ میرے تے یُو ہ کربلا کو واقعو زیادہ دیر دیکھیو نہ گیو۔ تے ہوں ڈبو چا کے ایک پانّی کا ڈلاّ کی طرف ٹر پیو۔

ڈلاّ کے کولّ پچنّ ہی آنّو تھو کہ کے دیکھوں سارو پانّی فوج نے ملیو وَ تھو۔ موت میری چوفیری پھرنّ لگی۔ بڑی مشکل نالّ پچھانّ ہٹیو۔

فر بڈھی اماں کو خیال آ گیو۔ دراڈے ایک گسی کی طرف ٹر پیو۔ مگر کسی ما پانّی کے بدلے کجھ لہو بگ رہیو تھو۔

شائد گسی کا سر پر گھمسان کی لڑائی ماقتلِ عام ہو یو ہووے جس کو خون پانّی نالّ مل

کے بھگ رہیو ہے۔ میں ڈبو بھریو.....فرڈوہلیو .....فربھریو.....فرڈوہلیو ۔انساناں ناکس طرح انساناں کوخون پیالوں؟ جوکاں ماپے گیو۔ بڈھی اماں کی تس فریاد پے گئی۔ڈبو بھر گے لے گیو۔ بڈھی ماں پانّی پانّی کرتی وی کدے کی مرگئی تھی۔ بچاں نے پانّی واسطے بانہہ لمیاریں پر پانّی دیکھ کے فرہتھ چھک لیا۔شائد معصوم بچاں ناوی انسان کا خون کی مشک آ گئی وی تھی۔ خون پینّ کے بجائے تسائی موت بہتر سمجھی۔

بے درد زمانہ نے ہوں پناہ گزیناں کا کیمپ ماجاباڑیو۔کھلا آسمان ہیٹھ تپتی ریت کے اپر بے شمار زخمی تے خون مالتھیڑیا دارفوجی اپنّا رشتہ داراں کی یاد مارو رو کے اکھاں کااتھروں وی مکا بیٹھا تھا۔کئیں دناں کا بھکھاتے ننگا جسم انسانیت کو ماتم منارہیا تھا۔ایک محشر تھو۔مگر انصاف کرنّ آنّو کوئے نہیں تھو۔زخمی تھا،مگر دواداروں آنّو کوئے نہیں تھو۔ ماں بہناں کی گریہ زاری تھی۔مگران کا سر پر ہتھ پھیرنّ تے دلاسو دینّ آنّو کوئے نہیں تھو۔

ریڈ کراس تے ہسپتانّ آلاّ ساری دواتے امدادی سامان بزار مانیچ کے چھڑیں چٹی ٹکیں تقسیم کرکے چلے گیا۔راشن آلاّ سارو راشن بلیک مانیچ کے آٹا کی پھکی پھکی تقسیم کرکے رجسٹراں پر پورا انگوٹھا کراکے نس گیا۔لیڈر تے نیتا آیا۔دیش بھگتی کی مرچ مصالحہ دار تقریر کیں ۔''ووٹ ہم نادیو۔کدے برسرِ اقتدار آیا تے پناہ گزیناں کا مسئلہ نا اولیت دیاں گا۔ یہ وہی وعدہ ہیں جہڑا ۱۹۴۷ء تے ہم سنتا آیا ہاں۔کجھاں لوکاں واسطے کمائی تے اقتدار کو موقعو تے کجھ حیاتی کو گدامنگنّ تے مجبور۔ یہ ہی و یہ موسم ہیں جہڑا انسان ناآسمان تے زمین پر تے دھرتی تے آسمان پر پیچا چھوڑیں۔ بڑی مدت کے بعد انسان دیکھنّ ما آیا تھا۔اپنّا ناطے داراں کی تلاش ما ہوں بھی کیمپ ما پھرنّ ٹرنّ لگو، پھرتاں پھرتاں ایکن گدری کولّ جا کے رک گیو ۔جہڑی اپنّی لت کا زخم بچوں بگتی وی رت ناہتھ نالّ بند کررہی تھی۔منّا دیکھ کے اپنّی پھٹی بھی پہرنّی نالّ لگی اپنّا جوان جسہ نا ڈھکنّ اس کی اکھ بنّا تھیں اس کی لت کو ڈونگو زخم دیکھ کے ہوں کم گیو۔میں بہلا بہلا نے اپنو ہتھ اس کی زخم پر رکھ کے چنتاتے رومال کڈھتاں واں پچھیو۔

''بہن توں کت کی رہن آئی ہے۔''

''اُتے کی جت کوتوں ہے''

''ہوں حیران ہوگیو۔ میں فر پچھیو کہڑے گراں؟

''بس تیرے گراں تیری گما ہنڈ پر''

اہ زلیخا توں!

ہاں نذیر ہوں ہی ہاں

تیراماں باپ تے بھائی کت گیا؟

کوئے پتو نہیں۔ جان بچاں واسطے سب نٹھا تھا تے پچھے کو کوئے پتو نہیں''

زلیخاں.....میرا گما ہنڈ مار ہن آلا ولیا نمبردار کی دھی تھی۔ امیر باپ کی گدری ، پڑھی لکھی وی۔ چن کو ٹوٹو چنگی خوتے اچا تے سُچا چال چلن آلی۔ اتنی شرمدار کہ چن کی لو بھی اس کا جسہ پر کدے نہیں پوئے تھی۔ ہوں خیال ہی خیال ما گراں کی نارمل زندگی ما چلے گیو۔

یہ زخم تتا کس طرح لگ گئیں ہیں۔

سارا گرائیں جس ویلے جان بچاں واسطے نٹھا تے ہوں بھی بھائیاں کے نال نس پئی۔ اگے راہ ما ایک گنڈی ٹولی کے ہتھ چڑھ گیا۔ بھائی اُسے وقت مار دتا گیا۔ ہوں..... ہوں.... کجھ نہ کر سکی۔ ہوں بھی اُن کی ہوس کا تندور کی لکڑی بنا دتی گئی.....مگر کوئے ارمان نہیں.....توں بھی میرو بھائی ہے.....تیری جھولی ما سر رکھ کے بے شک مر جاؤں۔

اس نے اپنو سر میری جھولی مار کھ کے میری طرف دیکھیو تے رخصت ہوگئی۔ اس کی پاک اکھاں ما چمک تے قرانی چہرہ پر نکو جیو تبسم۔

میری اکھاں تے دو موٹا موٹا بہن کی یاد ما اتھروں کر یا تے سِدھا زلیخاں کی پہرنی بچوں نکل کے اس کا جسہ پر زور زبردستی کا زخماں کا بے رحم نشان دیکھ کے اِنی ہوگئیں۔ اس کا گلا بی سینہ پر انسانی نواں کا نشان تھا۔ جہیڑا درندگی کی داستان بیان کر رہیا تھا۔

کیمپ کی ایکن گُٹھ تے لنگ رہیو تھو کہ کسے نے آواز دتی، نذیر.اونذیر...بچہ اُراں آ۔ یاہ میری دودھ ماں جانکی دیوی تھی۔ ہوں سِدھو اس کے گل جا لگو۔ میں پچھیو ماں.....ماں میرو دودھ بھائی اندر جیت کت ہے؟

بچہ ہن توں ہی اندر جیت بھی تے نذیر بھی باقی سب کوئڑ...نہ کوئے تھو تے نہ کوئے ہے۔ دودھ ماں کا سنگ ماگل پھس کے رِہ گئی۔ اس تے اگے واہ کجھ بھی نہ کہہ سکی۔ ہوں سب کجھ سمجھ گیو۔ اندر جیت میرو دودھ بھائی ہی نہیں بلکہ سگو بھائی تھو۔ اپنی ماں کی بے وقت موت پر ہوں اسے کی ماں کو دودھ پی کے جوان ہو یو تھو۔ ماں کی ایک چوچی اس کا منہ ماتے ایک میرا منہ ما.....کدے کدے چوچی پیتے وقت ہم ایک دو جانا دھکا بھی دیاں تھا۔ یاہ ہی وجہ تھی کہ اس کی ماں پہلاں منّاں چوچی دیئے تھی تے فر اندر جیت نا۔ بڑا ہو یاتے ایک روح دو جسم بن گیا ایک تھالی ما کھانو تے نانے سکول جانو۔ کے پتو تھو ماری آخرت اس طرح ہوئے گی۔ بھائی کی موت پر میری ماں پچ گئی وی تھی۔ ہوں بے کار تھو۔ زندہ رہن کی خواہش مک گئی وی تھی۔

وقت گذر تو گیو۔ زخم مولن نہ سکیا۔ نواں غماں تے پریشانیاں کی گھمن گھیری نے سب کجھ بھلا چھڑیو۔ مگر اج بھی تحصیل آر.ایس پورہ تے لے کے پونچھ راجوری، اوڑی، کرناہ ،گریز، لداخ کا سرحدی گراں تک بے شمار لوک ایسا ہیں۔ جنہاں کی ایک ہی لت تے ایک ہی بانہہ ہے۔ مگر ان کا روزگار تے بجائی کو کوئے بندوبست نہیں۔ کتک کی رات تھی۔ جموں وکشمیر کی سرحداں پر غضب کی جنگ چھڑ گئی وی تھی۔ توفاں کا منہ ساری کائنات ناننگلن واسطے کھلا وا تھا۔ مشین گن ہر جاندار چیز ناں بھن رہی تھیں۔ جہازاں کی بمباری ہیٹھوں پیدل فوج کی مارچ ۔ گولہ باری کے اگے گرائیاں کا گراں اوندھے منہ ہور ہیا تھا۔

اج دشمن کا دس ہوائی جہاز مار جھاڑیا۔ دشمن کی بمباری نال کئی سکولاں کا بچہ تے بچیں یتیم خانہ مار ہن آلا بچہ تے ہسپتالاں ما بیمار موت کی نیند سو گیا۔

ریڈیو پر خبر آن لگیں۔اشیاء ضروری ناپید ہوگئیں۔جنگ ایک ایسی آفت ہے کے جس کے دوران تمام اخلاق تے انسانی قدر پامال ہو جائیں۔نوں تے لڑائی پچھلاں کئیاں دناں تے جاری ہے۔مگراج کی رات کے دوران ہونْ آلی گولہ باری قیامت خیز ہے۔بند ہونْ کو نانْ ہی نہیں لیتی۔دراصل برف باری تو پہلاں ایک سب تے اچی چوکی حاصل کرنْ کی دوئے طرفاں تے جان مار کوشش ہو رہی ہے۔کدے یاہ چوکی ایک طرف کا قبضہ ما آ جائے تے با قی چوکیاں نا فتح کرنو تے کھبا ہتھ کو کم ہے۔سرگی ہوئی تے لڑائی مدھم ہونکے بدلے ہور تیز ہوگئی۔ جنگ کا ہتھکنڈا ہی کجھ ایسا ہیں کہ دشمن پر حملہ یا تے نماشاں نا کیو جائے جداوہ کھانْ پینْ کی تیاری مالگوو ہوئے۔یا فر سرگی ویلے جد دشمن نیند کی بے ہوشی تے جاگنْ کی تیاری ما ہوئے۔مگراج کی سرگی کے آئی کہ قیامت آ گئی۔پکھنونس رہیا تھا۔سول آبادی غاراں ما چھپ رہی تھی۔

اس قدر زبردست لڑائی کے باوجود اس اچی چوکی پر فتح کسے نا بھی حاصل نہ ہوسکی ۔اچانک آہستہ آہستہ فائرنگ بند ہوگئی۔دوطرفی فوج لڑ کے مرمُک گئی۔نوبت جرنیلاں پر آ پہچی جہڑا اپنی اپنی فوج کی کمانْ کر رہیا تھا۔کجھ مدت ان کی برین گن بھی ایکنْ دو جا در بڑھکیں مگر فر خاموش ہوگئیں۔امینیشن ختم ہو گیو۔مگر چوکی کی ہوس تے دشمنی کا قہر نے دوئے جرنیل آمنے سامنے کھو کریاں نالْ کرنْ پر مجبور کر چھوڑیا۔ایکنْ نے وار کی تے دو جانے گھا ت لا کے ڈھڈ ماں چھری مارنْ کی کوشش کی۔ہنْ ہی تناں موت کی نیند سوالْ چھوڑوں گو۔ مناں سوالنْ تے پہلاں ہی توں جہنم پہچ جائے گو۔جرنیل ایک دو جا پر جوش نالْ وار کر رہیا تھا۔اچانک وار رک گیا۔

کھوکریں ٹھیس کر کے زمین پر جھڑ پیئں۔ایک دو جا نا دیکھتاں ہی دیکھتا رہ گیا۔حمید بھائی توں؟

''ہائے حفیظ ادا تم'' دوئے جرنیل ایک دو جا کے گل لگ گیا۔یہ کوئے غیر نہیں بلکہ سکا بھائی تھا۔جہڑا جڑیا ۱۹۴۷ء کی افراتفری ما اگے پچھے ہو گیا تھا۔

گجرانی

چوہدری نسیم پوچھی

نالہ لدر کو پلّ چڑھ کے تھوڑا ہی فاصلہ پر ہم سڑک پر پوہچ گیا۔ سلر کے بالکل سامنے سڑک پر لگا وا میل نا پڑھن تے پتو چلیو کہ اس جگہ کو ناں بٹ کوٹ ہے تے اِتوں پہلگام اَجاں پورو دس کلومٹر دور ہے۔ بوٹ ظالم نے میرا پیراں کی اڈیاں ماچھالا چاڑ کے پھٹا بھی چھوڑیا ہیں۔ ہتھ ماتھیلو لیووؤ ہوں اپناں سنگیاں تیں خصیر و پچھے رہ گیو۔ نانّے بلیں بلیں کھڈو کھڈوٹروں بھی تھو لگوُ وکہ بٹ کوٹ کی آبادی بچوں لنگتاں ایکن بزرگ نے میری چال کو انداز ولا کے پچھیو۔

''آپ کو کہاں جانا ہے؟'' میں تھکیا والہجہ ماجواب دِتو۔

''پہلگام'' مسکرا کے اس نے فرسوال کیو۔

آپ پیدل کیوں چل رہے ہیں؟'' میں اپناں آپ ناہشیار کر کے کہیو۔

''صاحب پیدل چلنے میں مزہ آتا ہے''۔

جوں جوں ہم منزل مارتا جاں تھا توں توں دور دور تنگاں تے نیڑے نیڑے بیاڑ ،دیودار تے ان تے نیڑے بیساں تے گھچھاں کا بوٹا سرب نیلی چادر لہتا دِیغہہ کی گلابی چادر کے پچھے پچھے کھلیارتا جائیں تھا۔

اکھاں ماسجری سجری مستی تے ذہن مانہہ مٹھیں مٹھیں خواب اکڑیسن لگ پئیں۔ کجھ ڈنگی خاموشی ہوٹھاں پر بے ساختہ کسے گیت یا غزل کی مدتاں تے سنی وی جھنک نا جگا چھڑے تھی۔ نالہ لدر کے اُرار لے پاسے نکی نکی تے بڑی بڑی لڑیں۔ بیساں، چناراں تے

سفیداں کا بوٹاں ما ایسی لگ رہی تھیں۔ جس طرح کسے تصویر بناون آلاّ نے اپنی تصویر مکمل کر کے رکھ دتی ہوئے۔ میرا ذہن ما کسے آرٹسٹ کی واہ سینری فوراً اتر آئی۔ جہڑی اس نے قدرت کا رنگاں ما اپنو برش ڈبو کے بنائی تھی تے میں کسی ہوٹلّ کی دیوار پر دیکھی تھی۔ کسے نے مناں دسیو تھو۔ کہ یاہ سینری پہلگام کی ہے۔ واہ سینری دیکھتاں ہی میرا دل نے ضد بدھ لئی تھی کہ پہلگام ضرور دیکھنّ جاؤں گو تے اج دل کی واہ ضد پوری کر رہیو تھو۔

میرا سنگی جس ویلّے خھیرا اگے نکلّ گیا ہوں سوچن لگ پیو۔ 'واہ رے کمال ہے!! یہ تے کھلنّ کوناں ہی نہیں لیتا'۔

کیوں انہاں نے اج ہی ماہلّ پٹنّی ہے؟۔ انہاں نا ذرا بھی احساس نہیں کہ میریاں اڈیاں کی کھل لہہ گئی ہے۔ کمال ہے شرافت کو!! منّا انہاں نے تھیلو بھی چکا یوؤ ہے۔ بھئی دس کلومیٹر سفر کس طرح پیدل طے ہوئے گو؟ جد کے ہمنے ایکن گھنٹہ ما صرف دو کلومٹر سفر کیو ہے۔

اچریں انہاں نے پچھے مڑ کے دیکھیو تے انہاں نا احساس ہو گیو کہ جوان رہ ہی گیو ہے۔ کمال ہے خودداری کو کہ انہاں نا اپناں پیراں کی تازہ حالت نہ دس سکیو تے شرموشرمی ٹرتو رہیو۔ چلتاں چلتاں سڑک بالکل جنگلّ کی جھولّی ما آ گئی..... جنگلات آلاّں کو ہٹ نالہ لدر کے گنڈے ... کتنّی سوہنی جگہ لگی منّا! جنگلات آلاّں کا ہٹ تے تھوڑو اگے جا کے اک کسّی آئی۔ جہڑی پچھاں جنگل آلاّ پاسے تے دریا در دوڑے تھی۔ اس کے اُرار لے پاسے سنگ مہل پر لکھیؤ و میں پڑھیو گجرانی (Gujrani) تے پچھاں جنگل دراک کچی سڑک پر تیر کو نشان بھی دتو وؤ تھو۔ یوہ ناں منّا کتنو پیارو لگو!!

ایک عجیب جا خیال نے ذہن ما نہہ چھلاٹی ماری تے کسّی کے پار لے پاسے کجھاں گھراں پر میریں نظر جا کے ٹک گئیں ..... بانڈیں جن پر لمّوں لمّوں گھاہ جمیو وؤ تھو۔ ڈنگر چریں تھا۔ مرد گھاہ تے مک کپ رہیا تھا۔ پھٹا پرانا کپڑا۔ عورتاں نے کالاّ رنگ تے چھینٹ کا

کپڑا لایا وا تھا.....نکاں نکاں بچاں کے پھٹی ویں پہرنی بالکل لیر لیر ہوئیں ویں.....فر میں دریا کے پار لے پاسے نظر ماری.....ویہی سوہنی لڑیں.....تے پر رونق بستی.....اپنی پرانی وضع تے بدلی ویں...فر میری نظر ''گجرانی'' کی اس بستی بستی پر مڑ آئیں.....میر یا اللہ!! بستی ہوتاں بھی بے رونقی.....ماتم.....اجاڑ.....ویرانو.....اس ماتم، اجاڑ تے ویرانہ کی بستی کی ایک اپنی تہذیب کنی نکھڑی وی۔ جس پر پسماندگی کو گوہڑ ورنگ جمیوں وؤ۔

گجرانی کی بستی تے پہلگام کوئے چھ کلومٹر ہے۔ گجرانی تے اگے اسے زبان کا ناں نال ملتا جلتا ناں کی جگہ لنگن بل ہے۔...میرا سنگی اگے نکل گیا۔ میرا قدم ''گجرانی'' کی اس بستی نے پکڑ لیا۔ میراں پیراں ماں زنجیر گھل لئیں۔ منا تس لگ گئی۔ سخت تس!! بستی کو رنگ روپ منا کہہ تھو کہ گوجراں کی اس بستی بچوں لسی پیوں۔ آخر گوجراں کی بستی بچوں کوئے تسائیو تے نہیں جاتو۔ گھنی ٹھنڈی تے مٹھی لسی جہڑی مُچھاں پر جم جے۔ لسی جہڑی بڑی مہنگی ہے۔ قدم سنبھال سنبھال کے دھرتو ہوں بستی ماں داخل ہو گیو۔ بستی آلا منا ں گھور گھور کے تکیں تھا۔ ہوں انہاں نا کے دسوں تھو؟ تے ویہہ منا کے دسیں تھا۔ ہوں بیان کرن تیں معذور ہاں ایکن کوٹھا اگے اِک بڈھی مائی نظر آئی علیک سلیک تے بعد میں بڈھی مائی نا پچھیو۔

''دادی اماں منا لسی پلاؤ''

میں سوچیو دادی امّاں کہہ گی بچہ اج لسی کی تے برکت ہے پر اس نے کہیو۔

''بچا!! آ اندر.....بیس تے آرام نال لسی پی''

اس بڈھی مائی نے منا دیکھ کے کائے حیرانگی ظاہر نہیں کی منا ایسو محسوس ہو یو۔ جس طرح اس بڈھی دادی نے میرا جیسا پہلاں بھی دیکھیا ہویں۔ ہوں منجی پر بیس گیو۔

کلنج تے دھوؤں اپنا کئیاں سالاں کی تاریخ دوہرا رہیا تھا۔ منا وہ کوٹھو ذرا بھی اوپرو نہیں لگو تھو۔ آخر ہوں بھی تے ایسی ہی بستی ماں پلیو بڑھیو تے جوان ہووؤ تھو۔

دادی امّاں لسّی واسطے گلاس دھونڑ لگی۔ ہوں چھت کی کڑیاں ستر نجاں تے چالیاں پرجمیاں وادھواں کا ورق پرتن لگ پیو۔ ایکن ستر نجی پر منّا کلیّوں ما چھپی وی اک کاپی نظر آئی ۔ میں سوچیو ضرور اس گھر ما کوئے لکھیو پڑھیو وۏ ہے۔ دادی اماں نکّی جی چاٹی بچوں لسّی گلاس ما پاکے لے آئی۔ میں لسّی پی تس بجھی کجھ تھکیو وۏ جسم ہولّو ہو یو خبرے کیوں میریں اکھ بار بار ستر نجی پر رکھی وی کاپی پر چلی جائیں تھیں۔

میں سوچیو راشن کارڈ ہوئے گو۔ میری زبان چپ نہ رہی میں اوڑک پچھ ہی لیو۔

''دادی امّاں!! یاہ ستر نجی پر کئی کاپی ہے۔؟

واہ نیس ایک چپ ہو رہی۔ کجھ ڈنگیاں سوچاں ما پے گئی۔ کدے میرا در دیکھے۔ کدے فرش پر دیکھے فر بار بار میرا در دیکھے۔ اس کو چہرو منّا اس کی زندگی کی خوبصورت کتاب ہاروں لگ رہیو تھو.....جس کی ہر سطر تے ہر حرف اپنی جگہ مکمل تے واضح تھو۔ جس کا عنوان جانّیاں پہچانّیاں وا موٹا تے سنہری حرفاں ماں لکھیا وا دس رہیا تھا....بچپو نو، جوانی، محبت، خوشیں غم، فکر اندیشہ تے بڈھیموں وغیرہ واہ جو نہی ڈنگیاں سوچاں تے جا گی.....کہنڑ لگی

یاہ نُو اِیں کاپی ہے۔ میں عاجزی نال کہیو۔

میں سوچیو ات کوئے پڑھے لکھے۔ داں ذری منّا دسو یاہ کاپی کدے تم برو نہ جانیں۔ نہیں تے.. اس نے کاپی ستر نجی پروں لائی کلیّوں تے کلچ چھنڈ کے ذری جھجک گئی ۔ تے فر سوچ کے کے کہن لگی۔

نہ بچّا! اس پر کجھ نہیں لکھیو وۏ یوہ نویں رجسٹر ہے۔ کئیاں سالاں گو اس ما لکھیو وۏ کجھ نہیں اینویں اک تصویر ہے سنبھالن کے رکھی وی ہے۔

تصویر!! میں حیرانگی نالّ پچھیو

کئی تصویر!! میرا ذہن پر سوال کو بڑو سارو نشان بن گیو

اس نے رجسٹر بچوں ایک دو ہرو چو ہرو کیوو مونٹو کاغذ کڈھیو تے تھمی نال لگی وی بر نجی نال لٹکا کے پچھے ہٹ گئی۔ تصویر پر نظر پیتاں ہی میرا منہ تے نکل گیو۔

''مونالزا!! فرنکی جئی آواز ما، لیونارڈو ڈے کی مشہور تصویر'' ہوں تصویر نا دیکھن لگ پیؤ۔

کائے سوہنی شام.....نیلو اسمان تے لہتو دہنہہ...اُچیں اُچیں شِنگر اسمان کا کنگراں نال گوشا کرتیں.....ان پر چاندی کی کیں چمکتیں ڈلیں .....سرب نیلا جنگل.....اُچا اُچا توں بکتا پانی کا چھمر ....تے بکتا چھمراں ما گھلیا وا مٹھا تے رسیلا گیت.....ایکن بوٹا کا منڈ پر بیٹھی وی مونالزا.....تے آس پاس چرتو مال.....اِک چڑھتی جوانی بہار کو لچھو.....گلاب کا پھُل کی پتیاں نالّوں لب .....گندھیں وی بریک بریک مینڈھیں جس طرح کالی بدلار کیں لار ہوئیں۔ موٹیں موٹیں اکھ جن پر حیاء کا بانپھن جھکیا وا.....صراحی جئی گردن پر منکاں تے موتیاں کیں گانی.....چودھویں کا چن نالّوں چہرو تے کامی ٹوپی.....تے ھوہڑا رنگ کو شالوں.....اک عجیب راز دار مسکراہٹ لباں پر نچتی۔

دیکھتاں دیکھتاں فر میرا منہ تے نکل گیو۔

مونالزا!!

''نہیں بچا! گجرانی''

بڈھی دادی امّاں نے ہوں جس طرح کائے خواب دیکھتاں دیکھتاں جھونّ کے جگا چھڑیو ہوؤں۔ بچا ہم نے یا ہی سنی ہے....

اک شہر کو بابو ات آیو تھو۔ کئیاں سالاں کی گل ہے۔ وہ ات سیل کرن نا آئیو تھو تیں دیکھیو ہے نا.....اے یُو ہ پچھوالّی کو جنگل اس ما مہارو مال چرن نا جائے۔ اتا کی ایک بیٹکی مال چارن واسطے اس جنگل ما جائے ہوئے تھی۔ ایکن دھیاڑے واہ بوٹا پر پتراں واسطے چڑھی۔

اوہو بوٹا پر بیسن کو پروگرام کتناں ایکن سالاں کو بنا ئیو ہے۔کدے اجازت ہوئے تاں ہوں کجھ مدد کروں کمال ہے انسان بھی پتر چرن واسطے بوٹاں پر چڑھیں.. ویہ بھی خوبصورت! چل شیطان! پتر چرتی ہوئے گی تیری۔۔۔!

چلو جی! ادھی گل ہوں ہی پوری کر چھڑوں!.....نانی ہور کون کنڈ میرا در پھیر کے بیسن نالں تے تم بوٹا پروں تلے نہیں لہہ سکن لگاتے نا ہی بھار کرن کی کائے گنجائش ہے۔ہن شام پے رہی ہے۔اندھیرو ہور ہیو ہے۔ہوں پردیسی آں۔اپنو گھر دس نالے کائے نشانی دِہ۔ ہوں تِتّا کھانو آن دیوں...''توں بے شک رات بوٹا پر ہی گذار.....بس بوٹا پر چڑھنو ہی آوے تھو۔لہن کی جاچ بھی سکھنی تھی۔ ہوں سوچوں! اچائیں اپنی جگہ.....اترائیں اچائیاں نا چھون کی کوشش کریں.....پُر افسوس!!ان اچاہیاں کی چوٹیں بھی کدے جھکن کی کوشش کرتیں۔کدے ان کے درمیان یوہ ظالم چھند و نہ ہوتو۔''

او بابو! یہ نخرانہ کر۔سر کا بال دیکھ.....واہ! بیٹکیاں ہاروں.....تمھی ہے۔یاہ تیں یہ لائی وی.....کپڑو تھڑ گیو تھو تے کا چھو سوالینو تھو۔یاہ پھجیت جئی لائی وی تے اس کا بھی نخرہ دَسے۔نکی جئی لہر نالں گاٹی بدھی وی جس طرح مہیساں کے کنڈی ہوئیں۔آ توں منّا تلے لاء ہوں تتا اپنا باپو کولّوں کل تِتّا گھنگرو آن دیوں گی۔کنڈی ماں گھنگرو ہی سوہنا لگیں۔چل نا! دیکھے کہہ ہے آنہیں کڈی وی جے نہیں تلے لاتو تاں ہوں لگی آں چھالں مار کے مرنں'' میں تیری منت کی تھیں۔.....چل نا.....دیکھے کے ہے شہزادیاں ہاروں حکم کرے ہوں کوئے تیرا باپ کو نوکر ہاں۔

کھلں جا تتا دسوں فر نہیں لاتو او باپو او باپو.....ہوں لگی آں ہورا چیں ڈنڈ کرن تے فِر توں دیکھ'' نہ نہ نہ!! ہوں پردیسی ہاں میری عزت کو سوال ہے۔ہوں تیرے نالں مخول کروں تھو...

آ تنّا تلے لاہوں..ہتھ منّا پکڑا بلیں بلیں پیر تلے رکھئے بس''

نہ نہ تلے اُتارتو آ بیں ہن ۔ہوں ہے، یاہ چلی''۔

عجیب لوک ہیں ۔آپنوں ناں بھی نہیں منّا دسیو خیر دیہاتی جے ہویا۔

کل میرو شکریو بھی ادا نہیں تھو کیو ۔خدا کی قسم مچ سوہنّی ہے۔اس سوہنا دیس کی پری..... پانّی کے بچ تیرو عکس تے تیراتے بھی سوہنّو لگے۔ڈاب کے دندے نہ بیسیا کرو... ہائے افسوس! کدے ہوں تیری تصویر قدرت کا ساراں رنگاں ناں دھوکے اسے ویلے..... اکھ کا پلکار مابنا سکتو آیاہ راز دار مسکراہٹ پیرس کا کسے میوزیم کی زینت کدے نہ بنّتی.....صرف ایک پردیسی کا دل کی دھڑکن ۔لباں کا گیت تے اکھاں کا خواب بن جاتی.....اورے بابو!منّا باپوٗ پیار نانّ گجرانّی کہتو رِہ۔منّا توں رات ساری خواب ماں آ تو رہیو.....کیوں رے یاہ کے گل ہے۔ فِر منّا نیند ہی نہ آئی بچّون بچّون اکھ لگے تے فِرتوں ہی میریاں اکھاں کے اگے یاہ کے شیطانی ہے؟.....اُوُنہہ ہونہہ!!دس نارے کے سوچے؟

دھیاڑی ساری سوچتی رہئی ہوں ۔میری سمجھ ما کائے گل ہی نہیں لگتی۔بول نارے ہائے اللہ یوہ تے بولتو ہی نہیں۔

''خواب تیں باپوٗ اگے بکھانی تھی!''

ہائے منّا باپوٗ مارتو آ.....

توں شہر مارہ ۔توں کدے شہر جائے گو...وہ کجھ تیرو ہے... یوہ لکڑی کو تختو۔ تلے ٹنگ لگی وین۔.....اوپر چٹو کاغذ چڑیو وُتے یہ بالاّں آلیں نکّی نکّی کے شے ہین۔؟

یہ نکّی نکّی شے برش ہین ۔یوہ ٹنگاں آلو ڈرائینگ بورڈ ہے۔تے وُہ رنگاں کو ڈبو ہے یُوہ سارو کجھ کانہہ واسطے ہے۔اچھا انہاں نا کے کریں۔تصویر بنا ویں۔

نقشا!!

آں ہاں جی! ہور کھیر !!

داں ذری بنا نقشا۔ ہوں دیکھوں کس طرح بناویں۔

''اک شرط پر اک وعدہ پر''

''کے شرط تے کے وعدہ؟

میری شرط تے وعدوا یکو چیز ہے۔ ہوں تیری تصویر بناؤں گو۔ تنّا روز اسے ڈاب کے کنڈے اس بُوٹا بیٹھ بیسنّو پیا کرے گو۔

کتناں دھیاڑا؟

جچر تک تصویر بنّ جاتی

چل ٹھیک ہے۔ توں روز آیا کرے گو؟ ضرور کیوں نہیں۔

تے فر تیری شرط منظور ہے۔

آں توں نو نہی کرے۔ دس پندراں دھیاڑہ ہو گیا ہیں۔ ات بسالّ کے اینویں دیکھتو رِہ کاغذ میرا تے اوہلے رکھیا وا۔ نہ دسے کجھ۔ اینویں رنگاں ما قسم قِسم کا برش ڈبو تو رِہ میرے نالّ چھلّ کرے تے منّاں دستو ہی نہیں پتو نہیں کے بنّا یو ہے۔ اینویں کر تو رِہ .....جس دھیاڑے ساری تصویر تیار ہو جائے گی۔ اسے دھیاڑے دسوں گو۔ ادھی تصویر تے بنّی ہوئے گی۔ توں واہی دس چھوڑ.. یوہ تے جھوٹھو ہے۔ اینویں کہتو رہ''

او گجرانّی! نیلو نیلو اسمانّ ....اچی اچی شِنگر .....کدے کدے ٹابکیں ٹابکیں برف .....جنگل .....دریا.....ڈاب ....اک سوہنا گھونپھرا بوٹا کی ڈالیاں بیٹھ گجرانّی بیٹھی وی۔ اس کو عکس ڈاب ما پیتو۔ ہوں دھیاڑی ساری بیٹھی بیٹھی تھک جاؤں؟

میری بھی تے موج ہے۔ دھیاڑی ہوں بھی تِنّا دیکھتی رہوں۔ تے فر ایکنّ دھیاڑے تصویر بنا تاں بنا تاں بابوٗ کا رنگاں بچوں کو ے اک رنگ مک گیو۔ یاہ تصویر گجرانّی

کے حوالے کر گیو تے آپ رنگ لیاؤن واسطے چلے گیو۔ خبرے کے ہو یو اُت اس کی اک ٹنگ ضائع ہوگئی۔ گجرانی اس نا اڈیکتی رہی۔ واہ اداس اداس رہن لگ پئی۔ اس نا شہر کا بابو پردیسی کو کوئے پتو نہ چلیو۔ واہ اس ڈاب کے دندے بیٹھی رہیا کرے تے شام نا مال لے کے ڈیرے آ رہیا کرے دس باراں مہیناں گذر گیا۔ گجرانی کی ایکن گمانڈن کو بیاہ آن لگو .... بناء سنگار کے بوٹی بنائی۔ سب تے پہلان گجرانی نے اس کو منہ دیکھیو تے کہن لگی..... میریئے پردیسئے ہون تیرا پروں صدقے جاؤں۔ توں تے جوان ہوگئی ہے۔ کتنی سوہنی لگے توں اَجُ.....اَجُ تے ساری دنیا کو روپ تیرے پر برگیو ہے۔ تیرو تے اَجُ بیاہ ہوگیو ہے۔ یاہ گل کہتاں ہی گجرانی گڑا کو مار کے ہس پئی۔ اتنی ہسن لگی کے اس کو ہاسو بند ہون اندر ہی نہ آوے۔ اس کی سہلی کی ڈولی ٹُرگئی۔ پر واہ برابر ہستی رہی۔ اس کو ہاسو کون بند کرے۔ واہ ہستاں ہستاں کہن لگ پوئے۔

''توں تے جوان ہوگئی ہے۔ میریئے پردیسئے سنگئے ہوں تیرا پروں قربان جاؤں۔ کتنی سوہنی لگے تون اج....اج تے ساری دنیا کو روپ تیرا پر برگیو ہے۔ تیرو تے اج بیاہ ہو گیو ہے''۔ گجرانی کو ہاسو فر بند نہ ہو یو. اس تے بعد گجرانی مال نال نہیں گئی.....وہ رَستہ گجرانی نا اڈیکتا رہیا، گجرانی پاگل ہوگئی ....سر ہیج تے مڑی وی سہیلی نا واہ چھیڑن نہ گئی۔ اس کو لوں سُنگریں منگن نہ گئی... ہر رستو گجرانی کا پیراں ہیٹھ آ گیو...واہ ہر رستہ پر ہسے تھی۔ تے ہر رستہ آنو اس کا حسن تے جوانی نا دیکھ کے دنداں ہیٹھ انگلیں دبا لئے تھو۔ کوئے یوہ یقین نہیں کر سکے تھو کہ واہ پاگل ہے۔ جدائی تے جوانی کی اک لڑائی اس کا دماغ ما ہو رہی ہے۔ بڈھو باپ دھیاڑی ساری اس نا پکڑ پکڑ کے گھر لیان کی کوشش کرتو رہ تھو۔

قدرت کا کارخانہ ما و یہ رنگ شائد مک گیا تھا۔ جیہڑاں نال اک تصویر مکمل ہو سکے ..... گجرانی کی سہیلیں صرف واقف کار تے زبانی ہمدردی جتان آلیں بن گئیں تھیں۔

واقف کارتے ہمدرد ہر وہ شخص بھی جہڑو اس نا دیکھ کے گہریاں سوچاں ماڈُب جائے تھو۔ روٗنو ، ہسنو ، گل کرنو گجرانی کو کم تھو۔ واہ!! سارا فیصلہ اپنا دماغ تے دل نالّ کرتی رِہ تھی۔ اس کو مخاطب اس کو اپنو دماغ تھو۔ اور کوئے نہیں آخر ماں حالات نے چھمراں کے دیس جان کی اجازت دے دتی۔ جدائی تے غم ظالم ہوئے جس کے گھر ڈیرو لاوے جس کی بلّی بیٹھوں لنگ جائے ۔اس نا رنگ کے ہی ٹرے ۔ اس کا سر ما سفید بالّ اپنّی جوانی تے اپنا موسم کو اک نوؤں سنہیو لے کے آ گیا تھا۔ وقت نے اس کا ہتھاں ما لکڑی کا دو ڈنڈا اتھما دتا تھا۔ جن کے سہارے اس نے اپنّی زندگی کی نا معلوم منزل کی طرف ٹُرنو تھو۔ ایکلاّں ٹرنو تھو۔ ہور اس کے نال کوئے نہیں تھو کارواں اگے نکل گیو تھو۔ وہ کارواں تے نکھڑ گیو تھو۔ وقت کا دسیا وارستہ پر اس نا ٹرنو تھو۔ کدے نہ ٹرتو آتے کے کرتو آ....وقت تخت تے تاج دیہے ۔ وقت تخت تے اتار کے بھیکھ منگتو بنا دے، وقت کا فیصلہ بڑا ہی رحم دل تے بے رحم ہویں۔

فر اُسے تھا ہی....اسے ڈاب کے دندے ات کا بسنیکاں نے اک کھڈو آدمی ڈِٹھو۔ وہ شہری بابو نہیں تھو دسے ۔ جس طرح کوئے سادھو ہوئے ۔ جس طرح کوئے فقیر ہوئے ۔ کوئے مجذوب ہوئے یا جس طرح کوئے زندگی تے ہاریو وؤ ہوئے ۔ اتے بیٹھاں بیٹھاں اس کی اکھاں تے آ تھرو واں کہیں دوہری دوہری پالیں چل پوایں تھیں۔ نالّ نالّ کھیڈتاں نکاں نکاں نا کدے کدے وہ پچھیا کرے تھو۔

میری گجرانّی اجکل کِٹ ہے ۔ واہ میرا تے رس تے نہیں گئی ۔ میرا آنّ کی اجاں توڑی اس نا خبر نہیں پوہچی ؟ میرے پر برتیاں کو اُس نا پتو نہیں چلیو ؟ ہوں تصویر نا پوری کرن واسطے رنگ نا گیو تھو۔ پر میری زندگی کی ساعت ہور گھٹ گئیں۔

سچیں گجرانی بدل گئی ۔ گجرانی کا وعدہ بھی بدلّ گیا۔ اوَ ہو! گجرانّی !! تیں آپے کہیو تھو نا...جد تک تصویر مکمل ہوتی ۔ ہوں اسے ڈاب کے دندے بیٹھی رہیا کروں گی۔

گجرانٕی اج دوئے رلّن کے زندگی کی تصویر نامکمل کراں ۔آ اج ا یکو رنگ اس ما بھراں ۔.....وفا کو رنگ !

کدے کدے وُہ اچیں اچیں بلایا کرے۔

گجرانٕی ! گجرانٕی !! تے ،اس کی آواز کا جواب ما جنگل بولیا کرے۔اسے کی اپنّی آواز شنگراں نالّن ٹکرا کے واپس اس کا کناں ما آ جایا کرے۔جس دن اس نا یُو ہ پتو چلیو کہ گجرانٕی پاگل ہو کے یوہ علاقو چھوڑ کے چلی گئی ہے۔اس کو بڈھو باپ اس ناڈک ڈک کے تنگ آ گیو۔اس کا پیر جواب دے گیا۔جس ویلے اس کی صحت جواب دے گئی ۔وہ آپنّی ایکلّی بچی تے بچھڑ گیو۔تھک گیو تے چوُر چوُر ہو گیو۔فر منجی نالّن لگ گیو۔ گجرانٕی کو کچھ پتو نہیں واہ کِت گئی ، کہیڑے دیس گئی ، تے فروُہ مجذوب اس پاسے نظر نہیں آیو.....مانجیٔ آ جڑی تے وِیہ لوک جہڑا اس پاسے جائیں ویہ کہیں کہ گجرانٕی نا اج بھی کوئے بلاوے بلاوَنّ کی آواز سنّن ہوئے۔

بچا!یاہ دیکھن نا تصویر!''

دوجے دھیاڑے پہلگام تیں واپس آتاں سلر تیں جس ویلے بس گذر رہی تھی ، میریں نظر گجرانٕی کی بستی پر ٹکی وی تھیں۔میرا ذہن ما ایک تصویر بار بارا بھر رہی تھی۔جس کو ناں کدے ہونّ گجرانٕی رکھوں تھوتے کدے مونالزا.....

تلاشی

چوہدری نسیم پونچھی

شامت واسطے مقدم کالیا کی ڈبی گم گئی تھی۔ سارو گراں مصیبت کی ڈھا چڑھ گیو تھو۔ کہنو، تھی تے واہ ایک نسوار کی ڈبی پر شامت تے کرامت کی گل یا تھی۔ اس ماہیرا کو تھیوؤ لگو تھو ۔وُہ بھی مچ ہی قیمتی ہیرو کجھ کہیں تھا کہ نہیں ہیرو شیرو بھی تے تھو یا نہیں بلکن ڈبی سونا کی گھڑی وی تھی۔ یاہ وجہ تھی کہ گراں کو ہر آدمی ادھ موؤ تے سُک سُک بکسوؤ نظر آوے تھو۔ بس ایک نسوار کی ڈبی ہی تھی۔ جس بچوں اٹھو پہر چوہنڈی مارن ہوئے تھی۔ نسوار بھروتاں وی ۔پہلاں چوہنڈی تے بھر چلوٹو۔ ڈیرہ ماں نہیں تے پھڑی پر بٹھ ہاروں بیٹھی وی جس طرح چوُہی ہوئے۔ جس ماچلّھو چوہنڈ مارے یا ککڑ ککڑی تے اسے ماچوہنڈ پھس کے رہ جائے۔ دھرو دھرو کے جان چھڑکانی پے..... یا پھر یوُہ کھروتاں وی وہی چلوٹا۔ نسوار کی ڈبی کی بر آمدی واسطے سارو تھانو چڑھیو ہو تو پر ڈبی قیمتی تھی، اس ناپلسیا ہی گوپ لیتا یا لوہا کی ڈبی نانّ بدلا لیتا۔ یاہ گل دسنّی بھی اوکھت بنے تھی۔ کہ ڈبی کِت کی بنّی وی تھی۔ اوڑک اسی ڈبی نا برآمد کرنّ واسطے مقدم نے اپنا ہتھ ہی استعمال کرنا تھا۔ اس کی پہلی نظر مٹھو کھڈا ہی پر پئی۔ مٹھو اس کی اکھانّ ماہمیشہ تے اڑکے تھو۔ اس کو سک ٹانڈ ولڑ کو کدے شہر ما کسے بڑی جماعت ما پڑھے تھو۔ لڑکی اک وی تھی واہ بھی گراں کا سکول ما پڑھے تھی۔ تے پڑھائی مالائق فائق تھی۔ جدکہ کالیا کا گھر ما اجانّ پڑھائی کی برکت ہی تھی۔ مقدم نے اوہ اس واسطے وی اکھاں ما روڑہ ہاروں اڑکے تھو۔ کہ وہ ہمیشہ دفتراں مادر خواس لئیں پھر تو رہ۔ وہ گھر ما سکھ نانّ کدے نہیں پیسے تھو۔ وہ بڑا بڑا لوکاں کو نے جا تو رہ تھو۔ مقدم نا یاہ گل وی مندی لگے تھی۔ کے پتو مٹھو کھڈو کدے اپنّی اولاد نا چپراسی ہی نہ بنوا چھوڑے۔ مٹھو جدوی اس کی سوچاں مادوڑاٹیں مارے تھو۔ اُس

کا ہتھ باسکاٹ کا چٹنا ما اس طرح پھرن لگ پئیں تھا۔ جس طرح اجاڑ گھر ما کُتو یا پھر بے دند انسان کا منہ ما چیبھ پھرن لگ پے۔ ڈبی ہتھ آئی نہیں کہ مٹھو نسوار کا چوہنڈا ہیٹھ سوہڑ یو نہیں۔ مقدم کا اجاڑ منہ ما چیبھ پھری پھری تے نسواری گارا بچوں حکم کڈھیو۔

مٹھو کھڈا کا گھر کی تلاشی لی جائے۔ سوئی توں لے کے دھاگا توڑی چنگی طرح ٹٹول ٹٹال کے دیکھیو جائے۔

اج کل مٹھو تے اس کی دھیانی گھر پر پیار ہیں تھا۔ رات کا سواں ما مقدم نے چار پنج چٹ بلکن گراں کا پڑکٹ نالں رکھیا واتھا۔ وِیہ گھر ما داخل ہو یا۔ دوئے جی رساں نالں بلیں جے جکڑ لیا۔ دھیانی تے منجا پر ہی بدھ چھوڑی واہ بیچاری پہلاں ہی روگاں نے سکا کے چھج تیلی بنائی وی۔ دوجے نسوار چاڑن کی اس نا وی ہلّت پئی وی تھی۔ اس ما ساہ ست ہی نہیں تھا۔ رہیا وا مٹھو کا ہتھ پیر بدھلیا تے اس کے کوٹے بسالں چھوڑ یو تلاشی شروع ہوئی۔ منجہ ہیٹھوں چھک کے لکڑی کو ایک صندوق کڈھیو۔ وُہ بھینوں اس بچوں کجھ کپڑا تے ہور نکڑ شُکڑ نکلیو۔ ٹٹولتاں تے تپوشتاں اک کڑیا نوی کڑتی ہتھ نال چمڑ گئی۔ مقدم نے چھٹ مار کے چائی تے اس نا تکن لگو۔ وہ اُنگا اُس کُڑتی نا دیکھے تھو۔ تے اس کو ٹھاتوں تھوڑی دور کسے ڈھاری بچوں کسے نکا کا کھنکن کی آواز آوے تھی۔ جس طرح غریبی کی لکیر توں واہ ڈھاری مچ اُپر آ گئی ہوئے۔ مقدم نے کڑتی دیکھتاں رعب نالں کہیو .....

''یاہ کڑتی کتوں آئی ہے؟ مٹھو نے جس طرح سنیو ہی نہ ہوئے۔

مقدم کا ہتھ ماں کڑتی دیکھ کے مٹھو کی اکھاں ماں لہو چھانٹے گیو۔ اس نے یاہ قمیض شہروں خرید کے اپنی بیوی واسطے آئی تھی۔ تانکہ واہ بھی بیاہ شادی، ختم یا بھنڈارہ ما مہری بن کے جایا کرے تے کوئے طعناں نہ مارے۔

مٹھو نے مقدم نا جواب دِتو

''یاہ نسوار کی ڈبی نہیں ہے۔ یاہ میری بیوی کی''..... مقدم کا ہتھاں بچوں کڑھتی

ڈھے گئی تے وہ پرسیو پر سے ہو گیو۔ ٹٹولتاں ٹٹولتاں صندوق بچوں نسوار کی اک سخنی ڈبی نے چھالں ماری۔ مقدم نے جھٹ مار کے چائی یاہ ڈبی وی اس نے اپنّی دھیانّی واسطے بڑیاں ریجھاں نالں پنجابوں خرید کے آنی تھی۔ اس ماشیشو بھی لگو وی تھو۔ مٹھو کھڈانانوں محسوس ہو یو۔ جس طرح کسے نے نیلو تھوتھو اس کی بیوی کا ہوٹھاں پر دھر چھوڑ یو ہوئے تے اس کی انکھاں بچوں اتھروں بگ رہا ہوئیں۔ مقدم نے مٹھوّ دراک نظر ماری تے کہیو۔ ''یاہ میری ڈبی نہیں''۔

اس نے چاء کے پراں بگا چھوڑی۔ جہڑی ٹھڑکتی ٹھڑکتی بشکا رلا تھماں توڑی پہچ کے بے آوازی ہو گئی۔ صندوق کی ہر اک چیز تک لئی۔ گھر ماں ہور کجھ تھو یو ہی نہیں۔ کجھ مٹی کا پانڈا تے اک دو کھنجیس تھیں۔ ایکنّ کو آئینو کھلیو وَتھو۔ دو جی کا آئینہ مادو ترے ڈونڈرا جھکھ مارتا نظر آویں تھا

ڈونڈرا چھک کے باہر کڈھیا۔ اندر ہتھ ماریو۔ کاغذاں کو اک بجو ہتھ لگو۔ مقدم نے ایکنّ چُٹ نا کہیو۔ دانّہہ پڑھ ان کاغذا پر کے لکھیو وَہے؟

مچ ساریں درخواست تھیں۔ پُولانّ کا کئیں جوڑا گھسا گھسا کے درجہ فہرست قبیلی سٹّفکیٹ تے بچاں کا کاغذ تے کاپیں تے کتاب تھیں۔ اپنّی کڑی تے گیرانا ملازم لوانّ واسطے بڑاں افسرانّ در لکھی وی درخواس تھیں۔ ہر درخواس پر چار چار تے پنج پنج سفارش تھیں۔ ہر درخواس ما اپنّی غریبی، پسماندگی، ناخواندگی تے پتو نہیں ہور کا نہہ کا واسطا لکھیا وا تھا۔ ہر درخواس بدنصیبیاں تے ناکامیاں ماڈبون تے نچوڑن ہوئی وی تھی۔ ایک نویں نکور درخواس تھی جہڑی کجھ ہی دھیاڑا پہلاں لکھنّ ہوئی تھی۔ واہ درخاس مقدم کے نانّ تھی۔ مقدم صاحب تیری! سَتّے پیڑھیں جنت ماجائیں گی۔ میری چار ڈوگیں توں ہی رکھ لے تے میرا گیرانا نوکری لوا چھوڑ..

دو جے تیجے دھیاڑے گراں کا ہر کسے کی زبان پر تھو کہ مٹھو کھڈا کے گھروں مچ سارا ہتھیار پکڑے گیا تے نانّے کاغذات جہیڑا ہتھیاراں توں وی زیادہ خطرناک ہیں۔ رات ہی پُلس کو چھاپو پیو تے تلاشی ہوئی انہاں دو ہاں جناں کو کوئی اتوَ پتوَ نہیں۔

آٹا کو پاء

محمد امین قمر

میروناں تے ماں باپ نے میر حسین ہی رکھیو تھو۔ ورلوکاں نا اس گل کی کے پرواہ تھی؟ جے میرا ماں باپ نے کس چاہ نالْ میروناں میر حسین رکھیو تھو؟ وِیہ تے منّاں میریو ہی کہیں تھا۔ یاہ گل نِکاں ہوتاں کی ہے۔ جس ویلے ہوں اس باپ کا ناں توں پہچانیوں جاؤں تھو۔ جس کی پنج ست کنالْ زمین ہے۔ جس بچوں ادھی بنّاں تے سیکر ماپوری ہو جائے تھی تے باقی ظاہر ہے کے کاشت گے قابل زمرہ ماشامل تھی۔ جس بچّوں مَک دو چار منْ ہو ہی جائے تھی۔ گھا گیں وی دس پندراں سر چانویں بھریں۔ مکتی گل یاہ جے دو ترے مہیناں اپناں وی تے مال چوکھر کا وی سوہنا ٹپ جائیں تھا۔ باقی نو مہیناں میرا باپ گو وہی گٹھو تے گھا جوڑو وہی کھیڑو۔ سرگی ویلے گھروں نکلیو تے ادھ نماشاں توں پہلاں میری سمبھالْ ما کدے گھر مڑ کے نہیں آیو.....اڈّو جس نا لوک دینو کہیں تھا.....

کدے کدے گھر آتا ناچر ہو جائے تھو۔ تے مھاری امّاں مِنّاں تے میریاں پنجاں بہناں نا دلاسو دیتی رہ تھی۔ بچّا ہنے اڈّو آوے گو تے تم نا لیٹی بنا کے دیوں گی۔ یاہ لیٹی کدے کدے ہم نا لبھ ہی جائے تھی۔ تے کدے کدے اس نا اڈیک اڈیک کے سو ہی رہاں تھا۔ تے نکّی لو جاگاں تھا تے اڈّو آ گے مڑ گیو وڑ ہووے تھو.....

مھا راٹبر کو تم نا پتو لگ ہی گیو۔ ہم چھ بہنْ بھائی تھا دو بہن میرا تیں بڑی تے ترے نِکّیں ہن چوکھراں گو تم نا احوال دس ہی چھوڑوں.....نہیں تاں تم اڈیکتا ہی رہیں گا۔ خورے کے کجھ مال چوکھر ہم نے رکھیو وڑ تھو۔

مالں چوکھراں ما ایک مھیس جس کا سنگ اس را گا تھا۔ جے کدے مھیس اپنو منہ قبلہ در کر کے کھلی ہوئے تے ایک سنگ قطب گوتے دو جو مشرق گو پتو دیئے تھو۔ کدے اس ویلے ہوں سکول ما داخل ہو گے جغرافیو پڑھتو۔ تاں منّاں طرفاں گا سمجھن ما بڑی آسانی رہے آ۔

تے مھیس ایکلی وی نہیں تھی۔ ایک چھوٹی وی نالں تھی۔ جہیڑی دنداں دروں تے دوہاں چوہاں سالاں کی گی پوری تھی۔ ور میری مالں کی یاہ شوق کدے پوری نہ ہوئی جے واہ اس ہیٹھ وی کوری لے گے بیسے آ۔ یُہ تھونکو جیو تعارف۔

کوئے ستاں اٹھاں سالاں گو ہوں ہو یو۔ جس ویلے اڈّو منّا لے کے سکول ما داخل کرا آیو ماسٹر سبق تے روز دسے تھو۔ ور منّا یاہ گل چنگی نہیں تھی لگے۔ جے میری وردی وراڈّو جہڑا پیسا لاوے گوانھاں گو آٹو لے آتو تے پنج ست ڈنگ سارا ٹبر گا ٹپ جائیں تھا۔ اس بے چارہ کی مدد کرنں آلو کونں تھو۔ جہڑو مھارا پیٹ ما کجھ باہنں واسطے لوکاں گے کولّوں ادھار لیتو رہے تھو۔ فر دھیاڑیں لالا گے سارو مالں مکا تو رہے تھو۔ بدلں بارش ہوئے، یا دُھپ گرمی اڈّا نے دھیاڑی ضائع نہیں کرنی۔ جے اڈّو آرام کرے تے فر سارو ٹبر بے آرام ہو جائے گو۔ آمدنی کو ذریعو وی تے کجھ نہیں تھو۔ مھیس کدے چوتھے پنجویں سال لائیری ہوئی تے ماں دودھ بچنں کو ناں ہی نہیں تھی لے۔ اس گو کہنوں تھو اس را مھیس مر جائے گی۔ تے مھیس کا مرن توں ہم سارا سخت ڈراں تھا۔ چلو کدے کدے کچی تے لبھ جائے تھی۔ بھاویں تھی ڈاہڈی مہنگی اس گلوں وی موکل جاں گا۔ اڈّا کی وی مرضی تھی جے تھوڑو مُچ دودھ ہٹی ور لا شوڑاں ور امّاں گی خواہش گے خلاف اڈّو کوئے کم وی نہیں تھو کرے۔ وہ تے نکی لو سویرے ماں کولوں صلاح پچھ گے جس نالں دھیاڑی جانو ہوئے تھو دھیڑیاں گا اڈیک وانں مچ سارا..... اڈّو بیچارو ایکلو کِت جائے۔ کجھ ٹرتا رہیں تھا۔ تے چنگی مندی کہتا رہیں تھا۔ تے مچ دھیاڑیں لواتا رہیں تھا۔

میں یُہ سارو کجھ سوچ سوچ گے سکول نہ جان کو فیصلو کر لیو وؤ تھو۔ امّاں نا پتو تھو

وراڈّانا کوئے مہینہ بعد ہی پتولگو جے ہوں دھیاڑی بنّ جا گے مھیس چوگا پتر لیاؤں یا کدے لکڑیاں کومُٹھّو لے آؤں۔

گماہنڈی گراں کا گیرا کدے بنّ ما آیا وا ہویں تھا۔ دے لکڑی نہیں تھا لپنّ دیں۔ ایک دو واری ہوں سخت کٹیو تے ہنّ ہوں ملکّ لواندھیرے یا پیشی توں پچھے جاؤں تھو۔ تاں جے وِہ آ گے مڑ گیا وا ہوئیں۔ تے فر کدے کدے لکڑی مُٹھّو دے گے چاہ لونّ ہٹی ور و لے آ ؤں تھو۔ یاامّاں جوؤ تمبا کو۔ یُہ کجھ کر کتر گے وی کدے پوری نہ پئی۔ دھیاڑیاں آلاّ فروی اڈّانا لوڑتا دو چار گھر آ ہی رہیں تھا۔ تے منّاں کدے کدے اڈّا ور لہر چڑھ جے تھی۔ جے یُہ کا نہہ واسطے لوکاں کو ادھار چاڑھ تو رِہ۔

فر چیتو وی آ جائے تھو۔ جے اٹھ جی کھانّ آلاّ تے دو چار مانجھا چوکھر بے چار و کرے وی کے؟ دادو میر و گراں گا نمبر دار نانّ جٹّھنّو رِہ ہوئے تھو۔ تے باڑی مانّ چوکھر کجھ وی نہیں تھو۔ یاہ تے میرا نانا کی مہربانی تھی۔ جے بیاہ وی کرایو تے پنج ست کنالّ زمین وی دے شوڑی وی تھی۔ اڈّو اجاں کوئے باراں تیراں ہی سال کو تھو۔ تے بیاہ ہو گیو تھو۔ کجھ سال تے بیاہ کو قرضو ہی مکا تو رہیوا سے گی ہمت تھی۔ جے اتنا ٹبر نا پالے.... بڑی بہن....جھڑی باراں تیراں سالاں گی تھی۔ بیاہ گے دتی وی تھی۔ ور دُوئیں مہینیں ماندی ہوئی تے دَوادَارُوں اڈّا ہی نا کرنو پیؤ۔ اڈّا نے گھر آنی تے مڑ کے کوئے لیجانّ آ تو ہی نہیں۔ ہور نکی نکی تھیں۔ دھیاڑی ساری پنج گیٹ کھیڈ تی رہیں تھیں۔ یا چُلاّ اَگے بیس کے سبّجی کیرتی رہیں تھیں..... سارو ٹبر کھاری بیٹھ دینّ جوؤ تے.....اڈّا کی ایکلی جان.....کدے کسے روز ٹیم ور گھر آ جائے تے ہوں۔ یا جا گتاں واں تے رات ماں نانّ صلح کرے جے ہن کسے کو لوں پیشگی نہیں لینّ لگو۔ دھیاڑیں مکتی نہیں تے لوک اینویں بے عزّت کریں۔ وراڈّا کی قسم وی دِنہہ گیاں رسماں توڑی ہووے تھی۔ یا اچر توڑی گٹھلی ما آ ٹو ہوئے تھو۔ مکو تے اڈّانا قرض چانّو ہی پوئے تھو۔ تے فر وہی دھیڑیاں کو بکھیڑو۔ تے ایک دھیاڑے اڈّو خاصو چر کو گھر پہنچیو۔ بو ہو

کھولتاں ہی پتو لگ جائے تھو۔ جے اڈّو آیو ہے۔ وراج اڈّا کو طور ہی بدلیو وؤ تھو۔ اسو سہی ہو یو جے اڈّو اندر اپناں آپ نا دھرو دھرو گے ہی بڑیو ہے۔ کھنکتو کھنکتو تے اکھ لال پیلیں پنڈا نالں ماں نے ہتھ لایو تے کہن لگی

''یُو ہ بکھے لگو وؤ خورے تاپ ہو گیو ہے۔''

سارو ٹبر چپٹ رات جاگتو رہیو۔ نیند کس نا آوے آ۔ ایک تے ڈِھڈ کو تندور بھکھے تے دو جواڈّا گو حال خراب ہی ہو تو گیو۔ متّاں چنگی طرح یاد ہے۔ سرگی ویلے اڈّو جھڑی گل کرے تھو۔ آٹو، دھیاڑیں، گھاہ تے لیراں ہی گی گل تھیں۔ وراڈّو بہلو ہی اپنیاں ساریاں اُلجھناں توں دوٗر مچ دوٗر ایک ہور ہی دوڑ ما چلے گیو تھو۔

ماں کہن لگی.... ساہ نکل گیو ہے، تے پٹّن لگی۔ ماں نا ہی دیکھ کے سارو ٹبر رون لگو تے اج میں دیکھیو اڈّا گا متھو ور پریشانی گی کوئے نشانی نہیں تھی۔ سگوں منہ ور مچ رونق تھی۔ اج خورے اس گیں دھیاڑیں مُک گئیں تھیں۔ تے ماں کہہ تھی ''کفن جوا پیسہ نہیں'' تے ساریاں تیں نکی بہن گلی نے روٗلو باہنیو وؤ تھو۔

''امّاں لیٹی دیو!''

بیاہ

محمد امین قمر

بیاہ اج کے ہوئیں۔

بیاہ ہوئیں تھا اگے اگے جس ویلے ہم نکا نکا واں تھا۔ مقدم راجیا کا بڑا پوت کو بیاہ جس ویلے ہویو....رب کوڑ نہ بلاوے، ہوں کوئے اٹھاں دساں براں کو تھو۔ تے حلیم کا ہوٹھ مساں نیلا ویں تھا۔ یہ گل مقدم خیرو ایک بیاہ کی مجلس ما سناوے تھو۔ آ ؤ ہم تم وی سن ہی لیاں۔ اج نہ سہی۔ کدے تے آخر وہ مقدم ہی تھو۔ کہیں اگلاں زماناں ما مقدم نا جاں کا اختیار دیں تھا۔ اج تے چودھویں صدی ما کوئے کسے نا پچھنو نہیں اس ویلے کے مجال مقدم کی مرضی توں بغیر کوئے پتر وی گراں ماہل جائے۔ زمانو جے سچو تھو۔ تے آ ؤ ہم مقدم خیرو کی گل سن لیاں۔ جان پچھان پچھے ہوتی رہے گی۔ مقدم خیرو کہے لگو تھو اللہ جنت نصیب کرے۔ میرا باپ مقدم کالو تے مقدم راجیا نا دوستی وے تے اس را کی۔....اج وی دوستی لاویں۔ اک گھڑ و دودھ کو نہیں بٹو۔ مقدم راجیا نے حلیم کا بیاہ کو ہوں دوست بنایو تے میرو باپ اِکتالی گھڑا دودھ کا لے گیو۔ اکتالی جناں دودھ آلا تے اکتالی نالں باری دین آلا رلیو ملیو سو جنوں تے وے ہی گو۔ جس ویلے مقدم راجیا کے گھر ذکر کرتا پچیا تے سارا گرائیں کڑیں مرد کوٹھاں کی بلیاں وروں کھلا ہو ہو کے دیکھیں تھا۔ وِیہ تھیں دوستیں۔ گھٹی ایک کسی نے آن کے بہڑا ماسٹی ۔ باپ میرا نے ایک گبرو در سینی کی تے پہلی وار ہی گٹی چا کے مونڈھا ور دھرلئی تے باراں بیٹھک کڈھیں۔ اج گٹی چان آلو کوئے جمیو کد۔ مقدم خیرو کی تقریر تم نے سنی جوانی ما مقدم خیرو کو وی دسیں گھٹ نہیں تھو۔ گٹی چانں تے بہنی پکڑنں ما اس کو مقابلو بہلو بہلو کوئی وی نہیں تھو

کر سکے۔لوک کہیں جے مکو مار کے چھوٹا نا بسالْ چھوڑے تھو۔ بسالْتو وے گوورہم نے جدڈھو بیچارو اک جنگ توں کھڈوا کھڑا تو ا کھڑا تو۔ٹرتو رہے۔ تے کناں توں وی ذرا اچیرو سنے۔ لوک کہیں جوانی ما مقدم نارات ٹرن کو ڈاہڈو چسکو وے تھو۔جس ویلے روح آیو۔جنگاں روح آیوٹر پیا۔کانہہ واسطے یوہ تے منّا پتو نہیں بڑاں لوکاں کی بڑیں گل۔ ہوں کجھ سنی سنائی کہوں گو ۔نکو منہ تے بڑی گل ہو جائے گی۔ تے اسے را کی کالْی رات ما مقدم ٹرتاں ٹرتاں کسے بناں پروں بنھ جا لگو۔لت ٹٹ گئی تے بیچارو کھڈو ہو گیو۔....ور ہمت نہیں چھوڑی۔اج وی اکھڑا تو ا کھڑا تو کدے بنّاں ما گھا کپتو رہے۔کدے ایکلو ہی نبھتو رہے۔ تے کدے گوہا کی کھاری ڈوگی ماسٹن لے جا تو وے کناں نا جھپالگن کو نقصان مقدم نا ہو یو یا نہیں ہو یو۔وراس نالْ گل کرنْ آلاں نا رپھڑ پے گیو۔اس نال گل کرنی سمجھو سارا گراں نا سنائْی ہوئی مہارا گرائیں دسیں جے اپنے ویلے مقدم کی بڑی دھونس تھی۔ایک ہی روز اُچاّ جیانگّا وروں آواز مارے تھو تے لوک لیتری ما آ جائیں تھا۔اج کی گل تے نہیں تھی۔ جے گھر گھر جا کے منت کرو تے فروی جناں دس نہیں بنْتا۔

مقدم نے ساری آبی ما ایک ہی دھیاڑے دھائیں لوانا۔خشکی ساری ما ایک ہی دھیاڑے مک بیجانی۔تالْی تے ایک ہی دھیاڑی ما، گوڈی تے ایک ہی دھیاڑے۔گھا کپن کیں چنگیں چار پنج لیتریں ویں تھیں۔ ہر پاڑہ ما ایک لیتری تے کرنی ہی پئے تھی۔پنجاہ سٹھ مہیس بانڈی ما چنام تے چنام بدھیں ویں۔ جت چنگی مہیس دسی نہیں چھوڑی۔سیدھیں ہتھیں لبھ گئیں تے چنگی گل نہیں تے مقدم خیرو دو جا ہتھ وی دسنا جانے تھو۔وہی دو جا ہتھ وہ انہاں ناوی دسے وے تھو۔جہڑا ایک واری بلایا نالْ لیتری ما نہیں آویں تھا۔پنڈاں وربنیں ویں لکیر کسے ملک کا نقشہ ہاروں اراں پراں دھیاڑاں توڑیں دستیں رہیں تھیں۔ تے گھر آلیں بٹا تپا تپا کے ٹھکور کرتی رہیں تھیں۔

مقدم یوہ کجھ کرتو وے گو یقین نہیں آ تو۔ ور سارا لوک کہیں تے سچ ہی کہتا ویں گاہوں تے سچی گل تم نا دسوں جس ویلے مقدم بیچارا نا اکھڑا ہتو اکھڑا ہتو کم کرتاں یا ٹرتاں دیکھوں تے ڈاہڈو ترس آ جائے ور ترس کو مقدم بے چارا نا کے فائدو ایکلسری آدمی نا کِتا جو نہیں چھوڑتی نہیں تے روح تے بڑو کجھ کہے تھو۔ اپنو دل کڈھ کے کس ماگھلوں۔

مقدم خیرو جہڑو ہن مقدم گھٹ تے خیرو زیادہ رہ گیو تھو۔ تے مال وی گھٹ کر چھو ڑیو تھو۔ تے زمین وی کجھ کاشتکاراں نا دینی پئیں ہیں۔ پوٗت رب کا دتا وادو در جن ہیں بڑا سوہنا تے گبرو جناں ہیں۔ گھاٹو ایک ہی رہیو جے پڑھ نہ سکیا۔ چلو عقیدو تے خراب نہ ہو یو۔ بڑا ترے بیاہ کر کے گھر آلیاں نالے کے کنی ہو گیا۔ پیا بے چارا اپنو دھیاڑو دھکیں۔ ہم نا تم نا کے؟ ہن مقدم خیرو تے اس کو گوانڈھی نورو سنگو سنگ دِستار ہیں۔

دوئے ایکلسر بے چارا نورا نا تے نکو کوئے بھی نہیں۔ خیرو کا بڈیرا پکڑ گیا تے دو جا اجھاں نگا کڑیں ترے خیرو نالّ جوانڑیں ہو گئیں۔ ور کالسری بے چاری کے کر سکے۔ ور ایک گل ضرور ہو گئی۔ جے خیرو نا پچھلا تر واں سالاں ماں کجھ خدائی خدمت گار ضرو لبھ گیا۔ گل راز کی ہے۔ ور تم سارا اپنا ہی ہیں تھارے تیں کے او ہلے۔ تم نا دس ہی چھوڑوں۔ یہ خدائی خدمت گار اس امید وراج کل خیرو کے اگے پچھے پھرتا رہیں۔ تے کماں ما خیرو کے نالّ پلیتا رہیں خورے وہ انھاں ور تٹھ جائے تے کوئے ساق تھا جائے۔ ایک دھیاڑے کوئے دو چار جناں لے کے تے دو جے دھیاڑیے دو جو... خیرو کی بڑی کڑی جینٹی تے کوئے بیاں سالاں کی ہو گئی۔ بشکار لی رب کوڑ نہ بلا وے۔ اٹھاراں سالاں کی وے ہی گی۔ تے نکی شوماں بھی معلوم نہیں یا ہی کوئے دو ترے سال سونا توں نکی وے گی۔

چر چاتے مچ چلیں ور اجہاں بیاہن کا ئے نہیں ہوئی۔ ایک دھیاڑے خیرو کو نے اس کو سنگی نورو بیٹھو وؤ تھو۔ تے پھیلیا نے پچھ ہی ماریو۔ بھائی خیرو ہور تے سب کجھ ہو یو ور

تیں نکی کو رشتو کدے دتو جے نہیں۔ کے پچھے گو میریا بھائیا کوئے ڈھنگ کو لبھتو ہی نہیں۔ خیرو بولیو بڑی کڑی جینی کا رشتہ واسطے ڈھنہ کا چوہان مگر لگا واہیں۔ نکوا نے نوکری کرے کوئے پنج، چھ سو روپیو مہینہ کو کمائے۔ ورتوں سیانو ہے۔ نوکری پتر ورتریل ہے۔ زمین مساں مساں سال کا خرچہ جوگی ہوئی تے مانجھا چوکھر دوترے ہو یا تے کس را رشتو دے سکوں تناں پتو ہے مہارے در بھانڈا کی وی رسم رسوم ہے۔ وہ یہ سوچیں مفت ما آدمی لبھ جائے گو۔

سچ بھائیا سچ پھیلیو بولیو۔ پالن ہالن کے اج ایویں اگ ما کونن نکیاں ناسٹ سکے۔ جہڑا اج پنج، ست ہزار روپیو بھانڈا کو نہیں دے سکتا۔ انہاں نے پچھے کے کرنوں سوچ سمجھ کے کرئے۔ مت اتاول کر کے نکیاں نا اگ ماسٹ چھوڑے۔ دھی بیٹھی وی ہیں تیرا کونوں کے منگیں؟ گھر کا سارو کم کاج سامیوو ہے۔ یاہ ہی تے گل ہے پھیلیا نکیں بیاہے گئیں تے میرو کے ہوئے گو۔ یوہ سارو کم کاج کونن سامے گو۔ یہ ساریں گل جینی بھت کے پچھے کھلن کے سنتی رہی۔ اصل گل یاہ ہی تھی جے ''خادم،، اس نے دیکھیو وو تھو۔ جس واسطے اس نا منگیں تھا۔ وہی خادم جہڑو دو جے تیجے دھیاڑے ضرور اِنہاں کے گھر آ رہے تھو۔ تے کنکھیاں نالن اس در دیکھتو رِہ تھو۔ گل کرن کی ہمت تے دو ہاں بچوں اج تو ڑی کسے نا نہ ہوئی۔ ور دل ما اک دو جا نا پتو نہیں کتنی ہی گل کی ویں گی۔

تے ایک دھیاڑے جینی نکی لو گھڑو لے کے پانٹی بھرن در گئی۔ خادم پتو نہیں کیاں داروں آ پہچیو۔ جینی بہلی بہلی گھڑا نا دھون تے پانٹی ڈوہلن پے گئی۔ خادم سرور کھلو ور گل کہڑو کرے۔ آخیر مشکلاں نا خادم بولیو۔

''جینی اج اتنی سویرے پانٹی ور کیوں آ رہی؟

جینی پانٹی بھرتی رہی تے بولی

''اندر پانٹی نہیں تھو۔ چاہ جو گو اس گلوں آ نو پیو۔

فر یہ ملتا رہیا بیچ با جے ۔اک سال .....دو سال..... ترے سال گذر گیا۔ جینی نا یقین ہو گیو۔خادم نے روپیہ نہیں دینا۔باپ نے بیاہ کے نہیں دینی ۔جینی نے خادم نالں صلاح کی 'سونا، نے بشیر نالں تے 'نکی، نے مقصود نالں جے باپ کا بھانڈا کو کے وے۔ تے ایکلسری کس را نکلے گی۔ پوہ کی ایک کلکھ انہیر ی رات ماتر واں بہناں نے بدھی کی..... رات چنگیں بھلیں کھا کے ستیں نکی لو لبھیں نہیں۔

خیرو نے لوڑ لاڑ شروع کی ۔ پوتاں دروں پہلاں ہی سوٗ ٹھو تھو۔سوچے تھومت دھیاں دروں اٹھاراں بیہہ ہزار بن جائے۔

ور.....نہ ہی پیرتے نہ ہی نک

مقدم خیرو پھیلیا نالں گل کرتو میں آپ سنیو۔یرا اگ ما چھالں ما گئیں تے دفعہ بلا۔.....ہوں تے انہاں کا ہی بھلا کی سوچوں تھو۔اس قہر کو پتو وے آتے کتے کسے منگن آلا سنگ بلا کے نکاح کرا چھوڑتو آ۔

ریت کا رسّا

مختار الدین تبسم

سائیراں مہندی آلا ہتھ لے کے کھلی تلی اڈیکے۔ پر اجاں نہیں آیو۔ رات کا اندھیرا تے ساری کائینات اپنی چادر ماڈھک لی پکھیروں اپنا اپنا آہلناں پر بیس گیا۔ اج شہر تے آن آلی کائے گڈی وی نہیں آئی۔ برادری کا سارا نکا موٹا حیران تھا۔ فرید کی بہن کو بیاہ پکے پرُوہ کئیاں گیو۔ یار دوست سارو قبیلو پریشان ہیں ۔ کئیاں دھیاڑاں تے خوشی تے چہل پہل تھی۔ برادری کا سارا لوک نکا موٹا سائیراں کا بیاہ کی تیاری مالگاوی تھا۔ دوجے دھیاڑے جنج نے آنو تھو پر قدرت کا کم انسان کی سمجھ تے باہر ہیں۔

کجھ پتو نہیں کل کے ہوئے گو۔ انسان کا ارمان کدے کدے توڑ وی لگ جائیں تے کدے اتھروں بن کے مٹی مارل جائیں۔

اج فرید اتنو خوش تھو جے دنیاں کیں ساری خوشی اس کا پیراں ماتھی۔ خدا کو دتو وؤ سارو کجھ تھو۔ ساراں تیں مالدار تے خوشحال تھو۔ اس واسطے برادری نے ہتھاں ور تھو میو وؤ تھو ۔فرید نے بیاہ تے پہلاں ہی دو دن سائیراں کے مہندی لائی تے نواں چیڑالا کے کہن لگو'' میری لاڈلی اماں جائی پتو نہیں میرا دل مایوہ منحوس خیال کیوں آ گیو کے.....پتو نہیں ہوں تیرا بیاہ کی خوشی دیکھ سکوں''

یاہ گل ایویں فرید کا منہ تیں نکل گئی دوئے بہن بھائی چمی لا کے رون لگا۔ ماں باپ کی بے وقت موت نا یاد کر کے ہاڑا کریں تھا۔ یعقوب جھڑوان کو ہانی سنگی تھو۔ تے اکثر فرید

کے سنگ گٹھار ہیں تھا۔اس رات وُہ گھر چلا چھڑیو۔یاہ رات ان کی خوشیاں کی رات تھی۔یاہ رات تے ارماناں کی رات تھی۔دکھ سکھ بنڈن کی رات تھی۔پتو نہیں آنْ آلی رات کیسی ہوئے ۔جس وقت ان کا مان باپ دو ہاں ہی سالاں نا اس دنیا تے اٹھ گیا۔سائیراں چنگی سیانّی تھی۔ پٹیاں نے موقعو تاڑ کے ان کی جائیداد ہضم کرنْ واسطے اڈی چوٹی کو زور لائیو۔پر سائیراں شیرنی نانّوں لک بدھ کے کھل گئی تے ککھ نہیں ہکن دتو۔فرید پال پوس کے جوان کیو یوہ برادری مارل مٹ کا کماں ما اگے اگے رہے تھو۔تے ہر ایک پیار کیاں نظراں نالْ دیکھے ۔چنگا چنگا رشتہ واسطے روح کڈیں تھا۔پر فرید نے ساراں نا کہیو

''اچر توڑی سائیراں کی گل نہیں ہوتی میرا بیاہ کو سوال نہیں''

بھلا سائیراں جی بیٹکی کو رشتو کونْ نہ لوڑے۔دو جے دھیاڑے پہنچیا تے فرید نے ایکن سنجیدہ سنگی کی ہاں کر لی رشتو پکو ہو گیو۔تے بیاہ کی تیاری ما جھٹ گیو یاہ رات کتنی سلکھنی تھی۔ساری رات رج کے گل کیں دکھ سکھ بنڈیا لو ہوئی تے فرید شہر واسطے تیار ہو گیو تے کہن لگو۔

''اڈّی چاہ کی ایک پیالی دے پچھے گڈی نکل جائے گی۔

سائیراں نے پچھیو تناّں کیاں جانو ہے۔

''منّاں تیری شوق کی کجھ چیز لیانی ہیں''

سائیراں نے وی مچ ضد نہ کی یوہ تا ولو تا ولو نکل گیو۔پہلی گڈی ما بیس جا شہر پوہنچیو۔ بس بچوں لیہہ کے تھوڑ و جیو اگاں بازار جان لگو لوک ایّاں اواں نسیں تھا۔پولیس تے فوجی بندوقاں نالے گشت کریں تھا۔فرید گراں کو رہن آلو ناواقف جنو تھو سجھے کھبے دیکھ کے حیران ہو گیو۔لوکاں کو ایک ہجوم ہتھاں ما پتھر تے بوتل لے پولیس پر پھینکن لگا۔فرید اسے ہجوم ما

پھس گیو۔ پولیس نے ہوا ما گولی چلائی کجھ لوک تے نس گیا پر کجھ لوک برابر مقابلو کرتا رہیا۔ فرید نے وی نسن کی کوشش کی اچر اس کے نالّ ہی ایکن جوان کے گولی لگی تے زمین پر جھڑیو فرید کا پیر بنک گیا۔ یوہ چھٹ کر کے اس جوان نا افراں اٹھالن لگو۔ پچھا تیں کسے بے رحم ظالم نے بندوق کو کندو سر ما ماریو تے ہمیشہ واسطے سو گیو۔

پتو نہیں اس لڑائی ما کتناں خون ہو یا، کتناں گھر اجڑیا کتنی بہناں کا بھائی جدا ہوا، کتنا بچہ یتیم ہوا، کتنی رنڈی ہوئیں۔ شام نا یاہ خبر ریڈیو تیں نشر ہوئی۔ جے اج شہر ما کجھاں سر پھریاں نے سرکاری املاک نا نقصان پہچایو تے ٹرانسپورٹ ما خلل گھلنّ کی کوشش کی ہجوم نا نسان واسطے پولیس نے ہوا ما گولی چلائی۔ اس کاروائی ما کجھ زخمی ہو گیا۔ کجھ مدت واسطے کرفیو رِہ گو باقی حالات قابو ما ہیں۔ یاہ گل سنتاں ہی سائیراں بے ہوش ہو گئی۔ مدت تیں پچھے ہوش آیو۔ اس نا پانی ما چھری نظر سہی ہوئے تھی۔ کِتے میری خوشی ماتم نہ بن جائے؟ دو جے دھیاڑے فرید کا سنگی تے برادری کا ہور لوک فرید نا لوڑن شہر در دوڑیا پر اتنا بڑا شہر ما فرید کا جین یا مرن کو کے پتو لگتو نا امید ہو کے واپس مڑیا۔

سائیراں کا بال چٹا پانی ہو گیا.....رو رو کے اکھ رتی ہو گئیں۔ اجاں تو ڑی ریت کا رسّا بٹے تے دل نا سوٹھا دے اجاں نہیں آئیو۔

نہ تھن ماں نہ کوری ماں

مختارالدین تبسمؔ

دل ایک سمندر ہے۔ سمندر توں وی ڈنگو۔ غوطا مارن آلاں نے سمندر کی ریت وی چھان کڈھی۔ پر دل کا راز یا تے آپے چھلی مار کے باہر آ جائیں۔ یا پھر اندروں اندر ہی پکتا تے گُڑھتا ہیں۔ بھلا بھلا فلاسفر تے طبیب وی اس توں واقف نہیں ہوسکیا۔ رضیہ نے چھپری تکی تے کندر تُرتُر تکے تھی۔ ایک لمّو اوساس تے اس کیاں اکھاں ماا تھروں ڈہلک آیا اشرف یہ اتھروں دیکھ کے بیقراری نالّ پچھن لگو ''رضیہ یہ اتھروں کیسا ہیں۔؟

کچھ نہیں بس ایویں'' اشرف نے سوٹ کیس نا اتاولاں ہتھ گھلیو تے کھل گیو۔ رضیہ دور توڑی دیکھتی رہی اچر موڑتوں او ہلے ہوگیو۔ اجاں یاہ کچھ سوچے ہی تھی۔ اس کی چاچی نے زورنالّ ڈنڈ کی:

''تتّاں اللہ دفعہ کرے! کیوں توں ہتھ دھو کے پچھے پے گئی؟ ماں باپ نا کھا کے نہیں رجی مندی بدروحی توں کے دیکھے۔ میرو اشرف چاہتو ہی نہیں جے توں اس کا گل کی پھا ہی بنے گی۔ جہڑا خیال تتّاں ہیں۔ وہ یہ جیتاں پورا نہیں ہوسیں''

رضیہ کا پیراتے ہی بنک گیا۔ چپ کھلی یاہ سوچے تھی خبرے میرے توں کے غلطی ہوگئی ہے۔ جے چاچی اتنی خفا ہوگئی۔ یاہ بھولی تے سدھی تھی۔ مساں مساں جوانی ماقدم پیا تھا۔ ان کو پیار عشق کی حدتوں باہر تھوا گران نا پیار تھو۔ وُہ صرف سنگیں سنگیں رہن تے بہناں بھائیاں آلو پیار تھو۔ یہ کسے ہور گل نا سوچیں ہی نہیں تھا دلاں کو محرم اللہ ہی ہوئے پر ظاہری طور پر یہ معصوم ہی نظر آویں تھا۔ پتو نہیں بگی چاچی کا دل ماکے کنڈو چبھ گیو۔ یاہ نیوں وی رضیہ

نال ضد کرے تھی۔ رضیہ یتیمڑی تھی۔ دودھ پیتاں ہی اس کی ماں مرگئی۔ ترے چار سال باپ نے بڑالاڈ نالں پالی آخرُ ہ وی ایکلیں نا چھوڑ گیو۔ بگی چاچی مُنڈوں ہی انکی بیری تھی۔ یاہ ان کو چھانو لونہیں جھلے تھی۔ جدکدے وی چودھری نوروان کے گھر چلے جائے تھو۔ تے گھر ما بھیڑ پے جائے تھو۔

رضیہ کو باپ مرتاں ہی چودھری بھتیجی نا گھر لے آیو۔ بگی چاچی واسطے یاہ گل موت کے برابر تھی۔ رضیہ کو لاڈ پیار مٹی ما گھل گیو۔ جدکدے وی اشرف تے رضیہ لگا کھیڈتا ہوئیں تھا تے بگی چاچی کئیاں اکھاں بچوں اگ جھڑے تھی۔ مارتے قضیا نالں رضیہ پیلا پتر نالّوں ہوگئی۔ پر یاہ معصوم تھی۔ اس نا کجھ پتونہیں کہ اُس کے سر کے برتے۔؟

کون اپنو تے کون پرایو ہے۔؟ چودھری وی یوہ رنگ دیکھ دیکھ کے سڑ پکو پر بگی چاچی اگے دم نہیں مار سکے تھو۔ چودھری گراں کو منیو وی انگدار تھو۔ اسے وجہ توں سارا نگا بڑا بگی چاچی کہیں۔ کون ست سر آتا جے چودھری نوراتا کا فیصلہ نا توڑتا پر اس کی مہری انگوٹھا پر وی نہیں منے تھی۔ یُہ جدوی گھر آوے بھت پروں ہی مُجھ نرم کرے تھو۔ بس اس نے ایک ہی فارمولو بنایو تھو در بٹ تے گھڑی کٹ.....خیر یہ گھراں کی نکی نکی گل ہیں۔ تم ایکن کن تیں سن کے دوجا کن توں کڈھ چھوڑیو۔ مت کسے کا لسریاں اگے جا کہیں تے بگی چاچی کی بھتیجی وی کسینی پے جائے۔ چودھری نورودل ماتے سوٹھا کرے تھو۔ جے نکو وی اپنو تے نکی وی اپنی پچھنّو کون ہے؟ ان کو بیاہ کرا چھوڑاں پر بگی چاچی نا کہن کی مجال ہی نہیں تھی۔ ایک دھیاڑے لگو بیس کے گھڑا گنتو رہیو۔ جے اج بگی نالں صلاح کروں گو۔ پر پہلاں دیکھوں اگر گھرؤٹھ ما کجھ فرق ہو یو تاں شام نا گھر آیو بگی چاچی پہلاں ہی اس کا دل ما پھر گئی تے کہں لگی۔

''جہڑی توں پکاوے واہ نہیں پکسیں۔ اشرف خیر نالں جوان ہو گیو ہے۔ بھائیا کی

نکڑی میری ہتھ پال ہے۔ ڈہ میرے توں کدموڑے''

یاہ گل سنتاں ہی چودھری کے اندر اگ بھکھ گئی لہر نالں ساہ بند ہو یو کوئے جواب وی نہ دتو کجھ کہیو وی نہیں۔ پر کی عقلمندی نہیں تے رات کا اندھیرا ما خیر کیہاں سختی پئی بگی چاچی سمجھ گئی۔ جہڑی بلا توں ڈروں تھی۔ یاہ ساری عمر واسطے گل پے گئی۔ کیوں نہ پٹھو چرخو پھیروں۔ ایکن پاسے چودھری ڈت گیو۔ دوجے پاسے بگی چاچی ڈٹ گئی۔ اپنی اپنی کڑی پکتی رہی۔ گھول تے بے اتفاقی نے یڈہ گھر جہنم بنا چھوڑیو بگی چاچی کے کدے دو انگلی نہیں لگی تھیں۔ خواں کو صدقو ہن مارتوں سوا روٹی ہضم نہیں ہوئے تھی۔ پر کالسری کی ذات اپنی ضد تیں باز نہ آئی۔ ایک دھیاڑے تکرار ہوتاں ہوتاں گل ضلع توڑی پہنچ گئی۔ سر توں رت بگے تھی پر مہری کا چوکھراں نا بنھے ہوئے تھی اشرف تے رضیہ ڈرنالں ایکن پاسے روئیں تھا۔ اشرف کجھاں مہیناں توں شہر مانوکری کرے تھو۔ اس نے اپنی ماں کی سماجت کر کے ڈک لی۔ چودھری اٹھ کے کھسک گیو۔ رات روتاں روتاں گزاری۔ اشرف نے راتے فیصلو کر لیو جے مڑ کے اس گھر مانہیں آسوں چار مہیناں گذر گیا۔ یہ دوئے جی رُٹھا رُٹھا رہیا۔ ایک دھیاڑے ایکن سیانی بڈھیری نے کہیو۔

جھلیئے پہاڑاں نال ٹکر مار کے اپنو ہی سر پھٹے۔ توں چودھری نالں نہ کر مرداں کی ذات کو کے ہے؟ مٹھیں مٹھیں گل کر وہ آپے پگھلا ہو جائے گو'' بگی چاچی نا استاد میلو پر چر کو۔ اج یاہ بڈھی کو نے بیسے تھی تے نکیں نکیں سناوے تھی۔ اچرا ایکن گبرو نے آن چٹھی پکڑائی۔ چودھری نے کھول کے دیکھی۔ چٹھی کی تفصیل تے اس نے پڑھی نہیں پر اتنی گل منہ توں نکلی:

''اشرف نے شہر ما بیاہ کر لیو ۔.....

(نہ تھن ماتے نہ کوری ما) بڈھیئے ہن بھتیجی نا لیایا بھتیجا نا''

پیر کرامت شاہ

محمد حسین سلیم

یاہ کرمیاں کی بدقسمتی تھی جے جمتاں ہی اُس ناکلکھنا تے نحس ہونْ کی لج لگ گئی۔ ماں کہے تھی۔ بھیڑانے جمتاں ہی باپ کھا چھوڑیو۔

کیوں جے دنیا ما پہچانْ توں کجھ ہی مہینہ بعد دینو دنیا توں منہ چھپا گیو تھو ویسے حق وی یوہ ہی تھو۔ خدا بخشے بچارہ نا بڑو من موجی تھو۔ جس ویلے کرمیاں کی ماں عالمی ادھالْی تھی.....

گھر کلو تے زمین ڈوگی سب کجھ بیچ بٹا کے پولس تے بڑا بڈھیراں کا کھپا بھریا۔ پھر عالمی موڑ کے نہ دتی مزدوری تے نہ کی ورمنگ پن کے روٹی سلونْی کھادی ۔گھیرے دار تمبی ۔اوگرہ کی مایاں دتی وی پگ تے واہ وی کلاّ ور، ہتھاں ما ایک ایک، دو، دونہیں بدھی پنج ست چھاپ..... تلے دار، نوکدار تے سائی دار جوڑ وجھڑ ومڑتاں ما چلیں پلیں کر کے دینیاں کی آمد نا مترنم بناوے تھی ۔اکھاں کو کجلو کدے پھکو نہ ہونْ دتو....

منگیو روح نالْ تے کھادو راہ نالْ'' پر قسمت تے اپنْی اپنْی ہوئے کرمیوں چنگی قسمت لے کے نہ آیو باپ کا مرتاں ہی ماں جنجال ما پھس گئی، بھانویں رنڈی ہو گئی تھی ور جو بنْ ماتے کوئے فرق نہیں تھو۔ ایلی میلی نظراں توں بچ بچا کے سوت کت کت کے مہریاں کا چھلابناْبناْ کے کرمیاں نالاڈ پیار نالْ پالیو۔ باپ کی فطرت تے ماں کالاڈ پیار نے کرمیاں نا حدتوں زیادہ خوش رہنْو بناْ چھوڑیو۔ وقت کی سوئیاں نے پتو نہیں کتاّں ہزار موڑ مڑیا ہویں گا۔

عالمی کا بتڑیا واہتھاں نے ہزاراں چلھا چاہڑیا تے لپیا۔ کئی لوئی پٹواں کا سوت کتیا پڑ کتیا ہویں گا۔ کھندولیو رپتو نہیں کتنی تہہ چڑھتی رہی ہویں گی۔ تے اس کے نالں نالں کرمیاں کی آزاد طبیعت در آلستے بےفکری کا گوہڑا رنگ چڑھتا گیا۔ کھانں جو کجھ لبھے یا نہ بیڑی ضرور چکھنّی ماں کی کڑتی، ستھن ورکنّی ٹاکیں ہویں یا نہ۔ سکتا ڈھکتا پینڈا کا زاویہ بھانویں دستا چھپتا رہیں کرمیاں نا اس کی کائے پرواہ نہ تھی۔ تے اسے من موج ماخدا نے ایک چھمک چھلو بوباں کا بھاگ کرمیاں کا کرماں نالں آنں جوڑیا

وقت کی ڈنگی ڈاب گھمنں مارتاں عالمی نا اپنّی جھولّی ماچھپا گئی۔ کرمیاں نے کجھ نہ سوچیو ہنں کے ہوئے گو۔

چلو رب رزّاق ہے۔ جس نے پیدا کیا آخر روزی کو وی کجھ سر بند کیو ہو وے گو۔ پر ماں کی موت توں بعد قدرت نے کجھ سر بند نہ کیو۔ چار پہر دھیاڑی بہڑے بہڑے پھر کے مزدوری کی تلاش کی ور کسے نے منہ نہ لایو۔ مقدم نالں جنّا لگنں واسطے کوشش کی ور جواب لبھو'' تیرو سر موسکو کتوں پورو ہووے گو۔ منّا جنّوں لوڑے گھا کپنں واسطے، پتر چھانگنں واسطے۔ جہڑو ہالں وی باہوے تے گوڈی وی کرے۔ گوہ وی سمرے تے رُوڑی کھلارے تنّا جنوں رکھ کے منّا تے ٹہل سیوا کرنی پے گی۔..... نہ بھائی نہ.... جا کوئے درد دیکھ لے۔ شاہ کولّے گیو جے کجھ قرض قمام کپ کے کجھ دھیاڑا ٹپا تو، ور وہ وی کورنکورونکلیو..... بھائیا..... تناں دے کے منگوں گو کس کو لوں؟

چل ٹہلیو رکھ لے.....'' کرمیاں نے عاجزی نالں کہیو .....

تھک ہار کے کرمیوں ڈھاری درمڑ پیواج واقعی اس نا بےبسی کو احساس ہویو۔ پیٹ مابھکھ کی اگ لگیہ وی ہوئے تے سب اکڑی مکڑی بھل جائیں۔ اج نہ سرماں کو ہوش تھوتے نہ تمبی کا بلاں کو۔... مڑمڑ کے چنتا ماہتھ مارے تھو۔ اگ آلّی ڈبی کھڑ کے

تھی۔ ور بیڑیاں آلو کا غذ خالی تھو۔.....

''چلو ہوں تے بھکھو، تسا یو ہی رہوں گو۔ پر بو باں کو کے ہوئے گو؟

واہ معصوم بھکھ سہے سکے گی۔ واہ یہ قضیا پوٹ سکے گی، جہڑا اماّں نے پوٹیا تھا۔ اور بّا مولوی کہیں ہوئیں نا جے تو ں بے حساب روزی دے.... کجھ مھاروو ی سر بند کرنا۔

تے اج وی واقعی کرمیاں کی اکھاں توں آ تھرواں کی جھڑی لگی وی تھی۔

او بو باں .....مھارو کے ہووے گو۔.....ہم کس را زندہ رہاں گا۔ ہم کس را بھکھ نہنگ پوٹاں گا۔

بھکھ کو اثر تھو یا دل کی رقت، غش کھا گے ڑاک ڈھے پیو.... بو باں دوڑ کے او پر آن ڈھٹھی۔

''او ہ.....اللہ.....یُو ہ کے ہو گیو.....کرمیاں ہوں گھمائی۔ اٹھ فکر نہ کریئے۔ بھکھا را نگا۔ دکھ جھلاں گا۔ دل نکونکّو نہ کریئے''

''کرمیاں'' ''ہاں''

خدا روزی دے گو۔ شام ہو گئی ہے .....نا جا خدا ور تکیا رکھ مسیت کی پوڑیاں ور بیس رہو۔ جا دیکھ مڑیئے نہ مدے خدا کجھ ترس کھا چھوڑے وُہ کسی نا بھکھو مرنّ نہیں دیسیں۔

کرمیوں اس ویلےّ سو چنّ کی حداں توں بہت اگے بدھ گیو وؤ تھو۔ اٹھیو .....ڈھتاں، اٹھتاں مسیت در تُر پیو۔

خدا کو گھر ہے۔ اس گھر توں وی خالی مڑیو تاں فر کوئے گھر کے توں رزّاق ہے نا۔ مھارو کے سو چیو ہے۔ میری تقدیر ما کتنا نہیں جھلسیں مسیت کا بو ہا توں ہٹ کے اک گھٹ ما جا بیٹھو۔ سر جنواں مادے کے.....توں رزّاق ہے نا۔ مھارو کے سو چیو ہے۔ میری تقدیر ما کتنا دھکا ٹھہلا ہیں۔

ان خیالاں ماگم سم.....کرمیوں.....زندگی کی الجھی وی تانی کا تندواں ناسلجھانْ کی کوشش ماتھو۔جے ایک پاسا توں کجھ رواس واویلا کی آواز کنّاں ماپئی۔

اوحضرت.....اوسائیں.....اوپیر میری مھیس مڑ کے نہیں آئی۔میری روہسی اجاں توڑی بانڈی مانہیں پہونچی۔نکامرن جوگا پتونہیں کیاں رہیا۔اللہ خیر رکھیئے۔کے پتوتلک گئی ہوئے گی کے تھوہ کدے دور ہوگئی ہوئے گی۔

جے روہسی نا کجھ ہوگیوتاں سارو ٹبر مرجائے گو۔نکّا کچّی توں موکل جائیں گا۔بھیاجی کس راہ ٹرے گی؟اوپیر دعا کر! دعا کر پیرا اتنوں خوش کروں گو۔کرمیاں نے کائے توجہ نہ کی پتونہیں کس نالْ یُوہ گل کرے کس نا خوش کر کے مراد حاصل کریا لوڑے.....چلودفع کرومنّاں کے؟

تے جتوں خیالاں کی ڈور ڈھلی چھوڑی تھی فراتوں اگے سلسلو جاری رکھنْ کی کوشش مافرسر جنواں کے حوالے کردتو۔

اتنا مامھیس آلا نے دوڑ کے کرمیاں کا دوئے پیر مضبوطی نالْ پکڑ لیا۔حضرت دعا کرو.....دعا کرو.....روہسی مل جائے۔میری روہسی مرنْ جوگی نہیں پیر میری روہسی کدے پچھے نہیں رہی حضرت ہمیشہ مالْ کے موہرے گھر آوے ہوئے تھی۔

کرمیاں نا اپنا قضیا توں کدفرصت تھی۔جے وُہ اس کی روہسی بارے سوچتو۔انگا بوباں گھر بھکھی بھانْی بیٹھی وی ہوئے گی۔تے اِس نا روہسی کی پئی وی ہے۔میرا پیٹ ماچوہا دوڑیں تے یُوہ دعا کراوے۔یک لخت کرمیاں نالہر چڑھ گئی۔

'چل دفع ہو....چل ہٹ بے وقوف کسے ملک کو....دوڑ تو آپہنچیو دعا کرانْ .....جا.....گھر جا.....رج کے ٹوڈا کھا۔مھیس آلاّ نے پیر چھوڑ دتا.....پیر نے کہیو .....جا گھر...جا کوئے راز ہے کائے ڈنگی گل ہے۔یہ اللہ آلاّ لوک رمزاں کی گل کریں ہویں.....جا گھر...جا

سمجھ گیو...پیرا.....سمجھ گیو.... یوہ چلیو ....گھر چلیو .....

کرمیاں نے سوچیو، چلو بلاّ ٹلی منّاں قدرت کا کارنامہ کے بارے سوچن کو ہور موقعومل جائے گو۔

بے وقوف آیودعا کران۔ روہسی تے چلو جت ہوئی ہوئے گی۔ گھر جائے ٹوڑا تے کھائے گو۔ اس کے گھر رات کی روٹی جو گو آٹو تے ہوئے گو۔ بھیڑیا جا.....رج کے روٹی کھاتے آرام کر میری بوباں تے بھکھی ہے۔ کدے کوئے چپولبھ جائے تے اس واسطے لے جاتو۔ میرو کے ہے۔ ہوں آخر مرد ہاں پوٹ لیوں گو۔ واہ بچاری نازک تے کمزور کس راہ بھکھ جھل سکے گی۔ واہ تے بھکھ نان مرے گی۔

تے بوباں کا مرجانّ کا تصور نے کرمیاں کا لوں لوں نا کمبا چھوڑیو۔ خوف نان دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ یک لخت خوف تے دہشت کا اس تصور ما اس نے سر افراں چایو تے سامنےّ وُہ ہی مھیس آنو ہتھ جوڑ کے دوڑتو آوے تھو۔

حضرت تھاری دعا نانّ مھیس لبھ گئی۔ تم نے کہیو تھو نا جا گھر....جا ہوں دوڑتو گھر گیو تے میری روہسی اگے ہی اُت پہنچ گئی۔ سچ مچ یاہ تھاری کرامت تھی۔ پیر میری مھیس صحیح سلامت گھر پہنچ گئی جے تم نہ ہوتا تاں ہوں اج لٹے گیو تھو۔ مھیس نہ لبھتی تے میرو ٹبر ختم ہو جاتو میری روزی سمھ جاتی..... یاہ کہہ گے اس نے پنچ سیر آٹو مکھن کو بھریو وُوسکا سو تے یارمی کا یاراں روپیا کرمیاں کا قدماں ما دھر کے پوری عقیدت کے نانّ کرمیاں کا ہتھاں ور بوسو دتو۔ اس کا پیراں ور ہتھ لا کے منہ ور پھیریا تے پچھلو نڈیئیں ٹرتو پیر کرامت شاہ توں رخصت ہو گیو.....

لاڈلی

محمد حسین سلیم

ڈھیتاں اُٹھتاں واہ اپنا باپ کی قبر تک پہنچ گئی تھی۔ گھنی ڈالیاں آلی بنگی جس گی جڑاں توں ملاں میر گی کی قبر کی سرحد شروع وے تھی۔ اج اس نا سب توں چنگی پناہ دسے تھی۔ ات نور جان ناوہ تنگھیار لبھو۔ جہڑو کدے اس نا باپ گی جھولی ماہیں گے لبھے تھو۔ برف گی کجھ گھٹ گئی تھیں۔ پوَل پوَل برف نے سارو گراں چاندنی گا کفن ماہلیٹ رکھیو تھو۔ نکی نکی چڑیاں گواڈار پتو نہیں کس کا ماتم مارو تو پھرے تھو۔ نورا جان کی سوچ سمجھ کا سارا اماہ سُکتا جارہیا تھا۔ اُس کا ہتھ پیر ہنْ اپنا نہیں لگیں تھا۔

موسی سوانْی نے ترس کر گے جہڑی پولْ اپنے پیروں لاہ کے اس نا دتی تھیں۔ ہنْ ٹٹ کے کھوسڑو بنْ گئیں تھیں۔ پیراں کی پاٹی وی بئیں لہو گا اتھروں ڈھل ڈھل کے ہنْ قرار ما آ گئی تھیں۔ پاٹی وی کڑتی تے ستھنْی جن ورٹا کیں تھپ تھپ کے نور جان نے کھاسی موٹی کر لی تھیں۔ اس ویلے کورا نانْ ٹنوبنْی وی تھیں۔ چھپری کی ایک چوک نا موڑ گے گھڑی گھڑی ٹھنڈا ٹھار سینڈھ گی تاراں نا پوچھ چھوڑے تھی۔ اپنْی بے بسی پر سوچن گی فرصت ہی اس نا کدتھی۔ ترے دھیاڑا پہلاں ٹوَڑا کو چپو کھا دو تھو۔ شائد اس چپانے اسگی بھکھ تے تس ہور خواہش نامُکا چھوڑ یو تھو۔ اکھاں توں بگتا اتھروں کو راگی سلاخ بنتا جئیں تھا۔ نور جان گو ذہن گذریا وا دھیاڑا گی یاد ماڈ بتو جائے تھو۔

ملاّں میر گراں کا ہر قسم کا لوکاں ماہڑو رلْیو پچیو وو تھو۔ بھائیاں ماہڑو ہونْ گے نانْ نانْ لائقی ماوی بڑو تھو۔ مانْ چوکھر گی سمائی نکا بھائی کریں تھا۔ گھاہ ہتھوائی گو اس نا کوئے فکر

نہیں تھو۔ زمینداری کا ڈھیراں ماجی جان لا کے کم کرے تھو۔

خدا گودتو وؤاس گھر ماسب کجھ تھو۔ ترے مھیس لائیریں، چار گھبن، ترے دھرمین تے دوندی جھوٹین، داناں کی جوڑی واہ۔ جہڑی گراں ما کسے کولن نہ وے۔ دوگھوڑا، پنجاہ سٹھ بھاروں، اس گراں مایاہ جائداد گھٹ جائداد نہیں تھی۔ ملاّں میر گا اپنا ہتھاں گی بنّی وی چار بایا بانڈی جس کا پسار ما کروں گو جندری چڑھیو تھم ہر ایک نا اپنا رعب بیٹھ لے تھو۔ ایک کوٹھڑی ما سومن مک گو کٹھار تے باقی بھانڈا ٹینڈا، لوئی تے پٹو تھا۔ دو جی کوٹھڑی ما ملاّں میر نے ہٹی گھل لئی تھی۔ ہٹی پر روز گرائیاں کی محفل آ لگیں تھیں۔ بر ہیا مالوک ڈھوکیں چلے جائیں تھا۔ ہٹی وی ڈھوک چلی جائے تھی۔ پر سیاں مانکماں لوک نا ہٹی ور بیس گے دھیڑی گلیں گپیں گذارن توں بغیر کوئے چارو نہیں تھو۔ حقہ کی چلم ور چلم بھری وی آویں تھیں۔ کتنا خوشحال دھیڑا تھا۔ نور جان باپ کی جھولی بچوں بنّھ لہہ ہی نہیں تھی۔ نیس نیس نال چاہ بنّے۔ آنڑا بھاسن ویں۔ نور جان رسے کرے تے باپ منت سماجت کر گے اس نا کھوانے کرے۔ سارا لوک نور جان گی قسمت پر ریس کریں۔ بچی قسمت آلی ہے۔ ملاّں یا توں خوش نصیب ہے۔ جس کے گھر خدا نے اجھئی بچھی دتی ہے۔

نور جان کی ماں سال پہلاں مرگئی تھی۔ باپ اس نا اتنوں پیار کرے تھو۔ تاں جے اس نا ماں گی یاد نہ آوے۔ اس گا اتھروں باپ ور بجلی بن گے ڈھئیں تھا۔ نور جان گا متھا ور تریلی اس گا باپ واسطے قیامت تھی۔ ہٹی ما بیٹھو وی تھو تے واہ جھولی ما۔ باہر نکلے تے مونڈا ور۔ ملاّں میر گی لاڈلی نال کہڑو پیار نہ کرتو۔ گراں کا نمبردار علیا توں لے کے منگ پن گے گذارو کرن آلا بھایا توڑی۔ سب اُس نال پیار کریں تھا۔ اک اپنّی جھولی مالے تے دوجو کھسے۔ واقعی نور جان سب توں خوش قسمت بچی تھی۔ چھینٹ کا کپڑا کنّی، سوتی کا کنّی، رنگ برنگی چھپریں تے نو بنوواں کھانا۔ نور جان کا چاچا تے چاچیں اپنو آپ گھول گھماویں تھا۔ نور

جان تیرا پروں مہارا سب نکّا قربان۔ مہاری جان سوسو بار صدقے۔ کجھ دن پہلاں گا یہ موج میلا نور جان کا دل دماغ پر ہتھوڑا مار مار گے اس نا جگاں کی کوشش کریں پر واہ کوشش گے باوجود اکھا گھاڑن توں مجبور تھی۔ بڑی مشکل نانّ جے باپھن افراں ویں تھاتے سامنے باپ گی قبر نہیں بلکہ زندو تے بے بس باپ دسے تھو۔ جہڑو دیکھے تے سب کجھ تھو۔ پر اج بچی نا جھولیں مانہیں لے سکے تھو۔ جہڑو اپنّی نور جان نا مونڈھے نہیں چا سکے تھو۔

اڈّا تتّاں کے ہو گیو؟ جے اج انو کیوں رس گیو ہے۔ تیری نور جان تیں کے خطا ہوئی ہے۔ اڈّا اکوار صرف اکوار جھولّی ما چالے اڈّا۔ صرف ایکوار چھاتی نال گھٹ گے لوئی گا پلّا ما چھپالے۔ اڈّا ہوں سخت ٹھری وی آں۔

ٹھنڈی واء گو اک جھوکو آیو نور جان گا وجود وچوں لکھاں سوئیں پار ہو گئیں۔ واہ سی کر گے رہ گئی۔ پر اڈّو نہ اُٹھیو۔ اج اس کو دندکنّ پٹن آلو وی کوئے نہیں تھو۔

گل مچ پرانی نہیں۔ مقدم فروجیا کی سترنج آویں تھیں۔ بڑی شونقاں شانقاں گی سترنج تھیں۔ گراں کی ہر رٹ گے ذمے اک اک سترنج تھی۔ کولّیاں کی سترنج سب تیں اگے تھی۔ سترنج گو سِتارو بڑو اُچو تھو۔ تے چھکنّ آلا جناں گو سِتارو اس توں وی اُچو۔ ملاں میر مہرا گی بیل پر تھو۔ عطا محمد کی بولی ور تمام برادری جوش ما بھری وی تھی۔ دو جیں سترنج آلا سخت کوششاں گے باوجود کولّیاں گی سترنج توں اگے ہون مانا کام ہو گیا تھا۔ اللہ جناں گی خیر وے۔

گیر یو اللہ نا یاد کرو۔ ''انت تے خداناں بیر وے'' بڈھا کریم بخش نے کہیو۔

اسے جوش تے اس خروش ما سترنج کھڑے آن لگی۔ میکھوں آلا گا پہڑ اور سترنج تُل گئی۔ اگلو سرو بسالتاں سترنج نے رخ رو ہڑ توں دو جے پاسے رکھ لیو۔ پشلا جناں بیلاں پر ہتھ نہ رکھ سکیا۔ ملاں میر نے دو ھائی دتی۔ سترنج چلیں سترنج گو رُڑھ جا نو عزت تے ذلت کو

سوال تھو۔ بیل پر اس گا ہتھ تے سترنج رڑھ گئی۔ بنہاں ملیں ماں ملاں میر سترنج نالں ہلارا کھا تو جے تھو۔ تے برادری کا باقی لوک غش کھا گے ڈھے گیا۔ واقعی اج برادری منہ ہی کڈھن جوہی نہیں۔ اج ان گے سامنے ملاں میر گی ٹٹی پھٹی لاش پئی وی تھی۔

کفن دفن توں بعد سب واپس آیا۔ چاچا چاچی کجھ کھسر پھسر ما لگ گیا۔ نور جان نا اج کوئے نہیں چاوے تھو۔ کسے نے اس گا سر پر ہتھ نہیں پھیریو۔ لوک اپنے اپنے گھریں چلے گیا۔ نور جان اندر گئی۔ پر اج ادّا گا گھماناں کی جگہ چاچا گی جھڑک لبھی، منحوس ڈائین تیں مہارو بھائی نہ چھوڑیو۔ چل نکل اس گھر توں۔ توں نہ جمتی تے مہارو بھائی وی نہ مرتو۔ توں ہے ہی چڑیل ہے۔ توں تے جس گھڑی اس کے گھر جمی تھی۔ تیں اپنو باپ کھا چھوڑیو۔

وِیہ بال جن ما اس گوادّوا اپنی انگلیاں گی کنگی پھیر تو رہے وے تھو۔ اج اس گا چاچا گا بے رحم ہتھاں ما تھا۔ وہ اُن نا اس طرح چھکے تھو۔ جس طرح کوئے کوٹھو بنا تاں کھبلں نا چھیکو لاوے۔

واہ برتی برف، دھند تے کورا مانہہ اپنا باپ اگے فریاد لاں آ پہنچی تھی۔

بابلں میرو گھر کت ہے۔ ہوں کہڑی گلی جاؤں؟۔

آسمانں تھوڑ وجیو پاٹو دہنہہ نے اک نظر نور جان گا مشکڑ یتا دنداں پر سٹی تے لوئی نالں منہ ڈھک لیو۔

رجّی

خوشدیو مینی

رمزا چودھری ناڈھوک جاتاں واں اج کی رات سادھاں کا بیلہ ماپے گئی تھی۔اس کے سنگ دھی ''رجّی'' نا چھوڑ کے مھیساں کو ترنڈ، بھیڑاں کو کھلو، بکریاں کو اجڑ، گھوڑاں کا چھکا تے کالن جت آلو کتّو ''رِچھّو'' وی جارہیو تھو۔ چودھری نے تلاما ایکن جاء کھبل کی نیلی گھائی پر گھوڑا کیں سنج ڈھلیں کردتیں تے ترنگڑیاں ما بدھیا وا بھارتے سامان نا کھول کے تمبو گڈن لگ گیو۔ ''رجی'' سِلوَر کا بھانڈاں نا دریا ور کھنگالن چلی گئی تے مال چوکھر بیلہ ما منہ مارن لگ گیو۔

سادھاں کو یُوہ بیلو تے بیابان جیو تھو۔ جس کے چار چمکھی پونچھ کا دریا نے سپ ہاروں کنڈل ماریا وا تھا۔ گراں کا بڑا بڈیرا دسیں جے ات پراناں زمانہ ما سادھ آ کے دھونی لاویں تھا۔ پر اجکل ہر انڈو ڈھوک جانن آلاں واسطے پڑاہ تے بہک کو کم دے تھو۔

ہنن ''رجّی'' نے بٹُلا ور چاہ تیار کرلئی تھی۔ بھُجیا واسٹواں سنگ کوڑی چاہ کو چھنو پی کے چودھری رمزا نے ڈکار ماریو تے شاہ کالی داڑھی ور ہتھ پھیرتاں واں اُٹھ کھلو ہوَو۔ فراس نے لوئی مونڈھا ور سٹی نسوار کی چٹکی دنداں ور ملی۔ تے ٹنڈ رمنڈ رسر وَ رلنگی کو پلیس مارن لگو۔

کت چلیا ہیں اَبّا ؟ ''رجّی'' نے گندیں ویں مینڈیاں کی لڑیں منہ وروں پچھے سٹتاں واں پچھیو۔

پار گراں چلیو ہاں ہٹی وروں ڈھوک واسطے لوَن تیل لے آ وَں۔ رمزا چودھری نے جوڑا بچّوں چُبن آلی میخ ناٹھو کتاں واں دسیو۔

گھاہ کی بھروٹی بھی کدے تھائی تے لے آیئے۔ مھیس ڈاہڈی بھکھی ہیں۔ رجّی نے کنڈاں کیں دھرمڑیں بڑُ لا مانھ لاتاں واں کہیو۔ ''گھاہ کو سر بندوی ہو جائے گو۔ ہور کائے چیز؟... چودھری نے شلوار کجتاں واں کہیو۔

ہٹی وروں گڑ کی دو چار روڑیں وی لے آیئے۔ پیر کی نیاز چاڑھاں گا۔ رجّی نے روٹی کو چٹّو رِچھّو درسٹاں واں کہیو۔

لے آؤں گو۔ گڑ وی لے آؤں گو!! ہور دس چودھری نے مے مے کرن آلیں لیلی نا بھیڑ ہیٹھ چھوڑتاں واں جواب دتو۔

تے ابّا.....رجّی بولتی بولتی چپ ہوگئی۔

ہاں دس ہور کے لوڑیئے؟.....رمزا نے پچھیو۔

رجّی کی ماں تے اُس کا نکاں ہوتاں ہی ایکن پڑی وروں رہڑھ کے مرگئی تھی۔ اس واسطے رمزو اس کی ماں وی تھو۔ تے باپ وی تھو، وُہ اپنی دھی کی کائے گل نہیں تھو موڑے ۔

ابّا ہٹی وروں دھا گا کیں دو گنجی تے کالی سوپ کو ٹوٹو لے آیئے۔ میری ٹوپی وی ٹٹی وی ہے۔ نالے کھلیتی وی بناؤں گی۔ رجّی نے سہکیاں سہکیاں حرصیاں نظراں نالّ ابا در دیکھتاں واں فرمائش کی اچھا اچھا یُوہ وی لے آؤں گو۔ رمزا نے سوٹی پکڑتاں واں کہیو تے ہنّ ہوں چلیو ہاں دیگر اِتے ہی ہوگئی ہے۔ کفتاں توڑی مڑ آؤں گو۔ دینہہ لہتاں ہی مال چوکھراں نا بٹلو کر لیئے۔ اِت سینہہ کو ڈاڈو خطرو ہے۔ اس بیلہ مامھا رو کہیں باری نقصان ہو یو ہے۔

اجاں پرسال رتی لائیری مھیس چلی گئی تھی۔ پرارسال بچھیرو غائب ہو گیو تھو۔ تے اس تیں پہلاں بیتل بکریاں کو جوڑو سینہہ لے گیو تھو۔ اس واسطے ہوشیار رہیئے۔

تم جاؤ آج دیکھوں گی سینہہ کس راہ چوکھراں ور ہتھ باہے گو۔

رجّی بڑا پکّا دل تے مظبوط حوصلہ سنگ بولی۔

نہ....رجّی ...نہ زیادہ بھل نہ کریئے۔میرا پچھے کدے سپنہہ ڈنگراں نا پے وی گیو۔ تاں وی توں اکہیر کولوں نہ ہلیئے۔تتّاں میری قسم ہے...رمزا نے رجّی نا سمجھا تاں واں کہیو اچھا ابّا اسے راہووے گو.....

اس رارمزو دریاٹپ کے گراں ماہٹی درچلیو گیو۔مدّت توڑی رجّی مالن چارتی تے بیلہ بچوں رات واسطے لکڑیں چُنّتی رہی جد دہنہہ لہے گیو۔تاں واہ چوکھراں نا بیلہ بچوں کھِد کے تمبو کونّے لے آئی۔تے فر اُس نے اکہیر بالن دتو۔خورے کیوں اس نا وہم جیہو پیوؤ ووتھو۔تے اس کو دل بجے لگو ؤتھو۔کہ سپنہہ ضرور ڈنگراں نا پوئے گو۔اسے گل واسطے اس نے چھٹ بچوں برچھو کڈ کے کولن رکھ لیو تھو۔تے دیئیاں کو مٹھو بالن کے ایکن بتہ ورٹکا دتو تے فر واہ روٹی پکالن ماں لگ گئی۔اس کے دیکھتاں، دیکھتاں ہی شام رات کی جھولن ماتے رات نے نھیرا کی بکّل ماری وی تھی۔پر اُس کو ابّو اجاں توڑی نہیں تھومڑیو۔انواں بیلہ ماگدڑ ڈانکن لگ پیا تھا۔تے دریا کو شونکار بدھ گیو تھو۔پر واہ بے خوف کانسری.....روٹیں پکاتی تے قینچی گاتی رہی۔

اجاں واہ بٹولا کولن ہی بیٹھی تھی کہ چوکھراں آنے پاسے کھڑکار پے گیو۔ڈنگر ترٹھا کے ایک دو جا پر بجن لگا۔بھیڑاں تے بکریاں ماتھر تھلی مچ گئی تے۔مھیس نے رینگاٹ باہ لیو تھو۔رجّی سمجھ گئی سپنہہ آ گیو ہے۔اس گھڑی واسطے خوف نے اُس کا سپنہ ماچکاری ماری تے اس کا دل ماتڑفنّی جئی پئی پر دو جا ہی پل ماواہ سمبھلن گئی تے ایک دلیر تکڑو جذبو اُس کے اندر لاٹ مارن لگ گیو۔واہ خوش تے لہرنالن بھری وی اٹھی۔ایک ہتھ ما برچھو تے دو جا ہتھ ما مورو لے کے رِچھو نا شبکارتی بھڑ چھاتی وی اس پاسے دوڑ پئی۔جتوں کیڈ آوے لگی وی تھی۔رجّی تے بکروالی کتّا نا دیکھ کے واہ چیز اگے نس پئی۔تے رجّی کتّا نا بھڑ چھتی لنگ لاتی وی اس کے کھرے ہو پئی واہ لو آلو مورو ہلاتی برچھو چلاتی وی دوڑا اگے بیلہ کا بتّاں پروں لہے کے کٹھا در

نکل گئی۔ تے فرجلّی لگ گئی۔ پٹکار اٹھن لگ گیا۔ چیخ تے ٹانک بیلہ ما گونجن لگ گئی۔ پر جلدی ہی مورو بجھ گیو تے یاہ آواز گدڑاں کی وانکار، دریا کا شونکار، مھیساں کا رنگاٹ تے رِچھّو کی چنگار مادب گئی۔

خاصی رات لنگن مگروں رمزو مڑیو۔اس نے گھاہ کی بھروٹی تلاّ ماسٹی بلتا وا مورانا بٹہ پر رکھیو تے مونڈا وروں لوئی کا بچکانا کھولتاں رجیّ نا بلان لگو۔

رجیّ ...رجیّ ...او...رجیّ ... پر کوئے جواب نہ لیّھو۔اس نے مورا کی لو ماتمبو ما جھات ماری۔ پرُوہ خالی بھاں بھاں کرے لگو وو، بلانّو شروع کر دتو کہ ماہل وی کمن لگ پئیں۔

کے ہے ابا؟ .....دوُر بنّاں رجیّ کی ماندی جئ مری وی آواز آئی۔رمزو اس پاسے مورو لے کے دوڑ پیوَ۔ مالن چوکھراں کولوں لنگ گے جدتلی کا اخیر بنّا پر پہچیو۔تاں رجی نا دیکھ کے اس کے اندر بجلی کڑک گئی۔لپر لپر کپڑاں مالہولہان رجیّ ایک پتھر کی ٹیک نال سِر سٹ کے بیٹھی وی تھی۔

کے ہو یو رجیّ تنّاں؟ کے ہو یو؟ ..... چودھری غصہ سنگ لہر یو وَ بولیو۔

تے رجیّ بلّیں بلّیں جواب دین لگی۔

میں سپنہہ پکڑ لیو ہے ....ابا ....ہن ....ہن ....مھارا چوکھراں نا کدے اس بیلہ ما سپنہہ نہیں پوئے گو۔

رجیّ نے رت آلے پاسے اشارو کرتاں واں کہیو۔

رمزا نے مورا کی لو اس پاسے کی تاں بے اختیار منہ بچوں نکل گیو۔

ستاریا.....توں

یُوہ ستاریو تھو۔سٹ کھا کے بے سرت پئیو وَ تھو۔ستاریو رمزا کو گرائیں تھو۔جہڑو مدت ہوئی ڈاکو بن گیو تھو۔یُوہ ڈاکا، چوریاں، سنّاں تے قتلاں کیں وارداتاں ما حکومت نا مطلوب تھو تے اس نا پکڑن آلاّ واسطے حکومت دروں دس ہزار روپیا کو انعام وی رکھیو گیو تھو۔

تاہنگ ٹٹ گئی

خوشدیو مینی

مشتاق تے نوراں گوانڈی تھا۔ جد تیں دوہاں نے ہوش سنبھالیو تھو۔ وے ایکن دوجا نا جانیں تھا۔ ٹکاں ہوتاں و یہ جھوٹھ، مہوٹھ کا کوٹھا بنا تا رہیں، لڑتا بھڑتا، گڈی گڈا کو بیاہ کراتا تے کدے کدے مٹی کی کھڈیال کھسن واسطے ایکن دوجا نا لوندہ مارتا۔ بالن پٹ چھوڑتا ۔جد تھوڑا جا سیاناں ہواتے دوجاں گدراں کڑیاں سنگ مالن چوکھر چارتا گراں کا پچھلا جنگلاں ما چلیا جاتا۔ جت بہک کول، دریا کے دندے، پتھراں کے بشکار ہیں ۔نوراں تے مشتاق دوپہر کی روٹی کھاتا۔ روٹی تیں مگروں مشتاق نوراں نا ملوک دیتو تے نوراں سیکی وی مک کا سِٹّا پیش کرتی فر بہک ما بیٹھووَ مالن جدا گلی کر رہیو ہو تو وِہ دوئے چیڑ کا گھناں جنگلاں در نکل جاتا جت نرم نرم کُت کُتی کڈھتا واسمو تھر پر وِیہ بلدتا رہیا۔ چیڑ کا جیکن کی خوشبوان کا دماغ نا معطر کرتی رہ تھی۔ مشتاق نیلا چناٹھوں لاتو تے نوراں اگ پر سیک کے انہاں بچوں چلغوزہ کڈھتی فر دوئے کھاتا۔

یہ وِیہ دھیاڑا تھا۔ جد مشتاق تے نوراں نا اپنی ملاقات کی اہمیت کو پتو نہیں تھو۔ وِیہ یاہ گل وی نہیں تھا جانیں۔ جے وِیہ سنگی ہیں یا محبوب ہیں۔

جد وِیہ سکول جان کے قابل ہواتے دوئے گراں کا سکول ما داخل ہو گیا۔ کئیاں سالاں توڑی رہیا۔ ایک ہی کلاس ما ایک ہی ٹاٹ پر بیٹھا وا ماسٹر ہوراں کی شاباشی تے جھڑک کھاتا رہیا۔ کئیں واری اس طرح وی ہو یو جے نوراں نا سبق یاد نہ کرن پر جدا استاد ہور ناراض ہوتا تے مشتاق کو چہرو لال تندوُر ہو جائے تھو۔ یا کدے کدے مشتاق نا کٹ پیتی تے نوراں کا نیناں بچوں موٹا موٹا آتھروں ڈولن ڈولن کرن لگ جاتا۔

دن دھیاڑا وقت کی مٹھی بچوں ریت کا ذراں ہاروں کرتا رہیا۔ ہن نوراں تے مشتاق دسویں جماعت ما پڑھیں لگاوا تھا۔ انگا نوراں چنچل شوخ تے گوری نکل آئی تھی۔ چھینٹ کی رتی کڑتی لا کے جد سکول آتی تے سارا گبروا سے نا تاڑتا رہیں تھا۔ پر نوراں اپنا دل ما تیز نقشا آلا بانکا گبرو مشتاق نا بسان بیٹھی تھی۔ سنگ سنگ رہن تے بیسن نان ان کی دوستی تے رفاقت محبت کا ڈنگا رشتاں ما بدل گئی تھی۔ اُنہاں نا یوُہ محسوس ہون لگ گیو تھو۔ جے وہ ایکن دو جا واسطے ہی زمین ور آیا ہیں۔

ویلو گذرتو رہیو۔۔۔۔ تے عشق کی بیل بڑھتی رہی۔ آخر انہاں دو ہاں کا پیار کی کہانی گھر گھر سنائی جان لگی۔ دو ہاں کا ملن پر پابندی لگ گئی۔ محبت کا دشمن پیار نا توڑن کی سبیل سوچن لگا۔ اس ویلے رات ان کی امداد پر اٹھ آئی۔ تے اندھیرا کی چادر ما چھپ کے وہ ایک دو جا نا ملتا رہیا۔ محبت بدھتی رہی۔ وعدہ ہوتا رہیا۔ تے فر ایک رات دو ہاں نے فیصلو کر لیو جے زندگی کا دکھاں تے سکھاں ما وہ اکٹھا رہیں گا۔ تے کدے وی جدا نہیں ہوسیں۔

ہن دوئے دسویں پاس ہو گیا تھا۔ انگا مشتاق نا اگے پڑھن واسطے شہر جانو پے گیو۔ جس کے نال جدائی کو پہاڑ دو ہاں کے بشکار کھلو ہو گیو۔ واہ رات آخری رات تھی۔ جد شہر جان توں پہلاں مشتاق نوراں نا مل رہیو تھو۔ اج وے گراں کی بڑی مسیت توں پچھے خانقاہ توں پرے اک تلاما اکٹھا ہوا تھا۔ ایہاں موسم بڑو ٹھنڈو تھو۔ خوبانی سپتیں ہوئی وی تھیں۔ تے نسرتی مک کی خوشبو چوئیں پاسیں کھنڈی وی تھی۔ اونہاں بوٹاں کا پتراں بچوں چانٹی نسر کے مشتاق تے نوراں پر پے رہی تھی۔ ان کی اکھاں ما تاہنگ دل ما وفا تے دماغ ما آن آلی جدائی ڈول رہی تھی۔

''کل منّاں شہر جانو ہے نوراں'' مشتاق نے کہیو۔

''منّاں پتو ہے'' نوراں نے جواب دتو۔

''تم منّاں بسار تے نہیں چھوڑسیں''

''یاہ گل اپنا دل کولوں پچھو''

''کدے کدے دل پر دماغ تے دماغ پر سماج غالب آ جے نوراں۔

''پر میرو دل دماغ تے تھارے سنگ جار ہیو ہے۔ ہن میرا کولں رہیو ہی کے ہے۔ جس پر کوئے غالب آ وے گو۔ باقی رہی تھاری اڈیک کی گل۔ اس امید پر ہوں ساری زندگی گذار سکوں ہاں''۔ نوراں جذبات نال بھری وی بول رہی تھی۔

تے دؤر ڈھاکا پر کسے نے جوڑی کی مٹھی تان چھیڑ دتی تھی۔ چانٹی اچیاں اچیاں شنگراں کا مکھڑو چُم رہی تھی۔ چھمراں ما برف کو پانڑی شونک رہیو تھو تے ایہاں مشتاق تے نوراں پیار کا اکھیر کوٹل بیٹھا وا عشق کو مَیلو منا رہیا تھا۔ خاصی رات لنگھ گئی۔

اس ویلے مشتاق تے نوراں گھر ٹریا۔ خانقاہ پر پہنچ کے دوہاں نے فاتحہ پڑھی۔ فر میت کولوں لنگتا وا پتھر کی سل پر کھلں کے دوہاں نے اک دوجا کی سلامتی واسطے دعا منگی۔ فر جدا ہو کے اپنے اپنے گھر ٹر گیا۔ دوجے دھیاڑے مشتاق شہر چلے گیو۔

وقت گذرتو رہیو۔ تے قسمت ہر قدم پر مشتاق کو ساتھ دیتی رہی۔ ہر سال چنگا نمبر لیتو رہیو۔ تے بی، اے پاس کر لی۔ تے اس کی زندگی کی سب تیں بڑی خواہش پوری ہو گئی۔

انگاں بی، اے پاس کر کے اس کی اکھ اگڑ گئی تھیں۔ تے سوچن کو گھیرو بڑو ہو گیو تھو۔ وہ گجر قوم کو فرزند تھو۔ جھیڑی صدیاں تیں غریبی، جہالت کا اندھیرا ما پھسی وی چلی آ رہی تھی۔ اس واسطے اس نے نوکری کرن کے بجائے اپنا آپ نا گُجر قوم کی خدمت واسطے وقف کر چھوڑیو۔ تے قسم کر لئی جے زندگی کو ہر لحو وُہ گُجر قوم کی خدمت کرتاں گذارے گو۔ ان کا ستاوا احساس ناجگاوے گو تے ان ما بیداری تے خودداری پیدا کرے گو۔

اج وُہ قوم کو سپاہی بن کے چوہاں سالاں مگروں گھر جار ہیو تھو۔ اُس نے ٹھان لئی تھی۔ جے جلدی وہ نوراں نال بیاہ کر کے اُس نا بھی اپنی قوم کی خدمت ماجٹ جان واسطے کہے گو۔

دریا چڑھن تے بعد جدؤ ہ اپنا گراں کی ٹیکری پر پہچیو۔ اُس نا دوروں اپنا گھر در اک جنج آتی دسی۔ جد جنج اس کوں پہچی تے ڈھولاں کی ڈم ڈم تے شرنائیاں کی مٹھی آواز چار چو فیری گنجن لگ پئی۔ سفید لمبی بوسکی کی کڑتی تے لما شملا آلا جانجی اس کا سجا کھبا تیں لنگھن لگا ۔ تے کجھ جانجیاں نے مشتاق نا سیان لیو تے کلاوا چاڑھ کے ملن لگ پیا۔

''یاہ کس کی جنج ہے گامی چاچا'' مشتاق نے پچھیو۔

چودھری ستارو کو پوت رشید تھارا گوانڈی نتھیا کی گدری نوراں نا بیا لے آیو ہے۔ واہی جھیڑی تیرے سنگ پڑھے تھی۔ یاہ گل کہہ کے گامی ہوراں نے مشتاق کو لوں اجازت لئی تے جنج مارل گیا۔

یاہ گل سن کے مشتاق کو دل ٹٹ گیو۔ دماغ چکران لگو۔ وہ اتے ہی اک نٹ پر بیس گیو۔ اس نا اس طرح محسوس ہووؤ جس طرح وہ سل ہو گیو ہے۔

تے اسکا پیراں ہیٹھوں وقت گو دریا بگے لگو ووؤ۔ جس کی کا نگ مانوراں کی محبت تے اس کی ساری خوشیں رڑھ گئی تھیں۔ پر وہ اسّو پتھر ہے۔ جہڑو نہ رڑھ سکے نہ ختم ہو سے بلکہ قیامت توڑی اپنی اس حالت پر برقرار رہے گو۔

دوڑ

عبدالحمید کسانہ

بٹاں کو ایک بہت بڑو کاڑ ہے۔اس کا ڑ ماہر قسم کا نکّا بڑا ڈھیر کا بٹہ۔ ہر لنکن آلو ایک ڈونگی دوڑ ماں سٹ کے ٹر جائے۔ ہر ایک کی یاہ مرضی ہے کہ یاہ دوڑ بھرے جائے۔ بے حسابا لوکاں نے اس ما بٹا سٹیا پر اجاں یاہ خالی ہے۔یاہ دوڑ مچ ہی ڈونگی ہے۔آسمان کی اچائی کو پتو سائینس آلاں نے لالیو ہے۔کہیں سمندر ڈُنگو ہے۔یُہ پتو وی لگ گیو ہے۔چن کی اُچائی من لئی ہے۔یاہ دوڑ کتنی ڈُنگی ہے،یُہ پتو کوئے نہ لاسکیو۔ہوں نِکّو جیؤ تھو۔میں لوک اس ماں بٹا سٹا دیکھیا۔خود وی بٹا سٹناں شروع کیا بٹا سٹاں سٹاں برس بیت گیا۔ہن ہوں جوان ہاں،بھر پور جوانی،مضبوط جسم،لمّو قد،ڈُوہلاں ما اتنو زور کہ میرا مقابلہ ما کوئے ہی کھل سکے تھو، پر بٹا سٹن کا شغل ما کائے کمی نہ آئی کلکھی نھیرو،گھنّو بن،جنگلی جانور،برتو بدل،کڑکتو،لشکتو سمان تے کھوری دُھپ ما کائے پرواہ نہیں جانوں تھوا پناں آپ تیں بے فکر ہر ایک نال چمی لاؤں تھو۔مست جوانی ماوی ڈونگی دوڑ ما بٹا سٹتو رہیو!اس ما سٹیا وا بٹا اس طرح غائب ہو جائیں تھا۔جس طرح کسے بھکّھا آدمی کا ڈھڈ ما روٹی کو گرہ،وقت کے نال نال میری جوانی ڈھل گئی ،ہن اک بانکا جوان کی جا اجیا بڈھیر نے لئی۔جھیڑو عینک لا کے بھی بھلا وو کھائے۔منہ پر جھرڑیں پے گئیں۔گلیاں کو ماس سک کے ہڈیاں کے نال چمڑ گیو تھو۔سر کا بال چٹا ہو گیا تھا۔ انھاں ناٹو پی یا پگڑی نال چھپاؤں تھو۔داڑھی کا چٹا بال اچّا نال چُن چُن کے نوں سہی لگوں تھو۔

گویا جامنوں کھودو ہاں۔ ڈوہلاں کو ماس ہڈی تونں نکھڑ کے لڑکنں لگ پیو تھو۔ گذریا وا سال کجھاں ہی دناں نالّو یا دتھا۔ جوانّی نے جواب دے چھوڑیو تھو۔ بڈھیماںں نے آ سلام کیو ہن دھیاڑا تیں دھیاڑے رڑو ہو تو گیو۔ اس حالت ماوی دوڑ مابّا سںٹن کو کم نہ چھوڑیو۔ بٹا سٹّاں سٹّاں ساری عمر بیت گئی۔ بٹاں کو کاڑ وی اسی طرح ہے ...تے دوڑ وی خالی ہے ۔ دوڑا جاں اتنی ڈنگی ہے جتنی نِکّا ہوتاں میں دیکھی تھی۔

ایک دھیاڑے بڈّا سٹّاں ما میرو پیر تلک گیو تے ہوں وی اس ما جا جھڑیو تے اسطرح غائب ہو گیو گویا اس دھرتی پر کدے آیو ہی نہیں تھو۔

کرمیو آجڑی

عبدالحمید کسانہ

گراں توں خاصو اگریڑے بنّ کی پرلّی چوک پر کچی گھاہ کی کلی تھی۔ پتو نہیں اس کی کتنی پیڑیں ات ہوگذریں ہیں۔ اِسے جا اُس نے اپنا مانّ باپ نا ابدی دنیا درر خصت کیو۔ یو ہ دکھ اس نا اس وقت برداشت کرنو پیؤ۔ جد وہ اجھانّ نکو ہی تھو۔ اُس نے ہمت نہ ہاری اپناں مانّ نانّ رات دھیاڑی فقر ہو یو رہیو۔ زمانہ کا بے رحم دھپواں نے اس نا ات وی نہیں ٹکن دتو۔ بڈھی کی بیماری نے سوڈیڑھ سو بھارواں کی ترنڈی وچوں مرمکا کے اس واسطے صرف دس ایک چھوڑیا۔ وہ ایکلّو انہاں نا ہی سامتو رہیو۔ ایک دھیاڑے چوہدری مکھن اس نا آجڑی رکھنّ واسطے رضامند کر کے لے گیو چھمائیں چودھری مکھنّ کی مرضی پر ہی چھوڑی کرمیاں نے کجھ ہی دناں مانہہ بکریاں کی سمبھال کرلئی۔ نکاں ہوتاں ہی وہ بکریاں نا چارتو رہیو تھو۔ پکو آجڑی تھو دھیاڑی بکریاں نانّ بنّ ما بیت کہتو رِہ۔ جھنکتو نما شاں نا پتھرا در مڑے تھو۔ اک دھیاڑے شامت یاہ آئی کہ کم بخت گیدڑ للوٹ اک نا دھر لے گیو۔ پہلی وار تھی۔ چودھری نے تے کجھ نہ بولیو ان کا گھر آلّی اس پر برس پئی وہُ چپ کیو وَمانّ نانّ لگو رہیو۔ کئی وار بھکھ تِس وی جھیلی منگھر کی لمی راتاں ما پوری پوری رات جاگتو رہیو کہ بکری چھڑ کے فصل کو نقصان نہ کر دئیں۔ کرمیوں ان پڑھ بھانویں تھو مگر اس کا دل ما فرض کی ادائیگی کو جذبو تھو۔ سدھو سادو بھولو بھالو آجڑی دنیاں کا ہلّ فریب نہیں جانّے تھو۔ پر یاہ دنیانّ کت ہے سدھانّ کی۔ اس کی محنت تے نیک نیتی کو مجرو اس وقت ملیو جد بھارواں بچوں ایک بکری رِچھّ نے ماری۔ بس فر کے تھو..... چودھری مکھنّ نا پچھلی ساری کڑس کڈھنّ کو موقعو مل گیو۔ کرمیاں کی مانّ دادی نا ثواب پہچانّ

توں علاوہ دو چار خماں کی پٹیں ویں۔ وُہ حیران تھو کہ خیر ہے اس زندگی کی۔ اس کی نوکری کی کائے لوڑ نہیں۔ روز کا کنگاس گالں تے بے عزتی مہار وخدا ہور ہے کہ رات دھیاڑی اک کر کے مالں نالں لگا ہاں یاہ محنت نہ ''تھن مانہہ نہ کوری ما'' کجھ وقت تیں ان کی جھڑک چپ کر کے جھیلتو رہیو۔ آخر کد تک..... کہیں ویں۔ ''تنگ آمد بہ جنگ آمد'' دل ڈاہڈو کر کے بولیو

''سام مالں ناچلیو ہاں''

اس نے جواب دتو

''توں چلیو ہے میر وزیاں کر کے بھاروں تیر وباپ دے گو''

کرمیاں نے ڈرتا ڈرتا نے دل ڈھڈو کر کے کہیو

''میں اتنوں وقت گذاریو آخر ہوں وی چھمائیں کو حق دار ہاں''

ہاں! اج توں چھمائی منگے لنگ لاتو آنا تیری ان نیتاں کو صدقو دور دفع ہو جا میری اکھاں کے اگے توں۔ جد تیں توں بھیڑو آیو ہے۔ میرا مالں کو پیر ہی کھیلوڑ ہو گیو ہے۔ جد نہیں کھلتو تے کونں ڈکّے۔ چودھری نالں دس بھاروں لایا تھا تے باقی مکھن نے زیاں مالائیں صرف ترے بکریں اس کے حوالے کیں۔ چھمائیں وی کھادی خصماں نے اُس نے شکر یو کیو آزادی ملی۔

دور بہت دور ایک ہور بں ما کرمیاں نے ایک تنُگ بیٹھ تھلّی بنائی تے رہن لگو۔ اس کے اگے پچھے گھنا جنگلاں کی تازہ ہوا، پھُل، بوٹاں کی خوشبو، پرنداں کی چنکارتے پھر خاموشی تھی۔ اج وُہ خوش تھو۔ کہ چودھری کا کنگاس تیں نجات ملی۔ جنگل کو سبزو تے نلیاری اس کو بستر تھو۔ تے جنگل کا بوٹا اس کا سنگی تھا۔ کرمیوں ہں جوان تھو۔ اس نا صرف ارمان تھو کہ وہ اپنں مرضی کو بیاہ کر سکے۔ اپناں پچھلا وقت کا بے کار گذران کو افسوس بھی تھو۔ اس نے ہمت نہیں ہاری پھر لک بنھ لیو بیاہ کی خواہش پوری کرن واسطے اُس نے کسی ہور کم کی تلاش شروع

کر چھوڑی۔ اسے دوران گراں تیں مڑتاں واں نمبردار رحمت علی نالں اس کی ملاقات ہوگئی۔

وہ بولیو:

''کرمیاں یوہ وقت بے کار پھرن کو نہیں ۔ دیکھ تیرا باپ دادا کیسا ہو گذر یا ہیں۔ توں چھڑو مڑو در بدر پھرے چل میرے نالں رہو۔ چنگی تنخواہ دیوں گو''

اس نے پچھیو ''کم کے ہے''

وہ بولیو ''میری زیناں کی راکھی کرنی ہے'' جنگلی درندا فصل نا اجاڑ چھوڑیں۔

کرمیو وی یاہ ہی چاہے تھو۔ ہن وُہ زیناں کو راکھو بنّ گیو تھو۔ نماشاں ہوتاں ہی وُہ لکھی سکھی کھا کے زمین کی راکھی چل جائے تھو۔ رات یہ ساری دنیاں مٹھی نیند کا مزہ لے تھی۔ وہ جاگتو رِہ تھو تے ایک موٹو سوٹو لیوَ زمین کا کونہ کونہ منتو رِہ تھو زیناں نالں وی اس نا اتنو ہی پیار ہو گیو۔ جتنو کہ چودھری کی بکریاں نالں تھو۔ کرمیاں نے سارا کم ایمانداری تے نیک نیتی نالں نبھایا سخت زندگی گذارنّ تے سختیاں نالں نبٹنّ کو حوصلو بھیڑو زندگی نے اس نا دِتو تھو۔ چنگی طرح نبھایو۔ پوہ پٹھتاں ہی زمیندار اپنّی زیناں پر کم کرن واسطے آئیں تھا۔ تے کرمیو ساراں نا سلام کر تو اپنّی سوٹی تے نیند نالں سجی وی اکھاں سمیت اپنّی جھگی ماتھوڑو وقت سو کے تے پھر تازہ تے ہوشیار بنّ جائے تھو۔ زیناں کو راکھو بنّن کے دو ترے سال بعد ہی وہ اس قابل ہو گیو کہ اپنّی مرضی کو بیاہ کر سکے۔ آخر ہمت تے شرافت وہ اس مقصد ما کامیاب ہو گیو۔

پھر جد سال بعد رحیمو جمیو تے کرمیاں واسطے اس دنیاں ما کوئے ارمان باقی نہ رہیو۔ وہ اپناں آپ نا دنیاں کو سب تیں خوش قسمت انسان سمجھے تھو۔ پورا سکون نالں زندگی کا دن گذار رہیو تھو۔ اک رات جد وہ راکھی کو اپنّو فرض پورو کر رہیو تھو۔ ایک رچّھ زمین ما آ گیو۔ کرمیوں چاہتو تاں بڑی آسانی نالں نس جاتو یا رولّو لا کے اپنّی مدد واسطے لوک جمع کر تو پر اس ایکلاں نے ہی مقابلو کیو۔ سوٹا گھما گھما کے رِچّھ کی واہ مرمت کی کہ بے چارو گھبرا کے نسنّ تے

پہلاں ہی کرمیاں نا وی ٹہڈ وکر گیو۔ جدا کھ کھلیں وُہ شفاخانہ ماتھو۔ پھٹ کی جگھ پٹی بنھی وی تھی۔ جدتک ہسپتال مار ہیو بے بس رہیو۔ جدبل ہو کے شفاخانہ تیں نکلیو فر آزاد تے خودمختار ہو گیو۔ اس کا کم تیں خوش ہو کے نمبردار نے اس نا تھوڑی جئی زمین بخش کے دے چھوڑی۔ اس کا ہانی سنگھی کرمیاں کی قسمت پر شک کرن لگا۔ کجھ کہن لگ بھائی کرمیاں ہن مزا کر۔ آرام نالں رہ۔ رحیماں نا ہن آجڑی نہ بنائے بلکہ پڑھن واسطے مدرسے بھیج ۔ دھیاڑا تیں دھیاڑے رنگ بدلے۔ جن نا آرام ملے وُہ کیوں نا دنیاں نالں چلّے تقریباً ہفتہ دو ہفتہ وُہ اتے لوکاں کی تعریف سنتو رہیو۔ چڑی نا کنڈاں پر ہی آرام لگے۔ اس نا یوہ سارو کجھ قید دسن لگو۔ ہن نمبردار کو پوُت اُس کولّوں بھیگار بھی لئے تھو۔ وُہ اُداس ہو گیو۔ تے زمین کی حد بندی کی محدود زندگی تیں بے زار ہو گیو۔ اس نے کجھ وقت بعد چپ نالں بکریاں کولڑ پکڑیو تر یمت اگے دھری۔ رحیمو مونڈا پر چکیو۔ کیڈ بند کر کے کوٹھا تیں نکل گیو۔ صبح اتوں لنگن آلاں نے بلکل خاموشی دیکھی انہاں نا رحیماں کا چچلن کی آواز نہ آئی فر جا کے کوٹھو دیکھیو۔ اُت تھو ہی کے؟ گھر کو سامان اتے دھریوو وُصرف کرمیوں ٹبر سمیت غائب ہو گیو تھو۔ جد نمبردار نا پتو لگو تے اس نے صرف یوہ کہہ کے گل ٹالں چھوڑی کہ یہ آجڑی لوکاں کا نکمّاں ٹکڑا چکھن تے در بدر پھرن کا ہلیا واہیں انہاں نا کت آرام نصیب جالں دیو

دور خاصو دور اک بن ماں کرمیاں نے سکھ کو ساہ لیو، رحیماں نا مؤنڈا تیں لاہیو۔ اک بوٹا نالں ڈھیکن لا کے بولیو۔

''رحیمو کیوں مدرسے جائے گو؟ جنہاں نا مہارا مالں باپ پالتا آیا ہیں۔ خدا انہاں ہی بچوں ہم نا ہور بھی دے گو۔

صدیاں کی بچی

غلام رسول آزاد

اس بچی نا دیکھتاں ہی منّاں عجیب جئی وحشت ہوجائے ۔ایک نا سمجھ خوف تے ایک سمجھ دار ڈر پتو نہیں اس وحشت ماہوں کے کے کروں ہاں۔

یہ لوک اتنا بے مروت کیوں ہیں؟ کتنی نفسا نفسی ہے۔کوئے کسی کی سُدھ بُدھ نہیں ۔عجیب گل ہے!! ہوں لوکاں مانہیں پر لوک میرا ماہیں۔یہ منّا اجنبی سمجھیں۔میرو کوئے نہیں ۔مگر ہوں وی کس کو ہاں؟ ہائے! کتنو اذیت ناک احساس مِنّاں میری وحشت توں بچاؤ ۔ہوں شائد اس کوٹھی کو ایکلو نظر بند ہاں۔۔!

اوہ!! یاہ بچی فر آ گئی۔اس کو وجود کس طرح فر احساس ما بدلتو جائے۔ہائے!! کرب ناک احساس بے ڈھنگی پر اسرار بچی جمیا واں کئی صدیں گذر گئیں ہیں۔مگر اجاں بچی ہے۔ جا تکاں آلیٰ تھتھیں ، جا تکاں آلیٰ گھسیٹی۔عجیب پر اسرار مخلوق جس نا دیکھ کے انسان خود پُر اسرار بن جائے۔تے لوک کہیں یُوہ جنونی شاعر ہے۔

بچی خوبصورتی کو ایک مجسمّو بہت بڑا گڑیا جتنو سر چُنی چُنی اکھ، دھاگا جئی گردن، بڑا بڑا پیر، سوئی جئی جھنگ ،اللہ اللہ!! کے حسن ہے؟ کے توازن ہے؟

بڈھی اس ناجَن کے پچھتا رہی ہے۔تے بچی جَم کے پچھتا رہی ہے۔مگر بڈھی وی اللہ کو قہر ہے۔اسے بھکھے دن جمی ہے کہ رجن کو ناہی نہیں لیتی۔فر جا بچیے .....کل جھڑو آ ٹو منگ کے آنیو تھو۔وہ مک گیو۔بچی فر گھسیٹی لئے۔ہائے !! کتنی گنہگار بچی ہے۔صدیاں توں اس

ڈائن کا پنجہ ما پھسی وی ہے۔ بڈھی کی بھکھ اج ہور بدھ گئی۔ ہائے کس طرح تڑفے بھکھی مظلوم بڈھی جیڑی ایک گنہگار بچی کے سر پے گئی ہے۔ واہ دیکھو چُلاّ اگے ڈھیر ہوگئی۔

پھنڈر مہیس، باہنڈی ما سینور گڑ رہی ہے۔ جس طرح بڈھی کا سینہ پر منگ دلے۔ مگر رِچھوٗ بڑو ظالم ہے دن بدن موٹو ہوئے مچّاں گھراں کی خیر کھائے نا۔ تے وقت نوقت ڈھاری کی تلاشی وی کر لیئے۔ اپنو ڈھڈ وی بھر لیئے۔

نوری رِچھّو نا ڈھاری کی راکھی چھوڑ کے۔ فر گھسیٹی دین پے گئی۔ مگر فجا ہالی کا ڈُنگا کونوں لنگتاں اُس کا بڑا بڑا پیرز بردست بھارا ہو جائیں۔ فجو ہالی اس نا دیکھ کے ننگو جیوٗ مخول کر سٹے۔ جس پر نوری کو گڑیا جیوٗ سر شرم تے حیا نالّ بنا ڈھلک جائے۔ مگر دل ہی دل ما خوش ہوئے کے رنگیلی تاہنگ ہے!! نوری بڈھی نا مرن نہیں دیتی تے فر آ ٹو لے آئی۔ بڈھی چُلاّ اگے بے سرت پئی ہے۔ ڈھاری کو بوہو گھلیو۔ بڈھی کی اکھ کھلیں دنداں بغیر منہ چَپ چَپ مارن لگی۔ دو جی گھسیٹی ما نوری اس کے اگے آ رہی۔ بڈھی آ ٹو پھکن لگی چَپ چَپ ماس نال ماس ٹکران کی آواز اوہ!! بڈھی کی اکھ اوپر چڑھ آئیں۔ شائد بیسویں صدی کی بڑی گھٹ لگی۔ مگر کجھ نا کجھ جانو چاہیئے۔

اج رِچھّو تے مہیس دوئے غائب ہیں بڈھی لگ مُلگی ہے۔ نوری نے مہیس کا کھر اپر کھر ابناں تک گھسیٹی دتی۔ جتوں مہیس بیلہ کی ڈوہنگایاں ماچُھی مار گئی تھی۔ ہائے بیلہ ما کاگ پوئیں۔ رِچھّو وی غائب ہے۔ نوری سمجھ گئی۔ ہن بڈھی کس کے سہارے جیئے گی؟ یا نہیں جی سیں۔

نوری گھسیٹی دیتی فجا ہالی کا ڈنگا داروں آئی۔ ہالی کو ننگو جیو مخول زندگی بخش چھڑے۔ نوری کو سر ہالی نا دیکھ کے ڈھلک گیوٗ۔ پہلا تے سا وا خواب دیکھیا۔

بڈھی کی روز بدھتی ہوئی بھکھ دیکھ کے نوری چچلا گئی ۔جھلی پاگل بڈھی ننگل جامنّاں ۔اُفُ !! سدا بہار بھکھ پچھّو ہی نہیں چھوڑتی ۔ماں ! تیرو جہنم حلال نال نہ بھر سکیو ہن حرام کی واری ہے ۔نوری چاقولے کے مہیس کا کھرا پر چل پئی ۔کھر اپناں پروں واہ وی بیلہ کی ڈوہنگایاں ماچی مار گئی ۔جدا کھ کھلیں کاگ کول بیٹھا ٹانکیں تھا۔

اور رِچھّو' مہیس کا کرنگ ما بڑیو ہے ۔یوُہ تے مہیس کی راکھی تھو۔ رِچھّو' باہر چھکیو ۔مگر اس نے اپنا رت برتا دند دسیا۔کاگ چیل وی اُڑ گیا۔نوری وی سہم گئی ۔ رِچھّو' فر کرنگ ما بڑ گیو۔نوری وہ وی نہ لیا سکی ۔

مگر ہالیٰ کو ڈنگو یاد ہے فر گھسیٹی دِتی ۔ہالی نوری نا دیکھ کے استقبال ور آ گیو ننگو جیوُ مخول کیو۔نوری کو سر نہ ڈھلکیو فر طویل خاموشی ، چاہت تے ضرورت مکئی کا ٹانڈاں ما تھر تھراہٹ پیدا ہوئی ۔نوری حرام لے آئی ۔سکی روٹی کا بھورا بڈھی کا مُنہ ماردِتا۔ بڈھی خپ خپ کرن لگی ۔ہن بڈھی فر بچ گئی ۔نوں وی اس کا مرن کی نہیں تھی موت ہلّے ۔۔

روشن بستی

غلام رسول آزاد

حلیم بڈھا نے لَک چِھک کے بدھیو، ٹھک نال ہتھ تر کیاتے زور زور نالں کُہاڑو چلاںلگو۔اج شام توڑی اس نا برابر دو بیاڑ کپنّی ہیں۔

مگر اجاں پھٹی تھوڑی ہی لتھی تھی کہ وُہ ساہ پھوٹ ہو گیو۔

ہائے افسوس!! جوانیئے .....وِیہ دن کت گیا۔جد سکی زمین بچوں وی پانّی نکلے تھو۔

بناں نالں ٹیک لائی ....ذری ساہ پھندیو۔نسوار کی ڈبی نیفا بچوں کڈی تے بڑی ساری چونڈی منہ ماسٹی۔چوفیری چکر لا کے دیکھی سجّا ہتھ نالں پر سے متھا پروں پوچھیا تے فر بڑی تیزی نال کہاڑو چلان لگو۔جس طرح نسوار نے نوؤں حوصلو تے طاقت بخش سٹی۔جد تک بیاڑ کپنّ نہیں ہوئی ٹھیکدار کولّوں پیسا وی نہیں تھہا نا۔گھر آ ٹو وی تے نہیں۔گما ہنڈیاں کی گدری آٹا کا کٹورا واسطے کل توں پچھے ست پھیرا کر رہی ہے۔میرو گذارو تے خیر اِن پلاّں ماوی ہو سکے۔مگر جا تکاں ناپلاّ دینا پوئیں گا۔

کڑ کڑ کڑاک دڑژ.....بیاڑ جھڑی.....حلیم کا خیلاّں کو سلسلو ٹُٹّو۔

کہاڑا کی ٹیک کو سہارو لیو۔ہنّ صرف ایک بیاڑ رہی ہے۔سکّی روٹی کا دو چپّا چنتا بچوں کڈھ کے منہ ماسٹیا۔چیّن کی کوشش ما اندروں منہ چھلّے گیو لوٹا کا پانی نالں کر لو کیو۔

اتناں ما نِکّو چن تے مِنّی بیاڑ کی خوشی ما تاڑی بجاتا پہنچ رہیا۔بابا بیاڑ جھڑ گئی...بابا بیاڑ جھڑ گئی...آہا مھاری موج...ہنّ نواں پلاّ آویں گا۔جا تکاں کی خوشی نے بڈھا حلیم کی

ساری تھکاوٹ دوٗر کرسٹی تے اپنی خوشی کو اظہار جا تکاں نا کسے فوجی افسر نالوں حکم دیتاں ہواں کہیو۔

جاؤ ماں نا کہو بھکھ لگ گئی ٹکڑو ودھرے۔ جا تک اجاں ٹریا ہی تھا کہ ماں خود ہی موقعہ پر پہنچ رہی۔اُن نے فوراً بابا کو حکم ایک ہی ساہ ماماں نا سنا سٹیو کہ۔''بابا نا بھکھ لگ گئی ہے ٹکڑو ودھر

مگر ماں نے حکم عدولی کرتاں ہواں اُن کی خوشیاں پر پانی پھیر چھڑیو۔

''کجھ ہووے وی کے صرف ٹکڑو دھروں.....نہ چاء، نہ لونٗ، نہ مرچ، نہ تیل، دو جو روز ہے۔آٹا کی شا نگ نہیں۔رات توں پچھے سرنا درد ہے۔نہ جینٗ کی تے نہ مرنٗ کی۔کل کہیو ڈاکڈار کولٗ لے چل اُنگاں وی نہ گیو۔

حلیم سڑ بھُج کے رِہ گیو۔اس گھڑی اس کی تھکاوٹ دوٗر کرنٗ کی ضرورت تھی نہ کہ پریشانیاں کی پنڈ کھولنٗ کی دواں کی خوب چخ چخ ہوئی۔ تے چن کی ماں اتھروں کیرتی تے ہدکتی ڈھکی لگ گئی۔

حلیم ٹکیں لنگیں بیاڑ درلنگ گیو۔اس کے اندر اتھل پتھل پے گئی، اکھاں ما اتھروں ڈھلکنٗ لگا۔جذباتاں کو ایک ہور ہولٗو آیو تے اس نا ماضی کی جو ہاں درد ھکیل لے گیو۔جت وہ ہتھ ما بنجلی لئی پڑی پر ماہیو بینٗو بیٹھو ہے۔دو جی ٹیکری پر اس کی بالو مھیس ڈکنٗ کے نانٗ نانٗ اُس کو جواب دیتی چلے۔وُہ نالاّ پانی کا چھم اگے بیٹھو ہے۔تے اُپر کوئے پانٔی ہسا کی چھنگی وی سٹ رہیو ہے۔فر اس کی اکھاں اگے چھپرو بدھیو ہے۔تے وُہ ڈابو دیتو چلے۔بنگاں کی جھنگارتے ہستا کو کھڑکار، دھکا، چکاتے چونڈی، مکّا سب ہو رہیو ہے۔فر وِہ گچھانٗ آلیٗ کلی بچونٗ ہتھاں ما ہتھ دتا وا مونڈھا نانٗ مونڈھا جوڑیا گوشا کرتا جا رہیا ہیں۔

فر وُہ رات کم وروں واپس آیو تے چن کی ماں اگے پنّی گھٹ رہی ہے۔

فرچاء، لوٗن تے آٹا پرچ چ ہورہی ہے۔ تے چَن کی ماں اتھروں کیرتی سِر بدھیو بنیں لگی ہے۔

کڑکڑ کڑاک دڑز..... بیاڑ جھڑی حلیم نے مشکل نالں پچھاں ہٹ کے جان بچائی دِہنہہ کی رسم اگلی ماہلیاں کی چوٹی پر ہیں۔ بیلہ ماچھاڑ فرگیو ہے۔ یاہ اس بیلہ کی آخری بیاڑ تھی۔ جس نا حلیم کپ کے ڈھاری کا بوہا اگے آرہیو ہے۔ کتنوٗ گھنوٗ جنگل صاف کر سٹیو۔ اگلی بستی اج صاف صاف نظر آن لگ گئی۔ لو جھسمسی ہون پے گئی۔ دنیا کت ہے پہنچی؟

بڑا بڑا مکان تے قلعا، بڑا بڑا اپلں تے بجلی کا تھم، یاہ سب لکڑی اسے جنگل بچوں حلیم کے ہتھوں نکل کے گئی ہے۔ ساری بستی لوہی لو ہے۔ اج تک تے صرف اسمان ما تارا دیکھیا تھا۔ مگر اتنی بڑی بستی ناروشن کرن آلا ہتھ.....؟

حلیم نے اپنا ہتھاں در دیکھیو۔ اندھیرا ما ہیں۔ اس بستی کی رات تے مھاری دھیاڑیاں توں وی زیادہ روشن ہیں۔ کسے جا تک کا رون کی آواز آئی۔ حلیم کی نظر روشن بستی وروں ہٹ کے ڈھاری درگئی۔ بوہا بچوں دھواں کا شُم نکل رہیو ہے۔ بھوواں پر نِکّو چن اکھ ملں ملں کے روئے لگو۔ اندروں بڈھی کا کھنگن کی آواز آرہی ہے۔ نِکّی منّی چری پہرنی کے بھوواں اگے بیٹھی ڈِنگا، ٹہیڈ اتُرپ ماررہی ہے۔ حلیم نے فرڈِنگی نظر نالں روشن بستی دیکھی تے اکھنوٗٹ کے لُکا کے ڈھاری مابڑ گیو۔

نیلم

شریف شاہین

واہ ساون کی چھیکڑ رات تھی۔ اکھیر بالں دوئے باپ پوت بکریاں کولں بیٹھا ہیں۔ بنجلی کی تان سنں کے کسے پاسے توں وِیہ دوئے وی آ گیا۔ انگریز جوڑا کی اکھاں ما خوشی کی چمک پیدا ہوگئی۔ وِہ روز آ تا رہیا ولیم تے روزی ہر شام نا ان کولے جو کجھ وی ہوئے یاسر تے شفیق واسطے لے کے حاضر ہو جائیں۔ شفیق بنجلی کی آواز نال انہاں نا مست کر چھوڑے۔

بھادرا کی رات پیتاں ہی تنگ داغی ہو گیا۔ پتر جھاڑی کو سنہیو کہ بس ہن چلن کی تیاری کی جائے۔ پر ولیم تے روزی انہاں کا ڈیرہ سمیت ان کا سنگی ہو گیا۔ ان کا اکھیر کولں ہی انگریز تنبو لالیں رخصت ہوتاں روزی کی اکھاں ما اتھروں کو چھلکار تھو ہدک ہدک کے رُنی ....خوب رُنی... یاسر تے بچوّ ہے۔ وہ کجھ نہ سمجھ سکیو..... بابا ان کو کے گُم گیو ہے۔

یاہ میم کیوں رووئے؟

بچہ ان کولں سب کجھ ہے۔ پتو نہیں زندگی کی کائے خوشی ان کولوں رسی ہوئے تے اسے یاد مایاہ روتی ہوئے گی۔ ڈیرہ چلے گیا.....فر ولیم تے روزی ہر ورس ساون ما اپنو تنبوا سے جگہ لا کے اڈیک وان رہیں تھا یاسر کا معصوم چہرہ کی تلاش ما وِیہ ما ہلی ما ہلی پھر یا..... یاسر کے نظر آیو کہ چھمراں پر ساون کی بدلار شروع ہو گئی۔

دس ورس گذر گیا۔ یاسر میٹرک کر گیو۔ ہن مَٹھی مَٹھی انگریزی سمجھن تے بولن پے گیو۔ شفقت کی دو پاسی چھک پوئے۔ روزی نے یاسر نا منالیو کہ وُہ ولایت تعلیم حاصل کرن انکے نالں چلے گو۔

یاسر نا انھاں نے رج کے تعلیم پڑھائی۔ پیار تے شفقت حداں توں بدھ گیو۔ یاسر نے کان کنی ما مہارت حاصل کری۔ پر ولایت کی کائے چیز اس نال رفاقت نہ کر سکی۔ وُہ وطن ما آ کے نیلم کڈھن کا پروجیکٹ کو انچارج ہو گیو۔ پر خوشیاں کی کائے تندا لجھتی ہی رہی۔ اس کا مزاج کجھ انگریزاں نالوں تے کجھ اپنا ورثہ کی یاداں کی بیل پر ہوانان ڈولتو رہیو۔

ہوائی جہاز ما سوار ہو کے وُہ نیلم کا پہاڑاں کو معائینو کر رہیو تھو۔ اس کی ٹیم پہاڑ نا بلاسٹ کر کے چیرن کو کم کر رہی تھی۔ ماہلی کی اچی کنگر تے جہاز جس طرح فضا بچوں چھٹ مار کے اپنی جھولی در سٹیو۔ کوئے مقناطیسی اثر تھو۔ روزی تے ولیم سمیت وِیہ بکھر گیا۔ یاسر ہوش ما آیو تے کلکھی رات تھی۔ یاسر..... یاسر کی آواز دوٗروں آ رہی تھی۔ زندگی یاسر کو ساتھ اجاں دے رہی تھی۔ پر وُہ زخمی تھو ایک آواز آتی رہی.... ہم ہزاراں ورساں توں ان نیلم پہاڑاں کا بسنیکی تھا۔ تم نے مھاری بستی ما کھبلی مچائی۔ کیا تم کسے بسنیک نا تہرا کے سوکھا ہو جائیں۔ تھاری اکھ ہم نا دیکھ نہیں سکتی ہم تے سب کجھ دیکھاں ..... یاسر پر خوف جیؤ طاری ہوؤ۔ ایک شکیل نیل پری ظاہر ہوئی۔ یاسر کا متھا پر پیار دتو۔ نیلم کا دانہ بُک بھر کے یاسر کا ہتھاں ما تھمایا۔

''بس ہوں چلی''

نیوں لگو کہ کئیاں جذبہ کو کریش ہو گیو..... وُہ جدوی نیلم بُک بھر کے ہتھاں ما لیئے وِیہ روزی کا اتھروں سہی ہوئیں۔

وقت کا اتھروں

شریف شاہین

وقت کا ہتھوں صبر کو پیالو فر ڈھل گیو ہے۔اس کیاں اکھاں ما بے مہری کی دھند نے اتھروں بے مہار اڈو ہلیا۔اس کی سنگت تے پیا ہل میرے نالں بڑی پرانی ہے۔اج عجیب گل ہے۔اس کی اکھاں مالالی نیوں ہے کہ بس ایک اکہیر بلں رہیو ہے۔میں اس نا سمجھن کی بڑی کوشش کی ریاضت کی۔اس وقت نا پوجتو رہیو۔

آخر وقت کی پری میرا اور مہربان ہوگئی۔اس نے اس ورس کی ایک شام نا اپنو جلوۂ نیوں دتو کہ میری شہادت کی انگل میرا دنداں ما ہی کھب گئی۔ہوں ہر شام نا چشمہ پر کنڈے بیس کے قدرت کی کاریگری کو نظارو کرتو رہوں۔ربّا تیرو پانی کتنو پاک ہے۔پیغمبراں کی روح جیو پاک ہے۔اسے نالں تمام کو فتاں توں نجات مل جائے۔کیا ایسو ہو سکے کہ ہوں اپنو دل باہر کڈھ کے اس صاف شفاف پانی پر دھو لیوں۔اسے سوچ ما غرق تھو کہ اِک حلیم جئی نسواتی آوز آئی

دل کی صفائی نیت کی صفائی نال ہوئے۔اس پر قلعی سرگی کا اتھروں کریں۔

میں دیکھیو یاہ ایک ایسی صورت تھی، شکیل، لشکتی سوچاں کی حداں توں معصوم تے با حیا، نالے جبروت اس کی شبیہہ توں ھمک ھمک کے بولے تھو۔یاہ میرے نزدیک آئی ۔

توں وقت کو سیلانی تے بھیتی بھو چاہئے۔چل تناں اس کائینات کی بھوم کراؤں۔.....نہیں نہیں.....توں منّاں کت لے چلے۔اس نے فٹ میری بانھ پکڑ لی۔ اس دنیا کا وجود توں دور کسے دوجی سلطنت ما تھو۔جِت پریاں کو شاہی محل ہے۔وقت کی پری

شیزادی ہے ۔ دربان تے محافظ جا جا کھلا ہیں ۔ بولتا نہیں صرف اشاراں نالں مطلب ادا کریں اِت رستو ایسو ہے کہ پوری شکل شیشا نالوں اس ما نظر آوے شاہزادی نال چل رہی ہے ۔ شاہی محل ما پہنچتاں ہی منّاں ایک ایسو شربت پیش کیو گیو ۔ جس نالں منّاں ات کی دنیا بارے سوچن ، دیکھن تے محسوس کرن کی سکت دوگنی ہوگئی ۔

اے شخصا !! توں وقت کی پریاں کی سلطنت ما پہونچ گیو ہے ۔ اِت میرو راج چلے ۔ میرا کارندا دنیا ماوی بڑی مستعدی نالں کم کرر ہیا ہیں ۔ میری ملت اقراریاں بچوں ہے ۔ خالق کائینات کی بولی بولن آلا کے سنگ تے پیا ہل ہاں ۔ اُن کا ہر کم ما پوشاں تے رستو صاف کراں ۔

''تم فر ظاہر نظر کیوں نہیں آتا ۔؟

یاہ رب کی مرضی پتو نہیں تیرا انسان بھائی مھارے نالں کے سلوک کرتا ۔ ہم ان کے نالں چلاں پر نظروں دوڑ ۔ میرا کارندہ دنیاں ما کھنڈیا وا ہیں ۔ جِت ظالم مظلوم پر دھائی کرے ۔ اس کا لنگ کھدیڑ دیاں فر غریب کا خون نالں جہڑو ڈھڈّو موٹو ہوئے ۔ اس نازری نرم کراں .....جِت جِت مقررہ حداں توں لوگ اگے چلے جائیں ہم اُت اُن نا روک لاواں ۔ جِت بڑی اچی حویلی انسانی خون پر اچی ہوتی چلیں اُن نا پھوک دیاں ....انسان کی دھرتی بڑی غضب ناک تے قہر آلود بنّ گئی ہے ۔ اسنے اپنا پیراں ہیٹھ آپے اگ بال لئی ہے ۔ اج انسان نیو کلائی تے ایٹمی دور توں ان کے (Computerisation) دور ما چلے گیو ہے ۔ اپنے واسطے اتنو تباہی کو سامان تیار کر لیو ہے کہ بس اکھ چھمکن کی دیروی نہیں لگتی ۔ انسان اصل ما مر گیو ہے ۔ زندگی درندگی کے سنگ ہے ۔ توں اپنوں بچا کراتے مھاری سلطنت بستی ما ٹکیور ہو ۔ محفوظ تے رہ گو ...نہیں نہیں ...ہوں اِت نہیں رِہ سکتو ہوں دنیا کو باسی ہاں .....انسانیت کو بھکو ہاں .. انساناں مار ہنو چاہوں ۔

اس سلطنت ماوزن توں ماوراء جاندار اس کائینات ما پکھیرو نالوں اڈ تو چلے ۔ اُت

وقت کی رفتار بڑی تیز ہے ۔ کدے کدے اڑن طشتری ما بیس کے ساری مخلوق کی سیل سکنڈاں ما جائے۔ اِت روشنی وی ایک الگ انداز کی ہے۔چن تاراں توں اگے کجھ ہور رونق نظر آوے۔سمندر خاموشی نالں سرٹیک کے ٹر جائیں ساری گل اشاراں کنایاں نالں ہوئے۔ حرکت تے رفتار کجھ اس انداز کی ہیکہ بس خدایا سمجھ توں باہر.....اُت ایک سیارہ توں دوجا تک پیغام رسانی کو سلسلو وی عجیب ہے۔سکنڈاں کی سوئی کی حرکت پر اِت کا دناں کو کم پورو ہوئے ۔صرف ایک پنج وقتہ آواز بڑی قرینہ نالں سنڑں ہوئے ۔۔

منّاں اس بستی ما آرام ضرور ہے مگر....انسان نہیں نظر آ تو یاہ مخلوق انسان توں اگے چل رہی ہے۔اس کو وقت نالں قرینو سوچ توں باہر ہے۔ات اگر کوئے روئے تاں ایک پتھر پر پانڑی چلنں پے جائیں۔سمندراں ما اتھروں سیپ بنتا چلیں۔ پر بت سر ملا کے گوشو کریں۔ پر ان کا ہوٹھ نہیں ہلتا۔ بہر حال ہوں اُت قرار نہیں کر سکیو۔وقت کی فرنروا کی اکھاں توں اتھروں کی لڑیں چونں پے گئیں۔ہوں واپس تیاری کرن لگو۔

اس کا بُرکنں کی غضبناک تڑفراٹ ماحول ما پے گئی۔جھکھڑ تے زلزلہ کی کیفیت تھی۔ اس نے کے کے ترلا کیا تیلا بسیلا کیا۔صداقتاں کی دعائی دتی۔آرام کی ضمانت دتی۔مگر ہوں انسانی معاشرہ کو ہی ایک فرد ہاں منّاں دنیا کی کسے دوجی موجود جنت توں حیاتی ما اِت انسانیت کی بقا واسطے جدوجہد کرنی ہے۔کرنی پوئے گی۔ہوں اس لمکیا وقت کی قید توں نکلّوں آخر منّاں رخصت ملتاں ہی میرے نال سوٗتے جو ہرات لشک رہیا تھا۔وقت کی شہزادی کسے لمی بسیو رما تھی۔ میں یُوہ سب کجھ پنج دتو۔ایک قلم سنبھالی ۔جس کی صفت بیانوں باہر ہے۔ہوں واپس آ ہی گیو ہاں۔اِت انسان کی بستی پر۔ ہر صبح تے شام اِت اُس چشمہ کا پتھر پر ایک جھنک سنڑں ہوئے۔اتھرواں کی پالی کرتی دسیں۔ ہدکنں کی مہین جئی آواز فضا ما ساز پیدا کرے۔مگر.....

مگر ہوں کے کروں وقت کو مزاج فر بدل جائے۔

لہو

ڈاکٹر نصر الدین بارو

پہلاں تے ہوں کدے ماند ہوتو نہیں پر جد بھی ماندو ہوؤ ڈاہڈو ماندو ہووآں۔اج تیجو ہفتو ہے منہ کے نیڑے کائے چیز انہیں لے جاسکتو۔لنگاں کا تران ٹٹ گیا ہیں۔افسوس ہے جان نالں سارو کجھ چنگو لگے۔ پرسوں ہی پیر صاحب نے کتاب کھول کے ساراں کے باندے باچھڑدس چھوڑیو جے میں کے غلطی کی ہے۔کدے دوپہرو ویلے ڈنا کا پانّی پر بڈیرو نہ گھلتو تے پری بھی میرا پر عاشق نہ ہوتی۔خیر چنگو ہی ہوؤ۔منّاں تے اپنی تھاہی پکو یقین ہے۔خدا نے اس دنیا پر میرا جوگی پری تے آخرت واسطے حور رکھیں ہیں۔آخر؟؟؟ مامیرے توں سوہنّو ہور ہے بھی کون؟ منّا بیاہ کی کے لوڑ ہے۔پر ماندگی نے الگ الگ توڑ چھوڑیو ہے۔ پاسو پرتن کی انگس نہیں رہی۔غریانائی نے سنگی بھی لائیں۔جیبھ ہٹھوں پڑ جیبھ بھی کپی۔گندو خون تے سارو ہی نکل گیو ہوے گو۔مگر فراج پتو نہیں غریا پر کے بنی منا شہر کا بڑا شفا خانہ ماں لیجان واسطے کہیو۔حالانکہ غریانائی نے گراں کا ساراں گدراں کی ختنال کیں ہیں۔ہور سارا ہی بچ گیا ہیں۔کئی بار میں اپنی اکھیں دیکھیو جے رت کی بگتی دھار تھندی دھنی کو دھود یکے بند کر چھوڑیں۔تانہی تے گرائیں بجلی ہون کے باوجود بھی تھندی دھنی آن رکھیں پر میری باری کیوں ساراں کا مغز پھر گیا۔فر رشتہ داراں تے ناطے داراں نے ہوں منجا پر چا یو لاریاں کا اڈہ توڑیں....اتوں لاری تے اگے توں خبرے ٹیکسی کے کہاں بلّا ماں ہسپتال لے پہچایو۔ڈاکٹرا ں نے منّا ہیر تاں ہی کجھ نک جے چاڑھ لیّو۔کوئے کہہ گندو، کوئے کہہ اس توں پھک آئے ۔.. پر ہوں ادھ موو اپنی پری کا ارمان پورا کرن واسطے جین کی چاہت ما سارو کجھ جھلن واسطے

قسم کھا بیٹھو ۔

اتنا ماں بڑو ڈاکٹر آیو۔ میر منہ پر نظر سٹتاں ہی کہیو ۔''اس بیمار ماخون پھٹکو نہیں۔ اس کے نالّ کا کوئے دو آدمی جا کے بلڈ بنک ماخون جمع کروایو۔''

میرا رشتہ داراں نے آپس ماخش فش کی تے کہیو ۔''جناب مھاراتے کسے ماخون ریمدی نہیں ہم پیسا دیاں گا۔خون تم ہی دیو۔''

اس پر بڑو ڈاکٹر لہر ما آ گیو تے کہیو ۔''خون ہٹیاں پر نہیں بکتو ۔اس شخص نا انسانی خون لگے۔وہ بھی اس کا خونی رشتہ دراں کو۔''

یاہ گل سنتاں ہی سارا آپس ما گوشا کرتا کرتا الوپ ہو گیا۔ہوں بے ہوشی ما پتو نہیں کس طرح وارڈ ما ایک بیڈ پر لے سٹیو ۔ میری بانہہ ماترک لگا تے ہوں بدر کے جاگ گیو۔چٹاں پلاں آلّی عجیب مخلوق دیکھ کے میں کلمو پڑھنو شروع کر لیّو ۔ان نے لہو کی دو شیشیں میری سکی رگ بچوں کڈھ لیں. تے فر میری بانہہ کی رگ ماں ایک پانی جیا آلّی بوتل کی دھالا چھوڑی۔اخے یو گلکوس ہے۔

بڈھا نا جو جو دسیں؟۔گلوکوس چنگو بھلو آٹا نالّوں ہوئے ہور بازارتیں بند ڈباں ماں لبھے منّاں فرغش آ گیو چراں بعد ہوش آیو کے ہیروں باہرا نھیر وہ ہے۔منّا و یہ کہانّیں یاد آن لگیں جہڑیں لوک گراں ما کرتا رہیں تھا۔ہاں گل تے سچ لگے تقریباً ہوں مو وہاں۔ ساہ نکلنو کوئے ڈھکی تے نہی چڑھنو۔خدانخواستہ رات جان نکل گئی تے یہ اس گھڑی ماندا سا راستا ہیں ۔ ڈاکٹر بھی چل گیا ہیں سسٹر بھی ہنگلا گئی ہے ۔بہتر ہے کسے طرح اتوں نکلوں پر واہ پہیاں آلّی کرسی کتے نہیں دستی۔جس پر بیماراں نا باہر لے جائیں۔ پر یاہ ڈاکٹر آلّی کرسی بھی چو طرفی پھرے۔اس نا بھی نکا نکا گول مول پہّیا ہیں۔اس اپر چلوں۔کرسی بوہا کول لے کے بیٹھوتے دو ہتھ دو ہاں کنداں نالّ رکھ کے ایسو دھکو دتو جے کرسی پھر....ر....رکر کے منّاں لیتی گئی۔

اگے جا کے راہ کھبے تھو۔ پر ہوں کرسی نے سدھوا گے کند نالں لے ٹھکوریو۔ کرسی چکر کھاتی سیڑیاں توں بن ہوگئی تے ہوں موندھے منہ برانڈا پر پیو۔ کھڑکاڑسن کے وارڈ کا سارا بیمار جاگ گیا۔ سسٹر نے دوڑ کے ہوں پکڑلیّو۔

'توں کیاں نسے؟ اندر چل! ایسا تیسا۔'' میں بھی لتکڑلائی۔ نہ ہوں باہر در جاؤں گو۔''

وہ کہیں اخے۔'' باہر در نہ توں اندر چل۔''

تے ہوں پٹوں۔'' ہوں باہر در جاؤں گو۔''

اتنا ما کوئے میری بولی سمجھن آلو بیمار وارڑ ما میری گل سمجھ گیو تے دوڑ کے آیو۔ چھوڑ چھڑا کے منّا پچھیو۔'' نتا کہڑو پیشاب آیو ہے؟''

میں کہیو۔'' پہلاں ایک تھو پرہن دوئے آ گیا ہیں۔''

کہیں پرایو مار کے دھپ سٹے تے اپنو چھاں۔ اس نے تے میری ہور مدد تے کی پر فر موڑا سے بیڈ پر لے سوالیو۔ پھر بے ہوش ہوگیو۔ تانجے دینہہ کی دکھاں نے آن میری اکھ کھولیں۔ میری بانہہ کجھ بھاری جہی لگے تھی۔ اوپر لڑکتی بوتل در نظر ماری۔ لہو کی ایک بوتل میری رگاں ما چلی گئی تھی۔ تے دوجی بوتل ما تھوڑو جہیو باقی رہیو تھو۔ اتنا ما وہ کل آلو بڑو ڈاکٹر اپنا ساتھیاں سمیت میرے کول آن کھلو ہوؤ تے کہن لگو۔

' دیکھ خان .....! میں دو بوتل خون کیں دتیں ہیں۔ تاں بھی ہوں چنگو بھلو تیرے سامنے ہاں تے انشاءاللہ توں بھی ٹھیک ہوگیو ہے۔

ہن تنا چھٹی دیاں گا۔ مگر یاہ گل یاد رکھ ہم لوک جنگلی درنداں کے ہتھوں یا دوجا حادثات کے ذریعے لہو ضائع تے ضرور کر چھوڑاں۔ مگر ہم نے کدے یوہ بھی سوچیو کہ اس لہو نالں انسانا ں کیں جان بھی بچائیں جاسکیں تے قوماں کیں تقدیر بھی بدلائیں جاسکیں۔

سوچ

ڈاکٹر نصرالدین بارو

ہوں رسم رواج کو قائل نہیں ۔ رسماں کا جال ماں پھسیو انسان زندگی کو قیمتی وقت ضائع کر چھوڑے اور زندگی کا قیمتی مقاصد قربان کرنا پیں ۔ مھارا ماحول ماں تعلیم بھی تقریباً ایک رسم ہی ہے ۔ بچاں نے جھولا چا سکول جانّو تے واپسی پر بیگ اکھاں تو اوہلے پھینک کے ماں باپ کا کم کاج ماں ہتھ بٹانّو یا فرنچ کھیڈ ماں وقت ضائع کر چھوڑنو ۔ بر ہیا ڈھوکیں چلے جانّو تے سیالے مڑ کے بچہ دوبارہ اسکول داخل کر لینا ۔ ماسٹراں کی خوشامد کر کے پاس بھی کر والینّا ۔ پڑھن لکھنّ کو مطلب صرف یوں جے بچو ایک تے نیندرا آلیں کا پی پڑھ سکے دو جے او کھے سوکھے ویلے ''گلزار یوسف'' 'سیف الملوک' یا 'احوال الآخرت'' پڑھ سکے ۔ ہوں تے پی ، ایچ ، ڈی کر کے بھی نہ پٹواری کو دتو انتخاب پڑھ سکیو تے نہ نمبردار کی تحریر ۔ تانہی نمبردار کہہ جے یو موٹھی دے کے پڑھیو ہے ۔ اس ناشاہد یوہ پتو نہیں جے موٹھی مکئی ہی نہیں بلکہ مانجھا دودھ توں بھی مہنگی ہے ۔ پر نمبردار نے کد خرید کے کھادی جے موٹھی کا مُل کو پتو چلے آء ۔ کوئے اللہ کو بندو بھی نہیں کہتو جے نمبردار صاحب موٹھی کی بیقدری نہ کرو ۔ ایک دن میں ہی ہمت کر کے کہہ چھوڑیو ۔ بس تے فر کے تھو' نمبردار ڈاہڈو اچھلیّو ۔ اکھے جا جاتیں اجاں بی ۔ اے ، پاس نہیں کی ۔ پہلاں بی ۔ اے کرتے پھر میرانالّ گل کریئے ۔ حالانکہ ان دنیں ہوں ایم ۔ فل کروں تھو ۔ ہوں دعا کروں جے اللہ کرے پٹواریاں واسطے انگریزی ضروری ہو جے تانجے میرا جیسا نوجوان بزرگاں کے باندے کھجل نہ ہوئیں ۔ پچھلاں کجھ سالاں توں نمبردار کو دبدبو کجھ گھٹیو ہے ۔ پر تاں بھی گلستان تے بوستان کا فارسی شعر سنا کے گراں کا سادھا

بڈھاں ناسر نہیں چانڑ دیتو۔اپنڑے دروں میں بھی شیخ سعدی کا فارسی شعر یاد کر کے گرں ماں پوزیشن بنانڑ کی کوشش کی پر کہتے ہیں کہ ''غالب کا ہے اندز بیان اور،، خیر ہار منڑ آلاں بچوں ہوں بھی نہیں تھو۔میں پٹواریاں آلاں ہندسہ بھی یاد کرلیا اور اردو مشق لکھ لکھ کے اردو دسخط بھی نمبردار کے نیڑے آنڑ پہچایو۔بس ہی چھاتی تانڑ نمبردار کو مقابلو کرنو میں نیڑے تو تکیو جے نمبردار نا آتو جاتو تے کجھ بھی نہیں پر اردو دسخط چنگو ہونڑ کی وجہ توں عام لوکاں نا متاثر کر ہی چھوڑے۔اوہ میرے توں تھوڑو جھکے بھی تھو۔مگر عوام کے سامنے کدے اسکو احساس نہیں ہونڑ دے تھو۔بلکہ عوام کے سامنڑ منّاں تکتاں ہی نک چاہڑ لینو تے منہ بجھا لینو۔بس اس سارا گراں بچوں یو بچو در پدر ہو گیو ہے۔شریف باپ کو پوت انگریزی نے خراب کر چھوڑیو۔باپ دادا نے جھڑا کم نہیں کیا تھا اُنھیں پچھے لگ گیو۔کتے سارا گراں نا نہ ڈبو چھوڑے اپنی جگہ میرا نالّ زندگی کا جدید سائنسی تصور نالّ اتفاق کرلینڑ پر لوکاں کے سامنڑ زندگی کو پرانو، بودو تصور پیش کر کے لوک جہالت کا اندھیرا ماں ہورا گے دھکیل چھوڑنا۔ایسی حرکت نا میرا سنگی جدید زبان ماں سیاست کہیں مگر ہوں شیطانی کہوں آں۔ڈارون کے مطابق یاہ زندہ رہن کی کشمکش ہے۔ڈارن کی تھیوری کے جے صرف واہ جاندار شے زندہ رہ سکے جس نا جینّ کی اٹکل آ گئی{Survival of filtest}اور جس نا جینّ کی اٹکل نہ آئی واہ مر گئی اور فرنسل ہی اگے نہیں چلی۔مثلاً قدرت نے گھوڑا پیدا کیا تے نالے شیر بھی پیدا کیو۔شیر گھوڑاں کے پچھے دوڑیو تے پکڑ کے گھوڑاں نا کھاتو گیو سوائے اس گھوڑا کے جہڑو شیر توں تیز دوڑے تھو۔اور شیر کے ہتھیں نہیں چڑھیو۔صرف اسے تیز دوڑن آلا گھوڑا کی نسل دنیا ماں چل پئی تے آہستہ دوڑن آلا گھوڑاں کی نسل ختم ہو گئی۔میری چاہت تھی جے سست رفتار سادا گرائیں نمبردار توں بچ نکلیں۔پر ویہ جے میری ایک بھی نہ سنّیں۔نمبرار تے اسے جیہا کجھ اور جادو کڈھنّ آلا سوداگر وہماں کی کھادی زندگی جس ماں انسان جادو، ٹونا، جنات، تے دوجی تصوراتی آفات کی

زنجیراں ماں جھکوڑی مجبور تے لاچار زندگی جیتو دسے تھوکو سبق دیں تھا۔ میری نظراں ما یہی نظریاتی اختلاف مھاری پسماندگی کا موجب تھا۔ کیو نجے ان نا بار بار یو ہی سبق دتو جے تھو ۔مثلاً اس گل پر یقین کہ پسماندگی اللہ کا دین تے قسمت ماں لکھی ہے۔ گندہ آدمی توں دنیا نفرت کرے پس جس توں دنیا نفر کرے۔ اوہ اللہ نا پیارو لگے اور اللہ کو پیار حاصل کرنو صفائی توں برتر ہے۔ مظلوم نانْ ہمدردی کو مطلب یوہ جے مظلوم ہو جاؤ۔ پانْی کا اسے طرح کا ہزاراں وہم اوراں نانْ وابسطہ کئی دوجا مسائل۔ اس توں بھی بدھ یوہ جے جہڑو کم باپ دادا نے نہیں کیو اس کے نیڑے نہیں جانو۔ اوران کی روایت ہر قیمت پر قائم رکھنی۔ تانہی تے سائیں کو کھبو کہے جے زمین داند نے سنگاں پر چا رکھی ہے۔ جد داند زمین نا ایک سنگوں دوجا پر پرتے تے بھکم ہو جائے۔ ہنْ کدے اسکول ما پڑھنْ آلو ذہین بچو کہے جے بھکم تے زمین کے اندر گرم لاواں کا پھٹ باہر آنْ نانْ ہوے۔ تاں اس کی خیر نہیں۔ یوہ سارو جانْتاں بھی میرے پر خبر کے بنْی جے پنجویں کا طالب علمی کا وقت ما کتے کہہ بیٹھو جے زمین گول ہے۔ اور یاہ اپنا ایک راستہ پر پھرے تانہی تے دن رات بنْیں اور موسم بدلیں۔ بس تے فر کے تھو۔ جس طرح میں ڈڈیاراں کا کپا پر پتھر مار چھوڑیو۔ کھبانے گراں ماں بیسویں صدی کو یوہ مشہور ترین مخول بنا کے پیش کیو۔ ''اکھے فلانا کو پوت کہہ جے زمینْ گولْ ہے نالےْ یاہ بوہے بوہے تے رڑی رڑی فرے۔ پتو و نہیں گراں ماں ہور کسے نا کیوں نہیں فرتی دستی؟'' ہنْ ہوں کسے گرائیں کے باندے جانْ توں بھی شرماوں تھو۔ اکھے خبرے کے کفر کی کتاب پڑھے کدے میرا ہتھ آئیں تاں ہوں اس کی ساری کتاب ساڑ چھوڑوں۔ میری گل کا توڑ واسطے کھبانے پوت سپوت گرائیاں نا کہنْو شروع کیو مھارا پیر کہہ گیا ہیں جے فرشتہ نکی لو دہنہہ نا چھک کے چاہڑا آئیں تے شام نا دھکو مار کے ڈبو آئیں۔ کھبا ہور بڑا پیراں کا مرید تھا۔ فصل کھلاڑے پچی نہیں تے پیر آ حاضر ہوئیں تے کھبو ان نانْ صوفی اوہ پیراں کی کرامت گن گن کے

نوجوان لڑکا لڑکیاں ناں پری، جن تے جادو کڈھوانڑ پر آمادہ کرے تھو۔ پیر ہیں جے تمنا کے دسوں!! وقت کی نبض پکڑنڑ ماں بڑا ماہر۔ وہ یہ دعا گھٹ تے بدعاء زیادہ کرتا دیکھیا۔ ہنڑ گرائیں دعا کران واسطے نہ بلکہ بددعاؤں بچنڑ واسطے نیاز دیں تھا۔ دھن جگرو مھارادینی کو جس نے پیر کو نیاز کو ہنڈ وکھا چھوڑیو۔ ہنڈ وصرف دس دن پہلاں جمعہ نے پیراں نا نیاز ماں دتو تھو تے پیر صاحب نے کھانڑ واسطے دینی ہوراں کے چھوڑیو تھو۔ ڈرے تے دینی بھی پیراں کولوں ڈاہڈو تھو۔ پرخبرے کے سوچ کے ڈِھڈ کی اگ بجھائی۔ سائیں کا کھبانے جس گھڑی یاہ گل سنّی تے کم گیو اندروں باہر نکلّ آیو۔ ہنڑ ہنڑ دیکھو دوپہر ویلے دھپ کا اس قہر ماں دینی کا مکان پر بھج پے گئی۔ پیر بھی بددعا گو تھا۔ اواں دروں دینی سدھونس کے نیڑے مشیت ماں سجدہ ماں پے گیو۔ سارو گراں پریشان تھو خبرے کے ہوئے گو۔ پر دن سوہنّی طرح گذر گیو تے اگے بھی دن چنگا نکلتا آیا ہیں ۔ایک دن میرو تے کھبا کو اس وقت ٹاکرو ہو گیو۔ جدا اس نے پیراں کا دھویا ہتھاں کی میل آلو پانّی پی لیو۔ اور لوکاں کے کہن کے مطابق یوہ اس کو ہمیش کو کم تھو۔ ہوں کہہ بیٹھو جے اگے پچھے تے نماز توں پڑھتو نہیں تے یاہ میل پی کے توں کے جنت حاصل کرنی چاہیئے؟ خاصی توں توں میں میں ہوگئی۔ فر میں ہی ہار من کے جان چھوڑائی۔

اپروں انہیں دنیں پہلی بار چن پر انسان نے قدم رکھیا تھا۔ اس کو چرچو پوری دنیا ماں تھو۔ ہوں بھی موقعو غنیمت جانڑ کے انسان اس ترقی کو چرچو کرتو رہوں تھو۔ مگر کھبا جیسا آگے تے۔ ایک دن کھبو ہی مناں پچھ بیٹھو کہ دنیا ماں سب توں اچو پہاڑ کہڑو ہے۔ ہوں خوش ہوؤ جے کھبا نا جغرافیہ نالّ دل چسپی ہون لگی ہے۔ میں کہیو دنیا ماں سب توں اچی چوٹی مونٹ ایورسٹ ہے۔ کہن لگو پڑھ پڑھ ہو را نگریزی پڑھ۔ اس توں کدے قرآن پڑھیو ہو تو آ۔ تاں پتو چلتو آجے دنیا ماں سب توں اچو پہاڑ کوہ طور ہے۔ اس کی چوٹی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام چڑھ سکیو ہے۔ تے اس توں پچھے اج تو ڑی کوئے نہیں پہنچ سکیو تے نا ہی کوئے پہنچ

سکے گو۔ات صرف موسیٰ علیہ السلام نا اجازت تھی تے اوہ ات جا کے ذات پاک نال ہم کلام ہوئے تھو۔ہن سنیوں کسے انگریز پاگل نے ہوائی جہاز ماں بیس کے کوہ طور پر چڑھن کی کوشش کی ۔اُت نور الٰہی کو معمولی جلوؤ دیکھ کے سدھو زمین پر آ بھجیو ہن اُت آ کے ٹر مارے جے ہوں چن پروں مڑ آیو۔سنیو توں بھی اج کل اسے کو کلمو پڑھے۔لہر مناں خاصی چڑھی پر کھبا نال بحث کرنی ہو گیو گارہ ماں پتھر مار کے اپنو آپ گندو کرنو۔کہن لگو چنگو بھلو شریف مسلمان گھر کو بچو چلیو انگریزی پڑھن۔

باوجود اتنا کجھ ہون کے میں اپنی مہم جاری رکھی ۔میری کوشش تھی کہ سادہ گجر جہالت کی جھال توں باہر نکلیں تے وقت کے نال چلیں۔میں کہیو کھبا چاچا کس طرح ممکن ہووَ جے تھاری بانہہ نال بدھی گھڑی بے جان ہون کے باوجود چلے تے تمنا وقت دسے۔کہن لگو بڑو ٹیم دسے یاہ اور خراب ہو جائے۔میں کیو فر ٹھیک کس طرح ہوئے؟ گھڑی ساز کولے لے جاؤں آ۔

میں پچھیو تم آپ ٹھیک کیوں نہیں کرتا؟

اکھے منّاں اٹکل نہیں آتی

میں پچھیو تم گھر بیٹھا ریڈیو پر دنیا کی خبر سن لیں۔بلکہ ٹیلی ویژن پر شکل بھی دیکھیں ۔کس طرح ممکن ہووَ ہے۔

اکھے یوہ سارو کجھ کس طرح نال ہوئے۔میں کیو بالکل ٹھیک ہے۔اس کے پچھے کجھ انسانی دماغ کو بھی رول ہے۔نالے آن آلا وقت ماتے کمپیوٹر دنیا نا اتنو نیڑے لے آئے گو۔جتنو نیڑے تیروتے میرو ڈھارو ہے۔

بس کھبو گرم ہو گیو۔تم خدائی دعواہ کریں۔یہ شیطانی دعوی ہیں۔یہ دجالی قصّہ ہیں ۔ان ہی حالات ماں جہڑو اپنا ایمان پر رہے گو اوہ ہی سچو مسلمان تے جنتی ہوئے گو۔ہوں کھبا

ہوراں کی مجبوری سمجھوں تھو۔ان کی اس جہالت کی ذمہ واری کجھ حد تک ان کا طرز زندگی کی وجہ توں تھی۔گراں توں ڈھوک تے ڈھوکوں گراں کا سفر مازندگی تمام کرن آلا لوک زمانہ کی تیز رفتار ترقی توں بالکل بے نیاز تے بے خبر سنی سنائی گلاں پر یقین کرن آلا سادہ لوک استحصالی عناصر کا شکار۔جدیہ بنّ کا درختاں، گھاں کی قسماں، جنڈاں پتراں، جڑی بوٹیاں، درنداں تے پرنداں نا تے قسم' تے ماہلیاں کا ناں جانّیں جن کے بارے ہور دنیاں کے مقابلے گھٹ جانّیں تے فریہ زمانہ کی ترقی بارے کیوں نہیں جانّتا؟ کیو نجے ان ناواں سوچنّ کو موقعو بھی نہیں تے ضرورت بھی نہیں محسوس کرتا۔۔۔۔

شکر مناں گھر ماں ایسو کوئے مسلو نہیں تھو۔اس کی وجوہات شاہد یہ تھیں جے۔ایسا موضوع ات کدے چھڑیں ہی نہیں تھا۔دو جے میرو باپ دھیاڑی محنت مزوری پر چلے جائے تھو۔تے شام تھکو گھر پہچے تھو۔فر بحث کرن کی نہ ہمت تے نہ فرصت تھی۔تیجے میرو باپ خبر کیوں میری ہر گل نانّ اتفاق کرے تھو۔اوہ جد بھی میرے اسکول ایو ماسٹراں نے میری تعریف کی۔اس وجہ توں اوہ مناں ذہین تے لائق بچو سمجھے تھو۔اس نے کدے ہوں کسے کم تے نہیں روکیو۔میں بھی جانّ کے باپ کو دل نہیں دکھایو۔اس نے کدے مناں ایک تھپڑ بھی نہیں ماریو۔ہاں اک بار کھمبا کی ایک لگی جد میں اپنّو نکو بھائی اسکی کسے شرات کی وجہ توں کٹیو تھو۔باپ کتے کتے مناں اوہ کھمبو یاد کراتو رہے تھو۔دو جا بھائی تے ایک بہنّ میرے توں نکا تھا۔میری ماں بھی گھر کا کم کاج تے مالّ چوکھر نانّ لگی رہ تھی۔باپ کی نسبت ماں نے ڈاڈہ جوتا ماریاں ہیں۔وہ اس پروں کہ ہوں اسکولوں واپس آ کے گھر کو کم کاج نہیں کروں تھو۔کیوں جے مناں اسکول کو کم کرنو ہوئے تھو۔مناں اپنّا باپ کی انتھک محنت کو سخت احساس تھو ہوں چاہوں تھو کجھ بنّ کے اس کو بھار ہولّو کروں ہوں۔سخت محنت کر کے ہر امتحان امتیازی پوزیشن نانّ پاس کروں تھو کالج تے فر یونورسٹی پہچ کے کھبا ہوراں توں دور ہو گیو۔آخر

میں ایک قومی سطح کا امتحان ماں امتیازی پوزیشن نال کامیاب ہووتے اس طرح انتظامیاں ماا علیٰ عہدہ پر فائز ہوگیو۔عزت، رتبو، پیسوسب کجھ مل گیو۔نمبردار تے کھباتوں کافی دوڑاڈے ہوگیو۔ہن وہ یہ منّاں تقریباً بھل ہی گیا۔

ہنّ میں گھر کی حالت بدلانّ کی کوشش کی۔زمین کوایک بڑوٹکڑوخرید لیوتانجے میرو باپ ہنّ باہر مزدوری نہ کرے۔اور بھائی بھی اپنی زمینداری ماں جھٹ جائیں۔باپ واسطے میں پشاوری لنگی کلامنگوایا۔

شہروں خوبصورت کھونڈی دار عاصا خریدیا۔باپ کے ذمہ زمینداری کم کاج کی نگرانی کرنی، گراں کا نکا موٹا فیصلہ کرنا، جمعو قصبہ کی جامع مسجد ماجانو وغیرہ کیونجے میرے نیڑے میرا باپ کو مقام نمبردار تے دوجا کھڑ پینچاں توں اچوتھو۔ہوں چاہوں تھو جے ہن گراں نا ایماندار تے مخلص کھڑ پنچ کی مثال قائم کریں۔

ایک دن ہوں کسی سرکاری کم کا سلسلہ ماا پنا علاقہ ما گیو۔میری کارتوں باہر نظر پئی تے کے دیکھوں جے میرو باپ سڑک کے کنڈے مزدوری کرے لگو۔میرو ڈرئیور بھی اسے علاقہ کورہنّ آلوتھو۔اس کی نظر خبرے اس پر پئی یا نہیں پر ہوں تے اپنی جگہ پاٹی پاٹی ہوگیو۔ اکھاں اگے اندھیرو منہ سک تے جیبھ نا جندرولگ گیو۔ہوں سوچاں ماڈب گیو۔آخر کے مجبوری تھی کہ میرو باپ مزدوری کرن چلے آیو۔دن بھر ہوں پریشان رہیو۔شام گھر آیو تے باپ کولّ سدھ کے پچھیو۔آکھے مھارا بٹکا کہتا آیا ہیں جے منگن نا معنو ہے مزدوری نا نہیں۔ بیکار بیسن تیں چنگو نہیں جے انسان چار روپیہ کما آنیں۔میری بیکار بیسن کی عادت بھی نہیں ہے ۔میں اپنی مجبوریاں بارے باپ نا کہیو۔ایک بڑا افسر کو باپ ہونّ کی وجہ توں تم نا افسر پوت کی عزت کو بھی خیال رکھنو ہے۔تم بہلا وقت زمین ما چکر مارو۔بوٹا دیکھو، فصل دیکھو پر سڑکاں پر مزدوری کرن نہ جاؤ۔چھٹ بعد نمبردار بھی آ حاظر ہووؤ۔نمبردار کو گھاٹو جس طرح جے جھوٹو

ہوئے۔ بلڈ پریشر تے شگر کو مریض۔ میرے کول کسی چنگا ڈاکٹر کو پتو پچھن آیو۔ اس کا نسخہ توں پتو چلے جے ڈاکٹراں نے اس نا فاقہ دین تے ورزش کرن کی نصیحت کی ہے۔ تانجے وزن گھٹے جہڑ واس کی مرض کو کارن تھو۔ اواں میرو باپ جے میرا افسر بنن بعد ایک چھٹا کی وزن بھی نہیں بدھا سکیو۔ جد کے ہوں آپ بھی کوئے پونا کوئنٹل کے نیڑے آں۔ موجودہ سوسائٹی ما انسان کو موٹو پن اس کا کھاتا پیتا گھر کو فرد ہونو تصور کیو جے۔ حالاں کہ ہوں رشوت کے نیڑے نہیں تھو۔ پر فر بھی میرا باپ نا میرا بدھتا وزن نا دیکھ کے کجھ سٹک ہوئے تھو۔ اکھے بچا میں پیراں کولوں کتاب دیکھائی ہے تے تتاں نہ رشوت دھارے گی تے نہ کوئے نشو۔ میں باپ نا یقین دِتو جے ہوں ان دواں چیزاں کے نیڑے نہیں۔

ایک بار فر دیکھوں جے میرو باپ ایک اوکھا درخت پر چڑھیو ڈالی چھانگے لگو منّاں فر لہر چڑھی۔ جدؤ ہ گھر آیو تے میں تھوڑو کھو ہرئیں کہیو۔

''تم نا کس چیز کی کمی ہے؟

اکھے ہائے! ہائے! بچہ اس محنت نا بھیڑو نہیں کہتا۔ محنت ما برکت ہے۔ محنت پر خدا خوش ہے۔ محنت کا نتیجہ ماتوں بڑو افسر بنیو ہے۔ بھاویں ہوں یُو ہ کم نہ کروں۔ اس کم نا بھیڑو نہ کہیو۔ دراصل اج میرا کولے ایک پرانو دوست ملاّن خیرو سوالی آیو تے ہوں اُس کو سوال نہ ٹالن سکیو۔ پچھلا دو سال چھوڑ کے پچھلا چہالّی سالاں توں ہوں اس کی بکریاں واسطے پتر چھانگوں تھو۔ دو سال توں ہوں نہیں گیو تے بوٹاں کی اوکھی ڈاہلیاں پر کوئے نہیں پہچ سکیو۔ وِہ بوٹا ہی خراب ہون لگا تے ملاّن خیرو میرے کول آیو۔ آخر پورانی دوستی کی لاج تے رکھنی تھی نا۔

میں کہیو''ابا جان!! میں اج تک نہیں پراج ہن کہو پے گیو جے آخر منّاں بیاہ بھی تے کرنو ہے۔ لگے ہوں اس ما کامیاب نہیں ہوسکیو۔ میری مجبوری یاہ ہے جے جت بھی رشتہ

کی گل چھڑی وِیہ لوک تھاری حالت دیکھیں گا، گھر دیکھیں گا، تھارو سماج ما اچو مقام دیکھ کے ہی کوئے اچو رشتو تھائے گو۔ ورنہ وِیہ منّاں تھارے کوٹوں کھس لے جائیں گا۔ باپ نے منہ کی گل کھستاں کہیو۔

''نہ نہ.....رشتہ واسطے توں نہ گھابر تیرے واسطے رشتہ تے اسوقت آنا شروع ہوا تھا۔ جد تیں دسویں پاس کی تھی۔ پہلاں مھاراہان کا گھراں کا رشتہ آئیں تھا۔ ہن تے بڑا بڑا گھر بھی آئیں لگا۔ بلکن اج نمبردار بھی اسے واسطے آیو تھو۔ اواں دروں چودھری، اپلو مقدم تے پارلو حاجی بھی پچھے پے یو ہے۔ مقدم کا ٹو نے کن کھا چھوڑیا ہیں۔ میں ڈرتا نے اج توڑی تیرے نالن گل نہیں کی، کدے کہہ ہوں اج کتے ہاں کرآؤں تے گل پکی ہو جائے۔ ان کی بچی بھانویں پڑھی لکھی نہیں پر اندر کا کم نا بڑی سنجوڑی ہیں۔ آخر بڑاں نالن آن جانن ہے۔ میں گل کپتاں کہیو۔

''تم صرف اتنی مہربانی کرو جے تم خود بڑاں نالن آن جانن رکھو تانجے تھارو بھی دبدبو ہو جائے۔ اس توں ایک سال بعد دیکھوں آں جے نمبردار کی لیتری ہے تے میرا باپ کی پگ دوروں آسا پرٹنگی نظر آئے لگی۔ لیتری اگر بڑے نکل گئی۔ نہ کسے کی نظر میری کار پر پئی تے نہ میں ہی کوئے ہیر یو۔ میں گل ہی کھادی۔ اس توں کوئے مہینہ بعد کتے سرکاری کم ور جا رہیو تھو۔ جے سڑک کے کنارے ڈوگا ما میرا باپ کی لنگی کھونڈی پر لڑکے تھی۔ ڈوگا ما ایک جنون کھلو تھو۔ اس نا سدھ کے پچھیو جے یاہ سوہنی پگ تے کھونڈی کس کی ہے۔ اس نے کہیو اس پگ تے کھونڈی کو مالک اوہ اگے مکان ماروٹی کھانن گیو ہے۔ میں پچھیو یُو ہ سوہنو گھر اسے کو ہے۔ اکھے نہ یُو ہ اس زمین کا مالک کو ہے۔ لنگی آلا کو مکان دیکھ کے تمناں غش آ جائے گو۔ میں کہیو

''کدے ایسی گل ہے تاں یوہ لوکاں کے گھر کیوں روٹی کھائے۔

''اکھے یوہ اس نالں مزوری کرے نا۔تا نہی ۔ورنہ یوہ اینویں کسے کے گھر نہیں جاتو۔اسکو پوت کوئے مچ بڑو افسر ہے۔ہم نے سنیو جے اسنا اس کی مزوری کرنی چنگی نہیں لگتی ۔اس نے کئی بار اس نا مزوری چھوڑن واسطے کہیو پر اس نا لوک نہیں چھوڑتا۔کم یوہ ایسو کرے جے تم نا کے دسوں جہڑو کم پنچ آدمی کریں گا۔اوہ کم یوہ نیرو ہی کرے۔ہم دعا کراں جے یوہ کتے مرے جے گھراں کا ہور پنچ گھر آباد ہو جائیں ورنہ اسکے ہوتیں ہم جیساں نا کوئے پچھتو ہی نہیں۔اس کم بخت کے گھر دس روٹی کھا جیں۔اس نا مزوری کی کائے لوڑ نہیں تھی ۔ پر اس کا گاہک اس نا چھوڑتا ہی نہیں۔تا نہی تے مھارا جیساں کی روزی مارے گئی ۔ہم نا کوئے مزوری پر لاتو ہی نہیں ۔حالانکہ ہن ہوں بھی اس کی اٹکل سکھوں آں۔تا نہی اج کل اس کے نالں لگو آں۔

باپ کی تعریف سن کے میں فخر محسوس کیو تے جس طرح میری شان دوبالا ہوگئی۔ واقعی میرا باپ کی خون پسینہ کی حلال کمائی تھی ۔جے ہوں اس رتبہ پر پہچیو۔مناں بھی اپنا کم ما اتنی ہی محنت کرنی چاہیئے ۔تانجے میرا پر بھی لوکاں نا رشک ہوئے۔

آخری چارا کا طور پر میں شہر ما بسن کو انتظام کر لیو تانجے طرز زندگی بدلے اور وقت کی تیز رفتاری نالں چلے جا یو سکے۔مگر باپ نے اپنو علاقو چھوڑن توں صاف انکار کر دتو۔ویہ اپنی جگہ خوش تے..... ہوں نواں سانچہ ماں خوشی نالں بسن لگو۔

بھابی

محمود رانا

شیبا اج منہ اندھیرے اٹھی تے جھس مسے ہی اس نے مال گوگوہ پشاں کیو تے پھر پچی پروں لکڑیاں کو ایک گڈو چک کے اندر رکھیو تے پھر ایکوڈ کی پانی کا ترے گڑیا اندر لیا دھریا۔...اج واہ بہت ہی خوش نظر آوے تھی۔آخر واہ خوش بھی کیوں نہ ہوتی۔سلیم ہی تے اس کو سب کجھ تھو۔اس کو سنسار تے اس کیاں اُمیداں تے آساں کو سہارو پوراں چونہہ سالاں تے بعد سلیم اج گھر آ رہیو تھو۔اج ٹھیک نو اشاں ہون تے پہلاں پہلاں۔

اف!! دوپہر ہوگئی۔میرے بھانے اج کتنو کم باقی ہے۔شیبا نے اپنا آپ نانْ گل کی۔واہ اٹھی تاولی تالی اندر گئی تے بھاری لے کے اندر صاف کرنْ لگ پئی۔

سلیم کا کمرہ کیں ساریں چیز سجا کے رکھیں۔سلیم نا یُو ہ کمرو بہت پسند تھو۔وہ کدے کدے اس کمرہ بچوں پچھم در کھُلنْ آلی دواری ماکھلو ہو کے اس نا دیکھے ہوئے تھو۔جد واہ پانْی بھر کے چشمہ وروں آتی ہوئے تھی۔دوروں دریا کو دینہہ کی وجہ تے لشکتو پانْی دریا کے نانْ نانْ گھنو جاڑ جاڑ ما بولتا وا پکھیرو اپنا مٹھا مٹھا گیتاں نانْ کتنو سہانوں سموں پیش کریں تھا۔سلیم اپنا کمرہ ما پچھم در کھُلنْ آلی اس کھڑکی ما مدت توڑی بیس کے پتو نہیں کنہاں خیالاں ما گم رہ تھو

۔

اس کمرہ نا شہر کا کسے ایکنْ کمرہ کی طرح سجا کے رکھیو تھو۔سلیم پڑھ جور ہیو تھو۔

کمرہ ما سون جو ایک منجو تیرے چار کرسیں۔تے پڑھن واسطے ایک میز بچھوالی اک الماری جس ما کتاب سجا کے رکھی وی تھیں۔

سلیم کا باہر جان تے پچھے شیبا نے اس کی تصویر ایک بڑا جیا فریم ماگھل کے میز پر رکھی وی تھی۔ اس بے جان تصویر نا شیبا پتو نہیں کے کے گل کرتی رِہ تھی۔ اج جد اس کی نظر سامنے رکھ وی اس تصویر پر پئی تے واہ ہس پئی اس نانوں لگو جکن سلیم اس نا کہہ رہیو ہووے۔

شیبا میری تصویر نا نہ دیکھ۔ منّاں دیکھ بھولیئے! ہوں یوہ تیرے پچھے کھلو ہاں تے شیبا نا اکن محسوس ہو یو جکن واہ سلیم نا کہہ رہی ہووے۔

سلیم یاہ تصویر ہی تے تیرے بعد میرو سہارو تھی۔ سلیم! بغیر تیرے میرو اس دنیا ما ہے بھی کون؟

اس کا چہرہ پر اچا نک ایک اداسی چھا گئی۔ اس نے سوچیو خبرے سلیم نا میں جیتے جی رہی بھی ہاں یا نہیں۔ پتو نہیں وہ کجھ بدل گیو ہووے گو۔ لوک کہیں پڑھ لکھ کے لڑکا جوان ہو جا ئیں۔ تے اپنو گراں، برادری تے اپنا پیاراں نا بھل جا ئیں۔ خبرے یوہ میرو ہی خیال ہو وے۔ اس نے سلیم کی تصویر در دیکھیو۔ کیوں سلیم یوہ سچ ہے۔؟

اس نے ایکباری پھر تصویر در دیکھیو تے سوچن لگی اکن نہیں ہوسکتو۔

شیبا اسے طرح سوچ ماڈبی رہی۔ اس کی نظر اسے طرح سلیم کی تصویر پر ٹکی رہی تے بچپنا کو سارو زمانو تے سلیم کے ساتھیں گذریا وادھیاڑا اس کی اکھاں کے سامنے آتا گیا۔

سلیم شیبا کی سگّی موسی کو پوت تھو۔ ماں باپ کی ایکلی بیٹکی شیبا بڑا لاڈاں نالن پلی تھی۔ واہ سلیم تے اس کا ماں باپ کیں گل کرتی رِہ ہووے تھی۔ ان کا گھر جان توڑی گڈی اپروں لے کے اک دن کو پیدل پینڈو کرنو پوے تھو۔ اس واسطے اکن دو جا کے گھر آن جان کدے کدائیں ہووے تھو۔ پر شیبا نے دل ہی دل ما سلیم کی اک تصویر اپنا دل ما بسالی تھی۔ سلیم اسو ہووے گو۔ اس نا خبرے کے کے چیز پسند ہووے گی۔

واہ اپنا آپ نالن سوال کرتی تے آپ ہی جواب دیتی رِہ۔ کدے کدے بیٹا اپنی ماں کے نالن ماسی (سلیم کی ماں) کے گھر جان کو اصرار کرتی رِہ تھی تے ماں اس نا کہتی رِہ تھی۔

بچہ متو دور ہے اتیکی نہیں اگلے سال سب چلاں گا۔اس طرح کئیں بسا کھ گذر گیا شیبا ہن جوان تھی۔.....ماں نا بھی یُو ہ احساس ہون لگو کہ آخر اس کو بیاہ کو کجھ کرنو ہے۔تے سلیم تے بغیر ہم نا ہور بہتر ہو بھی کون سکے؟

آخر ایک دن سلیم ہوراں کے گھر جان کی تیاریں ہوئیں۔شیبا دل ہی دل ما خوش تھی۔کئی طرح کا خیال اس کا دل ما آن لگا واہ پہلی باری سلیم نا کس طرح ملے گی۔خبرے وُہ کس طبیعت کو ہووے گو۔تے ہور اسے طرح کا خیال اس کا دل ما آتا رہیا پر اک خیال ایسو بھی تھو جہڑو اس کا دل ما کتا کُتی پیدا کرے تھو۔

آخر وہ دن آ گیو جد اس نے یُو ہ سب کجھ اکھاں نالں دیکھیو۔اپنی ماسی سلیم تے باقی سارا۔نکی جئی کدے واہ اپنی ماں نالں ات آئی تھی۔پر ہن اس نا اِس کی سمبھال ہی کد تھی۔ اپنی ماسی کے گھر آ گے واہ کتنی تھی۔سارو ماحول اس نا اپنے جیو لگے تھو

اس نے اکن محسوس کیو جکن واہ اتے واسطے بنی تھی۔

متا دن گذرن تے بعد اک دن ماں نے شیبا کہیو ''شیبو متا دھیاڑا ہو گیا کیں مہیا کو بھی پتو نہیں خیرے خیر بھی ہے یا نہیں؟

شیبا نے دل کی گل نہیں دسی کہ تی بھی کے خیر جان کی تیاری ہو گئی۔سلیم اپنی ماسی تے شیبا نا دور تو ڑی چھوڑن واسطے آیو۔

دن گذرتا رہیا ہاساں، ہیراں تے خوشیاں نالں پر خوشی تے قہقہہ سدا ئی نہیں ہوتا انسان کجھ سوچے اُپرّ آلو کجھ ہور کرے۔

سیالں کی اک اندھیری گھپ رات تھی شیبا کی ماں مچ بیمار ہو گئی۔واہ گئی رات تو ڑی گل کرتی رہی ماں رِہ رِہ کے شیبا کا بیاہ کی گل کرتی تے کہتی۔شیبا! تیرو باپ اج اس دنیا ما نہیں تنا اپنے ہتھیں ڈولی ما بٹھا تو پر یاہ خواہش پوری نہ ہو سکی تے ہن میرو بھی کے بسا ہ اج ہوں کل نہیں۔میری مرضی ہے کہ ایک باری تیرا ہتھ پیلا کر چھوڑتی۔

شیبا نے ساس ماری تے ماں نا کہن لگی ۔اماں! توں اس طرح کیں گل کیوں کرے تتا خدا کجھ بھی نہ کرے۔ پر شیبا نا کے پتو تھو کہ اُس کی نا کیں یہ آخری گل ہیں تے سویلے واہ ڈنگی نیند ماہووے گی۔اس نیند ماجس بچوں کدے کوئے نہیں جاگتو۔

واہ سویلے جس وقت اپنی ماں نا جگان لگی تے اس نا پتو لگو کہواہ پد یا ہوگئی ہے۔اک کہرام مچ گیو تے اکن ماں اس نا ایکلی چھوڑ کے چلی گئی۔شیبا نا سلیم کا ماں باپ اپنے گھر لے گیا۔ماسی تے ماسو تے سلیم تے بغیر اس کو ہور تھو بھی کون؟

سلیم نے اس دوران بی.اے کو امتحان پاس کر لیو تے اس کی مرضی تھی کہ ایم.اے کرن تے بعد وُہ شادی کرلے گو کہڑو دور جانو تھو۔شیبا گھر ماہی تے ہے۔جکن باقی کا ہیں واہ بھی رِہ گئی۔ماں باپ نیبھی ہاں بھرلئی تے وُہ اگلی پڑھائی واسطے چلیو گیو۔

جد کدے اس چھٹی آتی شیبا نا کتنی خوشی ہووے تھی۔واہ چار چار باری چٹھی پڑھے تے بڈھا ماسی ماسانا سناوے۔ایم.اے کرن توں بعد سلیم نے اتے کسے کالج مانو کری کرلئی۔ گھر کا نا جد یاہ خبر پوہچی وِہ بہت خوش ہوا پر شیبا نا پچھلا چار اکن گذر یا تھا جکن چار صدیں.....

اج وہ آرہیو ہے۔اجے دینہہ نہیں ڈبیو تھو کہ اس کا خیالاں کو سلسلو ٹٹ گیو۔اتنا ما اس کی ماسی ءاندر آئی تے کہن لگی۔

بچی! کجھ کھان پکان کو آہر کر سلیم پوہچن آلو ہووے گو۔دیکھ شیبو!وُہ ہسیر یووُ ہووے گو تیرے واسطے۔

شیبا شرمائی تے باہر نکل گئی۔

شیبا کی ماسی نا اچانک شیبا کی ماں یاد آ گئی اس نے سوچیو۔

اج واہ زندی ہوتی تے اپنی لاڑکی دھی نا اپنے ہتھیں ڈولی مابسالتی۔اج سلیم پڑھ لکھ کے نوکر بھی ہوگیو ہن ہمنا کے کمی ہے پیا دوئے آرام نال رہیں گا تے شیبا کا ماں باپ کی

خواہش پوری ہو جائے گی۔

جد شیبا نکی جئی تھی تے میں اس کی ماں نا کہیو تھو۔ زینی شیبا میرا سلیم واسطے ہوئی۔ توں اس نا اتے بھیج چھوڑ ہوں آپ پالوں گی۔

دینہہ لہن لگو تے شیبا کا دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ تے انا مادر واز وکھڑکن کی آواز سنتاں ہی شیبا مُنہ سر بھلیٹ کے درواز وکھولن دوڑی۔ سلیم اس کے سامنے کھڑو تھو۔ اس نے اچی لمی سوہنی مٹیار شیبا نا دیکھتاں واں اگے بد کے اس کو حال پچھیو تے پھر پچھے مڑ کے سینی کرائی تے شیبا نا کہن لگو۔

شیبا اپنی بھابی نال مل دیکھ پسند ہے نا نتّا یاہ؟

شیبا نے سلیم کی کنڈ پچھے کھلی شہر کی ایکن لڑکی نا دیکھیو تے اس کا پیراں ہیٹھوں زمین نکلی گئی۔ اس کیاں اکھاں اگے اندھیرو چھا گیو۔ اس نا اکن لگو جکن کسے نے اس نا چا کے اسمان پروں اگ نال بھکھیاق واسمندر سٹ دتو ہووے۔ جت واہ سدا واسطے سڑتی رِہ گی تے اس کی جان کدے نہیں نکل سکے گی!

مجرم

محمود احمد رانا

ریاض نے سوچیو اج چھٹی ہے۔ دفتر وی نہیں جانو تے کیوں نہ اج کمرہ کی تھوڑی جئ صفائی کری جائے۔ مچ دھیاڑاں توں چیز بے ترتیبی نا پئی وی تھیں۔ دراصل گراں بچوں آ گے شہر ما اپنو وی ایک مصیبت ہے۔ ہر گل ما تے ہر قدم پر کمپیٹیشن (Competition) مقابلہ ور فر حالات ہی کجھ اِسا بنْ گیا وہ شہر وچوں باہر نہیں جا سکیو۔ دوجے اس نا نو کری وی تے اتے ہی کرنی ہے۔

یہی گل سوچ گے اس نے شمیماں ور بیاہ کیو تھو۔ شمیماں نا واقعی ہی اس نالْ پیار ہے تے ریاض نا اس گل کو بڑو فخر تھو۔

ور نکا بچہ فرصت وی تے لین دئیں۔ لوکاں گا گھراں ما در جن بچہ ٹگیا رہیں تے دوجے کن خبر وی نہیں ہوتی۔ ورات صرف دو ہی ہیں ہر ویلے تھمیاں رہیں فروی کسے نا تھوڑی جئ ہوا لگی تے بخار..... چایاں چایاں دھروتے کدے سر کے لگی وی تے کدے پیر ما۔

شمیماں نا بچاڈا ہڈا ہی پیارا ہیں۔ فروی واہ کم در ہمڑتی رِہ۔ ریاض اس نا ہر واری منع کر چھوڑے..... ور آپ وی فرصت نہیں لگتی۔ اک لسری جے ہوئی۔

شمیماں کل شام بچاں نا لے کے پیکے چلی گئی تھی۔ بس یونہی ملن گلن واسطے، ہن آتی ہی ویگی، ریاض نے سوچیو ان کا آنْوں پہلاں کئیں دنانْ توں صندوقاں نا ہتھ وی نہیں لایو تھو۔ چوہاتے کیڑا مکوڑاں نے کپڑاں نا کتر کتر کے تباہ کر دتو ہوئے گو۔

اس نے پہلاں سارا کپڑا اٹلا صندوق وچوں بستر بند وچوں بسترہ کھول کے الگ

سٹیاتے الماری در جس ما کتاب تے کاغذ پتر تھا اس در ہتھ کیو۔ کئیں سالاں توں بے چاری در کسے نے ہتھ وی نہیں تھولا یو۔

کتاب تے اس کی زندگی کی پونجی تھیں۔ ور حالات وی اس نا فرصت دیں۔ سو ویلے اٹھ بجے نکلنو رات اٹھ بجے واپس آنو اتنی مصروف زندگی ما انسان متی چیزاں نا بھل جائے تے فر کتاباں گا مطالعہ واسطے وی تے تنہائی چاہئیے۔ ذہنی سکون چاہئیے۔

الماری کھولتاں ہی اس گی نظر دیوانِ غالب ور پئی دورانِ طالبِ علمی ایک ڈبیٹ (Debate) ما انعام کا طور پر ملیو تھو۔ اس مار فیق تے عرشی دو جامنبر ور آیا تھا۔ اس نا بچپن گی یاد آئی تے ایک لمی ساس مار گے دو جی کتاب چائی یُو ہ شیکسپیر گوالمیہ ڈرامو (Kinglear) تھو۔ دھیمک نے پہلا کجھ صفحا خراب کر چھوڑیا تھا۔ اس نے صاف کر کے نان کی میز پر رکھ دتی۔

یُو ہ رام لال تے کرشن چندر کا افساناں کو مجموعو ہے۔ الماری کے تھلے اس کی اپنی لکھی وی کجھ دستاویز، کجھ ہور کاغذ کجھ دوستاں تے عزیزاں کیں چٹھیں ہیں۔ الماری کا سب توں تھلا کا خانہ ماوی کجھ بہت ہی پرانی کتاب ہیں۔ وِہ ساریں اس نے باہر کڈھیں تاں جے دھوڑ چھنڈے جائے۔

وران کتاباں کے بشکار رکھی ہوئی ڈکشنری نا دیکھ کے اس کا پیراں ہیٹھوں زمین نکل گئی. اس کا دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ اج فراس نا کسے نے ترے سال پہلاں کو ریاض بنا کے اگ گا بلتا واتندور ماسٹ دتو ہے۔ تے اس نا اس کا گناہاں کی سخت سزا مل رہی ہے۔

اس نا ماضی نان سخت نفرت تھی۔ وہ اپناں ماضی تے دورنس جانو چاہوے تھو۔ اس نا نیلا تے سرسبز ٹیلاں تنگ تے تاریک گھاٹیاں اچی لمی شنگراں نان نفرت تھی۔ نیلا تے شفاف پانی کا چھمراں توں اس نا چڑھ تھی۔ اس نا پھلاں تے شہد کی مکھیاں تے ٹھنڈی ہواں تو وحشت لگے تھی۔ فریاہ ڈائری اس کا ماضی کی تلخ حقیقت اِک زہریلا ناگ کی طرح اس کے سامنے تھی۔ اس کا دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ جس طرح زور زور نان کوئے بدان کی سٹ مار رہیو ہوئے۔

اس نا محسوس ہوؤ۔ جس طرح یاہ ڈائری نہیں ہتھکڑی ہے۔ اس کا گناہاں کو زندہ ثبوت ہے۔ تے خورے یاہ اس نا پھانسی کا تختہ در لے جارہی ہے۔ وُہ مجرم ہے، مجرم ہے، خونی، اف میرے خدا!!! اس کا منہ وچوں اک زوردار چیخ نکلی ڈائری کو پہلو صفحو پر تیو۔

یکم فروری ۱۹۷۷ء

ریاض اج سال کو پہلو دن ہے۔ تیں یاہ ڈائری منّاں نواں سال کا تحفہ مادتی ہے۔ کتنی پیاری ہے۔ اسے سال تے مھاری قسمت کو فیصلو ہونو ہے۔ یعنی ہم دوہاں کو بیاہ فرہم نا کسے کو ڈر نہیں ہوسیں۔ ریاض ہوں سوچوں... یُو ہ سال کدے جنوری توں شروع ہون کے بجائے کدے دسمبر توں شروع ہوتو، دسمبر کی پندراں تاریخ توں.....

اس ڈائری ور ہوں ہر دھیاڑے ہر تاریخ تنّاں مخاطب کر کے کجھ لکھیا کروں گی تے جد مھاری شادی ہو جائے گی ....نا..... ہے نا؟ اچھا دو جا کمرہ ماماں اکلی ہے میں اس نا اجاں دوائی نہیں دتی۔ رات وی بہت لا چار رہی، پتو نہیں واہ کتنا دناں کی مہمان ہے۔ میرو اس دنیاں ما میری امّاں تے ریاض توں سوا ہور کون ہے۔ اچھا کل ملوں گی، یعنی دو جنوری نا خدا حافظ

۲ جنوری.....ریاض اماں نا فرر ات اٹیک ہو ووُ تھو۔ مساں اس نا دوائی دے کے تے سوال کے آئی ہوں۔ اج منّاں جلدی ہے۔ کوٹھا کی بلّی بل کروانی ہیں۔ کسے نا کہوں گی۔ کدے کوئے مزدوری ور من جائے۔ باقی کل

فروری، مارچ، اپریل

ریاض کا ہتھاں نا کمنی لگی وی تھی۔ وہ بہلیں ورق پر تھو گیو

۱۶ مئی.....ریاض اماں نا اس جہان وچوں گزریاں واں ایک مہینو تے دس دن ہو گیا۔ ہن ہوں بلکل اکلی ہوں۔ ماسی منّاں آ کے کل اپنے گھر لے گئی ہے۔ کجھ دن بعد ماسی نا تیرے متعق تعارف دیوں گی ہو سکے۔ واہ اس گل کو برو مناوے خیر باقی فر.....

جون، جولائی، اگست، ستمبر

۱۶ اکتوبر.....ریاض رات ساری ہوں نہیں سو سکی۔ مڑمڑ کے میرا دل نا ڈر تے خوشی کا احساس کو ٹکراؤ ہو تو رہیو۔ بدلں کا گجن کی آواز، سنسان جنگل، پرنداں کی آواز، پانّی کا چھمراں کی آواز بلکل اسی طرح سچیں ساری رات واہی چیری اکھیں رہی۔ تنّاں وی کجھ ہووؤ تھور یاض....؟

ریاض ڈائری کا ورق پر تھور رہیو۔

۳۰ اکتوبر.....ریاض کتنا دھیاڑا ہو گیا!! تیں کوئے سنّیہو نہیں گھلیو۔ کوئے چٹھی نہیں کے گل ہے۔

۱۵ فروری .....ریاض کل منّاں بڑی ڈراونّی خواب آئی۔ کوئے تنّاں میرے کولّوں زبردستی کھس لے گیو۔ ہوں دھائی دیتی رہی، اتنی زور نال جے ہوں جاگ گئی۔ ریاض توں چٹھی کیوں نہیں لکھتو، ریاض اج کل کاگ بھی منڈیرے نہیں بیستو۔ روز ڈراوناں خواب آویں۔

۱۵ دسمبر.....اچھا ریاض آخر میری خواب سچی ہو گئیں۔ خدا تنّاں ہمیشہ خوش رکھے۔ بڑا رئیس گھر کی لڑکی لبھی ہے۔ سنیو ہے وِہ لوگ بھی شہر مار ہیں۔ اس دنیا کو یُو ہ ہی دستور ہے۔ ریاض!! ات غالب تے حالی کا دیوان ماتما کو فروخت کیو جائے اِت نیکی نا نہیں نیکی کرن آلّا نا دریا ماسٹیو جائے۔ یُو ہ عجیب دین ہے یُو ہ عجیب مسلک ہے۔ ات پیار دشمنی ہے، تے دشمنی پیار ہے۔ ات محبت جعلی خطاں توں شروع ہو کے ناجائز بچہ ورپچ کے ضائع ہو جائے۔

منّاں افسوس ہے، یاہ ڈائری تیں منّاں اس سال کا تحفہ مادتی تھی۔ مکمل نہیں ہو سکی۔ فروی ہوں ادھی جئ مکمل کر کے اس تحفہ نا واپس بھیج رہی ہوں۔ شائد اس کا تیرا تک پہچنں تیں پہلاں ہی ہوں اس دنیاں توں چلی جاؤں گی۔ لیکن ریاض ہوں اکلی نہیں میرے نالں تیرو

خون بھی ہے۔توں اک قتل کو ذمہ وار نہیں دوہاں کو ہے۔خدا حافظ

آخر ما موٹاں موٹاں حرفاں مالکھیو وؤتھو۔ (رابعہ)

ریاض کا ہتھاں وچوں ڈائری بنھ ڈھے گئی۔ پورا کمراہ ما یاہ آواز گجن لگی۔توں خونی ہے۔توں قاتل ہے۔مجرم ہے۔

یاہ ڈائری اگر شمیماں دیکھ گئی تے واہ کدے معاف نہیں کر سے۔کمتاں کمتاں اس نے کوٹ گودو جا چنتا وچوں ماچس کڈھی.....

اتنا ما دروازہ وچوں زور زور کی گھنٹی بجی شائد شمیماں تے بچہ آ گیا ہیں۔تے وُہ بلیں بلیں دروازہ کھولن گیو

راگس

غلام سرور چوہان

راشدہ جوں جوں جوانی گی سیڑھی چڑھتی جائے تھی۔توں توں ہی اس کا خواہشمند ان گی لار ماں بھی بادھو ہوتو جائے تھو۔ ہر ایک گھر مانہہ اس گی چڑھتی جوانی گا چرچا ہور ہیا تھا ۔جہڑو بھی دیکھے تھو وہ چاہوے تھو جے راشدہ اسے گا گھر گی رونق بنے۔

یاہ خواہش کریں آں بھی کیوں نہ گل ہی ایسی تھی،اس گی جوانی گی لاٹ جھل کون سکے تھو۔اس گا مقابلہ ماں تھی کائے خوبصورت؟یقیناً نہیں،واہ اللہ تعالیٰ نے کتے اپنے ہتھیں بنائی وی تھی۔یا پھر پرستان بچوں کائے پری نکل گے آئی وی تھی۔بال جس طرح سونا گی زنجیر ،بلنیں بلنیں اکھ۔سوہنی پتلی نک،رتا رتا ہوٹھ،گاٹا بچوں پانی لہتو دسے،ہتھ،پیر،مکھن گا پیڑا، اگر کسے ہور گا ہوتا تے شاید بھوئیں نہ دھرتی،پر راشدہ تھی غریب علیا گی گیری۔اتنی خوبصورت ہونڑ گے باوجود کتنی سادھی دے معصوم اس نا یوہ گمان بھی تھو جے واہ اتیخو بصورت ہے۔ دھیاڑی مھیساں نالں جائے تے گیٹیں کھیڈتی رِہ۔اس نا احساس بھی نہیں تھو جے واہ کسے توں سوہنی ہے۔ہور کائے ہوتی پتونہیں کے کے ٹنگار تے نخرہ ناز تے بڈھیار کرتی چلے آ.....

گراں گو چودھری حیدر بخش تے ہن بے ایمانی پر تلیو بھی تھو۔وہ چاہوے تھو جے راشدہ اس کی بہو بنے۔اس کو گیرو کتے چار جوان ہو آیو تھو۔ور گھوڑاں،کتاں،تے جنگلی جانوراں نال بیو پار رِہ تھو۔دھیاڑی بندوق لے کے بن مانہہ چڑھ جائے تھو۔تے شام ویلے کتاں سمیت واپس آ جائے تھو۔کدے کوئے گیدڑ ماریووے یا کوئے باندر،چودھری

حیدر بخش چاہوے تھو جمالیا گا گیرا تنویر کوٹوں یوہ رشتو موڑ گے اپنا گیرانالں بیاہ کراوے۔

تنویر ڈاکٹری کورس کرن شہر گیو بھی تھو۔ علیا کی یاہ خواہش تھی جے جوں ہی تنویر ڈاکٹری کورس کر کے واپس مڑے یوہ رشتو نمڑ جائے۔ اس نا اس گل کو بخوبی علم تھو کہ گراں کا کجھ بدمعاش اس کی عزت کے پچھے ہتھ دھو کے پیا وا ہیں اس واسطے ڈ ہ اپنی منجی بوہا مانہہ ڈھا کے سوئے ہوئے تھو۔ چودھری حیدر بخش کو اس نا اتنو فکر نہیں تھو۔ جتنو بشیرا، نذیرا تے قدیرا کو تھو۔ یہ تریہے اپنی اپنی ٹولیں لے گے تیاری کر رہیا تھا۔ جے علیا کی عزت پر حملو کیو جائے چودھری حیدر بخش تے پھر طریقہ نالں رشتو منگیا یا تنویر نا نمکرا و یہ آ۔ پر بشیرا، نذیرا، تے قدیرا نے اننت چایو بھی تھو۔ اور مچھاں نا پلر یتا، لہتاں چڑھتاں کہہ جائیں تھا۔

''علیا گیری تیری ہن جوان ہوگئی ہے۔ ہے بھی دل کو ٹوٹو۔ تنویر نا کا نہہ واسطے اڈیکے۔ ہم کجھ گھٹ ہاں''۔

انھاں کا یہ الفاظ علیا نا کھا جائیں تھا۔ پر وہ کرتو بھی کے ڈاہڈاں کے اگے لساں گو کے چارو، زبان اگے آیو وی تھو۔ رشتو زبان نالں دتو بھی تھوتے وہ چاہوے بھی تھو جے جمالیا گوتے اس گو اگلوتا نو پیٹو رلے۔ اس واسطے یوہ رشتو ہر حالت مانہہ توڑ چڑھنو چاہئے.....

انگاں تنویر نے فیصلو کر لیو تھو جے اگر وہ شادی کرے گو تے کسے پڑھی لکھی نالں.....

اس نا نجمہ پسند تھی، ڈاکٹر نجمہ، دوئے کوس کسے نا چاہویں تھا۔ علیا گی خواب کجھ لمی تھیں۔ کدے کدے سوچے تھو جے اس گی لڑکی اک ڈاکٹر نالں بیاہے جائے گی آرام تے سکھ گی زندگی بسر کرے گی.....

ہن اس نے راشدہ ور پابندی لا دتی تھی۔ جے واہ بغیر اس گی اجازت توں انگاں انگاں نہ جایا کرے۔ کیوں جے شرارت کجھ زیادہ ہی بدھ گئی تھی۔ بشیرا، نذیرا تے قدیرا اک دوجا کے کھورئیں پیا بھی تھا۔ اک دوجا گو خطرو تھو جے راشدہ نا نہ کڈھ لے جائیں۔.....

چودھری حیدر بخش نے بھی اپنا وکیل چھوڑ رکھیا تھا۔ پر علیانا انتظار کی گھڑیں لمی ہو گئیں۔ جمالیا نانْ صلاح باڑی کی تھی۔ اس نے سنیو شہر چلا یو تھو۔ وراجاں کوئے جواب نہیں آیو تھو۔

اڈیک اڈیک ماں ایک رات قدیر نے اپناں جنانْ سٹ کے راشدہ گو کاہڈو کر لیو تھو۔ بشیرانا پتو چلیو اس نے بھی اپناں جنانْ قدیرا پچھے لا چھوڑیا۔ نذیرانے بھی اپناں جنانْ قدیرا کے پچھے لا چھوڑیا۔

علیانا منجھی نانْ بنْ چھوڑیو تھو سویرے آن گے جمالیانے کھو لیو جمالیا گا ہتھ مانہہ چٹھی تھی۔ واہ چٹھی کمتاں کمتاں جمالیانے علیانا پکڑائی۔

علیانے کہیو ہوں سمجھ گیو ہاں جے اس چٹھی مانہہ کے ہے۔ یوہ ہی نا جے تنویر نے جواب کر چھوڑیو ہے۔

ہاں اِس نے اپنی پسند گو رشتو کر لیو ہے جمالیانے کہیو کوئے گل نہیں خیر ہے پرتوں مناں چودھری حیدر بخش توڑی لے چل

''علیانے یاہ گل روتاں روتاں کہی''

جمالیانے علیانا اپنے نالْ لیو تے سدھو چودھری حیدر بخش گے گھر لے گیو۔ جاتاں جاتاں ہی علیانے اپنی پگ لاہی تے چودھری حیدر بخش گا پیراں ماں دھر گے روتا کہیو:

میری عزت تیرے حوالے، میری راشدہ نا ان راگساں کوْں بچا لے، میری راشدہ نا راگساں کوْں بچا لے۔

ٹھوکر

محمد اشرف چوہان

مقدم کالیو گراں کو بڑو آدمی تھو۔ گراں کانکّاں موٹاں کولوّں کم کاج کرا کے وقت گزارے تھو۔ وقت گزارے تھو۔ پر ایک ایسو وقت آ گیو۔ جے لوکاں نے تعلیم کے پاسے اپنو دھیان دینو شروع کر لیو۔ اس نے گراں کا ایک آدمی دینیا نایاہ گل کہی جے توں اپنا جا تک علیا نا میرے کول چھوڑ دے تے اسکو خدا ذمّہ دار تے ہوں ذمّہ دار، بچّاں نا پڑھا لکھا کے بے دین کر گیا۔

تے تیرا جا تک نا کھان لان جگو سوہنّو دئیوں گو، اس پر دینیو رضامند ہو تو نہ تے کر تو وی کے! مقدم نے تے چھوڑ نو نہیں تھو۔ اسّے دینیا کا بھائی شمس نے اپنا نکاں نا پڑھا نو شروع کر لیو۔ اسّے دوران مقدّم کا طعنہ، معنا بھی چلتا ہی رہیا جے شمس ہنّ اپنا جا تکاں ناں پڑھا کے ڈی۔سی بنانو چار ہیو ہے۔ توں دیکھیے دینیا اس شمس کا جا تک دین تے دنیا توں بھی دور ہو گیا وہ دیکھ پینٹ لائیں وی پھریں انھاں نا دین کو کجھ پتو ہی نہیں۔

دینو وی اس پر خوش ہو تو رہیو جے اس کو ناں ہوئے گو جے اسکو جا تک مقدم کو نوکر ہے۔ اس کے نالّ نالّ شمس کو جا تک فاروق اپنی پڑھائی ماں مصروف رہیو۔ وہ پڑھ کے ڈاکٹر بن گئیو۔ ہنّ مقدم نا بھی دینیا کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں رہ گئی تھی۔ کیونجے اس نے گراں ماں ہور جھگڑا وغیرہ کر کے اپنّی نوکری کرن کی گنجائش بنالی تھی۔

اس نے دینیا نا جواب دتو ہن تو اپنا نکا ناواپس لے جا۔ یوہ کم ٹھیک نہیں کرتو۔اس ویلے وہ اپنا نکا نا بھی دیکھے تے اپنا بھائی کا فاروق نا بھی۔وہ اس پر بہت پچھتاوے پر ہن کے کر سکے تھو۔

ہن وقت گزر گیو تھو۔جس ویلے مقدم ہوراں نے بھی جواب دتو۔وہ گھر جا کے اپنا دوجا گمانڈیاں نا بھی یاہ رائے دین لگو جے بھائیو ہن اپنا جانکاں نا پڑھائی لکھائی کی طرف موڑو وقت ایسو آ گیو ہے جے ہن جہالت کو دور ختم ہو گیو ہے۔

آدمی

ڈاکٹر ایم، کے وقار

کاکو جمعو بھلو جیو آدمی تھو۔ سدو سادھو تھو۔ نہ دل ما کوئے بلّ فریب نہ انگلیاں پر کوئے بارتار۔ نہ اکھاں ما کوئے نو تیراں کتا کو مکمل باشندو نہ ہوتا وی وہ ریاست جموں وکشمیر کو مکمل باشندو تھو۔ خیر اس نے کہڑو باشندہ سٹیفکیٹ بنوانوں تھو۔ جے ان چکراں ما پے آ، دا داں پڑ داداں تیں اس دھرتی پر جہڑی خانہ بدوشی کی ریت چلی آئی تھی۔ اس تے کاکا جمعہ نے ایک قدم بھی باہر کڈھنو کفر سمجھیو۔ حالانکہ اس کا بسن پر کسے پاسوں کوئے فتویٰ نہیں تھو۔

نوں وی اس کی باشندگی کو ثبوت کسے تحصیل کا کاغذ کا نیلا ٹکڑا پر نہیں بلکہ جموں وکشمیر کی نیلی دھرتی کا سینہ پر چپیں چپیں لکھیو وؤ تھو۔ برہیا کا سوہنا نیلا نیلا دن دراس کی ایکن ڈھوک مانیلی نکی پر گذارے تھوتے سیاں کیں کالی لمی رات نوشہرہ کی کالی کسیاں ماکٹیں تھیں۔ رہیا شرد بھاند کا دن ویہ مالّ بتیراں کے نالّ پڑاء پڑاء چلتاں گذر جائیں تھا۔ جے موسماں نا وی اس کو پتو نہیں تھو چلے۔ زمانہ کے سامنے اس کی حثیت بھانویں مچ ہی فقیر تھی۔ پر اس کے بھانے منسٹراں کو ٹھاٹھ باٹھ وی بس پتر اپر ایک تریل تھی۔ مال بتر تھو ہی کے۔ بھارواں کو ایک ترنڈو کچر داناں کی جوڑی... بچھیر سمیت ایک گھوڑی تے بھانڈاں کی ایک ترنگڑی۔ تے پیلی مکھنّ زین کو پرانو جیو تمبو مغل روڈ کا ہر پڑاء اس نا اکبر تے جہانگیر تے بڑو شہنشاہ بنا رکھیں تھا۔ حالانکہ شاہجہاں نالّوں اپنی ممتاز نا وہ جوانی ما دفن کر رہیو تھو۔ کدے اپنا نکا بلو تے بچی کُو کاں کی فکر نہ ہوے آتے ٹبری بیگماں کی اچنّ چیت موت پر اس نے لال غلام کھڑی تیں چھالّ مار چھڑی ہوے آ بیگماں کو فقیرو تے خرچ تے ساتھیاں کا جاڑ ما بنّ گیو۔ پر اس کو تاج محل برفانی دریا کا گڑنگ ما کسے تھایا ہی نہ پر رب کو شکر ہے۔ جے نوشہرہ تے دراس تو ڑی ہر برادری تے ہر مذہب کا لوک اس نا کھلیں متھیں آ بیں کہیں تھا۔ ہر پاسے سکھ کا دھیاڑا تھا۔

تے وہ وی اپنا دکھ نا بھل گیو تھو۔ برہیا کا دناں کی نیلی نکی پر اس کی پڑی آلّی کلاں پر کدے کسے کو قضیو نہیں ہو یو۔

ہاڑ ماُت ڈیرو پجھتاں ہی دراسی دوڑ کے آ جائیں تھا۔ تے بڑی محبت نالّ گل لا کے پچھیں تھا۔ ''جوک خبراین باب جمعہ.... بالّ ملائی جاک ایں''

تے یوہ وی ٹٹی پھٹی شیناں ما جواب دے تھو۔

''شکر شکر سیوتھ سیوتھ'' اسو ما کشمیر مڑتاں ہی برین، نشاط، پانپور تے شالیمار ہوراں ما اس کی تے اس کا دواں میٹراں کیں وہ یہ مزمانی ہوئیں تھیں۔ جہڑو کوئے اماں جا یو وی نہیں کرسیں ہر واقف کشمیری پچھے تھو۔ ''جمعہ کاک کیاہ چھس خبر''

''ٹھیک چھس، ٹھیک چھس'' اس کو جواب ہوئے تھو۔

سیالّ کی جاء کال کسیاں کا گمانڈی متراں کی اپنی چیرواں کا ٹھ آلّی لگی ڈھاری نا وہ یہ سمر سہر کے رکھیں تھا۔ تے اُت ڈیرو جاتاں ہی سیتا تے ترلو کیا ہور چھی مار لیں تھا۔

''ایتکی توں بڑے دن لائی آیا ہیں بھائی جمعیاں،،

اجاں اس منگھر وہ بھانویں تا ولو ہی پجیو تھو۔ پر ان کی محبت اس جدائی نا وی مچ لمی سمجھے تھی۔ شائد محبتاں کا یہ شریں بول ہی تھا جہڑا ہر شرد بھاند پیر تے زوجیلا جیا اچاں ننگاں پہاڑاں تیں اس نا عاشق فرہاد نالوں گزار چھوڑیں تھا، حالانکہ اس کا ہتھ ماں کوئے تیشو نہیں تھو۔

کا کا جمعہ نے کدے فارسی پڑھی ہوئے۔ آیا علامہ اقبالؒ نالوں لاہور پاکستان توں لے کے ٹاور آف لندن تک علاقہ دیکھیا وا ہوتا تے اُت کوکوئے شاعر اس نا کہے آ۔ع گر فردوس بر روئے زمیں است

تے یوہ چھٹ ایک ان درد یکھ کے سر ہلائے آ ارا.....نہ.....پھر مڑ اپنا اسے پیر تے زوجیلا کا قدرتی ٹاوراں دراشارو کرے آ۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

پر پچھلا کجھ اک سالاں تے پتو نہیں کس بھیڑا کی ان ٹاوراں نا نظر لگ گئی تھی۔ بے بسی کا ہولاں کا اتنا ٹاور بیگماں کی موت پر اس کا دل مالال غلام کی گھڑی ماوی نہیں تھاٹا۔ یو ہی حال اس کا دواں جا تکاں کو تھو۔ جہڑا دوئے جوان ہو کے وی آپ مہاراڈر جائیں تھا۔ بھیڑ بکریں مرکھپ گئیں تھیں۔ بلو بیتراں پر ہن دھیاڑی نوشہرے ٹھیکداراں کی ریت ڈھوئے تھوتے اس کا شام نا آتاں ہی کا کو جمعو ڈھاری کو بوہوا سرا مالئے تھو جسر ابلّو نوجوان لڑکو نہیں کا ئے خزاناں کی بوری ہے۔ تے راتو رات کوئے آ کے اس نا لے جائے گو۔

اج ادھ منگھر کا جمعہ کی شام کتے تاولی پے گئی تھی۔ پھر وی کوکاں نے نمکی چاء نیلو ساگ تے مک کی روٹیں کوسی کرلئی تھیں۔ باپاں پوتاں نے اجاں بسم اللہ نہیں تھی کی جے بوہاما بلیں جے ..... ٹھک ٹھک ہوئی واہی بھیڑی ٹھک ٹھک جہڑی اس دھرتی پر کئی اسمان کھا گئی تھی۔ اس ایک گھڑی کی ٹھک ٹھک ما جمعہ نا کئی چوتھا جمعہ رات تے شام یاد آئیں۔ فروزیا چودھری کی رت نالّ بھری وی لاش تے ترلو کیا شاہ کی بے گناہ موت یاد آئی تے اپنا نزع کو ٹیم وی صاف کو لے دسیو۔

ٹھک.....ٹھک چھٹ ایک بندری تے تر واں کو ساہ پھر گیو۔ کا کا جمعہ نے دل نا بتو دتو مت پر لاں گمانڈیاں کو داند ہوئے بھکل داندرات کھل کے کدے کدے کنداں نالّ کھینسرے ہوئے تھو پھر دل ما سوٹھو کیو جے اپلاں گمانڈیاں کو کتو ہوئے گو۔ ٹرڑو کتو وی رات کھر پھر کر تو رہ تھوور دل ما دعاء کی خدایا تیری کائے ہور مخلوق نہ ہوئے۔ پھر ایک باری ایسو ٹھک ہوؤ جے بوہا کو رڑو وی چینک گیؤ۔ بلو تے کوکاں اٹھ کے باپ کے نالّ چمڑن لگا تے وہ پیر تے زو جیلا نا چھالاں نال پار کرنّ آ لواج بوہا کا روڑھا تک دوگز جا ماڈر ڈر کے تے مرمر کے پجھیو۔ روڑا کی بتھ بچوں دوٗر تک چانئی ما ایک نظر ماری تے مڑ کے ایکن دو جا کے گل لگا وا تے جیتا مواوا بلو تے کوکاں درد دیکھ کے کہیو۔ باہر.....آدمی نہیں

ہیں.....ادا آدمی نہیں۔ کوکاں کا منہ تیں نکلیو کا کا جمعہ نے ساہ پھر تاں جواب دتو۔ ہاں.....آدمی نہیں

راجکماری

ڈاکٹر ایم کے وقار

یوُہ منّاں بعد ما پتو چلیو جے اس کو ناں ’’ راجکماری‘‘ تھو حالانکہ میں تاریخ مائلکاں تے ’راجکماریاں‘ کا بارا ما سدھو کجھ پڑھیو تھو۔ قلوپطرہ کی عیاشی، سنجوگتا کو پریم، رضیہ کی حکومت، نور جہاں کا شوق، زرینہ روسی کا یارانہ، روشن آرا کو علم، وکٹوریہ کی چالّ نے رانی لکشمی تے چاند بی بی ہوراں کی بہادریں نہ تاریخ کا صفحاں تیں چھپی وی تھیں، نہ میری نظراں تیں اوہلے تھیں۔ پر اس راجکماری کو سارو جغرافیو مہینو سامنے رکھ کے وی ہوں اسکی تاریخ نہ پڑھ سکیو۔

منّاں کشتواڑ کالج آیاں کجھ ہی عرصو ہووؤ تھو۔ تے کریم گگڑو کا مکان ما ڈھیرو لایاں اس تیں وی کم عرصو۔ دواں کمراں تے ایکنّ رسوئی کو یوُہ فلیٹ باقی ٹھیک ہی تھو۔ لیکن غسل خانو ذری پوڑیاں کے ہیٹھ تھو۔ جسکی تکلیف منّاں گھٹ تے میری ٹبری نا زیادہ تھی۔ لہٰذا کجھ مھاری تکلیف دوٗر کرن واسطے تے زیادہ اپنو کرایو بدہان واسطے کریم گگڑو نے اٹیچ باتھ روم کو کم شروع کرادتو۔ پروجیکٹ بھانویں نکو جیو تھو۔ پر مکان کا نقشہ کا لحاظ نالّ خاصو مشکل تھو۔

لوکل مستری بیاڑ کا شہتیراں کی کندنالّ ٹنگی وی گھوڑی پر کھل کے اِٹ گارانالّ اس راہ ڈیکے تھو۔ جس طرح موہرا کی بکریاں کو آجڑی پنجال کا نیزہ پر بچ کے کاڈھ کا بھارواں نا ڈِیکے۔ بُنّ گلی ما کالو مرتو جیو بہاری مزدور ریت سیمنٹ جوڑنّ نا اس طرح تلاپ مارے تھو۔ جس طرح گوراں بٹانّ کا تہاسی آلاّ ٹیڈھ ما کسے لئی وال کی چھٹ جھڑ گئی ہوئے۔

سب تیں اوکھو کم مسالو پکڑانّ آلیّ بہارن مزدورن کو تھو۔ جھیڑی جٹیا وا بانساں کی

پتلی جئ سیڑی پر بھاری ٹوکری چاء کے بٹوں اُپر جائے تھی۔اسکی تناں اُفراں جانْ کی بار بار سختی منّاں اس طرح دسے تھی کہ کدے واہ کوہ گڑھا کی کھڑی چڑھے تے کدے بگناڑ کی لہاوی لہے لگی وی۔دیوار نال لڑکیا وا انہاں بانساں کی لہاوی چڑہاوی ما برفیلا کشتواڑ کا شرد کی ٹھنڈی ہواوی شامل تھی۔تہ راج کماری کا کا سا ملا جسم پر ایکا پتلی جئ ساڑی تھی۔رتی میلی جئ یاہ ساڑی اُس کا تازہ بیاہ کی نشانی تھی۔بیاہ ناوی خیر نا اٹھ ساڑھا اٹھ مہیناں ہو گیا تھا۔تے اتنا ہی مہیناں کو ثبوت گول ٹوکری بن کے اس کا ٹہڈھ ما موجود تھو۔

سادا لوک کدے کدے مچ سیانْی گل کریں۔مھارو یوسبو ماموں کہہ ہوئے۔او رے!! ساری اس ڈھڈ کی نس بھج ہے۔کشتواڑ کا حالیہ فسادات ما کجھ مچ رجیا والوک کوٹھی بنگلہ چھوڑ کے جان کا ڈرنال اتوں نس گیا تھا۔پر راجکماری بھکھ کا ڈرنانْ اپنا اٹھاں مہیناں کو رجیو وؤ پیٹ لے کے بہار تیں کشتواڑ نس آئی تھی۔ات اس نے بہار تیں وی سرس لکھاں کی نکی جئ ایک کلی بنالئ تھی۔محلاں تے بنگلاں کو یوہ سیاپو ہے جے ایک واری اجڑ گیا تے فر سوکھاں نہیں بنتا تے کلی شہزادی کو یوہ سکھ ہے۔جے جت جاؤ اتے تیار لکھ مٹی نہ وی ہوئے۔ٹھاوا تر پال کی تمبولی سہی۔چارے قضا تر پال وی نہ جڑیوتاں لشکناں کاغذ کی سر پر ڈھو ہو ہی جائے۔

راجکماری تے اس کا جناں کولْ تے ان کی ساری برادری کولْ ات وی یوہ ہی کجھ تھو۔ان ما کوئے بھانویں بہاری، کوئے اڑیسی، تے کوئے راجستھانی تھو پر کلیں کھولیں تے تمبولیں ساراں کیں ایکو جہیں تھیں۔ان کو مذہب، سیاست تے ساری بھاگ دوڑ دو ٹیم کی لکھی لونْی روٹی تھی۔جہڑی کدے تھائے تھی کدے ٹل جائے تھی۔پر زنانی کے کولْ جہڑو گینتی بیلچو تے ٹوکری تھی۔وہ جمنْ تیں مرنْ تک نہیں تھی ٹلے۔

کالا پہونڈ نالوں جڑو جمیوں تپتی تہپ ماتے کھوری بجری پر اے ٹوکری کی چھال۔ سکیاں جنگلاں تے گلی وی کہنڈی آئی جوانی ما ضعیف ہو کے لاغری، بھکھ، تے بیماری نال مرنْ لگوتاں وی اسی باجری پر کھروڑی رگڑ کے تے اُن ہی بیلچاں ٹوکریاں پر سر مار کے۔

عہد جوانی رو، روکا ٹا پیری میں لیں آنکھیں موند
یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ایکا گل چنگی جے فیشناں تیں بچیا وانکاں ہوتاں الف ننگا بالغ ہوا تے ''ب'' تے ''ن'' تک ننگ نا ننگ نہیں سمجھنو۔ ہاں !!ج چ ح خ....دڈ ذ....رڑ ز.... پر ایک شوقن کو زمانوں نویں نویں جوانی تے اپروں سجرو سجرو بیاہ راجکماری ناشائد اجاں نکی جئی فیشن کی شوق تھی۔ جہڑی تری (۳۰) روپیہ تہاڑ داری مادی زندہ تھی۔ متھا پر رتّی بندی سہاگ کی سلامتی نواں پر رتی بھرتی پالش ٹوکری کو صدقو ریت، سمٹ نال گچی وی بایاں مارتی سستی بنگاں کو جھنکار بنجاراں کی ٹھگی۔ تے دوڑا چاندی کا چٹا کڑا اپنا دیس کی روایت کناں ما بجا جی بنداتے نک ماخبرے روپیہ کو کہ اٹھانی غوکوکو، سر تے پیر بھانویں ننگا پر مسالا نانّ چو پڑیا واعمر کدے پندراں تیں اپرا ورا ٹھاراں تیں بیٹھ ہی۔

ارمان چڑھتی جوانی کو بڈھو مستری وی ٹوکری کا مسالہ درگھٹ تے راجکماری در زیادہ دیکھے تھو۔ تے مسالو پکڑتاں ہتھاں نال ہتھ لا ہی لے تھو۔ کدے ٹٹّا وادند کڈ گے مشک جائے تھو۔ پر راجکماری کی تھکی ٹٹی وی جندڑی ناں ان گلاں کی ہوش ہی نہیں تھی کہ اس نا کوئے کس طرح دیکھے۔ شائد نظراں تے ہتھاں کا تیر اس نے بڈھ کا دوزخ واسطے قبولیا وا تھا۔ پر پھیڑو بڈھ روز بدھتا ثبوت سمیت فروی ادھ ننگو تھو۔ ادھ ننگو ہی نہیں بلکہ ٹوکری لا ہتاں چا تاں صاف ننگو ہو جائے تھو۔

خیر نوں بھی یُوہ پیٹ پریم تے محبت کی نشانی گھٹ تے بگار کی کار زیادہ تھو۔ دکھیا عورت ہمدرداں نا دگی گل دس ہی چھوڑے بھانویں نامحرم ہی کیوں نہ ہوئے۔ کم کے آخری تہاڑے راجکماری نے میرے اگے اتھروں کڈھیا۔ ''ہمراہ پتی بہوت جالم ہے بابو ساب .....سام کو سراب پیوت ہے۔ رات کو اس کا بات نہ مانوں تو مار پیٹ کرت ہے۔ نسہ چڑہت ہے نا سالے کوں''

یاہ گل میرا سیناں پر مستری کا ہتھوڑا نالوں لگی ۔ پر میرا کولں اس کو کے علاج تھو۔ منّاں کالج جان کی تاول تھی ۔ تے اس نا مسالو بنانں کی جلدی۔ کریم گگڑو کو ککڑ چا شکاں ناں وی بانگ دے تھو۔

ککڑوں کڑوں.....ککڑوں کڑوں..تے مناں لگے تھو کہ ککڑ راجکماری درد دیکھ کے جوش کو یُو ہ شعر کہہ لگو۔ ؎

اُف یہ ناداری میرے سینے سے اٹھتا ہے دھواں

آہ! اے افلاس کے مارے ہوئے ہندوستاں

پنجاں کو ایک نوٹ اس درسٹ کے ہوں اس طرح ٹر گیو۔ جس طرح میں حاتم طائی کی قبر پر لت مار چھوڑی ہوئے ۔ پر ایک نیکی ہوں کر آیو تھو۔ جس تیں ساری تہاڑی خوش رہیو۔ گھر آلی نا کہہ آیو تھو۔

ارا...اج راجکماری نا روٹی دے چھڑیئے ۔ کیوں جے اس تہاڑے واہ صاف فاقے تھی ۔ رات کی جناں کی مارتے بھکھی سو رہی۔ نکی لو کجھ امیدواری کی نزدیکی تے کجھ کم کی تاول تے نہاری وی نہ کر سکی تھی۔

سنجاں نامنّاں ٹبری نے دسیوا کھے روٹی تے سدھی پکی وی تھی۔ وراس بچاری کولں اپنوں بھانڈو ہی نہیں تھو۔ میں افسوس نالں کہیو۔ میری تھالی مادے چھڑنی تھی۔

زنانی نے ذری اکھ کڈھ کے پچھیو.....کیوں؟

اس کیوں کو میرے کولں کوئے جواب نہیں تھو !

پرائی چھاہ

سعید بانیا

کمال دین بڑو کمال کو جنو تھوا چوقد تھندی مُچھ ادہ گزطرو چھوڑ کے اپنی بھلی گھوڑی اپر سوار ہو کے کدے کدے ماہلیاں ور اپنا بہتراں تے ڈنگراں ناں چران جاتو رہ تھو۔ کمال دین غا نخرہ ٹخرہ گراں کا کجھاں لوکاں ناں چنگا نہیہ لگیں تھا۔ ور کمال دین غی کنڈ مضبوط تھی کیوں جے اس کا ہور اٹھ بھائی تھا انہاں نوہاں پہائیاں ناں ملجل کے اسطرح رہن ماں ان کا دشمناں نماں ڈاہڈی مایوسی ہے تھی۔ کمال دین تے اس کا بہائیاں ماں پھوٹ کہلن واسطے مچ تدبیر آزمائی گئیں ور کافی عرصہ توڑی کائی تدبیر انہاں ناں نکھیڑن واسطے نہ کارگر ثابت ہوئی۔

کمال دین کا پہائیاں نے اپنا اپنا جا تک کمال دین غا کہن اپر ای سکولاں ماں داخل کرادتا تھا کمال دین غونکو جا تک آصف تے اس کا بڑا پہائی سلام دین کو پوت یوسف پورا سکول بچوں ٹاپ کرن لگا سارو گھر انو بڑو خوشحال تھو۔ ہر فصلی مہیس ساراں گھراں ماں موجود تھیں گاں تے بکری وی کافی ساری تھیں دودھ گھی کی چھیورای چھیور تھیں۔ کمال دین کا ایکن بھائی رفیق کے گھر کوئی پوت نیہہ تھو ساری دھی ای دھی تھیں گراں کی تے دو جی آنڈ گوانڈ کی بیٹکی طعنہ دیتی ریں تھیں نسیمہ سُن سُن کے تنگ آ گئی اک کنی اس کو گھر آلو ناراض ناراض رھن دو جی طرفوں بچہ کی احساس محرومی نے نسیمہ ناں سکا کے تیلو کر دتو۔ نسسیمہ نے عہد کر لیو کہ کدے ہن دھی ہوئی تے واہ دودھ کدے نیہہ پلاسیں۔ خدا کی کرنی رفیق کے گھر فر چھیویں بچی جم کھلی۔ نسیمہ ناں اس کا گھر آلا تے دو جی سینٹریاں بیٹکیاں نے مچ سمجھائیو کہ اے خدا کا کم ایں توں معصوم ناں دودھ پیال ور نسیمہ اپر کائی نصیحت اثر نہ کر سکی بچی ناں بکری غو دودھ دین غو فیصلو کیو گئیو بکری غونر یو دودھ پی پی کے بچی موٹی تازہ ہوتی گئی باپ نے اس کو ناں سعدیہ رکھ دتو۔ اس بچی غا طور اطور اباقی بچاں توں مختلف دسن لگا سعدیہ تھوڑحی بڑی ہوئی گراں غی ماسٹر

ینی نے دیکھ کے سعدیہ ناں مچ پسند کیو واہ کہن لگی یاہ بچی بڑی ذہین ہے اس ناں تم میرا اسکول ماں داخل کرادیوں۔ سعدیہ غو باپ بولیو کدے تنا مچ چنگی لگے تے ہاں تو اس ناں اپنے نال لے جا۔ ماں نے سر ہلایو نہ نہ میری بچی ناں نہ دیے۔ چپ کر چپ کدے یاہ تیری ہوتی ناں تے توں اس ناں اپنو دودھ کیوں نہ پیلاتی رفیق نے ڈانٹتاں واں نسیمہ ناں کیو۔ ماسٹرنی یاہ گل سن کے ہوروی تعجب ہوئی واہ نسیمہ غی جاہلیت ور ہنس رہی تھی۔ خیر رفیق نے سچ مچ سعدیہ ناں ماسٹرینی کے حوالے کر دتو۔ بچی پڑھن لگی کوئیاں سالاں توں بعد سعدیہ دسویں چنگا نمبراں نال پاس کر گئی۔ گراں آلا حیران ہون لگا تے کہن لگا۔ اوہ دیکھو جس ناں ماں وی نیہہ سیانے تھی واہ تعلیم حاصل کر کے لیڈر بن بیٹھی ہے۔ اج توں ای بڑاں بڑاں ناں نصیحت تے ہدایت دین لگی ہے۔

سعدیہ واقعی بڑی ذہین تے انقلابی ذین کی گدری تھی۔ اک تہاڑے ماسٹرنی نے رفیق کے گھر جا کے اس ناں کیو یاہ بچی بڑی لائق تے ذہین ہے۔ میں اپنو فرض پورو کیو ہے۔ ہن تم اس ناں لڑکیاں کا کالج ماں داخل کروادیوں۔ یاہ مچ ترقی کرے گی رفیق جنو تے چٹوان پڑھ تھو ور عقلمند تھو اس نے استانی جی کی گل ور عمل کرتاں واں سعدیہ ناں گرلز کالج ماں داخل کروادتو۔ سعدیہ تعلیمی میدان ماں دن دگنی رات چگنی ترقی کرتی گئی۔ اس نے اپنا دیس اپروں غیر ملکیاں کو جور تے تسلط مکوان واسطے آزادی غی خاطر چلن آلی عورتاں کی تحریک دختران ملت ماں شمولیت اختیار کر لی۔ اس نے اپنی پر جوش تقریراں نال وادی کا مرداں تے عورتاں کا جذبات ابھرایا۔ سعدیہ نے اپنے آنڈ گوانڈ وی لوکاں ناں جذبہ جہاد تے فلسفہ شہادت توں آگاہ کرنو شروع کر دتو۔ سعدیہ کی انہاں انقلابی سرگرمیاں کی وجہ توں کالج کی انتظامیہ ناں کالج ناں بند کرنو پئیو۔

انگا سعدیہ کا چاچا کو پوت یوسف وی اپنی تعلیم مکمل کرن کے نیڑے تھو۔ ایویں تے یوہ سارو خاندان چنگو کھان پین آلو تھو علم غی دولت وی اس خاندان ماں آ گئی یوسف کا باپ

نے اپنی گھر آلی نال مشورو کیو کہ کدے تیری مرضی ہوئے تے سعدیہ کو ناطو یوسف واسطے منگاں۔بس کر بس۔میرو یوسف اتنوای گئیو گزریو ہے بس اس واسطے واہ بکری کو دودھ پین آلی اے اس کے سوا اس واسطے کوئی رشتو نیہہ۔تم کڑیاں کو عقل گھٹا ماں ہوئے کسے نے سچ ای کیو اے۔سعدیہ واسطے بکری کو دودھ مینو بنڑ گئیو کے ہوؤ اسکو ناں ای توں لینو گہوارہ نیہہ کرتی یوسف کو باپ بولیو جے اس کی ماں نے اپنو دودھ نہ پیالیو فر کے ہوؤ تو ای دس سعدیہ نالوں کائی گدری ہے۔یوسف کا باپ نے اپنی کھر آلی ناں سمجھاتاں واں کہیو۔یوسف کی ماں ناں یوسف نال ڈاہڈی ہمدردی تھی ورواہ یاہ گل نیہہ سمجھ سکے تھی کہ تعلیم یافتہ تے ان پڑھ ماں کے فرق ہوئے۔

ایکن تیڑے راہ چلتاں کمال دین کا ایک بڑا دشمن شیرو کی ملاقات یوسف کی ماں مجس نال ہوگئی اس نے یوسف کی ماں کا اتنا کن بھریا اتنا کن بھریا کہ وا یوسف کا چاچاں کی کھل کے مخالفت کرن لگی۔شیرو ناں پتو چلیو کہ اس ہتندان مانا چا کی نال ہتھ پے گئی ہے۔اس نے یوسف کا ماں باپ ناں دو جا پہائی رفیق توں اتنو دور کر دتو کہ وے ایک دو جا کا جانی دشمن بن گیا۔کمال دین ایکن تیتڑے اپنی گھوڑی اپر سوار ہو کے جار ہیو تھو کہ شیرو تے اکا کھجاں سنگیاں نے کمال دین ناں مندی چنگی کہی تے وارننگ دتی کہ کہوڑی اجپر چڑھ کے ان کا کوٹھا کے نیڑوں نہ گذرے۔اس کی یاہ چال انہاں ناں بالکل پسند نیہہ۔کمال دین بڑو حساس جنو تھو اس کو ذہن بجلی نالوں ہر پاسے پھریو۔دل ای دل ماں سوچن لگو اج بھیڑاں ناں سنگھ کس طرح لگا گیا۔انہاں پہائیاں کے سامنے کی مجال کو ئیا چو بولے تھو۔شیرو نے رفیق کی کھر آلی کو لوں سارا بھید کر یدلیا تھا اس کے ذریعے رفیق ناں دو جا پہائیاں کو چھاہ کے خالف تے بدگمان کرادتو تھو۔شیرو نے رفیق کی گھر آلی کے ذریعے بڑی چالاکی کے نال یوہ سنہیو دتو کہ تیرا پہائیاں ناں تیرے نال کائے ہمدردی نیہہ ان ساراں کی ن ر تیری زمین اپر ہے۔بس وے تھارا ساہ کا اڈیک وان ایں۔رفیق کی گھر آلی کنماں کی زیادہ ای کچی تھی واہ سچ مچ شیرو ناں

اپنو ہمدرد سمجھی رفیق وی اپنی کھر آلی کو کلمو پڑھے تھو کے مجال کے کائی دو جی کرے۔ شیرو کی گل ان کا ذہن ماں رچ بس گئی وے پہائیاں کولوں شیرونا اپنو ہمدرد سمجھن لگا۔ لوکاں کا خوب تماشا بنڑن لگا۔ سعدیہ کے سامنے یوہ سارو ماجرو تھو۔ شیرو جہڑو کل تک کسے گینتری ماں ای نیہہ تھو منہ کہڈ یوو و ہر تیجے چوتھے تہاڑے رفیق کے کھر سلام کرن لگو ایک کنی تے اوہ بڑو ہمدرد بنڑ بیسے تھو۔ دو جی کنی ان کا کھڑ پینچ پہائی کمال دین کا راہ وی ملے تھو۔ سعدیہ کا ماں باپ شیرو کا گرویدہ ہوتا گیا ور سعدیہ ناں شیرو کی گل مول چنگی نیہہ لگیں تھیں واہ اس کی گل سن سن کے پوری طرح اس کے خلاف تھی کیوں جے شیرو اس کا چاچا تایاں کے خلاف گل کرتو رہ تھو۔ سعدیہ نے اپنا ماں باپ ناں صاف دس دتو کہ یوہ شیرو مہارو ہمدرد نیہہ یوہ صرف پھوٹ کہلنو چاہئے۔ سعدیہ نے شیرو کی گلاں کو ذکر اپنا چاچا کمال دین توں کیو۔ کمال دین کے سامنے ساری سازشاں کو نقشو آ گیو۔ کمال دین بڑو سیانو تھو اس نے سعدیہ تے یوسف کا ماں باپ ناں اکٹھو کیو سمجھا بجھا کے سعدیہ تے یوسف کو ناطو جوڑ دتو۔ اسطرح پرائی چھاہ توں یوہ خاندان بچ گئیو۔ خوشی تے خوشحالی گھر ماں کھیڈن لگیں۔ سارا بہائی پہلے نالوں رہن لگا۔

شرم کا ستوں

سعید بانیا

سردیاں کا آن توں پہلاں پہلاں گراں آلاں نے اپنا کم کاج تقریبا مُکا لیا تھا۔ مکئ تے کھاوی کپے گیا تھا۔ ورٹھوکاں ماں مکئ کا ٹانڈا تے کھانیلا تھا۔ بہار کی نشانی بس کجھ ایہہ نیلا ٹانڈا تے نیلا کھا کا تیلا رہ گیا تھا۔ خیر محمد اپنا مالاں واسطے کھا کو گڈ وٹھوکاں توں ای کپ کے لے آئیو تھو۔ کھاسٹتاں ای کہن لگو اللہ کرے یوہ مال مک جائے ہر تہاڑے ڈھوڈھو کے لک ای دھرو ہو گئیو ہے۔ خیر محمد کی بیوی اک دم بولی توں کیوں نہ مک جائے مال نال ای تے ساری رونق ہے۔ خیر محمد بولیو او چہلیئے کدے ہوں مک گئیو تے فر تیرو مال کدرہ کو۔ یوہ میرو ای کم ہے اتنا مال ناں سازوں ایں۔ خیر محمد کو جا تک جہڑ واشکولی تھو اس ناں مال چوکھراں کے نال کائے دلچسپی نیہہ تھی ماں باپ کو تکرار سن کے کہن لگو اس سارا مال ناں فروخت کر دیو۔ ولی محمد توں چہلو جا تک ہے کدے مال چوکھراں ناں بیچ دیاں فر گھر کو نظام تے تیری پڑھائی کو کے ھوئے گو۔

اباتم نے سارا بیکار چوکھر رکھیا وا ایں۔ دودھ دین آلی میس ہے نہ گاژتے نہ کائے بکری۔ کدے بچا اے دودھ نیہہ دیتیں فر کے لگیں تے سوہنی۔ لگیں تے سوہی ور فائدو کجھ نیہہ۔ جا تک بولیو۔ فائدو ہوئے یا نہ لوک کہیں نا خیر محمد کتنو مالدار ہے۔ میری بڑی دا کھ لوکاں ماں ہے۔ تھاری اس نمائشی عزت کو کے فائدو ہے۔ ولی محمد بولیو۔ کدے دودھ دین آلی اک میس ای ہوتی سوٹھو تھو خیر محمد کی بیوی نے شرماتی اکھاں نال دیکھتا گل کی اتنا ماں خیر محمد کی نکی لڑکی صباح وی گوالی کر کے پوچ گئی۔ اماں ہوں کل توں گوالی نیہہ کرسو۔ کیوں بچی گوالی ہور کون کرے کو تیرو باپ تے مساں ان واسطے کھا پتر بنائے۔ پہائی تیرو اشکولی ہو گئیو ہے۔ ہوں تے ان چوکھراں نال ٹرای نیہہ سکتی ماں بولی۔ ماں فر کوئی حل کروں ہوں وی سکول

پڑھنو چاہوں ایں۔اج دنیا ترقی کر گئی ہے ور ہمنا حالا سمجھ نیہہ آئی۔یاہ سمجھ تے تیرا باپ ناں آنی چاہیے پتو نیہہ ان بیکار چوکھراں ناں رکھ کے کے کرے۔چُپ کرو۔چپ ہور تھارو کم کے ہے مال کی دیکھ بھال نیہہ کر سوتے تم ہور کرسی اپر بیٹھوں کی مج تعلیم ہے نا تھارے کو لے خیر محمد موٹی موٹی اکھ کڈھ کے بولیو۔کھر ماں ہر تہاڑے مال اپروں جھگڑو لگو رہ تھو۔ایک تہاڑے صباح نے چوکھر لُگا جنگل کی کنی کر چھوڑیا۔پہلاں تے اے گوانڈیاں کا نیلا کھاماں جا پیا۔سارو کھاہی خراب کر دتو۔فر جا کے ان کا بڑا کھاڑا اماں کیتری لگ کے کھان لگا۔گوانڈی کجھ پہلاں ای ناراض تھا ان ناں گل ہتھ آ گئی۔اے چوکھرا تنا کٹیا کہ رت برتا کر چھوڑیاں۔خیر محمد ناں پتو چلیو کہ اس کا مال چوکھراں کو تے گوانڈیاں نے بروحشر کر چھوڑیو ہے اوہ اک دم غصہ نال سوٹی لے کے گوانڈیاں پر حملہ آور ہو گئیو گوانڈیاں کا جا تک وی چنگا جان آلا تھاوے چاھیں آن تے خیر محمد ناں مزو چکھا دیتا ور جا تک بڑا سمجد ار تھا ان نے درگذر کیو۔تے کہن لگا چاچا ہم گوانڈی آں تیرا مال نے مُج نقصان کیو ہے ہم درّ در کر گیا۔نقصان تھارو ہوں جیوں ایں پورو کر سکوں ایں تم اے ڈنگر کیوں کپیا ایں۔خیر محمد پچھن لگو۔ڈنگر کپیا ایں یوہ تم کہہ کے رھیا اوں۔تے ھور کس نے پھٹ ماریا ایں۔گوانڈیاں کا جا تک بڑا پریشان تھا ان کی سمجھ ماں نیہہ آرھیو تھو کہ آخر اتنی معمولی گل اپر کس نے حیواناں اپرتا نو بڑو ظلم کیو ہے۔

گوانڈیاں نے قسم کی کہ ہم یاہ حرکت نیہہ کی۔خیر محمد انھیں پیریں واپس اپنے گھر مڑ گئیو۔جا کے گھروں دریافت کیو کہ صباح اج کیوں مال نال نیہہ گئی ماں نے اپنی دھی ناں یوہ کہہ کیں بچالیو کہ صباح اج مُج ماندی ہو گئی تھی۔ولی محمد سکولوں واپس آرھیو تھو کہ اسکلے کنے یاہ گل پئی کہ خیرو کا مال ناں ہمنے کپیو ہے۔خیرو تے اس کا گوانڈی صدیق ہن آپس ماں خوب لڑیں کا۔ولی محمد ان جنا کی آواز پہچان گئیو تے تاولو گھر جا پوچیو۔جا تاں ای اپنا باپ ناں آواز دتی ابا مہارا ڈنگراں ناں قاسم تے شفیق نے کپیو ہے۔ولی محمد کو ڑنہ مار تنا کے پتو قاسم تے شفیق نے یاہ حرکت کی ہے۔خیر محمد نے جا تک ناں ڈانٹیو نہ۔نہ ابا۔وے خود کہر ھیا تھا کہ ان نے

گوانڈیاں تے مہارے درمیان پھوٹ کہلن واسطے یہ حرکت کی ہے۔ ولی محمد کی ماں جھڑی اندر چولھا اپر روٹی پکا رہی تھی گل سمجھ گئی تے کہن لگی بالکل پتو چل گئیو۔ خیر محمد نے پچھیو کہ پتو تنا چل گئیو۔ مناں یوہ یقین ہو گیو ہے مہارا ڈنگراں ناں قاسم تے شفیق نے ای ماریو ہے۔ وے ای مہارا دشمن تھا۔ وے مہارا دشمن کیوں تھا توں یوہ کہہ کہ رہی ہے خیرو کہن لگو۔

قاسم تے شفیق کی اس سال تیں لیتری جے نہیہ کی تھی۔ وے مناں گھر آ کے دھمکی دے گیا تھا کہ وے آرام نال ہمنا نیہہ رہن دیسیں۔ اچھا۔ تیں فریاہ گل اس ویلے مناں دسی تھی خیرو کہن لگو۔ کدے ہوں اس ویلے تنا دس چھوڑتی تھاری جیھی لگ جاتیں۔ اچھا فریاہ گل ہے خیرو نے بڑی اداجسی تے ٹھنڈی آہ بھری۔ توں کجھ سوچ کر خیر محمد کی بیوی بولی۔ توں فکر نہ کر ہن ہوں ساری گل ای سمجھ گئیو اوں۔ قاسم تے شفیق مناں میرے نال یاہ خفگی ہے کہ میں اپنا جا تک ولی محمد ناں ان کے گھر نوکر نیہہ رکھیو۔ میں سکول داخل کر دتو ہے تے ولی محمد سکول ٹاپ کر رھیو ہے۔ کدے توں اس نکی صباح ناں وی سکول داخل کرا دیتو تے اج واہ وی سکول ٹاپ کرتی واہ تے مُچ ذہین ہے۔ صباح کی ماں نے صباح کی وکالت کی۔ خیرو کی حالت بدل گئی اور سمجھ گئیو کہ اصل طاقت تعلیم ہے کدے گوانڈیاں کا جا تک لکھیا پڑھیا واہ نہ ہوتا وے تے اس اپر وار کر دیتا حالہ کے گھر جا کے اس نے ان اپر حملو کیو تھو۔ خیرو نے ایک دم یوہ فیصلو کر لیو کہ اوہ سارا مال چوکھر فروخت کر کے اپنی نکی بچی صباح ناں وی سکول داخل کرائے کو۔

اس طرح صباح کی جان گوالی توں بچ گئی وہ مزا مزا نال پڑھن لگی۔ خیر محمد کا دو ہے دھی تے جا تک لکھ پڑھ کے گرائیاں کو متھو بن گیا۔ سارا ان پر فخر کرن لگا۔ قاسم تے شفیق جنہاں نے خیرو تے اس کا گھر کو سکھ چین برباد کرن کی سکیم بنائی تھی۔ وے ساری زندگی بڑا شرم سار رھیا۔ وے خیر محمد تے اس کا گھر آلاں نال گراں ماں گل تے کریں تھا اور وے شرم کا ستوں نہ کھول سکیں تھا نہ چٹ۔

دوجائیگی

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

اُس نے اکڑلیس لیکے لت اگاں بساریں تے کا چھو دور توڑی گھسیٹیو ووو گیو۔ بانہہ وِی پہلاں اُراں پراں کھلیاریں تے فراکن ہتھ کیں انگلیں دو جا بتھ ماں پکڑ کے خوب سدھی کیں۔ لمئی جئی آواڑی لئی تے فراکھ ملہو کے چنی چنی اکھاں نالؔ اندھیاری وردھری وی چمنی درد یکھنؔ لگو جہڑی ہنؔ تھک کے بجھوں بجھوں کرے تھی۔ اَکھ اس طرح بھر مٹاں ہیٹھ چمکیں تھیں جس طرح کو پرا کا ڈھا ہیٹھ بیس کے کوئے عید کا چن نا دیکھتو ہووے۔ نیس توری اُس کو بھلا وو چھنڈے گیو، اَج وہ اپنے گھر نہیں مقدم کا گیرا کا بیاہ ماں تھو آیو وو۔

اُراں پراں نظر ماری۔ سارا الم سلم تھا پیاوا، ویہہ اُچاٹی تے شتونگڑا نکاری جنہاں نے اُس ہیٹھوں کھورو کر کے سارو کا چھوکڈھ لیو تھو۔ اپنو نو روچا چو سمجھ کے نیوں اُس نال کوئے نہیں تھو بولے۔ ذاتی اُس نا لگی ٹھنڈی تھی جس گلوں وہ جا گیو تھو۔ پہلاں تے خاصو جیڑ جنوں تھو پرہنؔ بختاں نے ہڈیاں کی مٹھی کر چھڑیو تھو۔ ایک چھیری جئی تھی اُپر، واہ وی صاف چھچھر .....اپنے ورر کھتو جے نکاور پلٹیتو جہڑ و اُس کا منہ اَگے شاید آرام نال ستو و تھو یا کُھتا کھتا وا باپ نا دیکھ کے اَکھ میچ لیں تھیں۔ وہ نیس ایک گلزاری نا دل ماں دعا دیتو رہیو جہڑی اَج اُس کی جان ورصبر شکر کے کے گھر ہی اٹک گئی تھی تے اس طرح چھپری کی مروت اُس پر ہو گئی تھہ۔

نکانے وِی اُساس ماریو، ورمنہ اک وارا راں تے اک وار پراں کر کے بدرھک کے فرسو گیو۔ جس طرح اُس نا پتو تھو آجکل مھارے جسا غریباں نا جا گنو ہی نہیں لوڑتو.....نورا نے اک نظر اپنی لیراں ورماری۔ جنہاں کی ہنؔ پچھان سیانا سیانا وِی نہیں تھا کر سکیں۔ کڑتی

کہڑی ہے تے تنھی کہڑی کسے نا کدے گٹھ ماری وی تے کائے لنگیری کدے لڑکے ۔بڈھیماں نال اُس کی ننگی ٹنگاں ور رگ اِس طرح تھیں چڑھیں وی جس طرح بٹ ریں ور ہر بمبل ہوئے۔ پنی تے اُس کی کدے وی نہیں ڈھکن ہوئیں اَج اُنہاں نا کے آزار تھوور باقی وجود وی تھائیوں تھائیوں باہر اوکڑ کے پتوں نہیں شریکاں کا کپڑاں چیڑاں در چھٹ نیس توڑی دیکھ چھڑے تھوتے فرمڑ کے نورا کا منہ در، تے نورولاجی کو ماریو منہ پراں موڑ چھڑے تھو۔دل نا ہوٹھے ہوٹھے کرن واسطے۔

نورانے پراں دیکھیو تے چندے آلّی بھتی ور نظر پئی فرکندور جس پر گدریاں نے بیان کی خوشی ماں چٹی مٹی نالّ بوٹا کڈھیا وا تھا بچ بچ پور وہتھ بنا یوو و تے کدے کدے مٹی کا اینویں چھیمکا مار یا وا۔نورا کی نظر بلیّں بلیّں افراں مڑتی رہی۔کندوروں کڑیاں ور جت بہاری کا چھانٹا مار یا وا تھا۔تے فرستر نج ور جت کدے چار انگلیں لگیں ویں تے زیادہ نکی نکی گوگیں بنائیں ویں تھیں۔جنہاں نا دیکھ کے نورانا گلزاری کی پکی ویں گوگیں یاد آ گئیں، جہڑی اُس نا کدے کدے ہی لبھیں ہوئیں۔پکان توں تے گلزاری موٹا موٹا ڈھوڑا وی پکا لئے تھی۔ ور آٹا کی ذری کمی تھی تے بالنّ کو بخت کنی۔

مڑ گھڑ کے نورا کی نظر بڑا اندر کا بشکا رلا تھم کے اُپر لگی وی سری ور اٹک گئی جس کا مچ سارا سینگ اُراں پراں لڑکیا وا تھا۔اُس کا دل مال پتو نہیں کے کے دلیل آئیں تے گئیں۔ چھٹ توڑی اُس کی اَکھ فر میچے گئیں۔اُس نا ٹھنڈ تے ستھرا کی گل وی بسر گئی۔لوکاں نے تے اپنا شونقاں کا بوٹ تے کنڈی نوک آلی جتیں کا چھوماں پلیٹ کے سرہانے دھری وی تھیں۔ور نورواس کو شک تیں بری تھو، اُس کا بیاباں آلّا واہنا تے دھوڑ ماں مندھیا وا پیر تھلا ور بے فکرا ہوا لاویں تھا۔مانہہ، پوہ کی سوہنی سوہنی ٹھنڈی ہوا۔

بھکھاں تے ننگاں کدے نیند آوے آتاں غریب ستا ہی رہتا کسے نے سچ ہی کہیو ہے، تے نورا پر وی واہی برتی، بڑی سحر گی وے گی خبرے کوئی باہر گیو۔ بھت کھولن نالّ ٹھنڈ کی

پھوک کو اک ہولو آیو تے نورا کی اَکھ فرکھل گئیں نیوں تے سارو کجھ وہی تھو ور چمنی کی لوہن صاف چنی ہوگئی تھی۔ گیرو اُراں مڑ کے پلا واسطے کھبو ہتھ آفراں کیو و کجھ ٹٹولے تھو جس طرح باپ در اندھیرا کا ہتھ گھماتو وے۔ ور اُس نے کپڑا کے ہتھ نہیں تھولایو۔ شاید اُس نا پتو تھو باپ کی جس ٹا کی نالن ہتھ لایو واہ پہلاں ہی بکھ ہون واسطے تڑفتی ہوئے گی۔ نورا نے اُس چھپری کی چھاں فرنکاور کر چھوڑی۔ اپنی تمی چوڑیاں وروں بنھاں جنو واں در کرن واسطے تمی کو ڈبو کھولیو تے فرا پنی قضیے حالی کو منڈھ پکڑن واسطے متھا ور گھرنج گھل کے کجھ سوچن لگو۔ لین دین کو غم بکھرو، کسے کو قرض مکان تیں وی قاصر تے راہ کا نوکر نو وی اُس نا چنگو نہیں تھو لگے۔ دانہ پھکا کی گل پہلاں ہی گڑ کے رنگ تھی، نکا ٹبر کی چوگ وی کس راہ پوری کرے آ۔ چوکھر بچھو کنی ٹھنڈ ماں مرے تھو..... اُپروں چار انگل مٹی نالن پانی ڈکن ہی کس طرح ہوے تھو تے اجاں مانہہ کو مہینو..... چار سوڑھی اُس کی وِی اجاں بقایا اَٹھ پھگن کیں تے فرجنڈ پر تو تے بڈھی کی ڈھگنی پچھاں۔ اسمتر اں کو تے مل کم جائے اتنی سمیڑی کی گل سنتاں ہی یوہ تے نورو ہی تھو جہڑو بھڑی مجوری کر کے دھیاڑاں نا دھکولاوے تھو۔

اچر کسے نے لت ڈھکوئیں تے کا چھو کو کھر کار آیو۔ نورا نے اُس گلُند یا گلند یا وا دھیال در دیکھیو تے روح آیو کدے یوہ میرے گھر ہو تو ہوں اپنی لونگی نا گھل کے بھاڑا کے بہانے کوئے دو دھار کڈھ کے چاہ میلی کر لیتو۔ نیوں تے وُہ اتنو ڑکیو وو نہیں تھو ور مجبوری سارو کجھ کراوے تھی۔ فِر وی یا نورا کی ہمت تھی جے اَجاں تو ڑی کند کی وی تھی۔ اس طرح کا لو کاں ماں نیو تے بڑا عیَب ویں۔ ساراں تے بڑو یوہ کے وہ یہ غریب ہیں پر نورا کی کجھ عادت مچ ہی سوہنی تھیں۔ نماز پنچے وقت پڑھنی تھوک جہڑو کسے نال کیوِ اُس پرست کم سٹ کے پوہچ جانو تے فرکم ور گھسائی مسائی نہیں تھو کرے۔ ہر ویلے خوش رہنو تے نکاں شکاں نا بیت تے شپا ہی سنا نو۔ اَج وِی جس ویلے گیرا بانہہ پکڑ پکڑ کے تھکلاتے چاچا نو را در ہی مڑ آیا تھا۔

''نورا چاچا بیت سنا..... تے اکن کسے نے یاہ چغلی وِی مار چھوڑی تھی، نورو چاچو،

دسویں توڑی پڑھیوؤ ہے' یاہ گل سن کے نورانا اپنا ویہہ دھیاڑا یاد آ گیا جدوہ تے اُس کو متریو بھائی غنی سنگے پڑھیں ہویں تھا یاہ گل یاد آتاں ہی ماترے مندی کو بجھتو بلتو حلیو نہ سامنے آتو یا تے ہو ہی نہیں تھی سکے۔ فر واہ اُس کی قینچی ہاروں چلتی جیبھ جس بچوں کریا وا کجھ لعل اجاں توری اُس کا گناں ماں مشری گھولیں تھا..... او نورا اُٹھ تاں افراں گوہ کی کھاری باہر سٹ چھوڑ.....توں اُٹھے گوجے ہوں سٹوں کھوسڑا۔ آخر اُس ناتر پڑاں کی اڈیک تیں، کھاری سٹنی سوکھلی لگیں ہویں۔

بڈھی نانے غنی ناوی آواز مار چھڑے تھی۔ اُٹھ بچہ کوئے سبق کو حرف دیکھ لے۔ مدے ماسٹر ماریں۔ غنی اُٹھ کے اِچر کا ڑھیا وا دودھ کی پیالی پی کے کتاب کھولتو نور ووی مُڑ آوے تھو۔ جمیا وا دودھ کو چکو غنی اَگے تے پنگ نورانا۔ لو ہوتی نانْ روٹی گُنھ کے کھوال کے غنی ناسکول ٹور چھڑے تھی ور نورانا ہوروی جور بخت تھا شٹل کی بوری کپ کے لیانی، سروں کڈھنی تے بہار آیاں ماں پتراں کی یاہ گھاہ کی بھروٹی کپ کے سکول جانو تے بڈھی کہہ وی چھڑے تھی۔ چھٹ ٹھہر کے چلے گیو تے تیری تنخاہ کٹے جائے گی۔ ماسٹر نے جھڑک چھوڑیو تے کوئے چک لگ جائے گو۔ سکولوں پنچ ست کھچیں کدے لگ وی جائیں۔ ایک دو چر کا آنْ کی اِک دو صفائی نہ کرن تے باقی سبق کی ہوتیں تاں کے تھو ماں باپ تے پہلاں ہی ٹر گیا تھا جے اُنہاں اگے آ کے روتو۔ ماترے تے گل کرتاں ہی جیبھوں پکڑے تھی۔ غنی نانْ تے وہ بل گلیں گلیں نبھ جائے تھو۔ اُس کا سارا طعناں مخول ماں روڑھ چھوڑے تھو' ماسٹروں سیانا ہیں جان دیکھ کے ماریں..... ماریاں ماں وی تیرے ہاروں ٹھڈ تے نہیں کڈھتو۔ تیرے مارتاں ماں اُنہاں نالا جمی آتی ویہے گی۔ مریا وانا کے ماراں، وجود دیکھ ناپلر و کیڑی لڑ جائے تاں وِی چار دھیاڑا اُبتو رہے۔ توں وی کوئے جنوں ہے؟'' امتحان ہوتاں ہی ماسٹراں کا سارا نہورا بھارا دھوئے جائیں تھا تے وہ وی باقی گیراں باروں پاس ہو جائے تھو۔ ماسٹر اُس نازو ریں پاس کر چھوڑیں تھا۔ کدے اگلے سال یاہ سختی مھارے سر نہ چڑھ جائے۔ پر دسویں ماں

نورا نے اتنی لتکڑلائی کی پچھلونڈیئے مُڑآیو۔

غنی ناتے ماں کسے چیز کوارگاہ نہیں تھی لگن دیئے۔ پیسہ وی جورتھا گوچھی کر کے رکھیاواکھیاتی دارواہ کسے انسان کا بچہ نانہیں تھی دیکھن دیئے کدے ستویں بچالے چھپا کے رکھے تھی۔غنی آرام نالں پڑھتو رہیو تے چھیکڑوہ ملازم ہوگیو۔اینویں کیوں نہیں بڑوافسر، تھانیدار بنّو کوئے مخول تے نہیں ہوتواسے گلوں اَج مقدم جسا آدمی بھی اُس کی عزت کریں تھا۔مقدم کوسارو ٹبر بھانویں اَج غلام لوکاں ہاروں کا چھوورتھوستووو۔ورغنی منجاتے بسترہ ور پرلی کوٹھی ماں سوالیووتھو۔

یوہی کجھ سوچتاں سوچتاں پتونہیں کہڑے ویلے نورا کی اکھ لگی گئیں۔لوہوتی نال کجھ پتلی جئی آواز آئی جس طرح کہ مولوی لوک کہیں قیامت آنے دھیاڑے آوے گی تے سچیں ہی چھٹ توڑی سارااپنا پلا چھنڈتاں تے اَکھ ملہوتا اُٹھن لگ گیا۔نورانے وی نکودھونگیو چاکے مونڈھا نال لایو تے باہر پسارماں دھرکے نماز پڑھن ٹرگیو۔دینہہ کی رسمیں مڑیو تے اجاں مساں غنی وی کوٹھی کا بھت بچوں باہرآوے تھو۔ پہلاں تے فرغنی کدے لوکے رشوئیے ہی نورانالں مل چھوڑے تھو۔ ورہن افسر بنن تیں پچھے سروں نہیں۔اَج وی اُس کے نیڑے جان واسطے نورانے جوراٹاٹولا کیا تھاورغنی سرکھلا کرگیو۔

پڑھائی وی چنگی زمین تے شونقاں کو بیاہ کرکے وِی نورادروں متھاورگھرنج ہی گھل رکھ تھو،نورو چنگو چھٹ اُس درتروتر دیکھتو رہیو تے فرسر اِک پاسے کرکے اپنادل ماں سوٹھو کیو۔ خبرے اِسے نال دوجائیگی ہوگئی۔سارودتھرگیراور چھنڈتاں ماں وُہ بانہوں پکڑ کے چھنجیاڑیو۔ ''چل بچہ تناں سکولوں چرنہ ہوجائے''۔

کوسا اتھروں

ڈاکٹر رفیق انجم

کدے کدے ہون آلا گُردہ کا درد نا چھوڑ کے مُنشی جوان جنو تھو، چنگو جان آلو۔ لیتری گھاء کپن کی ہوئے یا دھائیں لان کی، کسے کی لادی ہوئے یا سترنج آنی ہوئیں، مُنشی ہمیشاں موہرے ہوئے تھو۔ پرایا کم ناوی اپنو سمجھ کے کرن آلا اس صدی ماں گھٹ ہی لبھیں پر جہڑا ہیں انکی وی کوئے قدر نہیں کرتو۔ بس مشین سمجھ کے جوانی ہنڈائی تے بیکار کر کے پاسے سٹ چھوڑ یو۔

ہوں کہانی سناؤں تھو منشی کی۔ دینہہ رات اک کر کے وی بچارہ کی کدے پوری نہ پئی۔ پتو نہیں قسمت ہی سڑی وی تھی یا کے، نہیں تے اس راہ کو ایماندار جنو جس نے کدے کسے کو کجھ نہیں گمایو، کسے نال کدے تیلو وی نہیں لایو، ساراں نال جی کر کے بولنو، ہوں تے سوچوں اس شخص نال زندگی نے اِسوسلُوک نہیں کرنو تھو۔ کئی سال مقدم نال جنوں رہن تے ہر سیال پنجاب کی مجوری تیں بعد وی اسکو قرضو کدے نہ مُک سکیو۔ کدے ہٹیاں کو سودو نہ پورو ہو یو تے گل سنئی پے گئی۔ عبداللہ کا داناں کی سم نہ مُکی تے اس نے ادھی مک بنڈلئی۔ نِکاں کو ناں رکھ کے گھر آلی نے ضد نال جہڑی مہیس خریدلئی تھی اِس کو قرضو بکھ تے بجاج کی موٹی موٹی گال کنی۔ نِکاں کی نکی نکی اڑیاں نا چھوڑ کے، جہڑی سچ پچھیں تے ماں باپ واسطے سب توں بڑو قرضو ہوویں۔

مُنشی نے شائد اس گلوں کُجھ نہیں کیو جے کجھ کرن جگو تھو ہی نہیں۔ بس ہر ویلے چُپ چُپ تے نموں جھان، اپنی سوچاں ماں ڈُبیو رہنو، ہر ویلے یا ہی دعا کرنی جے اللہ کسے نا قرضہ کے تھلے نہ لاوے بھاویں قبر ماں لاہ چھوڑے۔ پر ایسوں کتک تیں پچھے وہ خوش لگے تھو بلکن بھادر اتیں پچھاں ہوشیار لگن لگ پیو تھو، خبرے، اس سیال پنجاب کے بدلے دِلی جان

کی گل سوچ کے یا ہور کسے گلوں اس ماں ہمت آ گئی تھی۔

چار پنج جناں کی جُٹ بنا کے ویہہ اس سال وی اگاں چلے گیا تھا پر باقی آلاں تیں پہلاں ہی اجھاں مانہہ کی چار شوڑھی باقی تھیں جے منشی مڑ آیو، چنگو بھلو خوشاں۔ ہنار آوے تھی اس سال دلی کو سیال بل ہی لگو ہے۔ آتاں ہی ساراں کا پیسا مکایا، شاہ کا، عبداللہ کا داناں آلا، تے اس مہیس کی قیمت وی، جہڑی گھر آلی نے ناگا ناڑی تیں اس تیں پچھو کنڈئیں ہی لئی تھی تے اپنی ڈب مانھ ہی کا چھٹو ہو کے مرگئی تھی۔ پر پیسا تے دینا ہی تھا، اک بار زبان نال منیا وا۔ تے سارو کجھ دے دوا کے منشی نے اس سال گھر آلی تے دوہاں نکاں کو قرضووی چکا چھوڑیو تھو، اپنی اپنی شوقن کا کپڑا تے بُوٹ دے کے۔

پر گھروں کھا تو کد کسے نا دیکھ سواوے! قسمت نا یاہ گل وی چنگی نہ لگی تے اس نا مقدم ابراہیم کے آری چھِکتاں ماں گُردہ کو جہڑو درد جا گیو وہ اس نا نال ہی لے گیو۔ منشی رات ساری گردہ کا درد نال بلِد تو رہیو تے سویرے سُتو ہی رہیو، جاگ وی نہ سکیو۔ یاہ گل تے پرسوں نال کاں نے دِلی تیں مُڑ کے دسی جے منشی اس سال اپنو اک گُردو دلی کا کسے سیٹھ نا بیچ کے پیسا لے آیو تھو جس کا اپنا دوئے گُردہ فیل ہو گیا تھا۔ تے ہُن ایک بیمار گردہ کے سہارے منشی اپنو قرضو تے پریشانی مکاتاں جان تیں وی مُک گیو تھو۔

.....

گوجری ڈراما کو سفر

چودھری خالد وفا

لفظ ڈراما یونانی لفظ 'ڈراؤ' تے نکلیو ہے جس کا معنی عمل یا ایکشن کا ہیں۔ انسان اپنا جذبات مثلاً خوشی ماں غمی، خوف، محبت، مایوسی یا اُمید نا بکھ بکھ طریقاں نال ظاہر کرے۔ اس سلسلہ ماں وہ کدے لفظاں کدے اشاراں تے کدے جسمانی حرکات کو سہارو لیے۔ اس گل ماں کوے شک نہیں جے زبان کا مقابلہ ماں اشاراں تے انگاں کی ہل جُل نال جذبات زیادہ چنگا تے اثر دار طریقہ نال ظاہر کیا جا سکیں۔ انسانی سماج ماں رہ تے دوجا انساناں کی نقل کرنو اس کی فطرت کو حصو ہے۔ اس خصلت کو مظاہرو انسان اپنا بچپن کا انتہائی ابتدائی حصہ تے کرنو شروع کر دیے۔ ڈرامہ کی شُروعات نقالی تے ہوئے تے اس کا ارتقا و کمال کو ناں 'ڈراما' ہے۔ ارسطو سمیت مچ سارا مفکر اس گل نال مکمل اتفاق رکھیں۔ دراصل ڈرامہ کو تعلق زندگی نال ہے۔ اس فن کو مقصد نا صرف انسانی زندگی کا بکھ بکھ پہلواں پر لُوگھلنی ہے بلکہ نفسیاتی، مذہبی، سیاسی اخلاقی تے معاشرتی اعتبار نال انسان کی اصلاح کرنو بھی اس کو مقصد ہے عام طور پر ڈرامہ کی چھ قسم ہیں (۱) المی Tragedy (۲) طربیہ Comedy (۳) المناک طربیہ Tragic comedy (۴) تاریخی Historical (۵) معجزاتی Miracle خیالی۔ Mydho Logical ڈراموخیالی ظاہر کرن کی سب تے پرانی شکل ہے۔ بہرحال ہر ملک ماں ڈرامہ نا پیش کرن کا طریقہ کنی کنی رہیا ہیں۔ ہندوستانی تاریخ کا مُچ پرانا زمانہ یعنی ۲۰۰۰ دو ہزار سال پہلاں ڈرامہ کو فن چنگی طرحیا ترقی کر چُکو تھو۔ سنسکرت ڈراموترقی کی تمام منزلاں نایاد کر کے بہت اوچیائی تک پوہچ گیو تھو۔ ڈراموفنون لطیفہ کی قدیم ترین شکلاں بچوں اک ہے۔ اج جد کہ پرانی ہیت دم توڑ چکی ہیں تے ان کی جگہ نوئیں

ہیئتاں نے لےلئی ہے۔ڈرامہ ماں موسیقی شاعری تے رقص تراواں کوجمگھٹ ہوئے جس کی وجہ تے ڈرامہ کوفن ہرزمانہ ماں نہ صرف زندورہیوبلکن ترقی بھی کرتورہیو ہے۔

گوجری ماں ڈراموارد و کے رائیں آیوحالانکہ اُردو گوجری ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے لیکن گُجراں کا سیاسی تے سماجی زوال کی وجہ تے گوجری صدیاں تک گجراں کا شاندار ماضی کا کھناراں ماں دفن رہی تے یافریتیم جاتک نالوں دردر کی ٹھوکر کھاتی رہی۔جس کا نتیجہ ماں اس کا قبیلہ کی دوجی زبان ترقی کا میدان ماں موہرے نکل گئیں۔

گوجری زبان کا لکھاڑی دوجی نثری اصناف کی طرحیا ڈرامہ نگاری ماں بھی اردو ڈرامہ تے سخت متاثر نظرآنویں۔اُردوڈرامہ کا تمام اجزائے ترکیبی یعنی پلاٹ، مکالمہ، کردار نگاری، کشمکش، تسلسل، تصادم وغیرہ سب گوجری ڈرامہ ماں ہوبہو چلے آیا ہیں فرق کدے ہے تاں صرف ماحول تے موضوع کوفرق ہے۔اس واسطے اُردوڈرامہ کی تاریخ ہراک سرسری جہی نظرمارن تے بغیرگوجری ڈرامہ کی تاریخ ناسمجھنو یالکھنومشکل ہے۔

ادبی تاریخ کے مطابق واجدعلی شاہ نا اُردوکوسب تے پہلوڈرامونگارمنیوگیو ہے۔ نواب واجدعلی شاہ کا دورماں فنون لطیفہ ناچ ترقی حاصل ہوئی۔شاہی محل ماں گان تے نچن کی محفل لگیں ہونویں تھیں واجدخودبھی اس فن ماں ماہرتھو۔اس نے ولی عہد کا زمانہ ماں رادھا کنیا کو قصولکھ کے ۱۸۴۳ء ماں اس ناشاہی محل ماں کھیڈیو۔جس نادیکھن آلاں نے مُچ ہی پسندکیوتے داددتی۔اس تے بعدامانت لکھنوی نے'اِندرسبھا' لکھی اسے زمانہ ماں ڈھاکہ ماں اُردوڈراموا سٹیج ہونوشروع ہویواس تے لوکاں ماں ڈرامہ کے متعلق زبردست شوق پیدا ہویوامام بخش تے فیض بخش جیالوکاں نے کئی ڈراماں لکھیا۔اس تے بعدآغا حشر کاشمیری نے اُردوڈرامہ نگاری کا میدان ماں بڑوتکڑورول ادا کیوڈرامہ نگاری ماں ویہ مغربی ڈرامہ نگاری تے سخت متاثر سہی لگیں۔اُن کا ذکر تے بغیراُردوڈرامہ کی تاریخ ادھوری رہ جائے۔امتیازعلی تاج نے'انارکلی' لکھ کے اُردوڈرامہ ناچ اوچیائی تک پوہچاچُھڑیو، انارکلی

اردو ڈرامہ کی تاریخ ماں آخری منزل کی حیثیت رکھے۔

گوجری ماں ڈراماں لکھن کی شروعات بیہویں صدی کا دوجا حصہ ماں ہوئی لیکن باقاعدہ طور پر گوجری ڈرامہ کی شروعات ۱۹۶۲ء ماں چودھری غلام احمد رضا کا ڈرامہ 'مھارو پیر' کا منظر عام پر آن نال ہوئی۔ یوہ ڈرامو ہفتہ وار اخبار 'نوائے قوم' ماں قسط وار چھپتو رہیو اس ڈراماں رضا صاحب نے گُجراں کی پسماندگی 'پیر پرستی' گمراہی، بے کرتو تا عقیدا تے سرکاری اہل کاراں کی لُٹ مار نا بڑی چنگی طرح ناندے آنیو۔ ریڈیو کشمیر تے ۱۹۶۹ء تے جموں تے ۱۹۷۵ء ماں گوجری پروگرام شروع ہویو جس کا نتیجہ ماں گوجری ڈرامہ نگاری کا میدان ماں کافی پیش رفت ہوئی دیکھ دیکھتاں سینکڑاں ڈراماں وجود ماں آ گیا۔ ریڈیو تے ڈرامہ نشر ہون لگا جس کی وجہ تے ڈراما لکھاڑیاں تے اداکاراں کی حوصلہ افزائی۔ مُچ سارا ڈرامہ لکھاڈی سامنے آیا۔ الطاف قریشی طاوس بانہالی نے ڈیڑھ سو کے قریب ڈراماں لکھیا۔ سرور صحرائی کا دساں ڈراماں کو مجموعو سرور صحرائی کا ناں نال چھپ کے سامنے آیو۔ صحرائی کا اس مجموعہ ماں 'لکیر کو فقیر' ان پڑھ تے 'لاج' بہت کامیاب ڈراماں ثابت ہویا۔ اے، کے سہراب کو ڈرامہ کو مجموعو 'چون' کا ناں سنگ چھپ کے باندے آیو۔ ان کا مُچ سارا ڈرامہ کافی کامیاب ڈراماں تھا تے ان نے مچ داد حاصل کی۔

چوہدری قیصر نے بھی خصیر ا سارا ڈراماں لکھیا اُن کا ڈراماں 'قسمت کا لیکھ' پیر نہیں یقین بڑو ہے' تے 'بے جوڑ بیاہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ لیکن قیصر صاحب نے ڈرامہ نگاری کا فن ناسدا قوم کی اصلاح تے مقصدیت پر قربان کیو ہے۔ قوم کی اصلاح کو جذبو ان کا ڈرامہ ماں باندے باچھڑ آ جائے مجموعی طور پر ان کا ڈرامہ کامیاب رہیا ہیں۔

گلاب الدین طاہر نے بھی لرسارا ڈراماں لکھیا ہیں۔ ان کا زیادہ تر ڈراماں اسٹیج ڈراماں ہیں 'اندھیراں ماں لو' تے 'ریجھ کالارا' وغیرہ ان کا کامیاب ڈراماں ہیں۔

عبدالحمید کسانہ نے پندرہ کے قریب ڈراماں لکھیا ہیں ان گا زیادہ تر ریڈیائی

فیچر ہیں تے بچاں واسطے لکھیا وا ہیں۔ ان ڈراماں ماں عام طور پر اخلاقی ڈراماں ہیں۔ 'نکا کی اڑی' 'ٹھگ باز' 'مفت خور بُر وآدمی' وغیرہ اہم ڈراماں ہیں۔ اس تے علاوہ طارق فہیم تے شوکت نسیم نے بھی بیہہ کے قریب ڈراماں لکھیا ہیں۔ جن ماں 'غریبی' 'فرض' 'سنہیو' وغیرہ کافی شہرت حاصل کر چُکا ہیں۔ ان کا لکھیا وا ڈراماں زیادہ تر اسٹیج ڈراماں ہیں۔ 'فرض' ناں کا ڈرامہ پر طارق فہیم نے ڈرامہ نویسی کا ریاستی مقابلہ ماں کلچرل اکادمی کی طرفوں انعام بھی لیو ہے۔ ان تے علاوہ چوہدری اقبال عظیم اقبال طفر، رانا فضل حسین، غلام حسین ضیا نے بھی گوجری ڈراماں لکھیا ہیں۔ ان کا کجھ اک ڈراماں کافی کامیاب ڈراماں ہیں۔

۱۹۷۸ء ماں ریاستی کلچرل اکادمی ماں گوجری شعبو کھولیو گیو۔ اکادمی کا گوجری شعبہ کی کاوشاں نال ست مارچ ۱۹۸۰ء ماں گوجری کو پہلو اسٹیج ڈراموُ اندھیرا ماں لوُ چھویں گوجری کلچرل کانفرنس ماں ابھنیو تھیٹر جموں ماں کھیڈ یو گیو۔ یوہ ڈراموگلاب الدین طاہر نے تحریر کیو تھو تے اس ماں کل ملا کے اٹھ کردار ہیں۔ جن ماں رشید ناں کا کردار نا مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ طاہر صاحب نے اس ڈرامہ ماں برادری کا پنچ کھڑ پنچاں کا کالا کرتوتاں نا بڑی چنگی طرحیا بے نقاب کیو ہے۔ اس کے نال نال تعلیم کی اہمیت اُجاگر کرتاں ماں اچھائی ہور بُرائی ماں تمیز کو احساس دوالیو ہے۔ کجھ فنی کمزوریاں کے باوجود ڈراموکامیاب رہیو تے دیکھن آلاں ناپسند آیو۔

اس تے بعد اکادمی کا گوجری شعبہ نے گوجری اسٹیج ڈرامہ کی ترقی کا سلسلہ ماں اپنی کوششاں نا تیز کر دتو۔ ریاست کا دواں خطاں ماں ڈرامہ نویسی تے ڈرامہ اداکاری پر پرورکشاب لائیں ان ورکشاپاں ماں اکادمی کا گوجری شعبہ نے اپنا خرچہ پر گوجری ڈرامہ نال دلچسپی رکھن آلا لوکاں نا ڈراموُ لکھن تے ڈرامہ ماں حصولین کی ٹرینگ دتی۔ ریاستی سطح پر ڈرامہ نویسی کا مقابلہ کروایا تے جیتن آلاں نا انعامات نال نوازیو۔ اس کے علاوہ اس شعبہ نے کلچرل کانفرنس منعقد کروائیں جن ماں گوجری ڈراماں اسٹیج کیا گیا تے ڈراماں کھیڈن آلاں کی مالی

معاونت بھی کی۔ اس کے نال نال اکادمی کا سب آفساں نے ڈرامہ فسٹیول Drama Festivals منعقد کروایا تے باڈرایریا ڈولپمنٹ اسکیم کے تحت مختلف علاقہ جات ماں ڈراماں کروایا جس کا نتیجہ ماں گوجری اسٹیج ڈرامہ کی راہ ساہری ہوگئی تے ڈراموترقی کی پوہڑی چڑھن لگ پیو۔

اکتوبر ۱۹۸۲ء ماں کلچرل اکادمی کا گوجری شعبہ کا تعاون نال 'فردوس ڈرامیٹک کلب آورہ' کپواڑہ نے گوجری کلچرل کانفرس کپواڑہ ماں کر اٹھناں کو ڈراموکھیڈ یو جہڑو گلاب الدین طاہر نے لکھیو ووتھو۔ یوہ ڈراموان ساراں ڈراماں تے کامیاب رہیو جہڑا اکادمی کا تعاون نال اج تک کھیڈیا گیا گیا تھا۔ یوہ کلب میک اپ ماں زبردست مہارت رکھے۔ ڈرامہ کی فنی خامیاں نا میک اپ کی چمک نا دھوچھڑے۔ دیکھن آلاں نے ڈرامہ ناسخت پسند کیو۔

بیہویں ۲۰ صدی کی نویں دہائی ماں 'فردوس ڈرامیٹک کلب آورہ کپواڑہ تے ظفر ڈرامیٹک کلب بھالی بیلا کلر' پلوامہ کا کلباں نے گوجری اسٹیج ڈرامہ کی ترقی ماں اہم رول ادا کیو ہے۔ ان کلباں نے اکادمی کا تعاون نال ضلع پلوامہ تے علاوہ کپواڑہ، کرناہ، بارہمولہ، مہینڈر، ہرنی، سخی میدان چھترالی تے کالابن وغیرہ علاقہ جات ماں گوجری ڈراماں کھیڈیا۔ ان کا ڈراماں نا دیکھن آلاں نے زبردست پسند کیو تے داد دتی۔

گوجری اسٹیج ڈراماں کی تاریخ ماں ان کلباں کو خاصو رول ہے جس نا کوے بھی نظر انداز نہیں کرسکتو۔ ان کا ڈراماں نا دیکھ کے لوکاں ماں ڈراماں دیکھن تے ڈراماں ماں 'انجمن گوجری زبان وادب دھرمسال کالاکوٹ' راجوری تے 'نور ڈرامیٹک کلب چنڈک، پونچھ نے گوجری اسٹیج ڈرامہ کی ترقی ماں بہت اہم رول ادا کیو ہے۔

'انجمن گوجری زبان' کا کلب 'اثر ڈرامیٹک کلب کالاکوٹ' نے مارچ ۱۹۹۳ء ماں گوجری کلچرل کانفرنس کالاکوٹ ماں اکادمی کا تعاون نال طارق فہیم کو لکھیو وو ڈراموٗ فرض'

کھیڈ یو۔اس ڈرامہ ماں کل دس کردار ہیں مقدم کا کردار نا مرکزی اہمیت حاصل ہے۔گراں کو اک تعلیم یافتہ نوجوان بڑی ہوشیاری تے عقلمندی نال کم لیتاں ماں اس کے خلاف مقدم کی رچی ویں تمام سازشاں اُپروں پردو چان ماں کامیاب ہوجائے آخرکار مقدم نا اپنا کیا کی سزا ملے۔اس ڈرامہ ماں مزاح گھٹ گُھٹ کے بھریو ووتھو۔جس کی وجہ تے دیکھن آلاں نے اس ناز بردست پسند کیو تے داد دتی۔

فروری ۱۹۹۴ء اکادمی کا گوجری شعبہ کی معاونت نال انجمن گوجری کا کلب طارق فہیم کو لکھیو ووڈرامو' غریبی' کھیڈ یو۔اس ڈرامہ ماں طارق صاحب نے غریبی کی خوفناک تے دردناک تصویر نا بڑی خوبصورتی نال نگاں کیو ہے اس ڈرامہ ماں پرواز مان کردار نے جس گھڑی اپنی درد یلی تے اثر آنی آواز ماں اپنی غریبی کے متعلق اک نظم گائی تے ڈرامو دیکھن آلا زیادہ تر لوکاں کی اکھاں ماں اتھروں آ گیا۔ یوہ نوجوان بڑی ہمت تے دلیری نال غریبی سنگ لڑتاں ماں اپنی پڑھائی نا جاری رکھے۔ حالانکہ گراں کو مقدم اس کی اس کوشش نا نا کام کرن کی ہر ممکن کوشش کرے مگر وہ اپنی ان کوششاں ماں کامیاب نہیں ہوتو۔ دوجے پاسے یوہ نوجوان پڑھ لکھ کے اک اعلیٰ افسر بن جائے۔

فروری ۱۹۹۴ء ماں اسے انجمن گوجری نے گوجری کلچرل کانفرنس ابھیو تھیڑ جموں ماں شوکت نسیم کو لکھیو ووڈرامو' کانی تعلیم' کھیڈ یو۔اس ڈرامہ ماں موجودہ دور کا استاد کی کم علمی پڑھان ماں عدم دلچسپی، کھڑ پنچاں کی خوشامد، ڈیوٹی ماں کوتاہی، بچاں تیں گھر کا کم وغیرہ کروان پر، انتہائی خوبصورتی نال طنز کی چوٹ کیں ہیں۔اس کے نال نال گراں کا مقدم کی جہالت تے تعلیم ماں عدم دلچسپی آفسراں کی رشوت خوری وغیرہ نا بھی باندے آنیو ہے میک اپ کی کمزوریاں کے باوجود ڈرامو ناظرین نے پسند کیو تے داد دتی۔ڈرامہ ماں تسلسل تے علی کردار نگاری قابل دید ہے۔

اسے سال مارچ ماں انجمن گوجری کا کلب نے خالد وفا کو لکھیو ووڈرامو' بیمار بڈھیڑ'

گورنمنٹ ہائی اسکول سوکلی ماں کھیڈ یو۔ اس ڈرامہ نگار نے گُجراں کی ان پڑھتا، غربت، جہالت، وہم پرستی وغیرہ نا جگہ دتی ہے اس کے علاوہ سماج کا بناوٹی پیر فقیراں مُلاں تے جادو ٹوناں آلاں کا کالا کرتوتاں اُپروں پردو چایو ہے۔ ڈرامہ ماں مزاح کی موجودگی دلچسپی کو مرکز بنی رہی۔ ڈرامہ کو پلاٹ اتنو زیادہ مربوط نہیں تھو مگر مکالمہ نگاری نہایت عمدہ تھی۔

دسمبر ۱۹۹۷ء ماں انجمن گوجری زبان و ادب دھر مسال کالا کوٹ کا کلب نے گورنمنٹ ہائر اسکنڈری اسکول لمبیڑی نوشہرہ ماں خالد وفا کو لکھیو ووڈرامو 'نشہ کی لہر' کھیڈ یو۔ اس ماں نشہ کی بدعت کا تمام پہلواں پر کُھل کے لوگھلی گئی۔ جنوری ۱۹۹۷ء ماں اسے کلب نے گورنمینٹ ہائی اسکول تتہ پانی، ماں شوکت نسیم کو لکھیو ووڈرامو لوڑ، کھیڈ یو گیو۔ اثر ڈرامیٹک کلب کالا کوٹ نے گارڈ سر تحصیل گوریز ماں شوکت نسیم کو لکھیو دو ڈرامو 'افراتفری' کھیڈ یو۔ ان تے علاوہ بھی انجمن گوجری زبان و ادب دھر سال کالا کوٹ کی نگرانی ماں اس کلب ریاست کا مختلف علاقاں ماں ڈراماں اسٹیج کیا۔ یادرہ 'اثر ڈرامیٹک کلب، ریاست ماں واحد کلب ہے جس نے گوجری سٹریٹ ڈرامہ Gojri Street Drama نا ترقی دتی۔

اکتوبر ۱۹۹۹ء ماں اس کلب نے وادی کشمیر کا مختلف علاقہ مثلاً ہیر پور چندن واڑی پہلگام، لال پل، لگامہ، تری کنجن، میداناں، رام پور، مہورا، کنگن، وانگت، نارانا گ، منی آرم تے پوشکر جسا دورُدا ز علاقاں ماں سٹریٹ ڈراماں کیا۔

'نشاطڈ رامیٹک کلب چنڈک' پونچھ نے بھی گوجری اسٹیج ڈراماں مختلف علاقاں ماں کھیڈ یا تے ناظرین تے داد حاصل کی۔ اس کلب نے اکادمی کا گوجری شعبہ کی طرف تے منعقد کی جان آلی کلچرل کانفرانسان تے علاوہ اکادمی کا سب آفس راجوری کا تعاون نال باڈرایریا اسکیم کے تحت پونچھ کا مختلف علاقاں ماں ڈراماں کھیڈ یا اس کلب نا بھی ڈراماں کھیڈن ماں اچھی خاصی مہارت ہے۔ اس کلب کی کاوشاں نال گوجری اسٹیج ڈرامہ نا ترقی کرن ماں کافی مدد ملی۔

گوجری اسٹیج ڈرامہ کی بیہہ پنجی سالہ زندگی کو بغور مطالعہ کرن تے بعد ہم اس نتیجہ پر

پوہچاں کہ یوہ اجاں تک اپنا ارتقا کی منزلاں کا آخری پینڈا نہیں کچھ سکیو۔ جس کی مُج ساری وجہ ہیں پہلی وجہ یاہ ہے کہ ریڈیو پر گوجری شعبو کُھلن تے بعد گوجری ڈراماں لکھن کی جہڑی ریس لگی اس کا نتیجہ ماں کافی ڈراماں لکھے گیا ہیں۔ مگر یہ سارا کا سارا ڈراماں ریڈیائی تھا لکھن آلاں نے اسٹیج کا لوازمات تے ممکنات کو قطعی طور پر خیال نہیں رکھیو۔ ان ڈراماں نا کھیڈنو نہ صرف مشکل تھو۔ بلکن ناممکن تھو۔ دوجی بڑی وجہ یاہ رہی کہ گجر شریعت کا پابند رہیا ہیں جس کی وجہ تے اُن کو رُجحان ڈرامہ آلے پاسے گھٹ رہیو ہے۔ ہورا سے وجہ تے گوجری بُولن آلی گُجر کال سریاں نے ڈراماں ماں بڑو گھٹ حصو لیو ہے۔ ڈراموسماج تے زندگی کی عکاسی تے ترجمانی کرے۔ کانسری سماج کی بنیادی اکائی ہے جس کا تصور کے بغیر زندگی کی ترجمانی ناممکن ہے۔ نسوانی کردار کی نایابی گوجری اسٹیج ڈرامہ کی ترقی کا رستہ ماں ہمیشہ پتھر نالوں حائل رہی ہے۔ گوجری اسٹیج ڈراماں کو موضوع بنایو ہے جد کہ دوجا مچ سارا جاندار موضوع بھی ان کے سامنے موجود تھا یاہ بھی گوجری ڈرامہ کی بدقسمتی رہی ہے۔ ریاست کا ناسازگار حالات بھی گوجری اسٹیج ڈرامہ کی ترقی کا رستاں کی اوکھت بنیار رہیا ہیں۔ پچھلا کجھاں سالاں ماں گوجری اسٹیج ڈرامہ نے بڑی سُرت نال اگے بدھن کی کوشش کی ہے اس سلسلہ ماں کلچرل اکادمی کا گوجری شعبہ ڈرامیٹک کا باں انجمناں تے ریڈیو کا گوجری شعبہ نے بہت بڑو اہم رول ادا کیو ہے ان ساراں اداراں کی اس ابتدائی کوشش نا دیکھ کے ہم امید کرسکاں کہ وہ دن ضرور آوے گو جد گوجری اسٹیج ڈراموا پنی ارتقائی منزلاں کا اوکھا پڑا پار کر کے ترقی کی آخری منزل تک پوہچ جائے گو مگر اس واسطے خلوص تے نیک نیتی کی سخت لوڑ ہے۔

چنام گوجری ڈراما

شمار	چنام گوجری ڈراما	گوجری ڈرامہ نگار تے ڈرامہ
۱	سوچاں کا پینڈا	رانا فضل حسین راجوروی
۲	غماں کی سلو	اقبال عظیم چودھری
۳	سرحداں کا راکھا	قیصر دین قیصر
۴	چلاک نوکر	بابُو نور محمد نُور
۵	کرتُوت	اے کے سہراب
۶	لہو کی باس	منیر حسین چودھری
۷	لاج	غلام سرور صحرائی
۸	اندھیرا مانھ لو	گلاب دین طاہر
۹	ککھاں کی گُلی	حسن پرواز چودھری
۱۰	جھلیا لوک	ڈاکٹر رفیق انجم
۱۱	مجبوری	اقبال ظفر

سوچاں کا پینڈا

رانا فضل حسین

محسودار:

زیتون: شرفو کی اکی بچی

شرفو: بسیوا تے شریک وارا کو بے گھر بنایوؤ وجنو

مہری پردھانی: اِک نیکوکار سوانی

ناصر: مہری پردھانی کو پڑھیو لکھیو گیرؤ

مقدم میر: مہری پردھانی کو آ کڑ پھاکڑ آلو پوت

سمی: زیتون کی سہیلی

زیتون: بابا!

شرفو: ہوں!

زیتون: تم حیران کیوں او بابا، کہڑ یاں سوچاں ماں ڈُبیا ہو؟

شرفوں: (گل چھپاتاں) ہیں، نہیں نہیں، کجھ نہیں زیتون، کجھ نہیں سوچتو!

زیتون: کوئے گل تے ہے نا بابا؟

شرفو: نہیں۔ سروں کوئے گل نہیں!

زیتون: دسو، کے گل ہے، نہیں تے ہوں رُس جاؤں گی!

شرفو: (لاڈ نال) دھی لاڈی کوئے گل نہیں!

زیتون: ہوں وی نہیں بولتی۔

شرفو: ہیں، فرواہ ہی ضد۔

زیتون: میں ضد کدے نہیں بابلا تم اج کج سوچ رہیا او۔

شرفو: کے دسوں بچڑ یئے۔ کج نہ پچھ میری سوچ ہی مرگئی۔

زیتون: کے اوکھت ہے بابا

شرفو: اوکھت اکا ہی ہے۔

زیتون: دسونا۔

شرفو: مچ ہی ڈاہڈی اوکھت۔

زیتون: کج دسونا جے ہوں تھاری کاری آؤں۔

شرفو: تیں کے میری کاری آنو ہے۔

زیتون: کیوں بابا جی۔

شرفو: دیکھنا بچی، توں، دھی ذات ہے۔

زیتون: وقت آن پر، سپوت وی ہو جاؤں گی۔

شرفو: نہ دکھیو دل کر ھیڑ بچی۔

زیتون: (افسوس کرتاں) ہوں کدے تھارو پوت ہوتی۔

شرفو: فرا سمانوں چن تارالاہ آنی۔

زیتون: دسونا بابا، کے دُکھ ہے۔

شرفو: کج نہ پچھ بچی۔

زیتون: ڈنگھیاں سوچاں ماں، نہ ڈُبیا کرو بابا۔

شرفو: تیرے بارے ہی سوچوں ہاں نا۔

زیتون: کیوں، ہوں بوجھ، بن گئی ہاں تھارے پر۔

شرفو: اپنو دل تے کالجو، کدے بوجھ نہیں ہوتو، میری دھی رانی۔

زیتون: تم کجھ بجھیا بجھیا ہو بابا۔

شرفو: بچیئے، کدے تیری ماں زندہ ہوتی۔

زیتون: امڑی ہوتی آ، تے ہوں وی مہر حشمت کی کڑی ہاروں، اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی۔

شرفو: ہوں جگ جگ کو غریب ہاں نا۔

زیتون: غریب ہونو کوئے مند نہیں بابلا۔

شرفو: غریبی ڈاہڈی مندی ہیں بچیئے۔

زیتون: تم غریب کیوں او بابا، تم وی ہمت کر کے مقدم نبتا۔

شرفو: تھوتے سہی، پر ظالماں نے نہ رہن دِتو۔

زیتون: کے دکھڑا ہیں بابا

شرفو: ہوں وی تے مقدم ہی تھو، باپ مر گیو، یتیم ہو یو تے شریکاں نے زمین کھس لئی۔

زیتون: فر کے ہو یو بابا؟

شرفو: ہوں، خانے بدوش ہو گیو۔

زیتون: کسے نے وی تھاری مدد نہ کی۔

شرفو: کون کرتو نہ کوئے بھائی نہ انگ نہ ساک، بس ہگری ڈالی ہوروں۔

زیتون: مہارو کوئے وی نہیں بابا۔

شرفو: اللہ بناں کون ہے۔

زیتون: اللہ ہے تے، فر ہور کسے کی لوڑ کے ہے بابا جی۔

شرفو: (گل بدلاتاں) کج دھیاڑاں تے سوچ رہیو تھو بچیئے

زیتون: کے سوچ رہیا تھا؟

شرفو: ہوں کدے محنت مجوری واسطے جاؤں۔

زیتون: جاؤ نا بابلا۔

شرفو: نہ گھر، نہ گھاٹ، تناں کس کول چھوڑوں؟

زیتون: ہوں وی تھارے نال مجوری کرن چلوں گی نا بابا۔

شرفو: شہراں کی زندگی، تے رہن سہن تیں، ہم گرائیں پناہ منگاں بچیے

زیتون: کیوں بابل؟

شرفو: توں نہیں نا جانتی.....ماں تیری ہوتی فرتے گل تھی۔

زیتون: تمنے مت، مناں ماں ہاروں ہی پالیو ہے۔

شرفو: ماں فرماں ہی ہودے نا۔

زیتون: میرو غم نہ کرو بابا۔تم جاؤ مجوری پر۔

شرفو: اک گل مچ دناں تیں سوچاں ماں مڑمڑا بھرے۔

زیتون: کے گل بابا؟

شرفو: تمنے مقدم میر ہوراں کی ماں ہے نا۔

زیتون: اخاں بابا۔

شرفو: واہ ڈاہڈی نیک بخت ہے اس کو لے تناں چھوڑ کے جاسکوں ہور کوئے وی اعتباری نہیں۔

زیتون: ہوں ٹکی رہوں گی بابا، پر تم اتا ولا مڑیں تاں۔

شرفو: مجوراوی کدے اتا ولا مڑیا ہیں دھیئے، میں کج قرض مام۔ادھار سدھار کر کے رقم وی جوڑی ہے۔

زیتون: کاں واسطے بابا؟

شرفو: نوں ہی۔

زیتون: کدے دوبئ جان کوارادو تے نہیں۔

شرفو: نہ بچی نہ۔

زیتون: کسے فریبی جنٹ کے اڈے نہ چڑھیو بابا، یہ لوکاں نانیلام کر کے سمندراں ماں وی پھینک چھوڑیں۔

شرفو: (ہنس کے) تیں بھنڈی شروع کر دتی ہے۔

زیتون: میں سینو ہے۔ جنٹ ہیں ناجیہڑا۔ دیہ لوکاں ناحیواناں مال چوکھراں ہاروں بیچ چھوڑیں۔

شرفو: نوں ہی باتو نی ہے توں۔

زیتون: سچیں بابا۔ مت پردیس جاتا ہویں۔

شرفو: جانو تے ہے نا.....بڑو کاج ہے میرے سر۔ دھی کو باپ ہاں داج واسطے بک جاؤں۔ تاں وی گھٹ ہے۔

زیتون: داج کے بلا ہووے بابا، کس واسطے داج لوڑیں تم۔

شرفو: چھوڑیا کر گلو کڑے۔ یاہ گل دس فرمقدم میر کی ماں کول چھوڑ جاؤں۔ تناں

زیتون: جس راں تھاری مرضی

شرفو: چلاں فرر ب کے آسرے

دو جو سین کتاں کی بھونک تے شروع ہوے

شرفو: مہری جی سلام،

مہری: کون ہے سلام کرن آلو.....اوخو، شرفو تم

شرفو: جی ہوں۔

مہری: یاہ نال کس کی گدری شرفو؟

شرفو: میری ہے جی۔

مہری: (حیرانگی) تیری؟

شرفو: جی جی، رب کی ہی دولت ہے۔

مہری: سچ مچ رب کی دولت ہے۔ پھل جئی نازک تے چن جئی سوہنی۔

شرفو: سلام کر زیتون۔

زیتون: سلام ہے موسی جی۔

مہری: سلام بجیئے، جیتی رہو۔ آپے ہی موسی بنالی ہاں۔

شرفو: مہری جی۔ اج اک نکی جئی آس لے کے آیو ہاں۔

مہری: کے آس ہے؟

شرفو: ہوں مجوری پر جار ہیو ہاں مہری جی۔

مہری: تے جانا نیک بخت.....کون ٹھا کے

شرفو: زیتون ایکلی ہے۔ ہوں چاہوں تھارے کو لے ٹکی رہے!

مہری: مھارے کو لے؟

شرفو: اخاں جی تھارے گھر۔

مہری: میرا پوت مقدم میرنا پچھیو ہے؟

شرفو: نہیں جی، ہوں تھارے بخن ہور کسے نا نہیں پُچھتو۔

مہری: اچھا۔

شرفو: ہوں تھاری آس تے رب کی ڈاہ رکھ کے آیو ہاں۔ معصوم بچی نا ہو ٹھے کدے چھوڑ وی نہیں سکتو۔

مہری: رب کے حوالے، چھوڑ جا نترفو، اپنی دھی ہاروں رکھوں گی۔

شرفو: مہری رب تھارا اقبال، عرشاں تیں وی اچا کرے دوئیں جہانیں تھارو بھلو، سودے۔ دہدھیں پوتیں رجی رہے مہری پر دھانی۔ تیرو باغ سدا بہار پھلے پُھلے۔

مہری: کے ناں ہے بچی کو؟

زیتون: ناں میرو زیتون ہے جی۔

مہری: سوہنو پیاروں ناں تے سوہنی پیاری بچی ہے شرفو!

شرفو: جی جی۔

مہری: کوئے دانہ پھکا، یارو پیا لوڑتا ہوویں تے لے جایئے۔

شرفو: کس واسطے جی۔

مہری: ہوں اس کولوں گھر کو کم کاج وی کراتی رہوں گی نا، کجھ حق مک جائے تے چنگو ہے۔

شرفو: کم کاج آپے کرے گی۔ ہم نا کجھ نہیں لوڑتو جی۔

مہری: مجوری پر نہ جانیک بختا۔

شرفو: کے کروں مہری جی، تم آپے سیانی بیانی او، ہوں، مہوں، مت اِک دھی کو باپ ہاں (اُداس) وہ وی غریب، خانے بدوش، کنگال، بے گھر بے در۔

مہری: نہ شرفو نہ، تے جرم کنگال مندو، توں وی مت زیناں آلو تھو۔

شرفو: کوئے لیکھ ہی بھیڑا تھا جی۔

مہری: رب بھلی کرے گو۔ سدا ایک جیو وقت نہیں رہتو۔

شرفو: میرو کون ہے جی، یاد بچی اک جیتروں ہے۔ بس،

مہری: تیرو کوئے نہیں۔

زیتون: ہوں وی مت بابا جی کو ہاں۔

مہری: (ہس کے) شاواشے، شاواشے سوہنی گل کہی۔

زیتون: مہری موسی جی، میرا بابا ہور سوچاں ماں ڈبیار ہیں۔

مہری: کہڑی سوچاں ماں؟

زیتون: اخے، ہوں کڑی کیوں ہاں۔

مہری: اچھا، یاہ گل ہے۔ دھی، رحمت ہووے رب کی۔

شرفو: گلو کڑ ہے ڈاہڈی۔

مہری: سوہنی گل کرے

شرفو: مہری جی، یاہ رب کے حوالے، تے تھارے

مہری: سوہنا رب کے حوالے۔

شرفو: تمناں رب سلامت رکھے۔ نالے میری لاڈلی بچی نا۔

مہری: بے گکر ہو کے، بے چنت ہو کے جا شرفو۔

شرفو: کدے ایکی نہیں چھوڑی۔

مہری: ہوں اپنی بچی ہاروں رکھوں گی۔ نہ گھابر۔

شرفو: کوئے اپرالا چارا آلو ہور نہیں تھو۔ مہری جی

مہری: رب نا سونپ، کیوں پریشان ہووے۔ ات مہارے، کوئے ایرو گیرو نہیں۔ ناصر ہے تے وہ شہر پڑھے۔ کالج ماں داخل ہے۔ کدے کدائیں آوے۔ بڑو پوت میر مقدم ہے۔ اس نا، پنچ گیری ہی نہیں چھوڑتی۔

زیتون: کالج ہوں وی پڑھ سکوں موسی۔

مہری: (ہس کے) کیوں نہیں پڑھ سکتی۔

شرفو: اس نے، تمناں آپے ہی موسی بنالیو ہے۔

مہری: پیاری پیاری سوچاں آی بچی ہے۔

شرفو: مچ ہی چاتر ہے۔

زیتون: چاتر دھی چنگی نہیں ہوتی۔

مہری: توں مُچ مُچ چنگی ہے۔

شرفو: یاہ تمناں مُچ تنگ کرے گی۔

زیتون: کیوں تنگ کروں گی۔ کوئے عیلیّ ہاں۔ جھلی پگلی ہاں۔

شرفو: لیری ڈاہڈی ہے غصے ہوگئی۔

مہری: عقلاں آلی دھی ہے اج ہی اس نے اپنو آپ منوالیو ہے۔

شرفو: گلوکڑ ہے، باتانی

مہری: انت ہی پیاری تے مچ ہی چنگی ہے۔

شرفو: ہوں جاؤں رب راکھو!

مہری تے زیتون: (دو۔ئے) رب راکھو

(سین بدلے، میوزک)

مقدم: ناصر ہیں۔کون ہے توں (محکمانہ لہجو) بولتی کیوں نہیں؟

زیتون: جی ہوں ہاں۔

مقدم: ہے کون؟ کتوں آئی ہے کڑیئے۔

زیتون: ہوں اتے ہی رہوں جی۔

مقدم: (غصو) ہوں پچھوں ہے کون؟

زیتون: ہوں زیتون ہاں جی۔

مقدم: کون زیتون۔آئی کتوں، ہے کس کی، کوئے اتو پتو؟

زیتون: اتے ہی رہوں ہاں۔

مقدم: اتے کیوں رہے؟

زیتون: میری مرضی ہے۔تم کون ہوویں رُعب سٹن آلا۔

مقدم: اچھا، اگ نا آئی۔مدعی بن بیٹھی۔

مہری: (دوراڈاتیں) بچہ میر، زیتون نال بحث ہورہی ہے۔

مقدم: یاہ کس کی گدری امی جی؟

مہری: یاہ شرفو بے چارہ کی ہے۔وہ کجھ دناں واسطے اِت چھوڑ گیو ہے۔

مقدم: کیوں امی جی؟

مہری: ات چھوڑ کے، آپے کدے غریب مجوری کرن گیو ہے۔

مقدم: اتے ہی مانجھی ٹک رہتو نا۔

مہری: جا زیتون دہدھ رڑک، بہلی بہلی سجری لسی بنا۔

زیتون: جی موسی جی ہنیں تیار

مقدم: امی جی۔تم ہر کسے نا گھر وارث بنا چھوڑیں۔

مہری: مہارے پران لوکاں کا کجھ حق ہیں ناپوت!

مقدم: بم نے کوئے، غریب پالن کو ٹھیکو لے رکھیو ہے۔

مہری: آں خاں۔گرب نہ بولیا کر!

مقدم: ناصر نے اج آنو تھو آیو نہیں

مہری: سال ہو گیو، آیو نہیں

مقدم: (ہس کے) وہ آ گیو تھا رولا ڈلو۔

مہری: او بسم اللہ، ہوں گھول گھمائی، ہوں قربان تے صدقے رے، آ گیو میرے لعل۔

ناصر: (ذری دوروں) امی جی ہوں آ گیو۔

مہری: لکھ بسم اللہ، جی صدقے

ناصر: اداتم وی ہل؟

مقدم: ہل بردم، خوش پرسند۔

ناصر: ہوں آیو تم ٹرپیا۔

مقدم: اک جرگہ پر چلیو ہاں ناصر۔

ناصر: انصاف کریا کروانصاف۔جرگا انصاف منگیں۔

مقدم: (ہس کے) وعظ فرسنناں پے گیا۔

مہری: ٹھیک ہی کہے ناصر، زیتون سجری لسی پلا ناصر نا۔

زیتون: (ذری دوروں) لیائی موسی۔

ناصر: زیتون؟ ہیں امی، کون زیتون؟

مہری: یاہ اک کڑی ہے ناصر

ناصر: ات کے کرے۔ کیوں آئی؟

مہری: اتے ہی رہے۔ ایویں آئی۔

زیتون: پیو جی لسی۔

مہری: سلام کر زیتون۔

زیتون: ہوں کیوں سلام کروں او پرا بابو نا۔

مہری: زیتون یوہ میرو ناصر ہے نا۔ پرا یو تے نہیں نا۔

زیتون: فرتے سلام ہے صاحب جی۔ معافی چاہوں۔

ناصر: معافی کس گل کی؟

مہری: مچ ہی صاف دل، تے سدھی سادی ہے۔ کھری

ناصر: کس کی ہے یاہ کڑی؟

مہری: اس کو باپ، خاصا عرصہ کو لو مجوری کرن گیو وُو ہے۔ اس نا میرے کول چھوڑ گیو۔

ناصر: نیکی ہے ماں

مہری: بھلیائی باقی رہنی ہے نا۔

ناصر: سچ

مہری: ہن یاہ، لوی گندل ہاروں جوان ہوتی جا رہی ہے۔

ناصر: کتنی معصوم تے حیادار ہے

مہری: بڑی انکر تے آن آی ہے، توں ہی نہیں۔

ناصر: چہرا مہرا توں لبھے کرے، اس نا ہیشگی اتے ہی رکھئے ماں۔

مہری: پرائی دھی ہے، اوڑک جانو ہے۔ زیتون

زیتون: جی موسی جی۔

مہری: ہوں چلی پرے، توں ناصر ناروٹی کھلا، ردھ پکار کھیو ہے کج؟

زیتون: چنتا نہ کرو موسی، سب کج تیار ہے۔

(جاتاں پیراں کی کیٹر کے نال مدھم
جیو میوزک بھانڈاں کو کھڑ کار)

ناصر: وئی زیتون

زیتون: جی فرماؤ۔

ناصر: (ہستاں) ہوں تیرا ہتھ کی پکی روٹی نہیں کھان لگو۔

زیتون: (لاپرداہی نال) ہوں کیہڑی منت کرن لگی جے ضرور کھایئے۔

ناصر: اوخو، خفا ہوگئی۔

زیتون: اخاں ضرور خفا ہوئی ہاں

ناصر: کیوں جی کے شوخی ہوگئی۔

زیتون: ناصر بابو! دل کے کنیں سن لے۔

ناصر: جی جی، سنیں کروں۔

زیتون: میری اجازت بن، رسوئی ماں آیو کیوں؟

ناصر: غلطی ہوگئی سرکار۔

زیتون: جاؤ جی اپنا کمرہ ماں۔ اتے ہی سب کج لبھ جائے گو۔

ناصر: ہوں نہیں جاتو۔

زیتون: کیوں جی۔

ناصر: یوہ گھر بار میرو ہے۔

زیتون: ہوتو ہوئے گو تیرو، ہوں کیہڑی بیج کران لگی۔اس وقت چلواتوں۔

ناصر: ایں خیں، ایڈغصو، اتنی لہر، فروی، کتنی سوہنی ہے۔

زیتون: (غصہ ماں) چیتے ہورکائے گل ہووے ناصر۔میروناں کیوں لیو۔

ناصر: (ہس کے) تیں وی میروناں بلایو ہے، اپروں ہورچ رعب۔

زیتون: بس جی بس، زیادہ چاتر نہ بن ناصر، ہوں تیری کج نہیں لگتی۔

ناصر: وقت ہی دسے گو۔مہاراں دلاں کی سانجھ کے ہے۔

زیتون: چل ناصر، موسی آوے کرے۔(چلتاں قدماں کی کیڑماں ہونو جیو میوزک)

مہری: ناصر:

ناصر: جی امی جی

مہری: توں کسے ڈنگی سوچ ماں ڈبیوؤ سہی لگے۔

ناصر: اخاں امی جی۔اج لمیاں سوچاں کا پینڈا کچھ رہیو ہاں۔

مہری: (حیران ہوکے) کے گل ہے ناصر؟

ناصر: فروسوں گوامی جی۔

مہری: نہ بچیانہ، اج ہی دس۔

ناصر: خفا نہ ہوویں تاں۔

مہری: (دلاسو دیتاں) کدے پہلاں خفا ہوئی ہاں؟

ناصر: نہ امی جی۔کدے خفا نہیں ہویا تم، سگوں سدا بہار پیار ہی دتو ہے۔

مہری: گل دس ناصر.....کے چھپار ہیو ہے اج۔

ناصر: امی جی، زیتون میری پسند ہے۔

مہری: (حیرانگی نال) کے کہہ رہیو ہے ناصر، توں ہوش وچ ہے نا۔

ناصر: اخاں امی، بقائمی ہوش حواس اپنا دل کو فیصلو، تھاری عدالت ماں پیش ہے۔

مہری: تیرو بھائی یاہ گل منے گو؟

ناصر: کیوں نہ منے گو، ہوں عاقل بالغ پڑھیوآدمی ہاں۔

مہری: تیرو پک فیصلو کڑی ان پڑھ ہے ناصر۔

ناصر: جی پکو فیصلو!ان پڑھ ہے تے فرکے؟سیرت،صورت،کردار، کہڑی،خوبی ہے جیہڑی زیتون کو لے نہیں۔

مہری: ہوں آپے فر تیرا بڑا بھائی میر نال گل کروں گی۔

ناصر: اخاں امی ضرور۔میں تھاری بہواتے ہی لوڑی ہے نا۔

مہری: چل شرارتیا.....شروئی کر۔

ناصر: وہ یہ ادا مقدم میر ہور آرہیا ہیں امی.....میں کھکوں۔

مہری: ہن نس پیو۔

(جاتاں پیراں کی کیڈ نال مدھم میوزک اچانک ناصر زیتون نال بھلاواماں ٹکرا جائے تے چاہ آلا بھانڈا ڈھے جائیں)

زیتون: (لہرماں)اوہ۔اکھ ہیں جے نہیں۔

ناصر: (شرم کے)معاف کریئے زیتون، ہوں پشاں تک رہیو تھوٹکر ہوگئی۔

زیتون: بھانڈا توڑ چھوڑیا، کے تک کے نہیں ٹرن ہوتو، ایویں ہی.....

ناصر: چنگا شگن ہیں زیتون، کوئے برتن نہیں ٹٹو۔

زیتون: کے ادھم مچایو وَو ہے، توبہ توبہ۔

ناصر: ہوں معافی منگوں ہاں جی۔

زیتون: ہوں معافی نہیں دیتی۔

ناصر: فردو ہتھڑ معافی منگوں.....معاف کردے زیتون!

زیتون: (مشکڑیاکے)چلواج ہوگئی معافی۔

ناصر: شکر بے وَور با

زیتون: مناں وی معافی، میں وی کھوہری گل کہی تھی۔

ناصر: میں، اک بہت بڑو فیصلو کیو ہے زیرون!

زیتون: کے فیصلو ناصر؟

ناصر: تناں اپنی امی کی بہو بنانو ہے زیتون۔

زیتون: (ہس کے) ناصر کج حیا کر، شرونی کر۔

ناصر: بیاہ تیں بڑو حیا کہڑو ہے سونہیئے، ہوں ایویں ہی ہاسی نہیں کرتو، زیتون، ہن فیصلو تیرے ہتھ ہے۔ میری زندگی توں ہے۔ ہاں کر یا نہ کر۔

زیتون: ہوں اک غریب کی دھی ہاں ناصر، تو اک امیر گھر کو پڑھیوو وخوش حال مقدم ہے۔

ناصر: یوہ میری زندگی کو اہم فیصلو ہے۔ تناں میں اپنی حیاتی بنان کو فیصلو کر لیو ہے۔

زیتون: سچ کہے ناصر؟.....ہوں تے ٹھٹھو سمجھوں تھی۔

ناصر: میری زندگی ہن تیری ہاں کی محتاج ہے۔ میں اپنا دل کا پیار کو فیصلو کر لی ہے۔

زیتون: ناصر.....(نس کی معمولی آواز)

(معمولی میوزک کی سُر)

ناصر: (آپ مہارو) میرا پیار کو جواب ہتھ ماں ہتھ دسے کے نس گئی ہے، ہوں، اس نا، ہاں سمجھوں یا، نہ، ہتھ دین کو مطلب ہے، ہاں اقرار، زیتون میرے نال بیاہ تیں انکار نہیں ہوسکتی، میں پیار تے خلوص نال، اس ناچاہیو ہے۔ انت ہی گو، ڑھا پیار نال۔

مہری: میر، تیرے نال اک ضروری گل کرنی ہے۔

مقدم: کرو نا گل امی جی۔

مہری: زیتون کے بارے کج سوچنو ہے۔

مقدم: اس کو باپ آ گیو ہے امی جی، بلا کے حوالے کرو۔

مہری: زیتون تے ناصر کی جوڑی کیسے رہے گی۔

مقدم: کے کہہ رہی ہے مائے؟

مہری: ٹھیک کہہ رہی ہاں میر۔

مقدم: ریشم کا چھپرا نال، ٹاٹ کی ٹا کی۔ کوئے عقل کی گل کرو۔

مہری: ٹھنڈے دل گل کر میر۔

مقدم: ہم ملک ماں ہکیاوا، مہاری پگ کو شملو اچو ہے۔ ان پڑھ، میٹری، غریب کڑی کو ناطو، نہیں ہوسکتو،

مہری: غریب ہونو کوئے جرم نہیں میر، سیرت صورت ماں۔ زیتون جی کڑی مہارا سارا خاندان ماں کائے نہیں۔

مقدم: (ناراضگی نال) مائے تمناں کس طرح سمجھاؤں؟

مہری: ہوں سمجھوں وی ہاں، یوہ میر واٹل فیصلو ہے۔ زیتون تے ناصر کو رشتو ہو کے رہے گو۔

مقدم: ماں سوچ تے سہی۔

مہری: ہوں وی غریب کی دھی تھی میر، میں تھارا باپ کی مقدمی بنائی۔ زیتون کے نال مناں وی گھروں کڈھ چھوڑو۔

مقدم: امی جی تھارو فیصلو ہے؟

مہری: اخاں، ان ٹٹ فیصلو، زیتون لائق فائق، سلائی بُنائی تے کڑھائی ماں تاک ہے، عقل تے شکل کی پری ہے۔ گھر کو سارو تر جت سمہال لیو ہے۔

مقدم: ناصر منے گو؟

مہری: اسے کو اپنو فیصلو ہے، اس کی مرضی ہے، تاں ہی ہوں وی کہوں۔

مقدم: تھاری مرجی تے اس کی.....ہوں کون ہو یو۔

مہری: ہوں جا کے شرفو بھائیا نال گل پکی کروں گی۔

مقدم: نہیں امی جی، ہوں جاؤں گو۔

(سین بدلے)

مقدم: شرفو کے کرے۔

شرفو: میر مقدم جی تم۔

مقدم: اخاں ہوں

شرفو: بیونا مقدم، ہے تے غریب کی کٹھلی۔

مقدم: خیر ہے، شرفو.....میری گل سن

شرفو: جی، کیوں آیا رات کے سمے۔

مقدم: اک کم ہے۔

شرفو: کے کم ہے، حکم کرو جی

مقدم: زیتون کو بیاہ کر دے۔

شرفو: زیتون کو بیاہ، کیوں جی.....ہوں وی چاہوں، مگر رشتو مناسب کوئے نہیں۔

مقدم: اگر مگر چھوڑ، کڑی جلدی بیاہ دے۔

شرفو: خرچو کتوں آنوں مقدم میر جی۔

مقدم: کوئے رشتو ہے؟

شرفو: ہے اک اپنی بہن کو جا تک

مقدم: اے لے پیچ ہجار روپیا۔ستاں دناں ماں بیاہ کر دے۔

شرفو: نہ صاحب جی، ہوں قرض نہیں چا تو۔

مقدم: قرض نہیں مویا۔ مدد ہے میری طرفوں، مفت

شرفو: تھارو بھلو ہووے۔

مقدم: اک گل ہور سن بیاہ تیں اک دن پہلاں زیتون نا ات سد لیا ئیے۔

شرفو: مہری ہوراں ناوی سدوں گو۔

مقدم: وہ یہ ناصر کو لے شہر گیا وا ہیں۔ ات نہیں ہو سیں، امی جی کا حکم نال یہ رو پیہ دتا ہیں وہ یہ نہیں آسیں، توں کم نمیڑ!

شرفو: اچھا جی۔

مقدم: میر وات آن کو کسے نا پتو نہ لگے۔ میری گل صرف اپنے تک رکھئے۔

شرفو: کسے نا پتو نہیں لگ سے، تم بے فکرا جاؤ۔

(سین بدلے)

ایک آواز: ناصر۔اب پچھتائے کیا ہووت رے جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت رے !

ناصر: کے گل ہے رے۔

ایک آواز: ہونی ہو گئی رے ناصر۔

ناصر: کے ہونی؟

ایک آواز: اس گدری کی زبانی، سن گجرانی بارے۔

ناصر: یاہ کس کی جنج ہے؟ یاہ کس کی ڈولی جا رہی ہے۔

سمی: یاہ، میری سہیلڑی کی جنج ہے۔ یاہ تیرا پیار کی جنج ہے، ناصر

ناصر: کے کہے گدری۔

سمی: گجرانی لاڑی کی کہانی۔۔۔۔۔ میری زبانی سن ناصر۔

ناصر: یوہ کے ماجرو ہے؟

سمی: یاہ اک غریب کڑی کی جنج ہے۔ یاہ اک بڑے گھر جانو چاہوئے تھی۔ پڑھیا

لکھیا گبرونال پیار کرے تھی۔

ناصر: فر؟

سمی: اس کا بڑا بھائی نے سازش کی۔اپنی ماں تے اپنا نکا بھائی کی خوشیاں کی قبر کڈھ چھوڑی۔اس گجرانی کا بابا نا پنج ہجار روپیا دتا۔ساراں نا ھلیکھا ماں رکھیو۔

ناصر: پیچ نہ بکھان گدری۔پہلی دس کس کی جیج ہے؟

سمی: ناصر.....یاہ زیتون کی جیج ہے،اس ڈولی ماں زیتون کی جیتی لاش گئی ہے ناصر!

ناصر: (چیخ کے)زیتون!زیتون!میرو پیار ہار گیو۔

ہوں زندگی ہار گیو،زیتون،توں ڈولی چڑھ کے،اچے گگن چڑھ گئی۔ہوں زندگی تے پیار ہار کے نا کامی کے ڈنگے پاتال دفن ہوگیو،زیتون،ہم دوئے جیتا جاگتا ہی مر گیا۔زیتون، میریاں سچیاں سوچاں کا پینڈا مر گیا!

غماں کی سلو

اقبال عظیم

کردار:

۱۔	چودھری کریم بخش	جاگیردار عمر ۷۰ سال
۲۔	نازو	کریم بخش کی دھی ۲۵ سال
۳۔	فقرو	لوہار ۶۲ سال
۴۔	پھتو	موچی ۵۵ سال
۵۔	راجو	حویلی کو چوکیدار ۴۰ سال
۶۔	فضلو	کریم بخش کو نوکر ۳۰ سال

پہلو سین

(نماشاں کو وقت ہے۔ اچی جئی ڈھیری کے سامنے ایکلی موکلی پرانی حویلی ہے۔ دروازہ پر ہتھ مانہہ بندوق لئی وی راجو کھلو ہے۔ اندر چودھری کریم بخش بٹھیو وُو حقو پئے۔ فضلو کولے باادب کھلو ہے۔ اتنا مانہہ بو ہاپر کیٹر ہووے۔)

کریم بخش: (حقہ کو زور نال کش لئے۔ تے زور نال کھنگتاں)

فضلو: !دیکھ باہر کون ہے؟ اجیہو کجیہو آدمی ہو یو تے اندر نہ آن دیئے۔

فضلو: (باہر جاتاں) راجو کون ہے؟ چودھری صاحب پچھیں اجیہو کجیو تے نیہنہ؟

راجو: چودھری صاحب ہوراں نا پچھ۔ بھائی فقرو تے بھائی پھتو ہیں۔ اجازت ہووے تے اندر آویں۔

فضلو: ج جناب۔بھائی فقرو تے بھائی پھ۔پھتو ہیں۔

کریم بخش: (بڑی آمادگی نال) ہاں۔ہاں لے اندر.....

فضلو: (بوہا بچوں) راجو!...بھیج اندر، مزماناں نا، بہلو، چودھری صاحب بلائیں۔

(فقرو تے پھتو اندر بڑیں)

فقرو: السلام علیکم، چودھری صاحب! (نال ہی پھتو بھی سلام کرے)

کریم بخش: وعلیکم السلام۔ہر کدے آؤ۔

فقرو: آوے نیکی۔

کریم بخش: (انہاں نا کھلاں دیکھ کے) بیسو نا نیک بختو۔بڑی لمی عمر ہے تھاری۔ مساں تم نا ہی یاد کروں تھو۔کدے اج رب تے کجھ ہور منگیو ہوتو تے وہ بھی تھا تو۔تم تے نو نہی اوپرا نبیاں رہیں۔کدے کدے لنگ آیا کرونا۔ہوں بھی ایکو بیٹھو بیٹھو تنگ آجاؤں نالے تھارے نال کم کاج کیں گل بھی کرنی تھیں۔

فقرو: (کھنگ کے سنگ صاف کرتاں) جناب تم یادفرمایو کرو۔مہارو کے ہے؟ ہر وقت حاضر۔تم چنگی طرح جانیں ہم نے کدے سرنیہہ چایو۔ہر حکم اکھاں پر منیو ہے، تھارا حکم پر پچھاں بھی بال بچو واراں گا۔خدا تم نا کامیابی دیہے۔ہم بھی تھاری کامیابی کی اڈیک مانہہ ہاں، ہاں سچیں.....اج ہم.....(اس نے مڑ کے پھتو در دیکھو تے نو نہہ دنداں نال کترن لگ پوئے۔

پھتو: (نظر جھکاتاں) اصل مانہہ چودھری صاحب! ہم تم کہہ پنہہ سکتا۔تم بڑا آدمی ہیں۔مہاراں نے ہمیشاں تھاراں کی غلامی کی ہے۔پر ہم ہن گھروں، مالوں ذری بیسرا جیا ہو گیا ہاں۔ہوں کہوں۔

کریم بخش: (اس کی گل کٹتاں) دیکھ پھتو آخر تم بھاویں کچھ بھی کرو تھاری خاندانی جاگو نیہہ رہتی۔آ گیا نا ہو چھاں ہتھیاراں پر ہوں تھارو قرضوئی جے ہو یو۔تم یاہ گل بھُل ہی جائیں ات

ہمیشاں میرا خاندان کا لوکاں نے راج کیو ہے۔تم ہمیشاں تے مہاریاں بلیاں بیٹھ پلیا ہیں۔ مہارا جوٹھا نکڑا کھاداہیں۔ بھاریں پھیریں ہیں تے چھتر سیڑیا ہیں۔ میں تم اپنا بھیتی بنایا ہر پر اڑھیا۔تاں بدھ بدھ کے گل کرن لگا۔(اس نے حقہ کی زوردار کش ماری تے کھنگ کو زوردار ہولو آ گیو) کیوں فقرو تم نے کے سمجھ لیو، ہوں جنے اپنا مقصد مانہہ کامیاب ینہیہ ہوسوں۔ کدے سونا کا محل مانہہ ینہیہ بس سک سوں۔ پر میں تم کمیناں نا اپنی زندگی کو قیمتی راز دس کے خطا کی ہے۔جیہڑا اج اس طرح آ کے یہوں کس طرح یقین کروں۔تم نے وہ راز کسے نا نیہہ دسیو ہو سے (وہ اُٹھ کے کھل گیو۔دوئے ہتھ کنڈ پچھے رکھ لیا تے پریشانی نال ٹہلنو شروع کر دتو) مناں کوئے اطمنان پہنہہ رہیو۔کوئے اطمنان پنہنہ رہیو۔(فر ٹہلتاں ٹہلتاں اچانک رک کے) فقرو تم بھلی طرح جانیں اس راز کی راکھی کرتاں میں عمر گزار چھڑی ہے۔اس راز مانہہ میری آئیندہ زندگی کو حن ہے۔اسے مانہہ میراں سکھاں کی چھپی وی تصویر ہے۔ہوں سوچوں تم نا اس راز کا باہر کڈھن تے پہلاں ہی ہمیشاں واسطے چپ کیوں نہ کرادیوں۔

فقرو: (سنگ تے تھک لاہتاں خوشامدی انداز مانہہ) چادھری صاحب! یوہ پھتو نونہی بھونکے۔آخر موچی ہے نا۔اس نا کے پتو بڑاں نال کس طرح بولیں ہوویں۔ہم تے صرف اتنو پچھنا آیا تھا۔جناباں کی کامیابی ہووے ہم تے خیر خواہ ہاں جناباں کا (مڑ کے پھتو نا لہر نال) پھتو لعلاں کی قدر بنجارا جائیں تنا کے پتو ہے چودھری صاحب کے ہیں؟

کریم بخش: (قدرے نرم ہو کے) کجھ گل پنہنہ گزریاں نا کے گنو۔(فر کجھ سوچتاں) ہوں سوچوں، کوشش جاری رکھاں تم دو ہے جناں تریہہ جوڑا چھتراں کا میخ، نال، لوک چنگی طرحاں لا کے پرسوں ات پہچاؤ، سنیو، کتے دھوکھو نہ ہو جائے سمجھیا۔(فقرو تے پھتو وو ہے اکٹھا بولیا) چنگو جناب!

کریم بخش: (انہاں نا رخصت کرتاں) بچھو رب راکھو۔

(وہ دو ہے۔اگے پچھے باہر نکل جائیں) تے پروگر جائے

دو جوسین

تقریباً ادھی رات ہے۔ ساری حویلی کو چوفیر کلکھی اندھیرا مانہہ ہے صرف حویلی کا اندروں دیاں کی لوروشن داناں تے باہر آرہی ہے۔ میخان تے نالاں آلا جوڑاں کی کڑکار کی آواز آوے۔ جس طرح شینکر اپر سینکڑاں آدمی ٹرتا ہوویں آواز نیڑے آتی چلے۔ چودھری صاحب بے قراری نال حویلی کے اندر ٹہلیں لگاوا۔ ایکلا ہیں۔ اندروں کسے کا جھنکن کی آواز مسلسل آوے لگی وی۔ درد یلی جئی آواز

اس کا چہرہ تے پریشانی کا آثار صاف ظاہر ہیں۔ وہ یہ گھڑی اپنا ترلا ہوٹھ نا دنداں نال چبیں ایک دردناک جھنک تے دوجے پاسے قدرماں کی بھاری بھاری آواز چودھری کو چین خراب کرے لگی وی۔ پیراں کی کیٹرا چانک تھم جائے۔ چودھری صاحب بے قراری نال دروازہ درد یکھیں پردہ مانہہ تھوڑی جئی حرکت ہووے۔ تے فضلو اندر آجائے۔

فضلو: سلام علیکم جناب (اس کے نال ہی فرش پر جھڑتاں) اُف، اُف، اُف تھ۔ تھک ٹٹ گیو۔

کریم بخش: فضلوتوں مچ بدتمیز ہوگیو ہے۔ اٹھ کے سدھو کھل، کے اُف، اُف لائی وی ہے۔ دس کتنا آدمی تھا؟ تیں سارا کا چھتر سنبھال لیا ہیں؟ مت کوئے نالے لے گیو ہووے۔ دس کتنا آدمی تھا؟ تیں سارا کا چھتر سمبھال لیا ہیں؟ مت کوئے نالے لے گیو ہووے۔ تھا یو کتے سنگ پارس لیا پہلاں اپنا چھتر، جھب لیا۔

فضلو: سہ، سنگ پاپارس، جہ جناب کے تھا تو شینکر انے گٹا بھی تروڑ چھوڑیا (باہروں جا کے چھتر چالیائے) اے یہ لیو جناب (وہ زور نال چھتر چودھری صاحب کا منہ اگے پھینکے)

کریم بخش: (چھتراں نا اکھاں کے نیڑے لے جائے۔ تے غور نال دیکھے) فضلو

دس کمیرا کجھ کہا ئیں بھی تھا؟

فضلو: جہ، جناب کے دسوں؟ کہیں تھا۔ جاگیرداری چودکنی مگ گئی پر یوہ۔اس کو بھوت نہ گمیو۔

کریم بخش: (چھتر نا ہور نیڑے لے جائے۔چھتر نالوں گارواس کی نا ساں نال لگ جائے)۔

فضلو: (دوڑ کے پیر نہی کا تناں نال چودھری کا نک نالوں گارو پوچھتاں) جہ، ناب کے چھتر سونگھیں۔ مناں بھی عمر ہوگئی ہے۔تھارو یوہ حال دیکھتاں۔ پر وہ تھاروسہ، سنگ پا، پارس، پتونہہ نہ کت ہے۔

کریم بخش: ہوں جانوں تم لوکاں کا دماغ خراب ہوگیا ہیں۔تاں تم نا جاگیرداری کو خاتمو یاد آیو ہے۔ (فرزور نال گجتاں) دوڑ دوجا چھتر لیا۔ (فضلو چھتر لیاؤن جائے تے چودھری آپنے نال ہولیں ہولیں گل کرے) ہوئے خائے۔خبرے میری نازوکو کے بنے گو؟ میرا خواب پورا بھی ہوویں گا۔

فضلو: (سکھنو ہی مڑتاں) جناب، مہ، مناں، کجھ کہیو، کے نازو،

کریم بخش: (غضب ناک ہوکے) بکواس نہ کر۔تیری اتنی جراءتے اتناں جو کہیو وہ کر۔چھتر لیا جھب۔

(فضلو پچھاں مڑتاں گھبراہٹ مانہہ فرش پر چھڑ جائے۔فر اُٹھے تے دوڑ کے باہر نکل جائے) تے پردو گر جائے

تیجو سین

واہی حویلی ہے۔مساں لوہووے لگی وی۔دینہہ کیں رسم آؤن آلیں ہیں۔حویلی کا باہروں بے شمار لوکاں کی آواز آئیں۔لوک لہر یا دا ہیں۔اپنی ناراضگی کو اظہار شدید انداز

مانہہ کر رہیا ہیں۔ ہر پاسے شور ہے۔ مطالبو ہور ہیو ہے۔ چودھری کے خلاف نعرہ لگ رہیا ہیں۔ دروازہ پر زور زور کی دستک ہور ہی ہے۔ لوکاں کو شور ہے۔ قرضو ادا کرن کا تقاضا ہور ہیا ہیں۔ لوکاں کو شور ہے۔ چودھری صاحب سخت پریشان ہیں۔ ویہ گھابریاوا ہیں۔ حقو زور زور نال چھک رہیا ہیں۔ ان کی اکھاں تے گھبراہٹ کا آثار صاف ظاہر ہیں۔ اتنا مانہہ فضلو اندر داخل ہووے۔

فضلو: (ساہوساہ ہویوؤ) نہ، جناب مارے گیا۔ لوک بڑی لہر مانہہ ہیں۔ کمیرا اج تک کی مزدوری منگیں۔ ویہ کہیں نیہہ تے ہم بسنیکاں سمیت حویلی نا ساڑ دیاں گا۔ جناب، مر گیا، مارے گیا۔

کریم بخش: کے کہیں بسنیکاں سمیت ساڑاں گا۔ انہاں نے چودھری کریم بخش کو چھڑوناں سنیو ہے۔ اس کا ہتھ نیہہ ڈٹھا۔ جا کے انہاں نا کہو۔ ہوں دھانیں تڑک چھڑوں گو۔ انہاں ست نیندراں نے اس تے پہلاں بھی کئیں وار سر چایا ہیں۔ پر ہمیشاں سراں پر چھتر پیتار ہیں۔ جا دفعہ ہو جا! کہدے انہاں نا، جان لوڑ ہے۔ تے دوڑ ہو جائیں اتوں۔ مناں رنڈیاں تے یتیماں کو رواس چنگو نیہہ لگتو۔ انہاں نا کہو۔ تھاریاں ہڈیاں پراتے ہی حویلی کے باہر کا گ بول جائیں گا۔ دوڑ انہاں نا کہو۔ کدے کائے گل کرنی ہے تے دو چار سیانا آدمی میرے کول بھیجو۔

فضلو: (بوہا در جاتاں، لوکاں کو شور سن کے مڑ آئے) جہ، جناب اج مناں نوں دسے جس طرح میری آئی وی ہووے۔ باہر گیو تے سروں مارے مکائے جاؤں گو۔ اج نیہہ بچیو (تھوڑ و گہاں جا کے مڑے) ہیں۔ مر دڑن تے مرن ناچنگو جانیں۔ مرنو مارنو مرداں کی شان ہے (بوہا کولوں فر مڑ آئے) چودھری صاحب ہوں مر جاؤں تے میرا جا تک بھکھا مر جائیں گا۔ میری زنانی رنڈی ہو جائے گی۔

کریم بخش: فضلو! اج سچیں تیری آئی وی ہے۔ تاں بے ہوشی کی گل کرے فوراً جا!

فضلو: (بوہادر جاتاں) بچھو، رہ گئی تے رہ گئی۔ پیالے جائیں ملنگ مچھر کے ہووے تھی۔ (دو چار قدم ٹر کے، کجھ یاد کرتاں فر مڑ آئے) چودھری صاحب! او میرا چودھری صاحب! اج میری مت ہی مارے گئی ہے۔ مناں ہن یاد آئی۔ میرو تے اجھاں بیاہ بھی نیہہ ہو یو۔ ہوں کوارو مارے جاؤں گو۔ بے چارو جوانی مرگ (نالے وہ اچیں رون لگ پوئے۔)

کریم بخش: (اس نا، سوٹی نال جھکنو دیتاں) کراؤں فر تیرو بیاہ۔

فضلو: (خوش ہوتاں) چودھری صاحب نیکی پچھ کے تھوڑا ہی کریں۔ پہلا کراؤ۔ ہوں کوارو مرن تے بچ جاؤں۔

کریم بخش: (اس کی گل کرتاں) راجو! او راجو (چوکیدار نا سدے)

فضلو: (بے بسی نال) کت ہے راجو جناب وہ کوارو ہی مر گیو ہووے گو۔ ہن تک، کاگ بول گیا ہوویں گا بے چارا کا مراڑ پر۔

راجو: (گھابریوؤ واندر بڑے) جناب، کے حکم ہے؟

کریم بخش: انہاں نا کہو۔ میرے نال گل کرنی ہے۔ تے دو چار آدمی میرے کول بھیجو، کون ہے، ان کے اگے، اگے؟

راجو: فقرو تے پھتو ہیں جناب۔

کریم بخش: نیہہ آتا تاں چلا گولی ہوا مانہہ آپ دور ہو جائیں گا۔

(راجو باہر جا کے ہوا مانہہ گوی چلائے۔ لوکاں کانسن کی آواز آئے)

فضلو: جناب نٹھا، نا سارا لسا کتا نالوں دُمڑی دبا کے۔

کریم بخش: (کھلو کھلو دو ہاں ہتھاں نا نکتاں) اے۔ یاہ ہوئی نا گل۔ اس رنگ کا میں بڑا ڈھٹا ہیں (کمرہ مانہہ ٹہلیں) پر دو گر جائے

چوتھو سین

(واہی حویلی ہے۔ رات کو وقت ہے۔ دیا بلیں لگاوا۔ چودھری صاحب سخت بیمار ہیں۔ وہ لماں پیاوا ہیں۔ ان کی سہکی وی دھی نازو سرہانے بیٹھی وی ہے۔ اس کو رنگ اڈیوو ہے۔ چودھری صاحب، ترمکیں تے بے ہوشی کی دئیں۔ سر تے بانہہ بے واریں ہلائیں لگاوا۔ نازو آتھروں پوچھتاں، اس ناجھنھوڑے۔)

نازو: باپوا وباپو۔ تناں کے ہوگیو ہے۔ یوہ توں کے کہہ ہوں کے کروں۔ کیاں جاؤں، کے کروں۔ (واہ تلیں ملے تے روئے)

کریم بخش: (ہولیں ہولیں اکھ کھولے جیبھ ہوٹھاں پر پھیرے) نازو!، میری اکھاں کی لو، میرا دل کا آسرا، مناں کے خبر تھی۔ میرے نال نوں برتے گی۔ ہون تے بھیلکھے بھیلکھے جیتو رہیو۔ مناں کے پتو تھو۔ اُف (اس کو سنگ سک جائے) اپنی جھب لیا (نازو پانی کو گلاس اس کا منہ نال لا کے)۔ ہا۔ میں نے سوچیو بھی نیہہ تھو کہ موت اتنی تاولی ہو جائے گی۔ ہوں سوچوں تھو۔ اپنی نازو نا سونا مانہہ ڈبو چھڑوں گو۔ کسے بڑا گھر مانہہ تناں بیاہ کے دیوں گو۔ خوشیاں نال تیری جھولی بھرے جائے گی۔ سنگ پارس میری جاگیر مانہہ ہے۔ اتے حویلی کا سامنا آی نکی کا سینہ مانہہ، سونو مناؤن آلو پتھر، جس کے نال لگتاں ہی لوہو سونو بن جائے اج تے تقریباً دوسو سال پہلاں، میرا پردادا چودھری میر حسین کی فوج اس راہ تے گزرے تھی۔ وہ بڑو جاگیردار تھو دھیئے۔ وہ یہ سامنے امبھ کا بوٹا ہیٹھ روٹی کھاؤن بیٹھا۔ کے دیکھیں ان کا سارا ہتھیار، بوٹاں کیں میخ، نال تے نوک سب کجھ سونو بن گیو پتھر۔ وہ اس علاقہ کو سب تے بڑو امیر آدمی بن گیو۔ میرا باپ دادا نے بھی اتے ہمیشاں اس کی تلاش کی۔ باپ تے بعد یاہ جاگیر میرے ہتھ آئی۔ میں بھی سنگ پارس کی تلاش جاری رکھی۔ اپنے کول ہزاراں کا چھتر بوٹ تروڑیا۔ پراج تک ناکام ہویو۔ میرا سارا ارمان مٹی مانہہ رل گیا۔ یوہ سب کجھ تیرے

واسطے کیو۔ پر تیرے جوگا قرضا تے پریشانی چھوڑ چلیو ہوں۔ پر توں فکر نہ کریئے۔ سنگ پارس اتے ہی ہے۔ اس کی تلاش جاری رکھیئے۔ اس کی لوڑ مہارو خاندانی فرض ہے۔ سنگ پارس اس دھرتی کول مہاری امانت ہے۔ اس ناڈھونڈیئے۔

نازو: (روتاں روتاں) سنگ پارس، سنگ پارس، سنگ پارس میرو خاندانی قاتل، باپو! ادباپو!۔ دس تے سہی ہوں کیاں جاؤں کے کروں۔

کریم بخش: (اکھ میچیں دیں، بڑبڑائے) نازو! وہ دیکھ سنگ پارس آخر مناں لبھ گیو۔ میری عمراں کی زہدی جا لگ گئی۔ نازو توں ہُن خزاناں کی مالک بن گئی ہے۔ وہ دیکھ..... مناں بھی رج کے دیکھین دے..... سنگ پارس..... سنگ..... پارس (اس کے نال ہی اس کا افراں چایا واہتھ دھرتی پر جھڑ گیا)

نازو: (اچیں اچیں روئے) بچھو باپو، توں مناں اس دنیا مانہہ ایکلی موکلی چھوڑ چلیو۔ (واہ اس نا پرت سرت کے دیکھے تے اس کو چہرو چادر نال ڈھک چھوڑے) تے پردو گر جائے

پنجموں سین

واہی حویلی ہے۔ صبح کو وقت ہے۔ اندر نازو لگی بیٹھی وی برلیں باسین روئے۔ دردناک آواز مانہہ جھنکے۔ اتنا مانہہ فضلو اندر آجائے۔

فضلو: جہ، جاگیردارنی صاحبہ، ہوں تے راجو، آخر چودھری صاحب ناٹھکانے لاہی آیا۔ رات ساری لگا رہیا۔ قبر کھنی.....فر.....فر.....

نازو: بس کر فضلو.....مناں پتو تھو.....ایک دھیاڑے کا گاں کتاں نے بھی بے کسی کو مخول بنا نو ہے۔ تناں کے کہوں.....

فضلو: ہاں، ہاں کا گاں کتاں کی چودھری صاحب بھی گل کریں تھا۔ خدا بخشے کہیں

تھا۔اس حویلی کے باہر کاگ تے کتا بولیں گا۔

(باہر راجو نال کوئے زور زور نال بولے)

نازو: فضلو جا باہر دیکھ کون ہے؟

فضلو: (باہروں مڑ کے) یہ وہی نحس ہیں۔فقرو تے پھتو۔بکواس کریں۔کہیں، یاہ چودھریاں کا قبرستان مانہہ سجری قبر کس کی ہے۔چودھری کریم بخش کت ہے۔شاید وہی مریو ہووے گو۔میں کہہ چھڑیو ہے اندر آیا تے گولیاں نال بھن چھڑاں گا۔کاگ بول جائیں گا، مراڑاں پر۔..... ہاں۔

(اتنا مانہہ فقرو نے پھتو لہریا وا اندر داخل ہوویں)

فقرو: ہُن دیکھاں کس کا مراڑاں پر کاگ بولیں گا۔بولو کت ہے کریم بخش دھوکے باز، عمراں کی کمائی کھا کے ٹرک گیو۔جاگیرداری سمیت ادھی رات نا جا کے قبر مانہہ بڑ گیو۔ کاگ بلائے تھولو کاں کیاں ہڈیاں پر۔۔۔۔

.(نازو منہ پر چھپری کو پلو رکھ کے ہدک ہدک کے روئے)

فقرو: (اس نا بانہہ تے پکڑ کے چھنڈورا نال اُٹھالتاں) سونو نہ سہی ہُن تیرو رنگ بھی سنہرو ہو گیو ہے۔جاگیردارنی صاحبہ آخر قرضو تے مکانو ہے جھلکن نا چھوڑ۔

پھتو: (نازو نا دوجی مانہہ تے پکڑتاں) میں بھی قرضو دو تھو۔خیرات نیہہ دتی تھی۔

فضلو: (نازو کی چھپری کو پلو پکڑتاں) ہوں جنے کوارو ہی مر جاؤں گو۔نو نہی اس حویلی مانہہ اج تک مڑ ستور ہیو ہوں؟

راجو: (چھپری کو دوجو پلو پکڑتاں) اس حویلی کی کوڑی شان بحال رکھن واسطے، اس کی چوفیری پھرتاں میں عمر گزاری ہے۔اس کو پورو انعام ہوں آپ لیوں گو۔

فقرو: نازو بچھو توں آپ فیصلو کر کس نال چلے گی؟

نازو: ہوں، موت نال چلوں گی۔ہوں اج تک کوڑیاں خوشیاں کا کلکھی اندھیراں

مانہہ ڈابو دیتی رہی ہوں۔ بس اج سچاں غماں کی سلوا اپنی چار چوفیری کھنڈتی دسے، اج کدے میری حیاتی کو دیو بجھ بھی جائے تے میری روح دنیا کا کوہتھر مانہہ بھمل بھوسا کھاوَن تے بچ جائے گی.....(واہ مردہ حالت مانہہ فرش پر جھڑ جائے)

تے پر دوگر جائے

سرحداں کا راکھا

قیصرالدین قیصر

کردار

نمبرشمار:	ناں	حلیو
۱۔	بکروال (بابو)	چٹی داڑھی آلو بکروالی لباس
۲۔	بڈھی بکروالنی	ادھیڑعمر بکروالی لباس ماں
۳۔	نذیر بکروال	نوجوان لونگی کلاہ ماں
۴۔	رشید	اٹھاں دساں سالاں کو بچو
۵۔	ماسٹر جی	اک اُستاد
۶۔	زیتون	اک خوبصورت بکروالنی گدری
۷۔	سپاہی	ترے چار سپاہی
۸۔	سردار فوجی	سکھ سپاہی
۹۔	بورڈ کا ممبر	ترے سوٹڈ بوٹڈ

پس منظر: دوپہر کو وقت ہے اک بکروال اپنا اجڑنا چھیڑ کے بڑا مزہ نال رسی بٹن ماں مصروف ہے۔ یوہ اپنا روایتی بکروالی لباس ماں ہے۔ وقت وقت پر بکریاں نا بلان واسطے ''آواز چہ چہ تے ہوئی ہوتی'' کی آرہی ہے۔

پہلو سین

پردو ہٹے۔اک بکروال اپنا روایتی لباس ماں اپنو اجڑلے کے سٹیج پُر اک دروازہ توں داخل ہوئے تے بکریاں نا دو جا دروازہ توں چھیڑ پُر کڈھ کے سٹیج پُر رسی بٹن ماں مصروف ہو جائے۔

بکروال اپنا آپ نال: شبا کُتیو، ہوشیار رہو، کتے بکریاں ماں سنہہ نہ پے جائے، اُف گھاہ پتر مُک گیا ہیں۔بکریاں نا دور جانو پوئے۔

اتنا ماں دو ترے فوجی وردی پوش تے ہتھیار بند حالت ماں سرحد پار کر کے داخل ہویں تے بکروال کول آ پوہچیں۔

اک فوجی بکروال کولوں اشارہ نال پچھے کہ ہندوستانی فوج کت ہے۔بکروال ڈورو بن کے جواب دیے:

بکروال: ''میری بکریں چرن واسطے ماہلی پر گئی ہیں۔ماس کھان کی بھٹک آئی ہوے گی۔''

سپاہی فر اشارہ نال ہندوستان کی فوج کا وارہ ماں پچھیں۔بکروال بڑی بے نیازی نال:

بکروال: ہوں رسی بٹوں رسی، ڈر گیا گجراں کی رسی تے۔

سپاہی: اُوہ کم بخت بُڈھے ہم پوچھتے ہیں کہ ہندوستانی فوج کدھر ہے ان کی پکٹ کہاں ہے۔

بکروال: اُہ.....پچھا پچھا تم ہندوستان کی فوز کو پچھیو؟ صاحب جی ویہ تے مچ پچھے رہیا جس راہ دروں آپ آیا۔اُسے راہ ماں گھناں ریوڑاں کے بچکا رکھبا ہتھ نال اُن کی پکٹ ہے۔

دُشمن کا فوجی تیزی نال واپس ہو جائیں۔

بکروال اپنا آپ نال

بکروال: بڑا تمیں مار (خان) آیا تھا ہندوستان کی فوج کو راز پچھن واسطے جس طرح ہندوستانی فوج نہیں کدو تے چینگن ہیں فوراً مار یا جایں گا۔

جنہیں پیریں آیا تھا، میں بھی اُنہیں پیریں واپس موڑ چھڑیا۔

انھاں ناپتو ہے۔ ہوں بھی بے غیرت جعفر بنگال ہوں ملک نال غداری کروں گو۔
گُجر اں کا خون ماں اجاں بے غیرتی تے غداری کی ملاوٹ نہیں ہوئی مگر ہوں ات
کے کروں گو کھل کے اگ لگے اس رسی ناتے سینہ مارے بکریاں نا مناں فوراً دوڑ
کے آپنی پیکٹ پر دُشمن کا آن کی اطلاع دینی جا ہیے۔
بکروال ہندوستانی پیکٹ کی طرف چل پوئے۔
(پردو گرے، میوزک ٹیون شروع)

دو جو سین

پسن منظر: ہندوستانی فوج کا کجھ سپاہی جن ماں اک سکھ بھی ہے۔ اپنا کم ماں مصروف ہیں کہ
بکروال جا پہنچے۔

بکروال: ''جے ہند صاحب''

سردار سپاہی: ''جے ہند بابا! جے ہند مگر اج تُسیں ناراض کیوں معلوم پڑتے ہو بابا؟''

بکروال: اُوہ! کے دسوں صاحب؟ دُشمن سرحد کے اندر چلے آیو ہے۔''

سردار سپاہی: دُشمن! کدھر دُشمن؟'' حیران ہو کے۔

بکروال: ''صاحب جی۔ دُشمن سپاہی تھوڑی دیر ہوئی میرے کول آیا تھا تھاری
پیکٹ پر حملو کرن واسطے پچھیں تھا۔ مگر میں غلط راہ پر گھل چُھڑ یا۔ فرصت کو وقت
نہیں۔ وہ یہ ضرور اج شام تک تھاری پکٹ پر حملو کریں گا۔ تم اسے ویلے میرے
نال چلو۔ ہوں تمناں دُشمن کو راہ دسوں گو۔ تم اسے وقت دُشمن نا باہر کھدیڑ مارو۔''

سپاہی: ''ہاں ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ سیٹی بجی سب سپاہی جمع ہو جائیں چلو فوراً، دُشمن کا
پیچھا کرو۔ مگر یہ سامان.....''

بکروال: مناں دیو کجھ سامان ہوں چاؤں گو۔''

سپاہی: ''نہیں بابا نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ بجرگ ہو۔ سامان نہیں اُٹھا سکتے یہ بات ہم

سے نہیں ہوسکتا۔ بھارت کو آپ جیسے بجرگوں پر ناز ہے۔ ہندوستان کا ہر سپاہی آپ کے بُڈھے کا محافظ اور سہارا ہے ہم خود سب بوجھ اُٹھائیں گے۔''

بکروال: ''صاحب جی سامان زیادہ ہے۔ آپ ہور نہیں چاسکتا تھوڑی دیر ٹھہر جاو۔ ہوں یوہ آیو۔''

(بکروال چل پوئے ہور پردو گر پوے۔ میوزک ٹیون شروع)

تیجو سین

پس منظر: پردو اُٹھے۔ بکروال کا گھر آلا اپنا ڈیرا پر ہیں۔ بکروال کی گھر آئی بڈھی اُس کی جوان عمر گدری زیتون نے اٹھ دس سالاں کو پوت رشید بیٹھا وا گھر کو کم کاج کر ہیا ہیں کہ بکروال دوڑتو ڈیرا پر جا پہُچے۔

بکروال: ''تم حالاں بیٹھا وا ہو۔ اُٹھو اُٹھو۔ بہل کرو ملک پر حملو ہو گیو ہے مھاری فوز نا مزوراں کی تنگی ہے۔ چلو ہم سب مدد کراں۔''

سب کا سب ڈیرا نا چھوڑ کے فوج کی طرف دوڑن لگ پوئیں۔ پردو گرے، میوزک ٹیون شروع۔

چوتھو سین

مھاری فوج کا سپاہی بکروال کی واپسی کو انتظار تے سامان بنھ رہیا ہویں کہ بکروال سارو عیال کے کے پوہچ جائے۔ فوجیاں کا مُنہ پر مسکراہٹ پیدا ہو جائے۔ سب مل کے سامان لے کے دُشمن کو پچھو کرن واسطے ٹُر پویں۔ سٹیج کا اک دروازہ توں نکل کے دو جا دروازہ توں داخل ہو کے سردار سپاہی کہہ:

سردار سپاہی: ہم وطنو! دُشمن اب بہت قریب ہے۔ اور کافی تعداد میں ہیں۔ ابھی دو دو ہاتھ ہونے والے ہیں۔ بچے اور عورتیں اب واپس چلے جائیں۔

زیتون اُس کی ماں: ''نہیں ہرگز نہیں، ہم تھارے نال چلاں گی۔'' ہور رشید

سردار فوجی: زیتون کی طرف مخاطب ہو کے ''دیکھ بہن دیکھ ماں جی ابھی بھارت کو

تمہاری بہت ضرورت ہے۔ ہمارے کام آجانے کے بعد تمہاری باری آئے گی۔ بہن تم نے تو ابھی بھائیوں کی کلایوں پر کافی راکھیاں باندھنی ہیں۔ تمہارے بنا بھائیوں کو راکھی کون باندھے گا؟ تم تو بھارت ماتا کی امانت اور سیتا جی کی بہن ہو۔ ضد نہ کرو، وقت کم ہے۔ دیر ہو رہی ہے۔ واپس چلو۔ تمہارے پیار کے سہارے ہم بہت دنوں تک لڑ سکیں گے۔ وشواس رکھو۔ تمہارے وطن کی دل وجان سے حفاظت کریں گے۔ جاؤ جاؤ، بھگوان تم سب کی رکشا کرے۔''

بکروالنی: زیتون تے رشید بے شک ہٹ جائیں۔ مگر ہوں تے زیتون کو باپ فوزیاں کے نال چلاں گا۔ (فوجی اگے بدھیں ہور ہتھ نال ٹاٹا کر کے رُخصت منگیں۔

زیتون تے رشید، رون ہکا ہو کے: خُدا کے حوالے میرا بیر سپاہیو، خُدا کے حوالے، خُدا کے حوالے.....'' پر دو گر جائے۔

پنجموں سین

پس منظر: (زیتون تے رشید واپس اپنا ڈیرا پُر پوہچ گیا ہیں ہور اُداس بیٹھا وا ہیں۔ کہ زیتون کو خاوند نذیر داخل ہوئے۔)

نذیر: تم اُداس کیوں ہو زیتون؟ خیر ہے؟ بابو کت ہے؟ تائی کیاں گئی ہے۔

زیتون: ''ملک کی سرحداں پر دُشمن نے حملو کر چھڑ یو ہے نذیر بابو تے اجاں فوج کو بھار چا کے نال گیا وا ہیں۔''

نذیر: ''بچھا! فرتے بابا کو گجر بر گیڈ قائم ہو گیو ہوئے گو۔ ہاں بڈھو جرنیل خوب جتو ہوئے گو۔ مگر تائی بھی گجر بر گیڈ ماں ہی بھرتی ہو گئی۔ اُس نا تے جھانسی بر گیڈ کو انتظار کرنو چاہے تھو۔''

زیتون: ''مخول کو وقت نہیں۔ اج ملک کی ہزاراں کا لسریاں کی عزت خطرہ ماں پے گئی ہے۔ رضیہ تے رادھا کا سر کی چادر نا کھسن واسطے دُشمن گھسن گھبری کر رہیا ہیں نذیر۔''

پس پردہ توں آواز آوے:

''آج کی رات بچیں گے تو سحر دیکھیں۔''

نذیر: ''ہوں بھی چلوں زیتون ہوں بھی چلوں۔ دیکھ ملک کی سرحد مناں بُلا رہی ہیں زیتون، بُلا رہی ہیں۔''

زیتون: ''ہاں! توں بھی جائے گو۔ فرکون کرے گو مھارو کفن دفن مناں چھوڑ کے جائے گو نذیر.....'' زیتون بے پس ہو کے کہہ۔

سوچ ماں پے جائے۔ تے خبر لول اُٹھے۔''

زیتون: ''ہاں نذیر توں فوراً جا۔ چرنہ کر۔ تاریخ لکھن آلا میرے سر الزام لا دیں گا کہ زیتون کا سجرہ بیاہ نے نذیر میدان جنگ تے روک لیو۔ ہوں یوہ طعنو جر نہیں سکتی۔ ملک کی سلامتی پر ایسا ہزار پیارتے بیاہ قربان چل نذیر اسے ویلے چل۔ مگر میرے نال وعدو کرو۔ تناں بھارت ماتا کا تقدس تے اس کی عظمت کی قسم ہے۔ دُشمن ناکدے کنڈ نہ دسیے۔ ملک کی عزت تے گُجر برگیڈ کی شان اُچی رکھیے۔ ہوں ساری عمر بھارت کی فتح تے تیری فتح کی اڈیک دان رہوں گی۔ رب راکھو نذیر رب راکھو، رب راکھو۔''

نذیر رخصت ہو گیو۔ تے زیتون آپناں آپ نال یوہ شعر گائے:۔

بھنڈی ڈھاوں پھوڑی آرے نکا بیں،،
نکا کی بدنامی لگی چادیوں پھولاں مھیس
رے نکا نال چلوں گی! پردو گر جائے۔ میوزک ٹیون شروع

چھیووں سین

پردو ہٹے تے بکروال ڈیرا پر زیتون تے رشید بیٹھا وا ہیں۔ اتناں ماں سٹیج کو اک دروازہ تے بکروال تے سردار فوجی نے زیتون کی زخمی ماں کی لاش مونڈا پر چائی

وی آپو بچیں۔ زخمی بڈھی نا منجا پر رکھ کے سردار فوجی سمیت سب گھر آلا رون لگ پوئیں۔ اتناں ماں بڈھی زخمی باغصو آجائے تے کہہ:

بڈھی بکروالنی: واہ واہ رے جنیو تھارے منہ پُر داڑھی ہے کہ گھاہ ہے۔ وطن پُر قربان ہوتے وقت لوک اس طرح ہٹیکیاں نالوں رویں یا در کھیو۔ کدے بھی بھارت ماتا کی حفاظت کو سادو آیو۔ تے اک دو جانا اڈیکن بغیر ہی میدان جنگ ماں کد پیو۔ نہیں تے ہوں آپنی بہتری دھار کدے بھی نہیں بخشسوں۔ ہوں گُجر بر گیڈ کا خواب نا انہاں ادھ موئیاں اکھاں نال نہ دیکھ سکی مگر تم ضرور اس کی تعبیر دیکھو گا۔ صوبے دار کرنیل سنگھ کی لاش ہجاں تک میری اکھاں اگے پھرے۔ شام کی بانگ لگتی تے کہتو۔ ''ماں جی! تیری نماج کو وقت ہو گیو۔ توں جانماج پڑھ۔''

ہوں کہتی: ''بچا! تے سرحد کی حفاظت کی نماز کون پڑھے گو؟''

ہس کے جواب دتو۔ ''ماں اُس ویلے تک ہوں پڑھوں گو۔

میرے پر یقین کر ماں مناں سب نماج پڑھنی آنویں۔''

جس ویلے مشین گن چلا تو ووشیر کو بچو شہید ہو گیو تے دشمناں نے ہوں بڈھی عورت سمجھ کے بڑی خوشی نال حملو کر چھڑ ئیو، میں اگو دیکھیو نہ پچھو۔ صوبے دار کی مشین گن کی ہتھی اتناں زور نال پھیری کہ آتا وادشمناں کا سینہ چھانی بن کے بلی کا بچاں نالوں ڈھیر ہوتا گیا۔''

رشید حیران ہو کے: مگر ماں تناں مشین گن چلان کی جاچ کس طرح آ گئی۔

ماں: اُف جاچ کس طرح آ گئی؟ اگاں دیکھے سب سنسار ہے۔

نابچہ: صوبے دار چلا تو میں دیکھ لیو تھو.....بچھا میرو وقت آپو بچیو ہُن ہندوستان تے اُس کو گُجر بر گیڈ تھارے.....

(بڈھی بکروالنی مر جائے۔ پردو گر جائے۔ میوزک ٹیون سوگوار.....)

ستووں سین

بڈھوبکروال: اُس کی دھی زیتون تے پوت رشید ڈیرا پر بیٹھا ہیں گل بات کرر ہیا ہیں پردو ہٹے۔

رشید: ''بابا! بابا تم ناخبر ہے مھاری بستی ماں اک گشتی سکول کُھلیو ہے؟''

بابو: ہاں بچہ سُنیو تے ہے۔مگر کے فائدو اس سکول کو؟ کدے وٹرنری ہسپتال کُھلتو تے فر بھی گل تھی۔مال بیماری تے بچ جاتو۔

رشید: ''حلاں تے سکول ہی کھلیو ہے۔ہو سکے وٹرنری ہسپتال بھی کُھل جائے۔''

بابو: ''بے وقت کُھلے تے مھاری کس کاری؟''

رشید: ''گل اک کہوں بابا۔کدے تم ناراض نہ ہوئے۔''

بابو: کہو بچہ اس ماں ناراضگی کی کہڑی گل ہے؟ آپنا ماما کا ڈیرا پُر جان کو خیال ہے۔''

رشید: ''نہ بابا کدے، کدے تم اجازت دیوتے ہوں بھی، ہوں بھی سکول جانو چاہوں۔''

بابو: مگرتوں کے کرے گو اُت جا کے۔مال سبھالن ماں میری مدد کون کرے گو۔دیکھتو نہیں ہوں، ہوں ڈھا کہ پُر دینہ ہوں تیری بہن مشکل نال روٹی پکان، لکڑیں جمع کرن بیمار بکریاں ناپانی پلان تے ڈیرا کی چوکیداری کرن ماں لگی ہے۔''

رشید: بچھا بابا ہوں سکول نہیں جاسوں۔ہوں تیری مدد کروں گو غلطی نال مُنہ تے گل نکل گئی۔''

بابو: بچہ سکول پڑھن کا کم ہیں فرصت کا۔قدرت نے ہم ناجہڑی خانہ بدوش زندگی دتی ہے۔اس ماں تے مرن کی بھی فرصت نہیں۔صبح تے شام بکریاں کی حفاظت ماں گذار چھڑاں نہ روٹی پوری نہ کپڑا۔''

زیتون: رشید نے کے ضد لا رکھی ہے بابا؟''

بابا: ''کچھ نہیں بچہ۔رشید نا سکول جان کی شوئق پیدا ہوگئی ہے''

زیتون: ''نہ بابا نہ! یوہ ہرگز نہیں ہوسکتو۔''

رشید: توں کیوں میری مخالفت کررہی ہے ادی گل میری تے بابا کی ہے تناں کس نے شور

مچائی واسطے کہیو، چڑیل کسے پاسہ کی۔"

زیتون: شاباش! سکول حلاں گیو نہیں۔ کہ اتنی تمیز آ گئی۔ ہُن ہوں بھی دیکھوں گی، کہ بابو کس طرح اجازت دیے گو۔"

رشید: "دیکھادی! توں چپ رہو۔ نہیں تے ہوں دھیاڑی آئی گل بابا نا کہہ چھڑوں گو۔"

زیتون: "اُف ہو۔ کہتو کیوں نہیں یوہ ہی نا کہ میرے ہتھوں پانی آلو گڑیو بھج گیو۔ بڑو آیو چغلی کرن آلو۔ چغل خور کسے پاسہ کو ہوں"

بابو: "بس بس جھگڑو بند....."

زیتون: "بابا! اجازت تد دیو۔ جد رشید میریں ساریں شرط منے گو۔"

رشید: "کے شرط ہیں تیری۔"

زیتون: "نمبر ااک توں میرو کہیو منے گو۔ نمبر دو مُنڈیاں بکریاں نا پانی پیالے گو۔ نمبر ترے میرے نال کدے لڑائی نہیں کر سے۔"

رشید: مناں سب شرط منظور ہیں بھیڑیئے۔ خُدا واسطے میری مدد کراوی۔"

(باپ ڈنگی سوچ ماں پے جائے تے فر کہہ)

بابو: "بچھا رشید کل تے توں سکول چلے جایے۔ ہوں سب کجھ خود کر لیوں گو۔ تیرو سکول تے تیرو مستقبل تیرو انتظار کر رہیو ہے رشید ہو سکے تیری یاہ ضد اک نویں صبح کو آغاز ہوئے۔ جا اپنی نویں زندگی کی شروعات کر جا خُدا تیری مدد کرے۔"

رشید: "زندہ باد! بابا۔ زندہ باد، ادی زندی رہے میری چنگی ادی۔"

زیتون: "ہاں بابا۔ مناں اُس وقت کو انتظار رہ گو جد لوک مناں تعلیم یافتہ بھائی کی بہن کہیں گا۔ میرو رشید "کٹ پٹ" کر تو انگریزی بولے گو۔"

پردو گرے۔ میوزک ٹیون شروع ہوے۔

اٹھووں سین

پردو اُٹھے۔اک درخت ہیٹھ سکول لگو ہے۔

اُستاد: ''بچو کل تم نے پڑھیو کہ مکان کی کہیں منزل ہویں۔کجھ مکان پکا تے کجھ کچا ہویں کمراں کے اندر الماریں تے کھڑکیں ہویں۔''

اک طالب علم: ماسڑ جی ماسٹر جی! یہ مکان کس موسم ماں پکیں۔''

ماسٹر: بچو مکان میواں کی طرح نہیں پکتا۔بلکہ پختہ اٹاں تے پتھراں نال بنایا جائیں۔

دو جو طالب علم: ''ماسڑ صاحب یہ الماریں کس واسطے ہویں۔انھاں بچ لوک سوئیں۔

ماسٹر: ''نہ،نہ،یہ لکڑی کا صندوق ہویں جھاں بچ کپڑا رکھیا جائیں۔

پہلو طالب علم: ''ماسٹر جی جد مکان کی کافی منزل ہویں تے لوک ایکن منزل توں دو جا طبقہ تک کس طرح اتنی چھال مار کے پوہچتا ہونویں گا۔''

ماسڑ: اک منزل توں دو جی منزل تک جان واسطے سیڑھیں بنی ہوئیں تاں چھال مارن کی ضرورت نہیں پیتی۔''

دو جو طالب علم: ''مھارا مکان کت ہیں ماسٹر جی۔''

ماسٹر: ''تم خانہ بدوش ہو بچو اس دفعہ جد ہم جموں ڈیرا لے جاں گا۔''رستہ ماں ہوں تم نا مکان اندر تے دساؤں گو تا کہ مکان کی سیڑھی تے الماریاں کو تم نا تصور چنگی طرح نال دل ماں ہیں جائے۔''

طالب علم: ''اندر تے ماسٹر جی مالک مکان ہم نا اندر ہی بند کر لے گو۔''

اک دفعہ مھارو بکر واندر بند کر لیو تھو بڑی مُشکل نال چھوڑیو''گھنٹی بجی تے چھٹی ہوگئی۔''

ماسٹر جی اپنا آپ نال اس طرح سوٹھا کر رہیو ہے.....اُف کس قدر سادہ لوح ہیں یہ لوک زندگی تے اس کی ضروریات کا تصور تے بھی بے خبر ہیں۔بچا بڑا ذہین تے محنتی ہیں مگر تعلیم کی سہولیات نہیں۔یہ اجاں بھی اُس زمانہ ماں رہیں جد انسان درختاں پر

زندگی بسر کرر ہیو تھو۔ کد یہ زندگی کی دوڑ ماں دو جاں کے نال جا پوہچیں گا۔''

نوموں سین

پردو اُٹھے: زیتون نری ڈیرا پر بیٹھی کم کاج کرر ہی ہے کہ رشید دوڑتو ووخوشی خوشی داخل ہوئے۔

رشید: ''بابا او بابا! ادی ادی۔''

زیتون: ''کے ہے رشید''

رشید: ''بابو کت ہے''

زیتون: بابو سل پر نماز پڑھ رہیو ہے۔ اج بابا کی کیوں تلاش ہے۔ میری کائی چغلی کھانی ہے۔''

رشید: نہ ادی نہ۔

اتناماں بابو داخل ہوئے

رشید: بابا، بابا۔ مُبارک ہوئے۔

بابو: کس گل کی مُبارک ہوئے۔

رشید: ہوں میٹرک ماں اول در جو حاصل کر کے پاس ہو گیو ہوں بابا

بابو: خُدا کو لکھ لکھ شکر ہے۔ تیری ادی کو اک خواب تے پورو ہو یو مگر یو ہ مارکُٹ کے ہوئے رشید۔''

رشید: مارکٹ نہ بابا میٹرک۔ میٹرک دسویں جماعت نا کہیں۔''

زیتون: ایاں آ رشید۔ میرے گل لگ جا۔ میرا لال تیں دس جماعت پاس کر لیں۔

رشید: ہاں ادی۔ و یہ بھی بہت زیادہ نمبر حاصل کر کے۔ ہُن میں اتروں تک سرینگر نوکری کو انٹرویو دین واسطے جانو ہے ماسٹر جی کہیں تھا کہ تناں فوراً نوکری مل جائے گی۔''

زیتون: ''خدا کرے تناں نوکری مل جائے۔ مگر اپنو وعدہ نہ بُھلیے میرے واسطے کچ کی بنگ تے بابا واسطے رنگدار پگ۔''

بابو: ہوں.....گویا ہُن میں ہمیشہ واسطے نرانے بکریں چارنی ہیں۔ ہاں ٹکرو پکا کے نال لے جایے تے نالے پلا بھی دھو کے لا لیئے۔ افسراں ناگجراں کی مشک نال ہی زکام ہو جائے۔''

رشید: توں فکر نہ کر میری چنگی ادی، مڑیو لے بنگاں نال تیری بانہہ بھر چھڑوں گو۔ مگر خُدا واسطے ٹکڑا ماں لون اندازہ کو کھلیے مت پانی منگتو منگتو ٹپ ہو جاوں۔''

زیتون: ''ٹپ ہویں تیرا دُشمن۔''

رشید سرینگر کی طرف چلے جایے تے زیتون نذیر تے رشید کا فراق ماں یوہ گیت گائے:

اُڈرے کبوترا توں چن میر ولوڑیئے
کہیے میرا بالماں ناگی نہ تروڑیئے

دسموں سین

ضلع ریکروٹمنٹ بورڈ سرینگر کا دفتر پر اُمید واراں کی بھیڑ ہے۔ گدرا بھی ہیں ہور گدریں بھی۔ نواں سوٹ لگا وا تے نواں طرز کا بال بنایا وا۔ آپس ماں گل بات ہور ہی ہے۔

اک اُمید وار: ''یار حمید تناں کے فکر ہے۔ تیرو باپ جنگلات کو مالک ہے تے توں محکمہ مال کو مالک بن جائے گو۔''

حمید: اجی توں بھی تے اک آئی۔ اے، ایس افسر کو ہون آلو جما ترو ہے باپ توں بدھ کے سہرانا زیادہ فکر ہوئے۔

دو جو اُمید وار: بھائی رحمان! کوے گیس دس تے دس نا۔

رحمان: میرے کول کت کو گیس ہے۔ ہوں تے گرائیں ہاں۔ اُہ دیکھو یہ سب کس طرح خوش ہیں۔ کسے کو بھائی ڈی، سی ہے۔ تے کسے کو باپ سیکریڑی، یوہ رشتہ داری تے برادری کو چکر بھی کتنو لمبو ہے۔ نوکریں انھاں ناہی ملیں گی۔ ہم تے نوں ہی

ٹکر مارن واسطے آیا ہاں۔

گدریں آپس ماں گل کر رہی ہیں۔اک کونہ ماں رشید اپنا بکروالی لباس ماں ملبوس آ کے بیس گیو ہے۔

ثریا: دیکھ بملا اُس گدرانا۔شاید یوہ بکروال لڑکو ہے۔

بملا: ہاں بکروال ہے۔

ثریا: ''شاید یوہ بھی قسمت آزمائی واسطے آیو ہے بے چارو۔ہم کے شرمیلی ہاں، یوہ ہم تے بھی اگے ہے۔دیکھ نرو بیٹھو دو دیکھ رہیو ہے۔''

بملا: بے چارہ کول نہ کپڑا ہیں نہ بوٹ۔شاید باپ کا چھتر لا کے آیو ہے کتنو سادو ہے۔ کون سُنے گو اس کی؟اس کا نمبر میرے تے لکھ لے۔

Turn out zero, personality zero ,smartness hopeless.

ثریا: بددُعا نہ دے بملا سادو تے ہے۔مگر کس قدر خوبصورت تے معصوم ہے اس کی شکل اگر اس کے کول نواں طرز کا سوٹ ہوتا تے سباں نامات کر چھڑتو۔ددھ چٹو رنگ، کا چرا بال، مظبوط جسم جنگلی نرگس کی طرح گول گول اکھ، سچ مچ شہزادو لگ رہیو ہے۔''

بملا: واہ جناب!نوکری ڈھونڈن واسطے آئی ہے۔کہ ہون آلا رفیق حیات کو انتخاب کرن واسطے کپڑا توں دے چُھڑتے ہو جائے گی کمی پوری۔

ثریا: غم روزگار تے اگر فراغت ملتی تے سچ مُچ ہوں اسے بکروال گدرانا ترجیح دتی ان کی عادت، ان کو سماج، ان کا طور طریقہ قدیم سہی۔مگر حسد بھریا نہیں۔ان کی کائے شے نقلی نہیں۔

بملا: تے بھیج دیوں فر ہوں سنیہو۔

ثریا: کم از کم یہ لوک داج تے نہیں منگسیں میرو بس چلے تے اس کا فطری حسن نا اس طرح نکھار چُھڑوں کہ تیرے جیسی ہزاراں فدا ہو جائیں۔

بملا: پہلاں آپنی گل پکی کر لے۔فر دو جاں کو سوچیو جائے گو۔

ثریا: کدے مناں نوکری ملن بھی آلی ہوئے۔ ہوں اس کا حق ماں دستبرار ہون واسطے تیار ہوں۔ یوہ سب تے زیادہ مستحق ہے۔

اتناماں چپراسی نے آواز دتی: رشید بکروال!، رشید بکروال!

رشید دوڑ کے بوہا پر آپنی چادر تے چھتر کڈھ کے اندر داخل ہو گے

ثریا: گیو بے چار وذبح خانہ ماں، پتو نہیں قصائی کے بھاء لانویں گا!

دوے سہلیں کھڑ کھڑ کر کے ہس پویں تے پردو گر پوئے۔

یارموں سین

پردو ہٹے.....

ترے بورڈ کا ممبر کُرسیاں پر بیٹھا ہیں کہ رشید داخل ہوئے

رشید: "Good Morning Sir"

بورڈ کو اک ممبر: ''تناں نہیں رشید نا بلا یو ہے۔''

رشید: میرو ہی ناں رشید ہے۔

ممبر: تُوں میٹرک پاس ہے۔

رشید: Sir میں میٹرک اول ڈویژن ماں پاس کیو ہے۔

دو جو ممبر: کے سکونت ہے تیری کہڑا گراں کو رہن آلو ہے تُوں۔

رشید: جناب ہوں ریاست کو مستقل باشندو ہوں۔

ممبر: عجیب! کہڑا گراں تے کہڑی تحصیل کو رہن آلو ہے توں۔

رشید: جناب ہوں خانہ بدوش بکروال ہوں۔ مھارو کوئے گراں یا تحصیل نہیں ہوتی۔

(ممبر ہس پوئیں)

اک ممبر: لکھو جی سکونت خانہ بدوشی۔

بورڈ کو ممبر: بچھایاہ گل دس کہ کپڑاں کی تراش تے فیشن وغیرہ انسان کی پرسنلٹی پر کس حد تک اثر گھلیں۔

رشید: جناب لباس کو بنیادی تے اہم مقصد ہے بدن نا موسماں کی چیرہ دستیاں توں محفوظ رکھنو۔ رہیو سوال اس کی تراش خراش تے فیشن کو، تے یاہ ہر مُلک، ہر طبقہ کی اقتصادی اونچ نیچ کے تابع ہوئیں۔ لباس کو شخصیت پر اثر گھلن کو معاملو دیکھن تے پرکھن کا ذہنی رجحانات پر منحصر ہے کہ اُہ انسانی قدراں کا مقابلہ ماں لباس نا کہڑو درجو دئے۔

ممبر: بچھا آسان سوال پچھوں یاہ گل دس کہ سنیما ماں جہڑا نواں رجحانات اُبھر رہیا ہیں یہ بہتری کی علامت ہیں کہ خرابی کی؟

رشید: سنیمو میں اج تک نہیں دیکھو، مگر پڑھیو ہے۔ کہ اس کے ذریعے بچ کجھ سکھیو جا سکے۔ مناں پتو نہیں کہ اس کے اندر نواں کہڑا رجحانات ظہور پذیر ہو یا ہیں رہیو سوال اچھائی یا بُرائی کو تے یاہ خاصیت ہر شے ماں موجود ہوئے یو ہ انسان پر منحصر ہے کہ اُہ بُرائی اپنائے یا بچھائی نا۔

دو جو ممبر: لمی چوڑی تقریر کے بجائے مختصر جواب دے کہ گزشتہ تریہہ ۲۳ سالاں بچ مشرقی تہذیب ماں Table Manners کے اندر کس حد تک تبدیلی آئی ہیں۔

رشید: ہوں جدید تہذیت تے دور فطرت کی آغوش ماں سکونت پذیر ہوں۔ میرے تک نہ اخبار نہ رسالہ تے میگزین پوہچ سکیں۔ فران کی قیمت اتنی زیادہ ہے۔ کہ ہوں خرید نہیں سکتو۔ میرے نزدیک لوکاں کا کھان پین کا اپنا اپنا طریقہ ہیں۔ ہور سارا مُنہ کے رستے ہی کھاتا ہویں گا۔

ممبر بورڈ: بچھی طرز حیات کا وارہ ماں تناں کے پتو ہے''

رشید: ''جناب اج سویرے ہی میری ملاقات اس عجیب مخلوق نال ہوئی گل بات تے پتو چلیو کہ یہ لوگ مشینی تہذیب تے بے شمار ضروریات تے لدی وی زندگی تے تنگ آ کے فرار کرنو چاہیں۔ سادگی ہور ذہنی آسودگی کی تلاش کریں تے کجھ گمراہ ہو کے

نشہ آور چیزاں کو استعمال بھی کریں تا کہ خود فراموشی نصیب ہو سکے۔ مگر میرو خیال ہے کہ ہم بکروالاں کی زندگی ماں اُہ سب کجھ ہے۔ جس کی نویں حالات نالوڑ ہے قناعت کے نال نال صبر و رضا کی لامحدود دولت مھاری تقلید کرنی چاہیئے۔

ہم اک دو جاتے باری جتن کی نہیں بلکہ باہمی امداد و اخوت ماں یقین رکھاں!

ممبر: ہُن توں جا سکے

رشید: جناب انٹرویو ماں جس قدر سوال پچھیا گیا اُن کو تعلق تے صرف سماج کا اُچا درجہ کی زندگی نا میسر سہولیات کے نال تھو۔ کیا مھاری خانہ بدوش Pastoral زندگی نا زندگی ماں شمار نہیں کیو جاتا کہ اس کا بارہ ماں بھی کجھ سوال ہوتا۔

ممبر: انٹرویو طے شدہ اصولاں کی بنیاد پر ہوئے۔ ہم ہُن کتوں بھیڈ بکریاں نالیا نواں توں جا سکے۔

رشید کمرہ تے باہر نکلیو تے اس کا چھتر تے چادر غائب، اُن کی تلاش کرے تے متھار پر ہتھ مار کے کہے۔

رشید: ہاے وے قسمتے سڑ یئے۔ بُوڑی آئی تھی سنگ لوان واسطے کن بھی کپا گئی۔ پر دو گر جائے۔

بارہووں سین

پر دو ہٹے۔ زیتون اپنا ڈیرا پُر بیٹھی ہے کہ رشید جا پوہچے

زیتون: توں آ گیو رشید میرا بھائی۔

رشید: ہان ادی ہوں آ گیو

زیتون: تنا نوکری مل گئی نا میری بنگ تے بابا کی پک کت ہے۔

رشید: نہ ادی نوکری نہیں ملی، پہلاں مناں کجھ کھان واسطے دے ترے دن تے فاقے ہوں۔

زیتون: رشید۔ ڈیرا پر صرف خُدا کو ہی ناں ہے۔ چار دن تے آٹو مٹکو ہے۔ بابو خریدن

واسطے گیو ہے۔ اجاں واپس نہیں مُڑ یو۔ آتو ہی ہوے گو۔ بکریں بھی لگیں ہیں۔
توں چھٹ گھڑی مُنہ پر چھپری رکھ کے سوجا۔ ہوں کجھ ساگ پھوبن بچوں ہُن ہی
لیائی۔ بھاس کے کھاں گا۔

رشید: نہ ادی ہوں بکریں موڑن واسطے چلوں۔ کوے جانور کھا چھڑے گو۔

اتناں ماں بابو داخل ہوے۔

بابو: توں آ گیو رشید۔

رشید: ہاں بابا آ گیو مگر بے رنگو۔

بابو: اُہ کیوں

رشید: باب اُت نوکری امیراں تے چنگا پلاں آلاں نادیں۔ سادگی کی کائے قیمت نہیں
تھی۔ رشتہ داری تے بڈھی کی لوڑ ہوئے میرے کول کافی چیز نہیں تھی۔

اتناں ماں زیتون کی رونک کی آواز آوے تے زیتون روے

بابو: توں کیوں روے پگلی۔ نوکری خریدن واسطے مھارے کول کے ہے جدتک پسماندہ
طبقہ کو کوئے درد دل انسان نوکریاں کا بورڈ کو ممبر نہیں بنتو تدھ تک مھارے نال
انصاف کرن کی کائی اُمید نہیں۔

(پس منظر تے یوہ شعر)

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے!
تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں اقبالؒ

اتناں ماں نذیر دوڑتو داخل ہوے تے کہہ:

نذیر: ملک کی سرحداں پر فرحملو ہو گیو۔ گجر برگیڈ ماں بھرتی کُھل گئی ہے ہوں چلوں۔

بابو: ''چل رشید توں بھی چل۔ زیتون توں بھی چل۔ زخمیاں نا پانی پلانو ہے ہوں بھی
بھرتی ہوؤں گو۔ مگر میری داڑھی۔ میری داڑھی..... یاہ چٹی داڑھی

مناں بھرتی ہون تے رُکا نہ چُھڑے۔ زیتون کلف لا میری داڑھی نا کالی کر!

پردو گرے۔ میوزک ٹیون شروع

تیرہووں سین

پردہ کے پچھے گجُر برگیڈ کا سپاہی پریڈ پر کھلا ہیں جس ماں بابو رشید، نذیر، سردار سپاہی تے کجھ ہور سپاہی شامل ہیں وردی ماں ہیں۔ پردہ کے پچھے تے آواز آوے.....

گجُر برگیڈ! ساودان سب سپاہی خاموشی کے نال کھلا ہو جائیں دو جی آواز آوے'' گجُر برگیڈ سلامی شس'' سب سلامی واسطے ملٹری سلوٹ کریں۔

پردو ہٹے تے سپاہیاں نا سلامی کی حالت ماں دیکھیو جائے پردو گر جائے۔ تے پس پردو یوہ مصرعو.....'' جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں۔''

نالے یوہ ریکارڈ'' وہ صبح کبھی تو آئے گی''۔

(ختم)

چالاک نوکر

بابُو نور محمد نوؔر

کردار:

چودھری	مالک مکان
حمید	نوکر
واقف کار	گرائیں
نمبردار	گرائیں
ہمسائے دار	گرائیں
چوکیدار	گرائیں
ٹبڑار	گرائیں
دوست یار	گرائیں
رشتے دار	گرائیں

(ا)

حمید: اسلام علیکم جناب چودھری صاحب۔

چودھری: وعلیکم السلام کے حال ہے حمید۔

حمید: جی سب خیر سُکھ۔ بس زندگی گا دن گذار رہیا ہاں۔

چودھری: اَج کس طرح اس پاسے آن کو موقعو ملیو۔

حمید: جی کافی دن ہو گیا تھا فرصت نہیں ملی۔ اَج خیال آیو جے چلو چودھری صاحب ہوراں گی ملاقات کر آؤں۔ ناتے ایک کم وی ہے۔

چودھری: جی کے کم؟ ذرا مناں تے دس کجھ مشکل تے نہیں۔

حمید: جی تھارے سامنے کے مشکل خدا خیر کرے تم پورا گراں ماں سب توں اُپر ہیں جن کے کول دانا۔ اُن گا کملاوِی سیانا۔

چودھری: چھوڑ نکا اِنہال مشہور یاں نا۔ سُنا کیوں آئیو ہے۔

حمید نوکر: جی تم نا جناں گی ضرورت وے گی۔ سوچیو سال ہوں تھارے نال لا آؤں۔

چودھری: چنگی گل ہے نوکر ٹکیو رہو دس کے تنخواہ لیے گو؟

حمید: جی ہوں کم کروں گو من گے تے پیسا لئیوں گو گن گے۔ کم ویلے کم تے مصیبت ویلے چھٹی۔

چودھری: حمید توں مناں کجھ سیانو دسیو ہے۔ مناں اس قسم گا سیانا تے چالاک نوکر کی ضرورت تھی۔

حمید: چودھری صاحب تم جہڑو کم دستیں گا فٹو فٹ کروں گو۔ ہمدردی نال بغیر دغا گے۔

چودھری: دیکھ نکا میرو گھر ہے گراں ماں سب توں گھر اس ماں رہن آلو ہر آدمی گراں واسطے نمونو ہونو چاہیئے۔ ات نوکر وی چنگی سوچ سمجھ آلووے تے فر جاگے گذارو چلے۔

حمید نوکر: چودھری صاحب تم مناں بھانویں اَزمالیو ہوں تھاری ازمائش ور پورو پورو اُترونگو۔ ناراضگی گو موقعو نہیں دیسوں۔

چودھری: اِت عام لوکاں گو آن جان لگو رہ۔ کڑیں دھیاڑی ساری روٹیں پکا پکا گے تھک جائیں مگر جوان آتا رہیں۔ تیں اک کم کرنو میرا دوست یار تے رشتے دارتوں بغیر کسے ہور آدمی نا اندر نہیں جان دینوں۔ نالے اِک گل ہور وی دسوں، میرا خاس مہماناں گی آبیں وی کرنی ہے۔

حمید: ٹھیک ہے جناب، یاہ وی کائے مشکل گل ہے۔کیا مجال جے دوستاں یاراں یار شتے داراں توں علاوہ ایک چھڑی وی اندر چلی جائے فر ہوں مر گیو۔

واقفکار: سلام علیکم۔

حمید: وعلیکم السلام، آؤ جی بیسو بیسو جی بیسو۔

واقفکار: ہاں آؤ جی بیسو بیسو جی بیسو گی کے گردان لائی وی ہے۔

حمید: جی چودھری ہوراں نے فرمایو ہے جھڑو بندو گھر آوے اُس کی آبیس کرنی تم کون ہیں تے کیوں آیا؟

واقفکار: جی ہوں انہاں کو واقف کار آدمی ہاں۔

حمید: تم نا چودھری ہوراں نال کے کم ہے۔

واقفکار: جی انہاں کی ملاقات کرنو چاہوں۔

حمید: نہ بابا نہ، بغیر دوستاں، یاراں تے رشتے داراں گے چودھری ہوراں کول اندر جان گی اجازت نہیں۔

واقفکار: یاہ پابندی کیوں لائی کے وجہ ہے؟ اَج تو ڑی کسے نے نہیں رو کیو۔

حمید: جی تم نا خور تے پتو نہ ہوے چودھری ہور اَج کل کجھ بل جے نہیں۔وے آرام فرمار ہیا ہیں۔تا نجے بیماری دور وے۔

واقفکار: جی کے بیماری ہے؟ چودھری صاحب نا، خدا خیر کرے۔

حمید: جی اَ پھٹی جئی بیماری ہے۔سو گے اُٹھیں تے نیند نہیں آتی۔رج گے کھلیں تے بھکھ نہیں لگتی۔

واقفکار: بھکھ نہ لگتی وے معدہ گی خرابی تے نیند نہ آتی ہوے دل گی بیتابی۔اللہ رحمٰن کرے۔دوئے بیماریں بری ہیں۔اِنھاں نال گئی مر گیا تے کیس تڑفیں۔

حمید: خدا خیر کرے جی تم کیوں ہم نا ڈرانویں مھاری عمر وی چودھری ہوراں نال

سراں غوسایو خدا نہ چاوے۔

واقفکار: جی تم چودھری ہوراں کولوں اجازت لے آؤ مناں اُنھاں نال کوئے ضروری کم ہے۔

حمید: نہ بابا نہ! میں پہلاں ہی کہہ دتو جے بغیر دوستاں یاراں تے رشتے داراں گے اندر جان گی اجازت کسے نا نہیں۔

واقفکار: اچھا جی جے نہ جان دئیں تے فر تھاری مرضی۔ایویں کیویں ہانڈ ہوگئی کے گل ہے۔حمید یوہ کون ہے؟ جس نال توں گل کرے تھو۔

حمید: جی تھو کوئے پیڑ واپنوناں واقفکار دسے تھو۔صاف لفظاں ماں کہو۔ دوستاں، یاراں تے رشتے داراں گے اجازت نہیں۔چلتو کیو تے ٹر گیو۔

چودھری: آن دتو وے آ اندر خورے کوئے ضروری کم وے آ۔چلو جان وے۔ہوش رکھیئے۔مدے ہور کوئے اندر چلیو آوے تے میرا آرام ماں خلل پاوے۔

حمید: جی تم بے فکر رہو۔آدمی تے دور اندر مکھی وی نہیں جا سکیں۔

چودھری: شاباش بچہ اس قسم کو ہمدرد نوکر مناں بڑو پسند ہے۔

نمبردار: کے حال ہے نکا۔چودھری ہور اندر ہی ہیں؟

حمید: نہ سلام نہ کلام تے پہلاں چودھری کو نام۔تم ہیں کون چودھری ہوراں کول آن آلا۔

نمبردار: نکا تناں اجے نہیں پتو جے بڑا نکاں نا سلام نہیں۔نکا بڑاں نا سلام کریں ہویں ہوں نمبردار ہاں اس گراں گو نمبردار۔چودھری ہوراں نال ملاقات کرنو چاہوں۔

حمید: نہ جی نہ ناراضگی نہ کریو۔تم میرا سرگا صاحب بغیر دوستاں یاراں تے رشتے داراں توں اندر جان گی کسے نا اجازت نہیں۔

نمبردار: کیوں رہ بھائی اتنی پابندی کیوں۔اس توں پہلاں کوئے نہیں رو کے تھو ہم

کھلا آنواں جاں تھا۔

حمید: پہلیں گل رئیں پہلا نال، نہ وے گل تے نہ وے پہلا، تم ناخورے پتو نہیں ہوسیں چودھری ہور کجھ دناں توں تکلیفی ہیں۔ اندر آرام کرر ہیا ہیں۔

نمبردار: جی کے بیماری ہے ذرا مناں وی واقف کرو۔

حمید: جی بیماری بڑی عجیب لگی وی ہے۔ لماں پوئیں تے سوجئیں، روٹی کھاتاں، کھاتاں رجیں تے چھوڑیں۔

نمبردار: بڑی خطرناک بیماری ہے۔ اپنا حصّہ گو کھائیو ختم کرر ہیا ہیں تانجے جلدی جلدی اگلا مقام یعنی قبرستان ماں پُہچ جائیں۔

حمید: نہ جی نہ ایسی گل نہ کہو۔ اللہ انھاں کی زندگی لمی کرے مریں اُنھاں گا دشمن تے جیئں وے۔

نمبردار: اُس نے تے میں ہن جی گے کرنو وی کے ہے۔ بہتی گئی تے تھوڑی رہی مناں اندر جان دیتو آمالیو اُگرا ہنو تھو۔

حمید: نہ جی نہ مناں جس طرح حکم کر گیو ہے میرا واسطے اُس ور عمل کرتو رہن بہتر ہے۔ جے تم وی پہلاں خباں واقفکار ہوراں ہاروں مُڑ جاؤ۔

نمبردار: وہ واقفکار کون تھو۔ جہڑو میرے توں پہلاں آیو تھو۔

حمید: جی وہ وی تھوا یک مان نہ مان ہوں تیرو مجوان، بے رنگ لفافہ کی طرح اُڈتو گیو۔

نمبردار: تے میرے واسطے کے حکم ہے اندر جان گی اجازت ہے یا نہیں۔

حمید: جی تم میرا سرگا صاحب اندر جاتا بے شک جاتا۔ مگر کے کروں اُنھاں نے فرمایو ہے جے بغیر دوستاں، یاراں یارستے داراں گے کوئے اندر نہ آوے۔ میری روزی گو مسئلو ہے۔ بہتر ہے جے تم وی گھر مُڑ جائیں۔

چودھری: کے گل ہے حمید! یوہ باہر کون آدمی تھو جس نال توں گل کرر ہیو تھو۔

حمید: جی آئیو تھو ایک ہوردار، کہہ تھو ہوں نمبردار ہاں اِت جہڑ ووی آوے ناں گے نال یا کاروے تے یادا روے۔ پہلاں آئیو واقف کار تے اُس توں بعد نمبردار۔

چودھری: آن دینو تھو بیچارہ نالیو لے جاتو وے آ۔

حمید: مالیہ گوناں اُس نے وی لیو تھو۔ مگر میں کدا ندر آن دِتو، میں کہیو چودھری ہوراں گو حکم ہے جے دوستاں، یاراں تے رشتے داراں کے سوا کوئے بندو اندر نہیں آسکتو۔ میں کھسکا چھوڑ یو۔

چودھری: تیں بڑو بر کیو۔ ہن مناں گل کو دن تو ڑ گے نمبردار نالوڑ نو پوئے گو، نمبردار بڑاں بڑاں نا ہتھکڑی لوا چھوڑیں۔ نمبردار نال جو بگاڑے وہ کدے باڑے۔

حمید: نہ جی نہ دوستاں یاراں تے رشتے داراں توں بغیر کوئے آدمی اندر نہ آوے۔

ہمسائے دار: سلام علیکم

حمید: وعلیکم السلام کے گل ہے بھائی کس طرح کی وھائی۔

ہمسائے دار: جی مناں چودھری ہوراں کول ایک ضروری کم تھو۔ جس وجہ توں آج سویلے اِت آنو پیئو۔

حمید: جی تم ہیں کون تے کتوں آیا۔ ذرا مناں واقفیت تے کراؤ۔

ہمسائے دار: جی ہوں ہمسائے داریاں۔ اتے نیڑے رہوں۔

حمید: اِت جہڑ وآوے تے کار تے دار ہی وے۔ پہلاں آئیو واقف کار فر نمبردار تے ہن ہمسائے دار۔ یوہ ہمسائے دار کے وے۔

ہمسائے دار: جی ہمسارئے دار کہیں گما ہنڈی نا۔ اَج کل دنیا کافی سدھر گئی ہے گھر گھر ماں لوک پڑھیا وا موجود ہیں۔ سوچیو ہوں وی اردو گو موٹو جو لفظ اپناناں گے نال لاؤں تانجے مناں وی پڑھیو وی سمجھیں۔

حمید: اِت بڑاں بڑاں گی دالی نہیں گلتی۔ بھائیا توں کس باغ گو مالی۔ باقی رہی گل

چودھری ہوراں نال ملاقات گی تے اُجکل بیمار ہیں۔بغیر دوستاں یاراں تے رشتے داراں گے اندر کوئے نہیں جاسکتو۔

ہمسائے دار: وہ کیوں جی کائے پابندی ہے۔

حمید: وہ اس گلوں جے وہ کجھ تکلیفی ہیں۔ہوسکے اپریشن کرن کی نوبت آو جیئے دوستاں یاراں تے رشتے داراں توں علاوہ کوئے ہمدرد نظر نہیں آتو۔

ہمسائے دار: اچھا جی فرہوں چلیو۔اُنہاں نا کے تکلیف دیوؤں۔

چودھری: کے گل ہے حمید یوہ باہر کون گل کررہیو تھو۔

حمید: جی چودھری صاحب اِت قسم قسم کی دنیا آوے پہلاں واقف کار فر نمبردار تے ہن آیو ہمسائے دار میں کہیو بغیر دوستاں یاراں تے رشتے داراں گے کسے نا اندر جان گی اجازت نہیں۔کھسکا چھوڑیو۔

چودھری: چنگو کیو۔میرا کن کھئے آجناں نا گھر کوئے کم نہیں ہوتو۔بہانو بنا گے چلیو آوے کڑیں آٹو تھپ تھپ گے تنگ چے جیئں مگر کے مجال جے کوئے رُکے سویرے سویرے ایہہ حاضر۔

چوکیدار: سلام علیکم نکا چودھری ہور اندر ہی ہیں۔

حمید: جی تم کون ہیں تے اُنہاں کول کے کم ہے؟

چوکیدار: جی ہاں اس گراں گو چوکیدار ہاں۔اُنھاں نال ملاقات کرنی چاہوں۔

حمید: نہ جی نہ سودھائی خدا گی کدے تم اندر جان گی گل کرتا ویں۔

چوکیدار: وہ کیو جی کوئے پابندی ہے۔ذرا مناں وی واقفیت کرایو۔

حمید: جی اس گل کو کے پتو مگر گل کلام گھٹ کریں۔اسے وجہ توں ہر کسے نا اندر جان توں منع کیووو ہے۔

چوکیدار: جی مناں کجھ ضروری کم تھو۔سوچیو چلو آؤ ملاقات کرآؤں۔

حمید: جی ملاقات تے تم کرتا بڑی خوشی نال کرتا مگر کے کروں۔اس وں پہلاں چار آدمی بغیر ملاقات کے مڑ گیا۔اُنہاں ناوی موقعو نہ ملیو۔

چوکیدار: جی وے کون کون تھا۔ذرا مناں وی واقفیت کراؤ۔

حمید: بس جی تھہارے ہاروں انھاں گانانواں گے نال کارتے دار تھا۔پہلاں آیو وقف کارفر نمبردار فر ہمسائے دار تے ہن تم چوکیدار۔

چوکیدار: جی اتنی بڑی پابندی کے لائی وی ہے؟

حمید: جی وے فرمانویں جے ہوں بیماریاں گل کلام کرن نال تکلیف وے دوستاں یاراں تے رشتے داراں توں علاوہ کوئے اندر نہ آوے۔

چوکیدار: وہ کیوں جی باقیاں ور پابندی تے دوستاں، یاراں تے رشتے داراں واسطے نہیں ہے۔

حمید: جی اُنھاں گو خیر سکھ نال آپریشن ہے لکھ ڈیڑھ لکھ روپیہ لگیں گا۔دوستاں یاراں تے رشتے داراں نے دس، دس ہزار روپیاں گی مدد کرنی ہیں۔کدے تھارے کو لے پنج ہزار روپیا ویں یا دے سکیں۔فر تم اندر جا سکیں نہیں تے مہربانی کر کے گھر مڑ جاؤ۔میری روزی گو مسلو ہے۔

چوکیدار: نہ جی نہ میرے کول اتنی رقم کت ہے۔ڈھائی ترے سو روپیو مہینہ گی تنخواہ لبھے۔میرے کول کت ہیں اتنا پیسا چندہ گا ہوں یوہ چلیو۔میرو ناں نہ لیو۔

چودھری: حمید یوہ کون باہر ترے نال گل کرے تھو۔

حمید: جی کہہ تھو۔چوکیدار ہاں گراں پورا گو محافظ حکومت کو وفادار ترے سو ماں بیڑو پار۔

چودھری: ترے سو ماں بہڑو پار اس گو کے مطلب ہے۔

حمید: جی تم نا نہیں پواس کو ملطب بڑو آسان۔یعنی ترے سو روپیا مہینہ گی تنخواہ، فر مہنگائی یاہ۔

چودھری: تے وہ گیو کئیاں اے باہر ہے جے چلیو گیو۔

حمید: جی میں وہ بیچارو چلتو کیو۔ بہانو لاگے کہیو کدے تھارے کو پنج ہزار روپیا دیں تے فر اندر جاگے ملاقات کرو۔ اُنہاں نا آپریشن واسطے پیساں گی ضرورت ہے ایک منٹ نہیں کھلیو چلیو گیو۔

.....

ٹبردار: سلام علیکم کے ہے نکا۔

حمید: وعلیکم السلام بس جی سکھ ہے دن گذار رہیا ہاں۔

ٹبردار: چودھری ہور اَج کت ہیں مناں اُنہاں توڑی کجھ ضروری کم ہے۔

حمید: جی خدا کجھ نہ کرے وے آج کل تکلیفی ہیں اُنھاں گی صحت کجھ خراب جئی ہے۔

ٹبردار: جی اُنھاں گی ملاقات واسطے آیو تھو۔ سوچیو جاؤں ملاقات کرتو آؤں اللہ جانے کدموت لے جائے تے حسرت دل ماں رہ جائے جے ملاقات نہ کرسکیو۔

حمید: جی تم ہیں کون تے کتوں آیا ہیں۔

ٹبردار: جی ہوں اتے ہی گراں ماں رہوں لوک مناں ٹبردار کہہ گے بلانویں خیر سکھ نال۔

حمید: کوئے آوے واقف کار، کوئے نمبردار کوئے ہمسائے دار، کوئے چوکیدار تے ہن آیو ٹبردار۔ بھائی یو ہ ٹبردار کے وے؟

ٹبردار: جی تم نا پتو نہیں ہو سیں خیر سکھ نال دو بوٹیں ہیں۔ جن گی اولاد پنج بچہ تے ست بچیں گن گُٹ گے چودہ آدمی ہاں ہم گھر گا۔ اسے وجہ توں لوگ مناں ٹبردار کہیں۔

حمید: جی تم تے ٹبردار ہیں کدے خبر داروی آوے تے اندر جان گی اجازت نہیں تم نا انہاں تک کوئی ضروری کم وی ہے۔

ٹبردار: جی بس ملاقات کرنی تھی جے مل جاتا خیر خیریت پچھ لیتو۔

حمید: جی اجکل خیر خیرت پچھنی بڑی مہنگی ہے۔ پنج ہزار روپیا لگیں۔

ٹبردار: جی وے کا نہاں گا۔ اس توں پہلاں ہم آتا رہیا۔ پیساں کو کسے نے ناں

تک نہیں لیو۔ اَج یوہ کوئے نوؤں رواج سنیو۔

حمید: جی نوؤں رواج نہیں تم ناخورے پتو نہیں ہوسیں خدا کچھ نہ کرے۔ چودھری ہور کجھ تکلیفی ہیں۔ اُنہاں گی صحت خراب ہے۔ آپریشن کران واسطے لکھ ڈیڑھ لکھ روپیو لگے گو۔ اسے سوچ ماں پیا واہیں۔

ٹبردار: اس گو مطلب اندر کوئے نہیں جاسکتو۔

حمید: جی اندر جان واسطے دوستاں یاراں تے رشتے داراں نا کھلی اجازت ہے۔ باقی لوک باکل نہیں جاسکتا۔

ٹبردار: واہ کیوں جی خالی وے ہی تے ہور کوئے نہیں۔

حمید: جی دوست یار تے رشتہ دار ہی اپنا نالے ہمدرد تنگی طلبی ماں کم آویں کہ دس دس ہزار روپیو دِتو تے آپریشن ہو جئے آ۔ کدے تھارے کول پنج ہزار روپیہ ویں یا پنج ہزار تک دے سکیں تے فر ہوں تھاری ملاقات کراؤں۔

ٹبردار: نہ جی نہ خدا کو واسطو ہے کدے پیساں گو تم ناں وی لیتا ویں۔ ہوں بیچارو غریب آدمی ہاں چودہ آدمی کھان آلا تے آمدنی کوئے نہیں۔ ہو یوہ چلیو میرو ناں نہ لیو۔

چودھری: حمید بوہا پر ترے نال کون گل کرتے تھو۔

حمید: جی تھو ایک بندو اسے گراں گو کہہ تھو ہوں ٹبردار ہاں۔

چودھری: وہ کیوں آیو تھو کے کم دسے تھو؟

حمید: جی وہ کہہ تھو ہوں چودھری ہوراں نال ملاقات کروں گو۔ کم کاج ضروری نہیں تھو۔

چودھری: اِسے قسم کا بندا منا دھیاڑی ساری تنگ کرتا رہیں۔ میری ہی ملاقات رہ گئی تھی بقایا۔ تے وہ گیو کِیاں، اتے ہی ہے جے چلیو گیو؟

حمید: جی وہ چلتو ہو گیو، کے دسوں میں کسطرح واپس کیو۔

چودھری: کائے حکمت کی ہوئے گی ورنہ کد جاتو۔

حمید: جی کہیو کدے پنج ہزار روپیو ہے تھارے کول یا پنج ہزار روپیہ دے سکیں تے فر تم ملاقات واسطے اندر جا سکیں۔ بہانو لائیو۔ چودھریہور بیمار ہیں۔ آپریشن واسطے لوڑیں۔

چودھری: شاباش چنگو کیو میرا کن بچ گیا۔ جہڑو تیں تے وہ ہی ٹھپ ٹھپ کرتو۔ ہوش رکھئے مدے دوستاں یاراں تے رشتے داراں توں علاوہ کوئے بھل گے اندر آ جائیں۔

حمید: جی تم بےفکر رہو۔ کیا مجال جے کائے مکھی وی اندر آ جائے۔

دوست یار: اسلام علیکم۔

حمید: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دوست یار: سلام گو جواب بڑولموں دتو۔

حمید: جی علم گی وجہ توں اُٹھ جماعت پاس ہاں۔ فر تھارے جیو معتبر آدمی۔ ویسے تے ہوں صرف وعلیکم کہوں نہ میرے واسطے چنگو تے نہ تھارے واسطے۔

دوست یار: نکا توں مناں کجھ سیانو نظر آوے۔ آج کل اتنی باریکیاں کون دیکھئے۔

حمید: جی کوئے دیکھے یا نہ دیکھے مگر میں تے اپنو فرض بورو کرنو ہیں۔ دوجے بڑے گھر کو نوکر وی ہاں کئی بھلاوی رکھنا پوئیں۔

دوست یار: جی چودھری ہور اندر ہی ہیں۔

حمید: تم پہلاں مناں واقفیت کراؤ جے ہیں کون تے آیا کتوں۔

دوست یار: جی ہوں اُنہاں گو دوست یار ہاں۔

حمید: دوست کس طرح تے یار کس طرح ذرا مناں واقفیت کراؤ۔

دوست یار: جی دوست ہوں اُنہاں گا بیاہ گو دس گھڑا ددھ گا۔ دو ہنڈو تے ایک بکرو دتو تھو۔ دوجے یاری مھاری بچپن گی۔ جدا ایک ہی سکول ماں پڑھن واسطے جاں تھا۔

حمید: آؤ جی بیسو بیسو جی بیسو۔ اے اِت بیسو۔

دوست یار: یاہ بیسیو بیسیو گی کے گردان شروع کر دتی ہے تیں مناں جھ سمجھ نہیں آئی۔

حمید: جی خدا خیر کرے تم چودھری ہوراں گا ہو یا دوست تے یار۔ ہوں تھاری آبیسن نہ کروں تے ہور کس گی کروں۔ دوجے مناں ہدایت وی تے یاہ ہی کی وی ہے۔

دوست یار: جی فر کے خیال ہے ہوں اندر جاسکوں ملاقات واسطے۔

حمید: جی تم بالکل اندر جاسکیں بغیر رکاوٹ گے مساں مساں یاد کر رہیا تھا کہیں تھا ہوں ہو یو بیمار نہ آیا دوست نہ آیا یار۔ بھل گیا مناں سارا رشتے دار۔

دوست یار: جی خدا خیر کرے کے کجھ تکلیف ہے جی اُٹھاں ناتے کدتوں؟

حمید: جی تکلیف گو کے پچھیں رون آوے گل کرتاں۔ معدہ کو نقص ہے تے نال نال دل گی وی خرابی۔

دوست یار: وے نقص تے خرابی ذرا مناں وی دسو۔

حمید: روٹی کھان توں بعد بھکھ نہ لگنی راست سو گے دیہاڑی نیند نہ آئی۔

دوست یار: یوہ سارو کم وے رت گو خون یا رت وے انساں گا جسم ماں تے انسان پتھراں ناوی ہضم کو چھوڑے۔ مگر بیچارہ نے تے میں کدر مبا ماریا۔

حمید: جی تم اندر جاسکیں اس ویلے بہلا بیٹھا وا ہیں۔ جاؤ جاگے اُن گا دل نا بہلاؤ مت خدا خیر کرے۔ تے ٹھیک ہو جئیں۔

دوست یار: اسلام علیکم جناب چودھری صاحب۔

چودھری: وعلیکم السلام کے میر یا دوستا تے میر یا یارا۔

دوست یار: جی اللہ گو فضل تے کرم ہے۔ بس ہوں تے ٹھیک ہوں۔ تھاری کجھ بدخبری سنی تھی۔

چودھری: واہ کے جی اجے تے ہوں جیو لگو ؤ خدا کا فضل تے کیرم نال۔

دوست یار: جی ایک نہ ایک دن اُت وی تے جانو ہے۔ کئیاں گیو تھارو باپ بہشتی بڑو مقدم گو سہارو ایک دن ہم نے وی جانو ہے۔

چودھری: دراصل قسمت ماں کجھ تنگی آ گئی ہے۔ نہ معدہ کو نقص جنیاتے نہ دل گو۔ گولی کھاؤں تے وقت ٹپاؤں ٹیکہ لواؤں تے رات نبھاؤں۔

دوست یار: ایکسرے کرایو کے نہیں کراتا تے پتو چل جاتو آ۔

چودھری: ایکسرے کرایو تھو کہیں جے آپریشن کرنو پوئے گے۔ بغیر آپریشن توں کوئے چارو نہیں۔

دوست یار: جی تے فرجلدی آپریشن کروانو تھو نہیں تے تھاری ہم ناچ کمی پے جئے گی خدانہ کرے۔

چودھری: آپریشن ورلکھ روپیا لگیں اُن گو کے وے گو۔

دوست یار: اس زمانہ ماں پیساں گی کے کمی ہے۔ کنال جگہ گے چند گڑھ توں علاج کرا سکیں۔

چودھری: جگہ بیچ گے علاج کرانوں عقل مندی نہیں گل انھاں گو کے وے گو جدہوں نہیں ہوسوں۔

دوست یار: جی انھاں گو خدا حافظ۔ پچھلا نظام چلتا رہیں کدے نہیں رکتا۔ تھارا باپ بہشتی بڑا مقدم ہوراں گا جان توں بعد تم نے وی تے کم نبھایا۔ اُنہاں توں وی چنگو تے باقی یہ نکاوی تھے تھارا ہیں۔ کہیں وین بلا گو بلو نہ ہوے تے متھے پھل ضرور وے۔

چودھری: جی ہوں چاہوں جے دوستاں یاراں تے رشتے داراں کو بول دس دس ہزار روپیہ ادھار لے گے علاج کراؤں تے بعد ماں موڑ دیئوں گو۔

دوست یار: تم نا کے پتو ہے جے آپریشن کامیاب وے گو۔ آپریشن گے دوران دس پندراں مریضاں وچوں ایک یا دو بچیں باقی اللہ نا پیارا ہو جائیں۔

چودھری: نہ بابا نہ۔ یاہ گل نہ کہیے مناں اپنی جان بڑی پیاری ہے۔ تیجا بیاہ گی کڑمائی کی وی ہے۔ واہ عمر ساری کماری رہ جئے گی۔

دوست یار: جی اُن نا کون بیسن دیہے ہور کوئے اُمیدوار بیاہ کر گے کے جائے گو۔

چودھری: خدانہ کرے ہوں مر جاؤں تے فر میری جائیداد گو کے وے گو۔ میریاں رنڈیاں گو کے ہوئے گو۔

دوست یار: جائیداد نا پچھلا تقسیم کر لیں گا۔ تے رنڈیاں گی خدمت بچہ کریں گا۔ جوان رنڈی

بیاہ کر لیے گی۔

چودھری: خدایا کیسوز مانو آ گیو۔ میری نکی عمر یار تے بیاہ گو دوست اپنا منہ توں کے کے لفظ کڈھے اتنو نہیں کہتو تیری جگہ ہوں مر جاؤں۔

دوست یار: نہ جی چودھری جی مناں مفرن کی کد فرصت۔ دیہاڑی لاؤں تے وقت ٹپاؤں عیال گو کے وے جے ہوں مر جاؤں۔

چودھری: میں سو چیورو پیو دس ہزار مدد کرے گو مگر تیں تے اپنی غربت گی حد دسی ہے مناں کے دھے گو۔

دوست یار: جی تم بالکل بے فکر رہیو۔ دیتوں گو بالکل دئیوں گو۔ مرن آلے دیہاڑے ۲ کلو چینی تے پاء چاہ بھاجی گی۔

چودھری: اس کو مطلب یوہ ہے جے ہوں مروں تے تم آنویں میری ماتم داری ماں۔

دوست یار: جی دنیاوروں ہر کسے نے جانو ہے کوئے اکے تے کوئے پچھے مھارا دادا کت ہیں مھارا باپ کت نانا نیں کت ہیں باری باری ہم نے وی اتوں جانوں ہے۔ پہلاں تم تے فر ہم۔

چودھری: مناں اپنا دوست ور بڑو اعتبار تھو، جے مصیبت یا بیماری ملل میری پوری پوری مدد کرے گو مگر اس نے صاف جواب سنایو۔ خدایا کے وے گو او حمید۔ حمید داں اے دیکھ کوئے ہور تے نہیں آ تو دستو۔ مناں نیند آئی ہے ہوں سو جاؤں۔

حمید: چودھری صاحب ایک بندو آ رہو ہے چنگو سوٹ تے بوٹ لایو وہ اس طرح دسے جے جس طرح کوئے بڑو چودھری ولے۔ یا چودھری کسے تھارا جیسا گو رشتہ دار وے۔

رشتے دار: اسلام علیکم۔

حمید: وعلیکم السلام آؤ بھائی بیسو۔ بیسو بھائی بیسو۔

رشتے دار: نکا آؤ جی بیسو بیسو جی گی کے گردان پڑھے لگو ؤ۔

حمید: جی تم نانہیں پتو ہوں چودھری ہوراں گو نہ کر ہاں۔اُنھاں نے فرمایو ہے جے کوئے عزت دار مجوان آوے اُس گی آبیں کرنی۔ہوں اپنوں فرض نبھار ہیویاں۔جس کی مناں تنخواہ لبھے گی۔

رشتے دار: جی چودھری ہورس ویلے اندر ہی ہیں۔مناں کجھ کم تھو۔

حمید: جی تم ہیں کونے تے کتوں آیا۔

رشتے دار: جی ہوں چودھری ہوراں گو رشتے دار ہوں۔ایہہ اگلا گراں وچوں آیو ہاں۔

حمید: جی مناں پہلاں ہی شک وے تھو جے خدا کوڑ نہ کرے تم اُن گا کوئے رشتہ دار دیں گا۔

رشتے دار: جی اس زمانہ ماں کا نہہ گی رشتے داری سر کھر کن گی فرصت نہیں۔کون کسے گی خبر گیری کر سکے۔اَج آیو خیال تے چل آیو۔

حمید: جی چودھری ہور تھوڑا جیا تکلیفی ہیں۔مساں ماں یاد کریں تھا کہیں تھا۔ ہوں ہو یو بیمار تے بھل گیا رشتے دار۔تم جا سکیں اندر۔

رشتے دار: اسلام علیکم چودھری صاحب۔

چودھری: وعلیکم السلام آ بھائی دینا۔ایہاں بیس کے حال ہے تیرو۔

رشتے دار: جی اللہ کو فضل و کرم خیال کیو جے تھارا پتولا آؤں۔انسان موت گو پتلو ہے۔اللہ جانے کدا کھ بند ہو جئیں۔باقی تھہارو کے حال ہے۔

چودھری: اَج پچھپن لگو میری خیر خیرت ہوں پندرہ سولہ دناں توں ماندو ہاں نہ آوے نیند تے نہ لگے بھکھ۔

رشتے دار: جی تم تے کسیرا بل نہیں۔کوئی علاج شلاج۔

چودھری: بھائی دینا الڑا سونڈ کرایو۔ڈاکٹر دس جے آپریشن کروانو پوئے گو۔ان دو ہاں گلاں توں ڈاہڈو ڈروں۔ایک موت توں ایک آپریشن توں۔

رشتے دار: موت تے آپریشن کولوں درنوں عقل مندی ہے یہ دوئے خطرناک موت آوے

تے نہیں چھوڑتی۔ لے گے جیئے تے آپریشن کوئے کڑئے کامیاب وے عام آدمی آپریشن گے دوران ہی اللہ نا پیارا ہو جئیں۔

چودھری: نہ بھائی نہ میرا آپریشن فیل ہون گوناں نہیں لینوں۔ ہوں اجاں تیجا بیاہ گوامیدوار ہاں نالے نکا بچا۔ بچتاں گا بیاہ کروانا ہیں۔ انھاں واسطے کوٹھ پکا بنوانا۔

رشتے دار: نہ جی اتنی مہلت کر لبھی۔ انسان گی زندگی گو دارو مدار ہے ایک ساہ توں دوجو ساہ آئیو تے زندگی سلامت نہ آئیو تے موت۔

چودھری: مناں آپریشن واسطے لکھ ڈیڑھ لکھ روپیاں لگیں گا۔ سوچیو جے دوست یاراں تے رشتے داراں کو لوں۔ دس دس ہزار روپیا لیئوں گو، آپریشن ہو جائے گو، زندگی بچ جائیگی۔ دس ہزار روپیہ تم نے وی دینا ہیں۔

رشتے دار: نہ جی نہ ناں نہ لیو اس گل گو میں اپنا لڑکا کو بیاہ کرایو دو لکھ روپیہ لگا۔ یاراں رشتے داراں نے مدد نہ کی پیسہ ادھار چایا۔ اَج رقم دونی ہو گئی ہے۔ ہوں پہلاں ہی قرضہ تھلے دبیو وہاں کے دے سکوں۔

چودھری: نہ یار تے نہ پار۔ وُ ہی جواب دتو یار نے تے وہ ہی رشتے دار نے خدا کے وے گو میرا بیاہ گو کے وے گو میریاں رنڈیاں گو کے گو یرا انھاں یتیم بچاں بچیاں گو۔

رشتے دار: جی انھاں گو اللہ حافظ۔ ٹھیلہ شیلہ کھا گے پیراں بھر رہو جائیں گا۔

چودھری: حمید، حمیدا تے ہی ہے۔

حمید: جی کیوں بلانویں، ہوں اتے ہی ہاں۔

چودھری: پیراں کی گیاں انگلیاں وچوں جان نگل گے گیٹاں توں اوپر چڑھ آئی ہے۔ جلدی کجھ وصیت کروں۔

حمید: جی کے وصیت کرنا چاہویں۔

چودھری: یاہ دنیا فانی ہے ات کوئے کسے کا یار۔ کوئے ہمدرد رشتے دار نہیں۔ ات کسے ور

اعتبار نہیں۔ ہر آدمی مطلب گے پچھے۔ ماں باپ اولاد گے۔ اولاد ماں باپ گے
بیوی خاوند گے خاوند بیوی گے۔ توں اپنا مطلب پچھے تے ہوں اپنا مطلب پچھے۔
لا اِلہ اللہ محمد رسول اللہ۔

حمید: اے اللہ چودھری ہوراں نے تے اکھ بند کرلیں میری تنخواہ گو کے وے گو؟

کرتوت

اے، کے سہراب

کردار

۱۔ بشیر ایک نوجوان ۲۰، ۲۲ سال کو

۲۔ رضیہ بشیر کی محبوبہ ۱۶، ۱۷ سال کی

۳۔ سلام الدین بشیر کو باپ ۴۰، ۵۰ سال کو

۴۔ لعل الدین رضیہ کو باپ ۴۰، ۵۰ سال کو

۵۔ کالو گراں کا دد شریف ۳۵، ۴۰ سال

۶۔ جمعہ بدماش ۳۵، ۴۰ سال کو

۷۔ درویش بھیکھ منگن آلو ۵۰ سال

۸۔ آواز شہر کی سڑک پر راہ چلتو

۹۔ یونیورسٹی کو گیٹ کیپر

۱۰۔ یونیورسٹی کو ایک طالب علم جہڑو سلام الدین ناں بشیر کا کمرہ ماں پوچا دے۔

دوپہر کو وقت ہے جنگل کے بچ بھاروں چر رہیا ہیں۔ تے دُور دور کھنڈیاوا آجڑی گیت گائیں لگادا۔ کتے کتے چھوٹا جاتک جڑا بھارواں نال جمع ہو کے کھیڈ رہیا ہیں لعل الدین کی دھی رضیہ بھی نہ جانے کس کم واسطے اسے جنگل کی طرف جارہی ہے کہ اچانک بشیر کی نظر اُس پر پئی۔ دہ بھی اُس کی کاہڈ ہوجائے تھوڑی دُور چل کے رضیہ ایکن بوٹا نال ڈھیکن لاکے بیس جائے کہ بشیر بھی اُسی جگہ پہنچ جائے تے حیرانی کا عالم ماں بشیر نا سوال کرے:

رضیہ: بشیر توں ایہاں کس طرح؟

بشیر: تیرے ہی کول آیو۔

رضیہ: کے ہوؤ تناں۔ یاہ بھی ملن کی کائے جاہے۔ اگر کسے مانجھی یا آجڑی کی نظر پئی تیری تے تیرا باپ کی خیر نہیں ہوسیں۔

بشیر: تھارو مانجھی پرلا نکا پر ہے۔ ہوں اُسنا تاڑ آیو۔ اُپر تھلا پر مہارارشید کا بھاروں ہیں۔

رضیہ: (سوالیہ نظراں نال دیکھئے تے کہے) ایہاں آیو کیوں؟ خیر ہے۔

بشیر: ہاں بالکل خیر ہے۔ گل یاہ ہے کہ کل ہوں شہر جارہوں ہور پڑھن واسطے۔

رضیہ: ہائے اللہ:۔

بشیر: ہاں رضیہ ہور پڑھن واسطے ہیں شہر جانو ہے۔ دوسال بعد ہی مڑونگو۔

رضیہ: تناں ساری عمر پڑھتاں ہی ہوگئی۔ ہور کتنو پڑھنو ہے تیں۔ مکے گی تیری پڑھائی۔

بشیر: (ہس کے اس کا سوالاں کو جواب دے)۔ بس دوسال رہ گیا ہیں۔ اُس کے بعد کوئی چنگی جئی نوکری لبھ ہی جائے گی۔ تے گراں نا بدیا کر کے شہر جاروں گو۔

رضیہ: (سوالیہ انداز ماں پُچھے) ایہاں نہیں آسیں۔

بشیر: کا نہہ واسطے (اُداس ہوکے) بابو کہے تھو ہن زمین کی ترے جوڑی رہ گئیں ہیں۔ وہیہ بھی بیچنی ہیں۔ پڑھائی واسطے ہور خرچہ کی لوڑ ہے۔ رضیہ باپو جو کچھ وی

میرے واسطے کر ہیو ہے۔شاید ہی کوئی باپ کر سکے۔اسلم رشید قادر،نورالدین۔
عالم تے بُولی سارا میرے نال ہی سکوں چلیں تھا۔اج کوئی کت تے کوئی کت ہے۔

رضیہ: اُنکی صحت بھی دیکھ تے اپنی صحت بھی۔ نہ تیری صحت رہی نہ مال چوکھر تے نہ ہی زمین کی پاڑی۔

بشیر: (ساہ بھر کے) رضیہ اگر ہوں انسان بن گیو یہ ساری چیز دوبارہ حاصل کرسکوں گو۔

رضیہ: (ہس کے کہے) نہیں تے کے توں حیوان ہے۔

بشیر: رضیہ جس نے تعلیم حاصل نہ کی سمجھ وہ حیوان ہی ہے۔

رضیہ: ہوں بھی

بشیر: (ہس کے کہے) توں کٹھری لاٹ ہے

رضیہ: (اکھاں ماں۔آتھروں آنیں تے سوالیہ نظراں نال بشیر درد دیکھ کے کہے)۔
بشیر فرتوں اس گراں ماں کدے نہیں آسے۔شہر جا کے مناں بھی بسر جائے گو۔

بشیر: کوشش تے میں بڑی کی تھی مگر نا کام رہیو۔ہن پتو نہیں اگے کے ہوئے گو۔تم امیر ہیں تے ہوں ایک غریب باپ کو پوت۔کدھارو تے مہارو جوڑ ہو سکے۔کہ تیرو باپ اس گل واسطے راضی ہوئے گو کہ اپنی دھی ایک غریب لڑکا نا بیاہ کے دے۔

رضیہ: (اُسکی اکھاں بچوں اتھروں چلیں تے اُسکا لہجہ ماں بھی دردا بھرے)۔
تناں خدا کو واسطو زحماں پر لون نہ سٹ۔

بشیر: رضیہ زخم تے پھر یا جائیں مگر داغ نہیں مٹتا۔تیراں جُدائی کو داغ لے کے کل ہوں اتوں جا رہوں گو فر پتو نہیں اس کو کے بنے گو۔

رضیہ: ہوں بس تیرے نال شہر جاونگی۔

بشیر: یوہ ہرگز نہیں ہوسکتو۔کیا توں میرا متھا پر بدنامی کو داغ لانو چاہیئے۔کیا توں

میری زندگی کی ساری کمائی نا آگ ماں ساڑنو چاہیے۔کیا ہوں اپنا بڈھیر باپ کی عزت پرلت ماروں۔میرا توں یوہ سب کجھ نہیں ہوسکتو۔

رضیہ: میں عمر تیری راہ دیکھ دیکھ کے گزاری ہے۔ بشیر تنا خدا کو واسطو۔ تنا خدا کو واسطو ہے۔

بشیر: میری پڑھائی کا اجاں دوسال ہیں۔اُس کے بعد ہوں گراں واپس آؤنگو۔ شاید اُس وقت تیرو باپ من جائے۔

رضیہ نے سر چایو تے دیکھیو کہ ایک بوٹا کے پٹھ کوئی چھپ گیو۔تے اُس کا منہ تیں بے ساختہ نکل جائے۔ہائے اللہ۔

بشیر جیہڑ وسامنے کھلو تھو حیرانی کا عالم ماں رضیہ نا سوال کرے کے ہوؤ۔

رضیہ گھبرائی دی ہے۔تے جواب دے کوئی اُس رُکھ ہیٹھ چھپ گیو۔

بشیر: ہوں جا کے دیکھ آؤں! کہ رضیہ فورا بول اُٹھے۔

رضیہ: نہ نہ بشیر اُوہاں نہ جا۔مت مہارو مانجھی ہوئے۔توں اس پاسا تیں لہہ جا

بشیر: (دوئے سرگوشی کریں تے ایک دو جاتیں بدیا ہو جائیں)

اچھا رضیہ خدا حافظ زندگی رہی تے ضرور ملالنگا۔

رضیہ کی اکھاں تیں اُتھروں بگیں تے واہ بھی روتاں روتاں اپنا محبوب نا بدیا کرے۔جا اللہ کے حوالے۔ہوں فرملن کی کوشش کرونگی لوہون تیں پہلاں ہی۔تے بشیر آہستہ آہستہ بوٹان بچوں نکل کے دُور زمیں ماں آجائے۔اُتنی دیر رضیہ برابر بشیر در دیکھتی رہی جچر دہ اُس کی اُکھاں تیں روہلے ہو گیو۔

دو جو سین اس طرح شروع ہوئے کہ شام ناں کالو لوک کوٹھا کے اُپر جمعو اُس کے نال گلاں ماں لگو ہے۔ سامنے مٹی کا بھانڈاں ماں اگ رکھی ہے۔ حمبو حقو پی رہیو ہے۔ سامنے کاغذ پر نسوار دھری ہے۔ تے کالو اُس بچوں ذری ذری چا کے اپنا دنداں پر مل رہیو ہے جمعہ نے ایک لمو جیو کش لیو تے اُس کا ذہن ماں ایکدم خیال آیو۔

جمعہ: (اُس کا منہ بچوں تما کو کو دھوؤں بھی باہر آرہیو ہے) اُدہ کالو تنا اپنا گمانڈ کی کُجھ خبر ہے ۔

کالو: تُھکتاں۔ کے ہود میرا گمانڈ نا بج تے نہیں پے گئی کتے۔

جمعہ: حقّہ کو کش لے کے بھی تے نہیں پین آئی ہے۔

کالو: من پچھلاں نا۔ دس سدھی سدھی گل۔

جمعہ: مُنہ بچوں دھوؤں چھوڑتاں۔ سلام الدین کو پوت ہے نا؟

کالو: ہاں ہاں بشیر۔ شہر پڑھے۔ کے ہووَ اُس نا؟

جمعہ: ہوو وتے کُجھ نہیں مگر ہون آلو ہے۔

کالو: بجھارت نہ بجھوا۔ (منہ بچوں تُھک باہر کڈھے)۔ اصل گل دس اگر دسنی ہے۔

جمعہ: گل یاہ ہے (حُقہ کو کش لے کے) کہ کل ہوں لکڑی کپن بن ماں گیو تھو۔ بھائی لعل الدین کی گیری ہے نا؟

کالو: (بے صبری نال جمعہ کا مُنہ درد یکھ رہیو ہے) ہاں ہاں رضیہ۔ کیوں؟

جمعہ: بشیر تے واہ آپس ماں گل کریں تھا۔

کالو: (اس نا باسو آجانے) گل کریں تھا تے کے ہود۔

جمعہ: (حقہ کو لمو جیو کش لے کے) اورے توں نادان ہے۔ ہتھ آئی اسامی کیوں گنوائے۔

کالو: فردس نا کرنو کے ہے؟

جمعہ: (حقہ کو کش لے لے کھبو ہتھ اپنا مُینا وا سر پر پھیرے) کرنو کے ہے۔ فقط گل مارنی ہے (حقہ کو کش لئے تے تھوڑ وجیو ٹھہر کے کہے) کہ میں دیکھتاں ہی اُکھ میچ لیں۔

کالو: (خوش ہوجائے نسوار کی ایک بڑی چُنڈی لے کے اپنا دنداں پر ملے) فرگل لیجاؤں بھائی لعل الدین کول؟

جمعہ: (اپنا دوے ہتھاں نال سرنا ملے) ہوں اسے فکر ماں۔ کہ کس طرح گل بھائی لعل الدین کے پہنچائی جائے۔

کالو: (منہ بچوں تھکتاں)۔ہاں ایک ترکیب ہے

(جمعہ حقہ کا چھوٹا کش لئے لگوتے اکھ کالو کا چہرہ پر اس طرح جما کے بیٹھو ہے۔ کہ کوئی کہے کہ اس کی داڑھی کا بال گن رہیو ہوئے)۔

دیکھ سلام الدین کول دوئے چلاں تے فی الحال لعل الدین نا رہن دیاں۔ تے سلامیاں ناصاف صاف کہاں گا۔ کہ بھائیا اس عمر ماں تیرو پوت تیرو نک کپان لگو ہے۔ تے اگر گل بھائی لعل الدین کے کنیں پئی۔تاں خیر نہیں۔

(جمعہ کا منہ پر خوشی کا تاثرات نظر آئیں جس طرح اُس ناوہ سب کچھ مل گیو ہوئے۔

جس کی اُس کا دل ماں تمنا تھی۔ کہ کالو فر بول پئے)

ہم فر بھی اُس کو پُلو کد چھوڑانگا۔آسامی چنگی ہے۔سچ کو پتو اُس ناکتوں لگے گو۔کیوں جے بشیر گیو ہے دوسال واسطے۔

(دوئے جاتاں راہ ماں ہور بھی کجھ کجھ صلاح باڑی کرتا۔سلام الدین کا بُوہا پر پہنچ جائیں۔سلام الدین دواں نالے کے کمراہ ماں پوچائے۔علیک سلیک کے بعد گراں کی گل۔ایک دوجا کی غیبت تے بعد ماں پہنچا اپنی گل پر۔سلام الدین کی اکھ لال رتی ہوجائیں۔اُس کا ہوٹھ کمن لگیں۔

سلام الدین: خبردار جے میرا بشیر کا بارا ماں اگے کجھ بولیو۔

جمعہ: چنگو ٹھیک ہے۔ہم تے نہیں بولساں۔جے لعل الدین بھائی نا تپو لگ گیو۔ فرتوں جانئے نالے لعل الدین بھائی ہور۔

سلام الدین: ہاں ہاں جاؤ کہو لعل الدین ناہوں کسے تے ڈرتو نہیں۔

کالو: بچھو فر خود سنبھالئے۔ اگر تناں اپنی عزت پیاری ہے۔ تاں ہم بھی اکھ میچ لیاں گا۔

سلام الدین: برابر غصہ نال لال ہور ہیو ہے۔ دفعہ ہوجاؤ میرا بُوا تیں۔ سارو گراں میرا بشیر کو بیری ہو گیو ہے میں کوئی چوری نہیں کی۔ اپنا خون نال بشیر نا پڑھا رہیو آں۔

جمعہ: جمعہ کو لہجو طنز آمیز ہو جائے۔ ہاں ہاں دیکھ لی۔ ہم نے تیرا بشیرا کی پڑھائی۔ وہ شہر ماں یو ہی کُجھ کر تو ہوئے گو۔ تپو نہیں کس دن شہروں پولیس آنی ہے۔ تے تناں بھی دھر کے اُنہاں نے لے جانو ہے۔

سلام الدین: جمعہ منہ سنبھال کے گل کر۔

جمعہ: بھائی کالو اُٹھ چلاں۔ بھائی لعل الدین ہن خود ہی اس نا سنبھالے گو۔ پولیس خود ہی دوئے باپ پوتاں نا لتاں نال پچھے گی۔ تے کُجھ دھیاڑا سنٹرل جیل ماں آرام کریں گا۔

سلام الدین: پولیس کو ناں سنتاں ہی کُجھ گھبرا جائے تے انکا پنجہ ماں آجائے۔ فورا کُھل جائے بھائی جمعہ ذری ایک کھل جاو کر تے کمرہ بچوں باہر نکلتاں) ہوں ذری اندر جاؤں۔

جمعہ: (دوے اس ماں سرگوشی کریں) دیکھیو کالو۔ آسامی ہتھ آ گئی۔

کالو: چلو مہارا کُجھ دھیاڑا حالاں آرام نال گزر جائیں گا۔ اِجر کائے دو جی آسامی ہتھ آجائیگی۔ تے سلام الدین واپس کمرہ ماں داخل ہوئے۔)

سلام الدین: ہاں تے بھائی جمعہ۔ یہ بیہہ روپیاں ہیں۔ کُجھ ہور بھی دیوں گا۔ تم نا واسطو ہے۔ بھائی لعل الدین اگے گل نہ کریو۔

کالو: ہم نا کے چٹی پئی ہے۔ پوت تیر دہے۔ عیش کرے جوانی ہوئے اسے واسطے۔

جمعہ: میں پہلاں ہی تناں کہیو تھو۔ بشیر جوان ہے۔ اُس کو کتے بیاہ کرا چھوڑ۔ ہوں تے رشتو بھی لے کے آ گیو تھو۔

سلام الدین: ہاں ہاں بھائی کالو ہوں جلد ہی شہر جاؤنگو۔ تے بشیر نا ایہاں لے آونگو۔

کالو: فر بیاہ ماں ہم نا بسر نہ جائے۔

سلام الدین: بھائیو یوہ کس طرح ہو سکے۔ تھارے نال مشورا کے بعد ہی کتے بشیر کو بیاہ ہوئے گو۔

جمعہ: بچھا بیس ہُن ہم چلاں۔ رات کافی ہوگی ہے۔

سلام الدین: تم بھی خیال ہی رکھیو رشتہ کو۔

کالو: بھائی سلام الدین توں فکر نہ کر۔ ہم خود ہی رشتو ڈھونڈ لیا نگا۔

سلام الدین: (سلام الدین کالو تے جمعو اُٹھیں۔ سلام الدین ان دو ہاں کے نال بُو ہا تک آئے تے اُن نا رخصت کرے)۔

(کالو تے جمعو واپس گھر ان در آ رہیا ہیں۔ راہ ماں گل کریں)۔

جمعہ: او کالو ہن کے سوچ رہیو ہے۔

کالو: کل ہوں نوریا تے راجو کے بچکا رہیج راہ آیو تھو۔ سوچ رہیو آں کہ اجاں تک اس کو انگور کیوں نہیں نکلیو۔

جمعہ: اتنی جلدی کے ہے خود ہی نکل آئے گو۔ آخر جائیں گا کت۔ رب روزی رسان ہے۔ ہم کس کے گھر جاں گا۔

(کالو کھل جائے تے جمعہ کا قدم بھی رُک جائیں۔ تے کالو کا منہ در دیکھن لگ پوئے)۔

کالو: ایک ہور گل بھی ہے اگر توں مشورو دے۔

جمعہ: کے گل ہے کہ جمعو راہ ماں ہی کھل گیو۔

کالو: ہوں سوچوں کہ کیوں نہ بھائی لعل الدین نا بھی اُس کی گیری کا کرتوت تیں واقف کیو جائے۔ جنو تکڑو ہے۔ اپنی عزت بچان واسطے چنگو ہی ہوئے گو۔

(لعل الدین کو ناں سنتاں ہی جمعہ کا حواس باختہ ہو جائیں)۔

جمعہ: اُورے جان تیں مناں ڈر لگے۔ جنو ڈاہڈو ہے۔ اگر اُلٹو مہارے سر پے گیو

(کالو کا تیور بدل جائیں)۔

توں گھبرائے کیوں۔گل سارا گراں ماں اُگ کی طرح کھنڈ جائے گی۔لعل الدین کی عزت مہارا ہتھاں ماں محفوظ ہے۔سلامیاں بچارنے بیہسہ رو پیادے۔

چھوڑیا۔ہور بھی دین کو وعدد کیو ہے۔اووئے ٹرپیں)۔

جمعہ: دوسری گل بھی ہے نا کہ سلامیاں کا پوت کو بیاہ بھی کرانو ہے۔

کالو: ہاں ہاں اس ماں تے خاصی رقم ہتھ لگے گی۔اُس کی ترکیب میں سوچ لئی ہے مگر اجاں اُس گل کی لوڑ نہیں۔اگر اُس کا بیاہ کی ہم تے تاول کی نہ شکار ہتھ بچوں نکل جائیگو۔

جمعہ: شکار کیاں جائیگو۔کیا اُس نا پر لگ گیا ہیں۔بشیر تے خود بخود مہارا ہتھاں ماں آجائے گو۔

کالو: ایسی گل نہیں۔فی الحال ہم نے لعل الدین کا وار اماں کُجھ سوچنو ہے۔

جمعہ: چل ٹھیک ہے۔اگر لعل الدین نے کوئی اُلٹو قدم، چالیو فر دیکھ لیا نگا۔

دوئے جمعہ کا کوٹھا کے نیڑے پہنچ جائیں۔تے اتوں دو آں کا راہ کنی کنی ہیں۔

بچکار دوئے کھل جائیں۔

کالو: جمعہ رات توں گل سوچ کے رکھیے ءتھانے بند کرا چھوڑیو تے فر۔

جمعہ: تھانے کس واسطے بند کرائے گو۔کیا ہم نے کوئی چوری کی ہے۔

کالو: اگر اُس نے سلامیاں کے خلاف تھانہ ماں رپورٹ دتی۔

جمعہ: دے گو کس طرح کیا اُس نا اپنی عزت پیاری نہیں۔

کالو: بالکل صحیح ہے۔اگر تھانے گیو بھی شہادت دے گو کون۔

دوئے ٹھاٹھا کر کے ہسیں تے ایکن دو جاتیں بدھیا ہو کے اپنا اپنا گھراں درمُڑ جائیں۔

۳ تیجو سین

لعل الدین کو تیرے منزلہ مکان ہے۔ سامنے بانڈی ہے۔ بانڈی کی کندنال ایک ریچھ جیو کتو بدھیو دو ہے جس کا گل ماں ایک موٹی سنگل ہے گھر ماں دو چار نوکر ہیں۔ چنگو مالدار ہے۔ بھاروں خاصا سارا ہیں۔ گاں مھیس بھی کافی ہیں۔ زمین بھی کافی ہے۔ دو چار ہالی بھی ہیں۔ مگر قدرت نے اس کے گھر ایک ہی لڑکی دتی ہے۔ ساری عمر لڑکا واسطے پیراں تیں گھٹ تعویز لیتو رہیو۔ درگاہاں تے خانقاہاں پر سنڈو پہچا تو رہیو۔ مگر اس کی جھولی سکھنا ہی رہی صبح کو وقت ہے لعل الدین اپنا کمراماں منجا پر دراز ہو یو دوَ ہے۔ کہ اچانک کُتا نے بھونکنو شروع کیو۔ لعل الدین کو نوکر بانڈی بچوں باہر نکلئے تے جمعہ تے کالو نالے کے دروازہ تک آجائے۔ اُن نا اُتے انتظار واسطے کہے۔ تے خود لعل الدین کا کمرا در جائے۔

نوکر: باہر حضرت جمعہ تے کالو آپ ہیں۔ کہیں تم نا ملنو ہے۔

لعل الدین منجا تیں اُٹھ بیے۔ تے نوکر نا کہے

جارے لے آندر کمبختاں نا۔

نوکر واپس آئے۔ تے کالو تے جمعہ کے سنگ لعل الدین کمرا تک جائے۔ نوکر واپس ہو جائے جمعہ تے کالو چھترلاہ کے کمرا کے اندر داخل ہو جائیں۔ اسلام علیکم۔

لعل الدین: وعلیکم سلام۔ کیوں رے خیر ہے تم دو ئے ایہاں کس طرح کتے اُگ مت لا آیا۔

جمعہ: آگ لان واسطے ہم ہی دورہ گیا ہاں۔

لعل الدین: نہ رے تم تے نہیں لاتا عمر ہو گئی۔ مناں تم نا سمجھاتا ں اُو ینک بختو کوئی چنگو کم کار کرد۔

کالو: حضرت ہم کے مندو کراں محنت مزدوی کر کے اپنو نفس پالاں

جمعہ: دبچوں ہی بول اُٹھے، تمھارے نال کُجھ صلاح باڑی کرنی تھی۔

لعل الدین: حکم کرو بھائیا۔

کالو: نہ جی ہم نے کے حکم کرنو، ایک نکی جبئی عرض ہے۔ بھائی نورا کی دھی جوان ہوگئی ہے۔

لعل الدین: ہاں ہاں کے گل ہے اُس نا کے ہوڈو۔

جمعہ: ہودوئے کُچھ نہیں۔ ہم اُس کا رشتہ کا واراماں صلاح کرن آیا تھا۔

لعل الدین: صلاح جا کے اُس کا باپ نال کرو مناں کے۔

کالو: حضرت نوروز یادہ تھاری منے گھر چنگو ہے۔ کھاتا پیتا لوک ہیں۔ ہم تے اپنے دروں گل پکی کر آیا ہوں۔

لعل الدین: (حیران جیو ہو جائے) کت تم اُس کو بیاہ کرار ہیا ہیں۔

جمعہ: وہ سلا الدین ہے نا۔

لعل الدین: ہاں ہاں بشیر کو باپ۔ جہڑو شہر ماں پڑھے۔

کالو: خاک پڑھے اپنا پچھلاں نا روئے۔

لعل الدین: کیوں رے سلامیو کہے تھو کالج ماں اُس کو پوت اول آیو ہے۔ ہن یونیورسٹی ماں پڑھن گیو ہے۔

جمعہ: اپنا کرتوت پر پردد گھلن واسطے ہور کہے گو کے۔

کالو: (بچوں ہی بول پے) بھائی سلامیاں نے مہارے اگے ساری کہانی بیان کی۔ تے ہم نے صلاح کی کہ اُس کو بیاہ کیو جائے۔ سلامیو بچارو آرام کرے گو۔ یوہ کم بڑا ثواب کو ہے۔

لعل الدین: بچھا کوئی گل نہیں۔ ہوں نورا ناسد کے اُس نال گل کرونگو فرتم ناجواب دیونگو۔ اواز دے اونکا دانہہ ایہاں چاہ لے آ۔ تے ایک نوکر کمراماں داخل ہوئے حضرت تم ناں اندر سدیں، لعل الدین کھلو ہو کے کمرا تیں باہر آتاں آتاں کہے۔ تم دوئے

پیو۔ہوں دیکھ آؤں کے گل ہے تے کمراتیں باہر نکل جائے۔کالو تے جمعو آپس ماں گوشو کریں۔

کالو: ارے تنا اپنی گل کو دھیان ہی نہ رہیو۔

جمعہ: منا پور دھیان ہے۔توں ذری آرام نال بیس۔چاہ پیاں اُس کے بعد دیکھاں۔

کالو: میرو دل دھڑک رہیو ہے خدا خیر ہی کرے۔

جمعہ: رب خیر ہی کرے گو۔توں نہ گھبرا دل ڈاہڈ در کھ۔

(لعل الدین کمرہ کے اندر داخل ہو جائے۔تے اُس کا کناں ماں دل کی آواز جائے۔)

لعل الدین: کیوں رے کے ہوؤ واس کا دل نا۔

جمعہ: کُجھ نہیں جی۔دل نہیں سر چکرا رہیو ہے۔

لعل الدین: بیس جائے تے چنتاں ماں ہتھ گھلے۔

صبر کر ہوں گولی دیوں۔

کالو: نا حضرت گوئی کی لوڑ نہیں ہے عزت کو سوال ہے۔

لعل الدین: گل کے ہے صاف صاف دس نا۔

کالو: گل ایسی ہے کہ ہوں دس نہیں سکتو۔جمعہ بھائی توں ہی دس۔

جمعہ کُجھ سوچ ماں پے جائے۔تے رُک کے گل شروع کرے۔

اُگ میرا منُہ پر۔۔۔۔۔گل۔۔۔۔۔یاہ ہے۔

لعل الدین ناعضو آجائے۔تے دو آں در مخاطب ہو جائے۔

گل کے ہے تم صاف صاف دستا کیوں نہیں۔

جمعو فر رُک رُک کے بولنو شروع کرے۔یاہ۔۔۔۔تھاری نکی ہے نا۔

لعل الدین: ہاں ہاں رضیہ کے گل ہے۔

جمعہ: جی ہاں رضیہ۔

لعل الدین کو غصو بدھ جائے اُس کی اکھ غضب ناک بن جائیں۔

بک ناکے کہنو چاہے۔

جمعو جلدی نال بول چھوڑے۔

واہ بشیر نال پرلا بن ماں۔۔۔۔ہوں فراکھ میچ کے اُتوں نس گیو۔

لعل الدین غصہ نال لال ہو جائے۔جمعو سنبھل جائے۔تے کالو درمنہ کر کے بولے۔اگر یقین نہیں آتو تاں کالو بھائی تیں بھی پچھ لیو۔

کالو بھی سنھبل جائے تے آہستہ آہستہ بولے۔یاہ گل بالکل صحیح ہے۔ہم دواں کے بغیر کسے تیجا نا اس گل کو کوئی پتو نہیں۔

لعل الدین جھٹر وغصہ نال لال ہو گیو ہوئے کھلو ہو جائے۔جمعو تے کالو بھی کھل جائیں۔

ہوں بشیر کی رت چوسوں گو۔

دوئے لعل الدین نا باہنوں پکڑ کے مُڑ بسالیں۔

کالو: تھاری عزت ہم نا اپنی جان تیں پیاری ہے تم فکر نہ کرو۔تھاری عزت کو بدلو اُس تیں ہم لیاں گا۔

لعل الدین: ہوں تھانہ ماں جا کے رپوٹ دیوں۔

جمعو فورا بول پے۔نانا ایسی گل نہ کرو۔بدناں ہو جائے گو یوہ حکم تم مہارا پر چھوڑ دیو۔ساری عمر تھارا گھر کو نمک کھا تا رر ہیا۔ہم نا بھی موقعو دیو۔

لعل الدین اپنی واسکٹ کا چنتاماں ہتھ گھلے تے اُس کا ہتھ ماں کجھ نوٹ ہویں۔ تے اُن بچوں کُجھ گن کے ہتھ کالو در بدھائے۔

یہ لیو فی الحال تم بے فکر رہو۔تم نا رب کو واسطو مت کسے کا کناں ماں یاہ گل پہچے۔

جمعہ: حضرت انکی کائے لوڑ نہیں۔

کالو لین تیں انکار کرے۔تے ہتھ پچھا در چھک لے۔

لعل الدین: تم یہ رکھ لیو کتے ضرورت پے گی۔

جمعو ہتھ بدھائے تے نوٹ لعل الدین کا ہتھ بچوں لے کے اپنی پیرنی کا چنتا ماں گھلے۔ تے کالو بول پے۔

باقی تم کسے اگے گل نہ کریو۔ اس طرح تھاری بدنامی کو ڈر ہے۔ پولس آ گئی تے سارا گراں ماں گل کھنڈ جائے گی۔

جمعہ: ہُن ہم نا اجازت دیو۔ کم پر جانو ہے۔ چرہور رہیو ہے۔

لعل الدین ان دوآں نا کمرہ ماں ہی بدھیا کرے۔ تے دوے دروازہ پر آ کے سلام کر کے مُڑ جائیں۔

چوتھو سین

پیشی کو وقت ہے۔ کالو کا کوٹھا پر حسب معمول جمعو بھی حاضر ہے۔ چلم بھکھ رہی ہے دھووں آسمان در چلے لگو۔ نسورا کا تھک نال جا بھی مندی ہوگئی ہے۔ تے دوئے آپس صلاح باڑی ماں لگا واہیں۔ جمعو چلم کا کش لان ماں لگو ورے۔ کالو منہ بچوں اک بڑو سارو ٹھک کو لیو ٹھکے۔

کالو: ہُن بھائی لعل الدین بھی مہارا ہتھاں ماں آ گیو

جمعہ: چلم کو ادھو ہی کش لے کے۔ فی الحال مہارو دانو پانی چل رہیو ہے۔

کالو: بڑو وو با تو رہے تھو ہم نا۔

جمعہ: چلم نا ایکن پاسے دھر کے۔ ہُن کے دبائے گو۔ بلکہ مہاری عزت تے قدر کرے گو۔ سچ کے تے کوڑ کے کس نا پتو ہے۔

دوئے ٹھاٹھا کر کے ہیس۔ تے جمعو چلم نا فرا اپنے اگے لیائے۔ تے اُس ماں تما کو کھل کے آگ رکھن در لگ جائے۔ کالو نے نسوار کی انگلی دندان پر پھیری، تے فورا ٹھکیو وہ درویش بھی آ گیو۔ جمعہ کی آگ ہتھ ماں ہی رہ جائے نظر افرں در کر کے دیکھن لگ پوئے اس نا کے کم ہے۔

کالو: بے خبر نہ ہو۔ چلم پر آگ دھر۔ اس کے ذمے ایک بہت بڑو کم لانو ہے۔ اچر درویش ان کے نزدیک پہنچ کے سلام کرے۔

جمعہ: وعلیکم سلام

کالو: آو رویشا چھک چلم

درویش: نہ چودھری صاحب اہم چلم نہیں پیتا۔

جمعہ: لے فرمار نسوار کی چُنڈی ایک

درویش: ہاں حضرت یاہ دوا ہے۔

کاغذ پروں نسوار اُٹھا کے درویش اپنا دنداں پر انگلی نال ملے تے کالو منہ بچوں تھک کے پاسو درویش در پر تے تناں میں اس واسطے سدیو ہے کہ توں گدا گر نہیں۔ درویش ہے۔ مناں ہر گل کو پورو پورو پتو ہے۔

درویش حیران جیو ہو جائے۔ تُھک نکل جائے تے فورا بول پے حضرت اس غریب کا ماریا وا کیسا درویش۔

جمعہ: درویش کی کنڈ پر ہتھ رکھ کے کہے۔

چودھری صاحب کے کہے غور نال سُن تے اُس پر عمل کر فر دیکھ رب کیسو سبب کرے گو۔ مگر ہم نا بسر نہ جائے۔

کالو: ہتھ کی انگلی نال اشارو کرے۔

وہ کھوڑی کے سامنے جھڑو مکان ہے نا۔

درویش بھی اُراں دیکھے تے کالو اس نا راز دارانہ انداز ماں کہے۔

اُت جا۔ گھر ماں۔ ایک لڑکو بیمار ہے۔ اس گھر کا مالک کو ناں عبداللہ ہے۔ اُس کی بیوی کو ناں جان ہے۔ ان کا ترے پوت ہیں۔ نور یو قلمیو تے بیمار غریزو۔ نورا کی بیوی کو ناں کھتیجاں ہے۔ دو سال ہو گیا بیاہ نا۔ گھر ماں اضان کوئی جا تک نہیں ہو دو۔

جمعو درویش درمنہ کر کے بولے اوعرویشا گورنال سن

کالو نے اپنی کہانی جاری رکھی ہے۔

قلمیاتے عزیزاپرختیجاں نے جادو کیو ہے۔تا کہ ساری جائیداد واہ ہضم کر سکے۔واہ مچ مندی ہے ۔اگر گھر ماں رہی کوئی آدمی جیتو نہیں رہ سے جادد کڈھ کے وسیے ۔کڈھ کے گھر ماں دو بہڑا۔ترے داند، پنج مھیس ترے لائری گاں، تے خاصا سارا بھاروں ہیں۔کجھ دن ہوا اُس نے ایک داندست سوروپیاں تے بہڑو ترے سوروپیاں ماں بیچا ہیں۔

جمعہ: بچوں ہی بول پے۔اُودردیشا۔کن دھر کے سن تے چودھری صاحب نامن پیر۔

کالو: مگراس گل کوخیال رکھیئے مت اُوہاں تیں ہی کھسک جائے۔تاں تیری خیر نہیں ہوسے۔

درویش: (درویش گھبراجائے) حضرت مَکو بھی جان پیاری ہے۔واپسی پر حاضری دیساں، ہن ساری کہانی اسدی سمجھ دچ آ گئی، تُس بےفکر رہیو۔

جمعہ: بچوں ہی بول پے مہاروحقو پہلاں ہی کنی کر چھوڑئے

درویش: حضرت جودِن حاضر کرساں۔جوتسدی مرضی مکو بھی چادیو۔

کالو: ایک گل ہورسُن درویشا آج توں بعدتواس گراں کومنیووو، درویش ہے مت کتے گل کرتو ہوئے۔

دردیش: حضرت جان کس کو پیاری نہیں۔مَکو وی اپنی جان پیاری ہے نکا نکا عیال ہے۔

کالو: بکواس بند کرجااپنوکم شروع کر

(درویش کاغذ اُپروں خاصی ساری زوار لچک کے انگلی اپنا دنداں پر پھیرے تے کھل کے سلام کر کے اُتوں نکل کے سدھومکان دررواننہ ہوجائے جمعو چلم ماں ہورتما کو گھل کے لمالما کش کے تے کالونسوار کی انگلی اپنا دنداں پر پھیرے تے تھکے۔

جمعہ: کالوسُن توں ختیجہ واسطے گھر تلاش کر۔

کالو: صبر تیں کم لے۔ حالاں پیشی ہے، چن لگن دے۔

جمعہ: اگر عبدلوا سے طرح دولت جمع کر تو گیو تے اُسکا پوت بٹلا ہو کے رہیا ہم کس کے گھر جاں گا۔

کالو: منہ بچوں تھکتاں۔ رب روزی رسان ہے۔

جمعہ: (چلم کو کش لیتاں ماں) ہن یہ کئی ہونا لوڑئے۔

کالو: صبر تیں کم لے۔ کم آہستہ آہستہ ہویں تاول نال خرابی ہوئے۔

جمعو فورا بچوں ہی بول پے۔ اُوہ دیکھ عُبداللہ نے درویش نا اندر باڑ لیو۔ دوے ٹھاٹھا کر کے ہسیں۔

پنجموں سین

سلام الدین گھر تیں نکل کے شہر ماں پہنچ گیو ہے۔ سڑک پر گڈیاں کو طوفان ہے۔ بزار اپنا جونب پر ہے۔ دن کو وقت ہے لوگ آن جان تے خرید وفروخت ماں مصروف ہیں۔

سلام الدین نا پار ٹپن واسطے راہ نہیں ملتو۔ ڈرے مت کتے گڈی بیٹھ آ جائے۔ ایک دو وار فٹ پاتھ تیں تناں آیو۔ پر گڈیاں کا ہارن نے اُس نا واپس فٹ پاتھ پر چڑھن واسطے مجبور کیو۔

خدایا خدایا یوہ شہر ہے کہ قہر گڈیاں کو طوفان۔ راہ بھی نہیں ملتو۔ ان لوکاں نا کے ہو گیو۔ ان نا گھراں ماں کوئی کم نہیں۔ سارا شہر مانہہ آ گیا۔ اگر انسان ہوشیاری نال نہ چلے تاں جان کی خیر نہیں۔ او بھائیا، او بھائیا، یونیورسٹی ور کٹہری گڈی جائے۔

(ایک راہ گیر اُس نا جواب دے)

وہ سامنے کھڑی ہے اُس میں بیٹھ جاؤ۔

گڈی ماں پیر دھرن کی جانہیں ہوتی۔ مگر سلام الدین کجھ دھکا ٹھہلا کھا کے گڈی کے اندر داخل ہو جائے۔ تے کجھ دیر کے بعد گڈی سلام الدین سمیت روانہ ہو جائے۔ راہ ماں (سلام

الدین ایک ایک نا پچھ رہیو ہے۔ یونیورسٹی آئی کہ نہیں خدا خدا کر کے بس ایک جگہ کھلی ہوگئی تے کسے مسافر نے سلام الدین نا کہیو۔ وہ گڈی تیں لہہ جائے۔ کیونکہ جے یونیورسٹی آ گئی تھی بچھتاں پچھتاں سلام الدین یونیورسٹی کا گیٹ تک پہچن ماں کامیاب ہوگیو۔ گیٹ کیپر تیں بشیر کا واراماں دریافت کرن لگو۔ کہ ایک لڑکو اس کے نٹیرے آ گیو) بابا تم کسے تلاش کرتے ہو۔

سلام الدین: میرو پوت بشیرات پڑھے اُس نا ملنو ہے۔

(لڑکو سلام الدین نالے کے گیٹ تے اندر داخل ہوئے۔ لما چکر کے بعد دیہے دوئے ایک بڑی بلڈنگ ماں داخل ہویں۔ تے دو تیرے سیڑھں چڑھن کے بعد ایک پاسہ در چلیں۔ لڑکو ایک کمرا کول آ کے کھل گیو۔ تے لگو دروازو بجانِ بشیر دروازہ کھولو تمیں کوئی ملنے آیا ہے۔

(دروازو کھلے تے بشیر باپ نا سامنے دیکھ کے حیرت ماں پے جائے)

بابا اسلام علیکم۔

سلام الدین: وعلیکم۔

بشیر: باپ ناں کمرا کے اندر لے آئے۔ بابا تم اہیاں کس طرح خیر ہے نا۔

سلام الدین: (کمرہ کو غور نال جائیزو لے رہیو ہے) بشیر مناں یاہ اُمید نہیں تھی (کمرہ کے اندر تیرے منجی، ترے کُرسی تے ترے چھوٹا ٹیبل ہیں۔ ترے الماری بھی ہیں۔ جن کے اندر کتاب ہیں۔

بشیر: حیرانی نال کے ہوؤ بابا میں کیو کے؟

سلام الدین: غصہ ماں۔ میری عزت نا مٹی ماں ملا کے کہے میں کے کیو۔ تناں شرم آنی چاہئے۔ میں اپنی زندگی تیرا پر قربان کی۔ جو کجھ تھو تیری پڑھائی پر لایو۔

بشیر: جہیڑو کہ حیرانی کا عالم ماں ہے۔ کہ یوہ ماجرو کے ہے۔

بابا ہوں کدا نکار کروں۔ ہن تھوڑ دہی وقت رہ گیو۔ انشااللہ فرتوں دیکھئے روپیاں کو ڈھیر لاؤں گو تیرے سامنے۔

سلام الدین: (سلام الدین کو غصو برابر بدھ رہیو ہے۔ تے بشیر پریشان ہو کے باپ کا مُنہ درد دیکھ رہیو ہے۔ کہ گل کے ہے)۔

ہاں ہاں توں تے ڈھیر لائے گو۔ اُس گل کو مناں پورد پتو ہے۔ دیکھ بشیر منا بہانا نہ بنا ہن تیری چالاکی میں دیکھ لئی۔

بشیر: (بے بسی کی حالت ماں پچھے) باباتم کہنو کے چاہیں۔ میری سمجھ ماں تھاری گل نہیں آ رہی ہیں۔ تم صاف صاف دسو آخر گل کے ہے۔

سلام الدین: میری گل تیری سمجھ ماں کت آئیگی۔ زیادہ چالاک بنن کی کوشش نہ کر۔ تے کن دھر کے سن ۱۰ سے وقت میرے نال گراں چل تے اپنو گھر بار سنبھال جس طرح دنیا کرتی آئی ہے۔ تناں میری عزت کو کوئی خیال نہیں میں تنا اسے واسطے پالیو تھو۔

بشیر کی اکھاں ماں آتھروں چڑھ آئیں۔ تے باپ اگے التجا کرے:

باباتم صاف صاف کہتا کیوں نہیں۔ میں کہڑو گناہ کیو ہے۔ تم نا یوہ حق ہے کہ اگر میرو کوئی بھی قدم غلط ہوئے گو۔ تم مناڈ کو جو تھاری مرضی ہے کرد۔ پر گل دسو ہو یو کے ہے۔

(سلام الدین کی آکھ لال ہو جائیں۔ تے وہ زور کو ایک طما چو بشیر کا مُنہ پر مارے) ''بے شرم ہور کہے میں کہڑو گناہ کیو ہے''۔

بشیر کی اکھاں تیں اتھروں جاری ہو جائیں۔ اُس کی آواز لڑکھڑا جائے۔ تے روتاں روتاں باپ اگے صفائی پیش کرے:۔

بابا ہوں تھارا پر ہتھ رکھ کے کہوں۔ میں کوئی گناہ نہیں کیو ہے۔ مناں احساس ہے۔ کہ تم نے میرے واسطے کے کچھ کیو تے کر رہیا ہیں۔ بابا منا تھاری عزت اپنی جان تیں پیاری ہے۔ ہوں زہر کھا کے مرنو پسند کرونگو مگر تھاری عزت نا داغ نہیں لاسوں۔ باباتم دسو گل کے ہوئی۔

سلام الدین: (کجھ سوچ کے پچھے) جد تیں شہر آنو تھو۔ اُس تیں ایک دن پہلاں توں لعل الدین کی دھی رضیہ نال پرلا بن ماں کے کرے تھو؟

(بشیر کی اکھاں بچوں آتھروں بگیں لگا اُس کی اکھاں اگے دُھند پے جائے۔ اُس نا رضیہ یاد آئے۔ تے واہ گھڑی بھی)۔ ہائے اللہ۔ کے ہوؤو

کوئی اُس رکھ بیٹھ چھپ گیو۔

ہوں جا کے دیکھ آؤں؟

نہ بشیر نہ۔ اُوہاں نہ جا۔ مت مہارو ما نجھی ہوئے۔ توں اس پاسہ لہہ جا۔

(بشیر اسے خیال ماں غرق تھو کہ سلام الدین گرج پیو)۔

بشیر توں سوچ کے رہیو ہے۔ میرا سوال کے جواب دے۔

بشیر جس طرح نیند تیں جاگے۔ تے سہم جائے اس کا ہوٹھاں ماں حرکت جیسی آئی۔ اُس نے ہتھ نال اپنا آتھروں پوچھیا۔

بابا ہوں اُس کے نال گل کر رہیو تھو۔

سلام الدین کی لہر اجاں مدہم نہیں ہوئی تھی کیونکہ اُسکا سوال کو اُس نا جواب نہیں مل رہیو تھو۔

کوڑ نہ مار صاف صاف دس۔ اگر لعل الدین کے کنیں پئی فرتنا پتو ہے۔

دوئے باپ پوت باہر نکلن جوگا نہیں رہساں۔

بشیر ماں خود اعتمادی جیسی پیدا ہوئے، تے وہ باپ نا جواب دئے۔

ہوں قسم کھا کے کہوں بابا میں اُس کے نال کوئی گناہ نہیں کیو ہے۔ اگر کسے نے میرا پر جھوٹی تہمت لائی ہے۔ اُس تیں بدلو لیوں گو۔ تم منا دسو وہ کون ہے جس نے میرے پر یوہ الزام لایو ہے۔

سلام الدین (کجھ سوچ کے کہے) یاہ کہانی مناتے کالو نے دسی۔

(بشیر کجھ بے صبرو جیو ہو جائے تے باپ نا سوال کرے)۔

کے کہیو اُنہاں نے؟

سلام الدین بشیر ناواہ ساری کہانی سُنائے۔ کہ کس طرح جمعو تے کالو اُس کول آیا۔ تے بشیر کے سر یاہ تہمت لائی۔ بشیر کی اکھرتی ہو جائیں۔ لہر نال اُس کو دجود کمن لگ جائے تے سلام الدین اُس کی یاہ حالت دیکھ کے پریشان جیو ہو جائے۔ اُس نا اپنا پوت کی بے قصوری کو ثبوت مل جائے۔

بشیر: یوہ سب کوڑ ہے۔ اس ماں شک نہیں کہ ہوں رضیہ نال محبت کروں۔ مگر میرا اُس کے نال اس قسم کا تعلقات نہیں۔ ہوں اج ہی تیرے نال گراں چلوں ہو جائے روبکاری۔

سلام الدین بشیر نا دلاسو وے۔ نہ بشیر نہ بشیر اس کی ہن کائے لوڑ نہیں۔ توں بلا شک اپنی پڑھائی مکمل کر کے آیئے۔ ہوں سمجھ گیو۔ کہ بدمعاشاں نے مناں اپنی چالا کی ماں پھسایو۔ ساراں گراں ناں ساڑ ہے کہ توں پڑھ گیو۔ خیر اجاں میرا جنواں ماں ساہ ہے۔ اُن تیں ہوں خود ہی حساب لیونگو۔

(بشیر کا سر پر ہتھ پھیرتاں سلام الدین پچھے) ایک گل دس توں کدمڑے گو۔

بشیر: تیراں دناں بعد مہارا امتحان ہون آلا ہیں۔ اُس کے بعد کوئی مہینوں ایک گذر کے۔

بشیر باپ نالے کے اگے چلے۔ تے ایک کرسی سیدھی کر کے کہے۔ بابا تم بسیو ہوں تھارے واسطے چاہ لے آؤں۔

سلام الدین: نا اجاں مناں چاے کی طلب نہیں ہے۔ دوئے بیساں گا۔ پر ذری ایک بیس نا کجھ ہور گل بھی کرنی ہیں۔

(بشیر منجا پر بیس جائے۔ تے دوئے باپ پوت بیس کے آپس ماں کجھ صلاح باڑی کر رہیا ہیں۔ تے ہس بھی رہیا ہیں)۔

چھیووں سین

(سلام الدین اپنا کوٹھا کے اندر بیٹھوو واُن صاف کرر ہیو ہے۔اس کمرہ ماں زیادہ سامان نہیں ہے۔دیواراں پر دوترے جگہ میخ لگی ہیں۔ تے اُپر کپڑا تولیا تے ایک کوٹ ٹنگیو ہے۔ایکن گُٹھ ماں لکڑی کو بڑو صندوق ہے۔ تے اُس پر ایک میلو جیوٹرنک ہے جس کے اُپر ایک لوئی رکھی دی ہے۔اس کے نال ہی ایک نووں ٹرنک بھی ہے۔ لگے کہ اجاں استعمال نہیں ہوؤ۔

جمعو تے کالو دروازہ پر کھل کے آواز دیں

او بھائی سلام الدین توں اتے ہے۔

سلام الدین: آوزے اندر آجاؤ۔

(دوئے کوٹھا کے اندر داخل ہویں تے سجا کا کمرہ ماں سلام الدین کوئے بیٹھو ہے جمعو پہلاں اندر داخل ہوئے تے اُس کی کاڈھوں کالو بھی)۔

السلام علیکم۔(دوئے سلام کے سامنے آگے بیس رہس تے اُن پر ہتھ ماریں)

سلام الدین: وعلیکم سلام۔دسورے تم کس طرح آیا۔

جمعہ: تیرے کول ہی آیا تھا۔بشیر آیو۔

سلام الدین: کے کرن؟

کالو: کے کہے توں۔نورد بھائی تے راضی ہوگیو۔پنج ہزار دینا کیا ہیں۔

سلام الدین: لہر ماں دفع ہوجاؤ اتوں۔دوبارہ ایہاں آن کوناں نہ لیو تم نے چالا کی نال ہوں پھسایو۔

جمعہ: او بھائیا تیرو دماغ ٹھیک ہے۔

سلام الدین: ہاں ہاں میرو دماغ ٹھیک ہے۔تم اپنو دماغ ٹھیک کراؤ۔

کالو: بھائی جمعہ چُپ ہور ہو۔خود ہی بھگتے گو۔

سلام الدین: لہر ماں۔جاؤ جاؤ تم۔جو کرنو کرو۔ہوں کسے تیں ڈرتو نہیں۔

جمعہ: بھائی لعل الدین تم دوآں نا چھوڑ سے نہیں جیل کی سیر کرائیگو۔ جیل کی۔

سلام الدین: وہ جیل کی سیر تم نا کرآئیگو۔ ہم نے لعل الدین کو کے کھادو ہے۔

کالو: واہ گل تناں لعل الدین تھانہ ماں خود ہی وسے گو۔

سلام الدین کی لہر بدھ جائے۔ تم دوئے اتوں دفع ہو جاؤ۔ ورنہ ہوں ڈنڈاں نال کڈھوں گو جمعو تے کالو اُٹھ کے دروازہ پر آجائیں تے باہر نکلتاں۔

جمعہ: بچھا دیکھ لیاں گا۔ ہن توں خود ہی روتو روتو مہارے کول آئے گو۔

سلام الدین: انکی کاھڈ ہی باہر آجائے۔

میری آئے گی جُتی، دفع ہو جاؤ۔ ورنہ ہوں چھتر مار مار کے تھارو حُلیو بگاڑ چھوڑوں گو۔

کالو: اچھا دیکھ لیاں گا۔ توں آئے گو کہ ہم۔۔۔۔

(تے دوئے اُتوں دور نکل جائیں۔ سلام الدین اپنا کوٹھا کے سامنے کھل کے کجھ دیر سوچ رہیو ہے۔ اچانک اُس نال خیال آیو۔ وہ واپس کوٹھا ماں آیو۔ بوٹ لکڑی کا صندوق ہٹھیوں کڈھیو۔ اُس نالا کے باہر آیو۔ کوٹھا کا دروازہ پر سنگل چاڑی تے نکل گیو۔ اُس نے لعل الدین کا مکان دررخ کیو تے قدم تیز تیز چان لگو۔ وہ لعل الدین کا مکان کے نیڑے پہنچ گیو کہ کُتا نے بھونکنو شروع کیو۔

لعل الدین کو نوکر بانڈی بچوں باہر آیو تے سلام الدین نا سلام کی۔

سلام الدین: وعلیکم سلام کریمیا بھائی لعل الدین ہورا تے ہیں۔

کریمیو: ہاں جی اتے ہیں۔ آؤ۔

سلام الدین: کتو بدھیو دو ہے۔

کریمیوں: ہاں جی کُتو بدھیو ہے۔ تم ڈرو نہ

سلام الدین مکان کا صحن ماں آجائے تے کریمیا کے پچھے پچھے مکان ماں داخل ہو جائے۔

کریمیو لعل الدین کا کمرہ تک اس کے نال آیو۔ سلام الدین پیراں بچوں بوٹ

لا ہوے تے کمرہ کے اندر داخل ہو جائے۔

اسلام علیکم۔

لعل الدین: لعل الدین منجا پر دراز ہوؤ تھو۔ اُٹھ جائے وعلیکم سلام، خیر ہے سلام الدین آت آ کے بیس۔

سلام الدین: ہاں جی خیر ہے۔ تے لعل الدین نال ہی منجا پر بیس جائے تم سناؤ تھارے در خیر ہے۔

لعل الدین: ہاں بھائیا خیر ہے۔ سُنا توں کے کیو تیں۔

سلام الدین: کس گل کو؟

لعل الدین: بشیر کا بیاہ کو۔ کالو تے جمع کا کہن پر میں بھائی نور ا نا بھی کہیو۔ تے بچارا نے چُپ کر کے رشتو من لیو۔ بڑو خوش ہوؤ۔ کہے تھو اُس کی دھی کا بھاگ چنگا تھا۔ پڑھیو لکھیو لڑ گول گیو۔

سلام الدین: اس نا ہا ہو چُھٹ جائے۔ اُن بدمعاشاں نے تم نا بھی اپنی چالاکی ماں پھسالیو ہے۔

لعل الدین: کے مطلب۔

سلام الدین: اُن ذلیل لوکاں نا شرم بھی نہیں آئی مگر مناں افسوس لگے کہ اُن نے تم نا بھی شاید اپنا ہتھاں ماں لے لیو ہے۔

لعل الدین: لعل الدین کا طور ہی بدل جائیں۔ تے آ کڑ کے منجا پر بیسے۔

اُو بھائی سلام الدین کے کہے توں۔ افسوس مناں تھارا پر آئے۔ تیرا ذلیل پوٹ نے معصوم لڑکی پر حملو کیو۔

سلام الدین: (کی اکھ رتی ہو جائیں تے منجا تیں لہہ کے کھل جائے۔ اُس نالہر چڑھے۔ میرا پوت کو ناں نہ لیو۔ ہوں اُس تیں پُچھ آیو۔ تے ساری حقیقت سن لی۔

اگر تم نا یقین نہیں آتو تاں خود رضیہ تیں دریافت کرو۔ سچ تے کوڑ باندے ہو جائیگو۔

لعل الدین: اس نا بھی لہر چڑھ جائے۔ کے مطلب۔

سلام الدین: مطلب صاف ہے تھوڑی دیر پہلاں کالو تے جمعو میرے کول آیا تھا۔ تے مناں دھمکی دے کے گیا۔ میں بھی گھٹ نہیں تو لیو۔

لعل الدین: کیا توں سچ کہہ رہیو ہے۔

سلام الدین: منجا پر واپس ہیستاں۔ اللہ شاہد ہے رضیہ تے بشیر بے قصور ہیں۔ کالو تے جمعہ نے ہم نا نادان بنا کے اپنی چالا کی ماں پھسالیو ہے۔

لعل الدین: اگر تیرو سچ ہوؤ۔ تاں ہوں خود ہی کالو تے جمعہ تیں حساب لیوں گو۔

منجا تیں اُٹھ کے باہر نکلتاں۔ توں بیں ہوں چلیو رضیہ نا پچھن۔

سلام الدین بھی نال ہی اُٹھ جائے ہوں بھی چلوں کو ٹھولگو ہے باقی حقیقت یا ہی ہے۔

سلام الدین تے لعل الدین ایکن دو جاتیں بدھیا ہو جائیں۔ لعل الدین مکان کا دو جا پاسہ در جائے۔ تے سلام الدین واپس اپنا کوٹھا کی طرف آ رہے۔

ستووں سین:

(حسب معمول کالو تے جمعو اپنی جائے مخصوص پر بیٹھا وا ہیں چلم بھکھ رہی ہے دھووں آسمان نال گل کرے لگو۔ تے دُھپ کی گرمی تے لُو نال لوکاں کو بھی عجیب رنگ ہے۔ دوئے بیں کے آپس ماں صلاح باڑی کر رہیا ہیں۔

جمعو: کالو ہن کے بنے گو سلامیاں نے بھی منہ موڑ لیو۔

کالو: منہ موڑ کے جائیگو کیاں۔ صبر تیں کم لے۔

جمعو: ہم نا لعل الدین کول جانو چاہئے۔

کالو: فی الحال اُوہاں نہیں جانو۔

جمعو: بچوں ہی بول پے لعل الدین نا بھڑکا کے سلامیاں پر پولیس کیس کراواں۔

کالو: فر کے ہوئے گو۔

جمعو: سلامیاں نا پولیس پکڑ لے جائے گی۔اگر مہارے نال حساب چنگو رکھیوتاں شہادت نہیں دیساں۔ بلکہ منکر ہو جانگا۔کہاں گا۔ہم نا گوئی پتو نہیں ہے۔

(کالو کی نظر اچانک اُفراں ہوئی تے اُس ناں گھوڑا پر لعل الدین آتو سہی ہوؤ۔ تے ایکدم بول پیو) اُو جمعہ وہ دیکھ لعل الدین گھوڑا پر ایہاں ہی آرہیو ہے۔

جمعہ: اُٹھ اتوں نکل چلاں

کالو: نہ رے آرام نال بیس ہم ڈراں کیوں۔عزت کو خیال اُس نے رکھنو ہے کہ ہم نے۔

جمعہ: بالکل صحیح ہے۔اگر چوں چاں کی گل سارا گراں ماں کھنڈ جائیگی۔ہم نا کے ہے۔لعل الدین گھوڑا پر نزدیک پہنچ جائے تے کوٹھا کے سامنے گھوڑا توں لہہ کے اُن دوہاں کے نیڑے چلے۔

کالو: اسلام علیکم۔

لعل الدین: وعلیکم سلام

جمعہ: حضرت یہاں کس طرح؟

لعل الدین: لعل الدین کا تیور بدل جائیں۔تھارے کول ہی آیو۔

کالو: حکم کرو حضرت تے لعل الدین ان کول پہنچے یہ دوئے کھل جائیں۔

لعل الدین: تم نے چالاکی دس کے مناں بھی نادان بنایو۔

جمعو: تم کہہ کے رہیا ہیں؟

لعل الدین: لہر ماں ہوں دہی کہہ رہیو ہاں۔جہڑو تم نے کیو۔

کالو: ہم نے کچھ نہیں کیو۔جبڑو اکھیں دیکھیو وہی کہیو۔

لعل الدین: بکواس نہ کرو تم نے ناحق مناں سلام الدین کے خلاف بھڑکایو۔ میں بھائی نورا کی گدری نال اُس کا پوت کو ناطو بھی طے کرا چھوڑیو۔

جمعہ: بچوں ہی بول پئے۔ ناطو تم نے اپنی بدنامی نا ابچان واسطے پکو کرالیو ہے۔

لعل الدین: (غصہ نال لال ہو جائے)۔

کمینیو تم کیوں اُن شریف لوکاں کی کاہڈ لگ گیا ہیں۔

کالو: اگر وے شریف ہیں ہم کمینا کس طرح؟

لعل الدین: اپنا کرتوتاں نال۔

جمعو: کرتوت دے ساراں کا ایک جیسا ہیں۔

کالو: بشیر کا تے تھاری گیری کا تعلقات خراب ہیں۔ تے تم نے بدنامی تیں بچن واسطے بشیر کو رشتو پکو کر چھڑیو۔

لعل الدین: بکواس نہ کرو ہوں چلیو تھانے۔

جمعہ: ہم ڈکتا تے نہیں پر جائیو سوچ کے

کالو: گل اگے ٹورتاں پولیس ہم نا پکڑ کے لے جائے گی۔ تے ہم نے صاف صاف بیان دینو ہے۔ بدنامی ہوئے گی تھاری۔

لعل الدین: تھارا جیسا کمیناں کتے دُنیاماں نہیں ہوسیں بھانڈاماں کھا کے اُسے ماں ناپا کی کریں۔

جمعو: تھاری گدری ہم نے اکھیں۔ بشیر نال دیکھی تے گل تھارے کنیں پہنچائی۔

لعل الدین: (لہر ماں) کمینو بکواس نہ کرو۔

کالو: دور دیکھے کہ پولیس کا کجھ آدمی آرہیا ہیں۔

اورے پولیس آ گئی۔

تریئے اُس طرف دیکھیں۔ واقعی پولیس کا کجھ آدمی گھراں کی طرف آرہیا تھا۔

جمعو: انکے نال کوئی جنو بھی ہے۔

لعل الدین: گھبرا جائے کس پر پے گئی پولیس کا نہہ واسطے آئی۔

کالو: یہ سلامیاں کا کرتوت ہیں۔اس دھیاڑے وہ شہرا سے واسطے گیو تھو۔

لعل الدین: مناں پولیس نال بشیر سہی لگے۔

جمعو: گھبرا جائے وہی ہے۔

کالو: اس گل کو ہم سلامیا تیں ضرور بدلولیاں غا۔

جمعو: ہم اتوں نس چلاں

(لعل الدین انہاں نا پکڑن کی کوشش کرے) تم نسیں گا کیاں۔یاہ مصیبت تم نے آنی ہے تے تم نے خود ہی بھگتنو بھی ہے۔ساری عمر ہوئی تم نا سمجھاتاں او بھائیو۔

کوئی نیک کم کرو۔بُرائی کو نتیجو یو ہی ہوئے۔

(جمعو تے کالو ذری دور نکل جائیں تے اُتوں آواز دیں)

تم انہاں نا ٹالو ہم خود سلامیا تیں اس کو بدلولیاں گا۔تے دوڑ کے اگے نکل جائیں۔

لعل الدین: تم نسیں گا کیاں ہن ہوں تم نا چھوڑسوں نہیں۔

(پولیس کا آدمی بھی انکی کاہڈ دوڑیں۔تے آخر پولیس انہاں نا پکڑن ماں کامیاب ہو جائے۔ بشیر پولیس آلاں کے سنگ ہے۔جمعو تے کالو ایک ہی ہتھکڑی ماں بدھیا واہیں۔لعل الدین بھی نال نال چل رہیو ہے۔سڑک تک سارا اکٹھا چلیں۔تے سڑک پروں بشیر پولیس آلاں نا بدھیا کر کے لعل الدین نال واپس آجائے۔

اٹھوؤں سین:

بشیر گراں بچوں ٹُر رہیو ہے۔ایکن پاسے جنگل ہے۔تے دو جی بکھی بکتو نالو۔درمیان ماں راہ ہے۔جیڑو اس گراں کو واحد رستو ہے۔یا تے نالوٹپ کے پار جانو پوئے۔یا راہ تے لمو چکر لا کے سڑک پر جان ہوئے لعل الدین کی زمین بھی اسے سڑک کے نیڑے ہے۔وہ اپنی زمین

ماں جائے تے اچانک اُس کی نظر بشیر پر پئی۔ تے آواز دے۔اُو بشیر۔ذری اک کھل تیرے نال میں گل کرنی تھی۔

بشیر راہ ماں کھل جائے تے لعل الدین تیز تیز قدم چاتاں بشیر کے نیڑے آجائے۔

(بشیر سلام کرے۔تے لعل الدین جواب کے نال ہی دعا بھی دے) بشیر تیں یو مچ مندو کیو کہ انہاں ناپولیس کے حوالے کیو۔

بشیر: میں مندو نہیں کیو بلکہ ٹھیک کیو۔ہوں اپنا گراں کی عزت کی نیلامی ان اُگڑی آکھیں دیکھ نہیں سکتو۔ یہ لوک گراں کا دشمن ہیں۔ میری پڑھائی ماں بھی اُن نے روکاوٹ پیدا کی تھی۔ تے باقی لوکان نا بھی اس تیں ڈکتا رہیا۔ یا ہی وجہ ہے کہ اس گراں کو بچو بچوان پڑھ تے جاہل ہے یہ پورا سماج تے قوم کا دشمن ہیں۔

لعل الدین: پولیس نے میرے نال بھی من کڈھیو ہے۔

بشیر: ٹھیک ہے نا۔تھانا ماں جا کے سچ سچ کہیو۔ان کا کرتوت ایک ایک کر کے گنیو۔

لعل الدین: (اس کا لہجہ ماں نرمی تے التجا ہوئے) بشیر ہوں نہیں چاہتو کہ گراں کی بدنامی ہوئے۔

بشیر: تم کہہ کے رہیا ہیں۔ان لوکاں نے مہارا گراں کی کٹھری عزت رکھی ہے۔ یہ لوگ گراں کی عزت کو سودو کریں۔ایک دو جا ماں کھول کرا کے اپنو فائدہ لیں۔معصوم گدریاں کو سودو کریں۔کیا تم ان گلاں تیں بے خبر ہیں۔

لعل الدین: ہوں بے خبر تے نہیں پر ہوں تناں صاف صاف کہوں یہ لوک میری عزت کی نیلامی کریں گا۔انھاں نے میری رضیہ کی تیرے نال بدنامی کی ہے۔ بشیر تناں خدا کو واسطو ہے۔ان نا چھڑکا، ورنہ ہوں باہر نکلن جوگو نہیں رہسوں۔ میری رضیہ نال کوئی بیاہ بھی نہیں کرسیں واہ ساری عمر اسے طرح میرا گھر ماں ہی رہے گی۔بشیر تناں خدا کو واسطو۔

(بشیر کی آواز ماں گرج آجائے تے لعل الدین نال نظر ملاتاں)

بشیر: اس گل کی تم فکر نہ کرو تھاری رضیہ کا وارا ماں کوئی ایک لفظ بھی بولیو۔ ہوں۔ اس کی زبان چھک لیونگو۔ رضیہ میری ہے۔ واہ آج تک میر وانتظار کرتی رہی مہارا دل ماں کدے چور نہیں آیو۔ ہم ایک دوجا نال محبت کراں تے چھپ چھپ کے ملتا رہیا۔ ایک دوجا کی عزت تے قدر کراں۔ مناں اس گل کو پورو احساس ہے۔ کہ ہوں ایک غریب باپ کو پوت آں۔ تے تم ہوا بڑا لوک۔ یا ہی گل میں اس دھیاڑے۔ رضیہ نا بھی کہی تھی۔ یاہ صداقت ہے اس ماں ایک ذری بھی کوڑ نہیں۔ میری پڑھائی مکمل ہوگئی تے ہوں واپس گراں آ گیو۔ تم بڑا لوک ہیں۔ تم میرو ساتھ دیو۔ ہوں اس زمین پروں جس پر مین جنم لیو ہے۔ نا پاک لوکاں کو خاتمو کر کے رہوں گو۔ ہوں اس گراں نا خوشحال بناؤنگو۔ تم سارا ہمیشہ تعلیم کی مخالفت کرتا رہیا۔ بلکہ وقت بدل گیو۔ تم بھی بدل جاؤ۔

لعل الدین: (جیرو بشیر کے سامنے بے حرکت کُھلو سنن رہیو تھو۔ اس کا منہ پر خوشی کا تاثرات دسن لگیں جس طرح اُس ماں نویں جان آ گئی۔ اُسکو بڈھیمو جوانی ماں تبدیل ہو گیو ہوئے)۔ بشیر ہوں تیرے تال وعدو کروں جوتوں کہے گو ہوں وُہی کرونگو۔ مگر.....لعل الدین رُک جائے۔

بشیر: مناں پورو پتو ہے کہ تم کہو کے چاہیں۔ رضیہ میری تھی تے میری ہے۔ اس گل کی تم فکر نہ کرو چلو میرے نال ہوں تھانے چلیو۔ تا کہ ان کمینا نا پوری پوری سزا ملے۔ تے آئیندہ گراں ماں اس طرح کی کائے حرکت نہ ہوئے۔ باقی لوکاں نا اس تیں سبق ملے گو۔

دوئے کٹھا چل پویں۔ تے دُور گراں کی سرحد تیں باہر ہو جائیں۔

(ریڈیائی ڈرامو)

لہو کی باس

منیر حسین چودھری

کردار:

نکا خان: گراں گو کھڑ پیچ۔دھو کے باز

لحفو: نکا خان کو ایجنٹ

کریم: نوجوان وکیل

رحمت: کریم کی پڑھی لکھی بہن

مولا بخش: فقیر۔اصل ماں کریم تے رحمت کو باپ

برکت بی: بھلکڑ کالسری

(فقیر کی آواز اپکو(EACHO) نال اچی ہوتی جائے)

بخشا: کر بھلا، ہو بھلا، بھلا کو انت بھلو، بھلا کو انت بھلو، اللہ ہی اللہ، اللہ ہی اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو (اپاہ آواز دور ہوتی جائے)

نکا خان: یوہ ملنگ وی، پچھے ہی پے گیو۔

لحفو: سائیں ہے بنیو دو۔

نکا: اخے یوہ متو مست وار ہے

لھفو: مناں یوہ جاسوس سہی ہوے

نکا: ایویں روٹی اگرا ہتو پھرے

لھفو: کدے، کدے منکتو نہیں تکیو۔

نکا: دفعہ ہوگیو ہے پراں۔۔۔۔تو ں گل کرلھفو۔

لھفو: (طنزیہ) کے گل کروں خان.....تیں وی.....

نکا: میں وی کے؟

لھفو: ہس کے) میرے ہتھوں سار وگراں، چینکلی چاہڑھیو دو ہے۔

نکا: (تکبری نال ہستاں) جوں میر ولا بھ پورو نہیں ہو یو

لھفو: (افسوس کا کہجہ ماں) کد پورو ہوے گو

نکا: وقت آن پر دسوں گو

لھفو: (طنزیہ) ہوں جانوں استاد خان

نکا: کے جانے؟

لھفو: کریم پڑھیو کیوں؟ ناسیں ساہ کیوں لئے۔

نکا: گل سمجھے۔

لھفو: (طنزیہ) کیوں نہ سمجھوں خان توں گُرو، ہوں چیلو۔

نکا: چیلیا، اجوں مچ کجھ کرنو ہے

لھفو: ہو جائے گو گرو جی۔ پر تم (طنزیہ) سب کجھ آپ ڈکاریئں۔

نکا: توں اجوں، سکھاندرو ہے۔ ہوں اڑدھا مالی، مالی میر وحق ہے۔

لھفو: (ہس کے طنزیہ) گرو چیلو لالچی، کھیڈیں داؤدا

نکا: (ہس کے) اجوں، دسیا ہے نہیں۔ اجاں تے، بل چھل ہی سکھلایا ہیں

لھفو: چوڑو خان۔ غرض کی گل کرو

نکا: (ہس کے) غرض، آخا، اپنی غرض اپنی

لھفو: تند لہجہ ماں میری وہی

نکا: اچھا لھفو گل سن

لھفو: جی حکم

نکا: یوہ کریم، سخت ضدی ہو تو جا رہیو ہے۔

لھفو: آپے ٹٹ جائے گی

نکا: یوہ داء ماں نہیں آ رہیو۔ باپ تے قتل کا ڈام وچ گڑندے سیٹیو تھو پر یوہ کرول ماں نہیں آتو۔

لھفو: پڑھ گیو ہے خان.....تاں

نکا: یوہ تے ہور گرائیاں کا جا تک وی پڑھان پر تلیو وو ہے

لھفو: ہور تے ہور۔ رحمتی وی اپنا بھائی کریم تیں بدھ ہے

نکا: لھفو؟

لھفو: جی

نکا: کوئے چھند پھند سوچ

لھفو: تھارا مکر چکر وی، ان ددھاں پر نہیں چلتا۔

نکا: (افسوس کرتاں) جتن کرتو، تھک چلیو ہاں۔ کوئے نہیں چلتو

لھفو: کیوں؟

نکا: نہیں پتو

لھفو: پڑھ گیا ہیں خان، پڑھ گیا۔

نکا: (ڈانواڈول حالت ماں) سار دگراں پڑھ گیو تے فر کے ہوئے گو

لھفو: (طنزیہ) میرو تیرو، مفت میری کو دھندو۔ مُک ہی جائے گو!

نکا: لھفو کجھ کر۔

لھفو: کریم تے رحمتی، کوئے مکر چکر نہیں چلن دیتا۔

نکا: گل سن لھفو۔

لھفو: کے گل؟

نکا: اس کالسری ناٹھکیو تھو؟

لھفو: کہڑی کالسری؟

نکا: برکتے!

لھفو: (بیزاری کاانداز ماں) اس ناجو پٹی پڑھاؤں، دوجے دن فرنٹ

نکا: برکت کدے زمین لکھ دیتی۔

لھفو: کنئی اک زمین ہے خان؟

نکا: (زور دیکے) اکھاگراں کی مالک ہے۔ کے سمجھے.....!

لھفو: ٹھگ ٹھور کی ہے۔ مت قابو آجائے۔

نکا: کدے، برکتے کی زمین، ہتھیائی جاسکتی تاں فرسارو گراں، اک دھیاڑے میرو ہوئے گو۔

لھفو: خان، میروناں وی شامل رکھیئے۔

نکا: حصو دیوں گو، نہ گھابر۔

لھفو: (چھیڑتے طنزیہ) خان تم بل او۔ حصوشصو کدینو۔ یوہی کھان پین ہے۔

نکا: (ہس کے) لہفیا، پرواہ نہ کر بھلو ہوئے گو!

لھفو: (طنزیہ) تھارے ہتھوں بھلو کس راں ہو سکتے؟

نکا: (سخت لہجو) کیوں؟

لھفو: بھلو بھلاتیں ہوئے، جس پر ہوئے اوہ وی بھلو ہوئے، ہم دوئے بھلائی

تیں مچ دور ہاں۔

نکا: (ہس کے) اومیرا چیلا، کس راں کی گل کرے اج؟

لھفو: (افسوس کا انداز ماں) ہم دواں کا، سارا کروت باندے ہیں جان۔

نکا: کیوں بڑ کے رے (ہس کے) تیرو چھاند نہیں لبھو۔ لے کر دغارج گے کھا۔

لھفو: (ہس کے) ہُن گرو ہو یونا مہربان آخا.....رتا رتا نوٹ غریباں کا لہو ہاروں لال سرخ!۔

نکا: لنج آلو کڈھ چھوڑ نو تھو۔

لھفو: سارو ہی لنج ہے۔ سیل، بر کتے (آہستہ) مرآدے، بڑی عمر ہے۔ اشارو کرتاں.....واہ آئے کرے واہ!

نکا: (سوالیہ) آئے کرے؟

لھفو: (رازداری کا لہجہ ماں) واہ تک خان، اج یاہ خالی نہیں ہوسیں میرو حصو نہ ماریئے۔

نکا: نہیں مارسوں لھفیا۔

لھفو: زیوراج لے آتی ہوے گی۔

نکا: (رازدارانہ لہجہ) توں لک جا۔ ہوں آپے بڑوں گو

لھفو: (آہستہ) میرے بارے نہ دسیو خان

نکا: اچی آواز ماں۔ واہ رے، اج کدے، رب کولوں کجھ ہور منگتو!

برکت بی: (ذری دوروں ہی) کوئی ہے جی؟

نکا: اُچی آواز ماں، آجا برکتے، اج برکت سنے آیئے۔

برکت بی: کے برکت ہیں نکا خان۔

نکا: بیس چوکی پر۔

برکت بی: کے بیسوں، کوئے وی میرو دھیان نہیں کرتو۔

نکا: خصم کی کھٹی بٹی تیں کت چھوڑی ہے

برکت بی: نکاں جا تکاں کا حصہ کی رقم بنک ماں ہے۔ میرا حصہ کی لھفو بے ایمان کھا گیو۔ اے زمین دواؤں گو۔

نکا: (تجاہل عارفانہ) یوہ لھفو کون ہے؟

برکت بی: تم نہیں جانتا؟

نکا: خبرے کہڑو ہے

برکت بی: وہ جلمی، اسے گراں کو ہے نا۔

نکا: خبرے کون ہے۔ ہوں کد جاتوں؟

برکت بی: وہ تھاری بڑی تعریف کرے تھو۔ کہے تھو، سارا گراں ماں، انصافی جنو صرف نکو خان ہے

نکا: کوئے ہوئے گو

برکت بی: میرا پنج ہزار روپیہ کھا گیو بدبخت۔

نکا: توں کیوں آئی ہے؟

برکت بی: فریاد آئی ہاں۔ تم میری زمین مناں دواؤ

نکا: تیرے کو لے زمین نہیں؟

برکت بی: ہے زمین۔ سنیو ہے جے پوری نہیں۔

نکا: ہور کسے لے، تناں زمین نہیں دوائی؟

برکت بی: کریم بابو ہے نا، اس تے پٹواری آینو۔ زمین کچھی۔ کہن لگو، ساراں کول، بروبر بروبر ہے

نکا: بروبر ہے، تے فر کے جھگڑو ہے۔

برکت بی: مناں لھفو کہہ تھو، تیرے نال، سارا چھل کر گیا۔ تناں زمین دوانی ہے۔ نکا خان نے۔ تاں ہوں آئی۔

نکا: پنج ہجار، روپیا لھفیا نے کھادا۔ کجھ پٹواری نے، کجھ کریم نے۔

برکت بی: کریم کو خدا سنیں۔ وہ ایسا نہیں۔ وہ کولوں مدد کرتو رہ، پٹواری کریم کو دوست ہے، اس نے وی کجھ نہیں لیو۔

نکا: ہوں، تیری کوئے مدد نہیں کر سکتو؟

برکت بی: ہیں جی، رب ہوتا کی، ضرور مدد کرو۔

نکا: خرچا پرچا بغیراں بھلا نری مری، رب ہوتا کی مدد، کس راں ہو سکتے؟

برکت بی: لھفیا کا کہنا پر ہوں اپنا یہ گہنا بندھا لیائی ہاں (معمولی گہنا گوچھنکار)....

نکا: بے غرضی کا لہجہ ماں، انھاں نا ہوں کے کروں؟

برکت بی: گروی رکھو۔ یتیماں نکاں کا حصا کی رقم، بنک دچوں کڈھا کے تھارو خرچو پر چومکا چھوڑوں گی۔ (چھنکار) یہ اپنا داج کا گہنا بندھا لے آئی ہاں؟

نکا: بنک وچوں، رقم کڈھان ماں کے رپھڑ ہے؟

برکت بی: بنک افسر کریم کو دوست ہے۔ وہ کہہ کے کریم کہہ تاں.....

نکا: کریم نا پتو ہے توں ات آئی

برکت بی: نہیں۔

نکا: اُس نا، سروں نہ دسیئے۔ یہ بگڑیا دالوک ہیں۔ پڑھ پڑھ کے بے مذہب جیا ہو گیا۔

برکت بی: کریم بگڑیو دو نہیں۔ مچ دین دار ہے۔ میرو بڑو ہی ہمدرد ہے وہ.....

نکا: ہمدردی۔ ایلانی ہے برکت بی۔

برکت بی: نہ، نہ، نہ خان، نہ اُوتے، اُچو، بچو، تیتُنو انسان ہے

نکا؛ کریم تے رحمتی نا ات آن کے بارے نہ دسیئے۔

برکت بی: نہیں دسسوں جی۔

نکا: اراں کر گہنا، بندھا۔

برکت بی: (چھنکار) یہ گہنا بندھا (اُداس لہجہ ماں) میرا بیاہ کے زمانے، دساں ہجاراں کا میرا بابل نے خریدیا تھا۔

نکا: تیری امانت ہے برکت بی۔ جو کجھ خرچو پرچو ہوے گودے کے لے جایئے۔

برکت بی: تم کس طرحاں زمین دواؤ گا؟

نکا: عدالت ماں دعوو کرنو ہے۔

برکت بی: دعوو (گھبرا کے، نہ، نہ، نہ خان نہ، برادری نہیں منسے، نالے کریم کدمنے گو،

نکا: کجھ کروں گو، توں، کسے ناسروں نہ دسیئے۔ نہیں تے جا۔ انھاں کو توں ہی لے۔

برکت بی: نہیں دسن لگی۔ بھلو کریو میرو

نکا: (ہس کے) بھلو ہوے گو۔ جاہ تے سہی

برکت بی: (ذری فاصلہ پروں جاتاں) خان جی اپنا بال۔ بچاں کو سر صدقو میری مدد کریو، بھلو ہوے گو۔

نکا: (فاصلہ پروں اچی آواز ماں) ہو جائے گو بھلو بے فکری جاہ.....(بناوٹی کھنگ) اوئے اراں باندے نہ آیئے۔

لھفو: آہستہ ذری فاصلہ پروں، اُوئے خان تکیو؟

نکا: (ہسے) چھپڑ پاڑ لبھیا (جھنکار) یہ زیور، آخا!

لھفو: اوخان تک میرو کل کو بچیو و فصل، اج ہی تناں پھل دے گیو

نکا: (ہسے) بڑو منھو پھل، پنجاہ ہجار کا زیور چھنکار

لھفو: پنجاہ ہجارہ ہم چوراں کے بھاء.....دولکھ کی گل کر

نکا: اوئے لھفو۔ ایڈی ہیرا پھیری۔ گُرو نال وی چھنت پرنت۔

لھفو: خان صاحب، کے چھنت پرنت؟

نکا: کڈھ برکت بی آلا، پنج ہجار روپیا نقد۔

لھفو: زیور بچوں حصودین بجائے۔ ہور نقد منگ رہیا او۔

نکا: لیا رقم

لھفو: کت ہے۔ رقم خان جی؟

نکا؛ سخت لہجو، رقم دینی پوئے گی۔ پنج ہجار، پوری کی پوری

لھفو: (کھسیا کے) کھا پی چھوڑی خان۔ جس طرحاں، مناں ادھار دتی وی تھی۔

نکا: چپ اوئے

بخشا: ذری فاصلہ پروں، کر بھلا، ہو بھلا، بھلا کو انت بھلو، اللہ ہی اللہ اللہ ہی اللہ۔ اللہ ھو، ھو، ھو

لھفو: راز دارانہ، اس ملنگ کے نال وردی آلووی ہے خان۔ (طنز) پنج ہجار نقد دیوں فر۔

نکا: (آہستہ سمجھاتا واں) چپ کر مریا، پلس کو سپاہی اینگا ہی نہ آجائے.....

لھفو: پنج ہجار نقد دواوے گونا

نکا: چپ ہو جا۔ چل کھسک۔

۲

بخشا: کر بھلا، ہو بھلا۔ بھلا کو انت بھلو۔ انت بھلو۔ اللہ ہی اللہ۔ اللہ ہو، ہو، ہو

کریم: بابا جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آ گیا۔

رحمت: بابا ہور خبرے

کریم: اج روٹھاواہیں

رحمت: بھلیائی تے چنگیتت کا ہوکا دیتا آنویں ہمیش۔

کریم: تک رحمت، اج بول ہی نہیں رہیا۔

رحمت: بچیں ہی۔ خفے سہی لگے۔ بلاتاں واں۔

بخشا: جی جی۔۔۔۔۔۔۔۔ میری دھی۔ راینئے۔ گجرائیے۔

رحمت: تم خفااو؟

بخشا: تیرے نالوں نہیں۔ کریم نالوں رٹھووہاں۔

کریم: رسیاوا کیوں ہیں؟

رحمت: کیوں ستایئں بابا؟

کریم: قصور دسونا؟

بخشا: برکت بی ہجار پتی، لٹے گئی تھارے کولے۔

رحمت: اوئے ربا۔

کریم: کے ہویو بابا؟

بخشا: نکا خان، تے لھفو نے لٹ لی

کریم: اج ہی۔ ہن، پہلاں مناں ملی ہے۔ اس نے کجھ نہیں دسیو۔

بخشا: واہ آپے ہی جا کے، لٹن ہوئی ہے

کریم: بابا جی؟ کس طرح!

بخشا: (راز داری نال) کسے نا پتو نہ لگے

رحمت: بابا جی کے ہویو؟

کریم: کے گل ہے؟ تم دستو تے سہی

بخشا: واہ پگلی ہے۔ ان کا چکر ماں آ گئی۔

کریم: بابا جی، تم کدے کدے جھلا بن جائیں، کدے، نوں سہی لگیں!

تم انت ہی سیانا، بیانا۔او

بخشا: ایاناں سیاناں کی گل۔آپے پکھڑ نبڑ جائے گی۔تم برکت بی کو کجھ کرو۔

رحمت: کے کراں بابا جی۔

کریم: کجھ دسو تے سہی۔

بخشا: اس کولوں لھفو تے، پنج ہجار نقد روپیا ہتھیا لیا۔

رحمت: پنج ہجار۔اف اوئے مریئے۔

کریم: کے کہہ رہیا او؟

بخشا: سچ کہہ رہیو ہاں۔واہ، واہ جھلی، اپنا گہناں بندھاوی ہتھیں دے آئی ہے۔

کریم: تمناں کس نے دسیو۔

رحمت: ہائے مویئے؟

بخشا: ساریں گل.....آپے وقت آن پر، بابندے کروں گو

کریم: کدے کدے، ہوں سوچوں، سائیں بابا ہور جاسوس ہیں۔

رحمت: مناں، مچ ہی پیارا لگیں۔

کریم: نیک بخت ہیں۔رب سنگی۔

رحمت: ہوں تے بابل ہی سہی کروں۔نہ لبھیں، تے تڑف جاؤں۔

بخشا: (بھاری آواز ماں) رحمت جان، بابل فرکہو، بابل سنبھل جائے تیرو بابل کت ہے۔

کریم: سائیں بابا، مھاری سرت سمھالن تیں پہلاں ہی مھارو باپ آلوپ ہو گیو تھو۔نکا خان کی ٹل نال دشمنی تھی۔خبرے کدے اتھاں نے مار چھوڑیا۔

رحمت: زندو ہوے گو میرو بابل

بخشا: (گل بدلتاں) برکت بی بارے۔کجھ سوچیئے کریم

کریم: اچھا

رحمت: کے سوچنو سائیں بابا۔

بخشا: (جوش ماں) جلم چڑک ہاروں پوئے گو۔ قہر کی بج (آواز دور ہوتی جائے) کر بھلا ہو بھلا، بھلا کو انت بھلو، اللہ ہی اللہ، اللہ ہی اللہ۔ اللہ ہو۔

کریم: آپ مہاریں۔ بابا درویش نے، برکت بی بارے کتوں سنیو؟

رحمت: نواشیں آنویں گا تے پچھوں گی۔

کریم: (سنجیدگی نال) نہ رحمت، سائیں بابا ہور کسے گمبیر سوچ تھلے دبیا واہیں...

رحمت: کے گمبیر تا ہے۔ کے او چر ہے خبرے

کریم: کجھ ہے۔ (اعتماد نال ہو کے پہلی باری، ان کی زبان پر آیو ہے (اٹکا) ساریں گل وقت آن پر، باندے کروں گو

رحمت: بھائی جان، یہ کجھ اک عرصو غائب ہو جائیں۔ فرمڑ آنویں مہارے ہی اس بہڑے۔ آ کے پھر

کریم: مہارے پر مچ احسان ہیں اس بابا کا۔ یوہ، ہوتو، ہم پڑھ نہ سکتا،

رحمت: بھائی جان، ہم نکا بے سہارا۔ خرچ تیں نہیں تھڑن دتا۔ کدے جا کے، واردات کر کے، روپیا تے نہیں لے آتا۔ مہارے نال ہمدردی کیوں ہے؟

کریم: تلخ لہجو، رحمتی احسان کو بدلو، یوہ دین لگی، ہر او کھت ماں کاری آتا رہیا

رحمت: پُر اسرار لگیں۔ ہیں تے مچ ہی نیک۔

کریم: واہ، مائی برکت بی آ رہی ہے۔

رحمت: اس نا پچھوں گی۔

کریم: مت کجھ کہتی ہوے۔ بابا نے سختی نال منع کیو ہے کوئے راز ہے۔

رحمت: روپیا تے زیور کی گل نہ پچھوں؟

کریم: نہ، نہ کجھ سمجھے کر

رحمت: سمجھ گئی

کریم: چپ سپ رہو۔

برکت بی: (فاصلہ پروں) رحمتی۔ کریم۔

کریم: (ذرا چیریں) آؤ مائی برکت.....تم بل اونا

برکت بی: بل بردم ہاں کریم۔ (تعجب) یاہ رحمتی کیوں، مس مسہڑی ہوئی وی تکے

کریم: کے پتو۔ خیر نال اوتم۔

برکت بی: خیر ہی خیر ہیں۔ پر تم مڑمڑ کیوں پچھیں

کریم: توں ہی

رحمت: تم حیران کیوں ہیں مائی برکتی؟

برکت بی: (ہس کے) حیران کت ہاں؟ تناں کے ہو یو رحمتی بر بر میرو منہ کیوں تکے؟

کریم: نوں ہی تکے

رحمت: اکھ تکن جوگیں دتیں ہیں رب نے

برکت بی: سوہنی اکھ ہیں تیریں.....

کریم: مائی برکتی۔ کائے نویں گل؟

برکت بی: کائے گل نہیں۔ پر تم دوئے اوپری اوپری نظراں نال، آج کیوں تکیں؟

کریم: میں سینو، تھارا پنج ہزار روپیا تے گہنا بندھا کھڑائے گیا۔

برکت بی: (پریشان ہو کے) نہیں نہیں۔ روپیا گہنا، تم ناکس نے دسیو۔

کریم: تھارو چہرو دس رہیو ہے۔

برکت بی: (جھنجلا کے) تم نے کہڑی میری زمین چھڑائی۔

کریم: کوڑ کے پیر ہوتا سمجھی۔

رحمت؛ ہم ناویہ دس گیا۔جہڑا نا سب کجھ دے آئی توں

برکت بی: وِیہ تے مِنا ٹھا کیں تھا۔

کریم: پُچھ لیتی کدے۔

برکت بی: (روتاں واں) ہائے ہوں مرگئی۔میرو سب کُجھ لٹ لیو ۔

کریم: تیں آیے جا کے دِتو

برکت بی: واہ ٹھیک ہے (رونی آواز کرتاں۔۔۔۔۔۔۔۔بنک وچوں روپیا کڈھان کودی کہہ رہیا تھا۔

رحمت: کڈھادے رقم بھولیئے۔کُھری پچھے مت۔ایویں تے نہیں کہتا۔

برکت بی: (رون کا تاثُر ماں) ہائے غرقی پے گئی۔

کریم: صبر کر مائی برکتی۔آپ راجی نہیں، ہوں وکیل ہاں ج آپے مقدمو لڑوں گو

برکت: کریم بچا، کُجھ کر، تیرو باپ، مولا بخش دی (بیکساں) غریباں یتیماں، تے بیواں کی مدد کرے ہوے۔

رحمت: حوصلہ نال رہو۔جو ربّ کرے۔

کریم: ربّ کے سُپرد کرو مایئے۔اخاں، یاہ گل اجوں کسے نا نہیں دسنی

برکت بی: نہیں دسن لگی ہائے میں ہتھیں گور کُھنّ چھوڑی۔

کریم: رحمت ہوں کوئے چارو کروں گو

رحمت: ربّ راکھو۔۔۔۔۔۔

۳

رحمت: بھائی جان، تم کِسے ڈُنگی سوچ ماں، کُجھ پریشان ہیں۔

کریم: اخاں رحمت۔

رحمت: کے ہو یو موسی برکت بی کو؟

کریم: چھاپو، لگ چکو ہے۔ زیور برآمد، چوری ڈاکا سمگلنگ کو بڑو مال پکڑن ہو یو ہے۔

رحمت: بڑا بد معاش تھا۔

کریم: لھفوتے، نکو خان گرفتار ہو گیا۔ اک گل سمجھ ماں نہیں آئی

رحمت: کہڑی

کریم: یوہ چھاپو۔ لگوا یو کس نے؟ کوئے پکو جاسوس تھو؟

رحمت: وہ کس کو لہو؟

کریم: پلس کا خیال ماں کوئی آدمی اج ہی قتل کیوں ہے۔

رحمت: ہائے ربّا۔ لاش

کریم: لاش نہیں لبھی۔ خدا خیر کرے، اُت، اُت۔

رحمت: بھائی جان، تم پریشان۔۔۔۔۔۔۔۔

کریم: اُت لہو ماں، لفوتھن ہوئی وی ٹوپی، بابا بخشا کی تھی

رحمت: ہائے ہوں مر گئی۔ میر یا نصیبا۔ وِیہ سائیں لوک مار چھوڑیا۔

کریم: ایویں شک ہے۔ خبرے کسے ہور کی ہوئے گی؟

رحمت: ٹوپی لے آتا۔

کریم: پُلس نے سب کچھ اپنے قبضے کر لیّو، لنج ہے نا.....دروازہ پر ڈپھ ہوئے۔ رحمت تے کریم دوڑ کے جائیں؟

رحمت: (گبھرہٹ) میر یا ربّا لہو بچھوڑ۔

کریم: باباجی۔ تم، تم کس نے زخمی کیا؟

بخشا: اللہ ہی اللہ۔ (کراہتاں ماں) اللہ ہی اللہ

رحمت: باباجی

کریم: یوہ کے ہو یو بابا؟

بخشا: نہ فکر کر (کہتاں واں) میری اکھاں کی لَو ۔اَخ تم دو۔

رحمت: بابا جی۔

کریم: تھاری (آپ مھاریں گل) واہ ٹوپی تھاری ہی تھی، سمجھ آئی۔

رحمت: اُن ظالماں نے ماریااو

کریم: ہوں بدلو کروں گو۔

بخشا: (ہس کے اعتماد نال) بدلو، بدلو مولا بخش نے لے لیو۔

کریم: کون مولا بخش؟

رحمت: بھائی جان دوڑ وڈاکٹر لیاؤ۔

بخشا: نہیں۔کریم۔رحمت۔(تھوڑ وتھوڑ ورد کرتے چھڑکنی)

رحمت: جی جی بابا۔

بخشا: ہوں،،،بل ہاں، نویں فکر نہ کرو۔ڈاکٹر کی کوئے لوڑ نہیں۔

کریم: تم نا ہسپتال لے چلوں

بخشا: نہیں ہنّ۔ساہ پورا ہیں۔ہوں، ہوں اج، بہت خوش ہاں بہت خوش۔جُلم اَج ہار گیو۔

رحمت: بابا جی۔علاج

کریم: آخو، ڈاکٹر لیاؤں

بخشا: وقت کم ہے کریم۔رحمت، اِت اُراں ہوئے۔تھارو باپ کت ہے؟

کریم: سُنیو تھو۔قتل کو کیس بن گیو تھو۔نس گیا۔کدے جا کے خودکشی کر لی۔

بخشا: ڈام تھو کریم۔(کراہتا واں) نکا خان نے، آپ قتل کر کے ڈام لایا

رحمت: ڈام

کریم: فِر نِسیا کیوں۔(کُرتو رہ)

بخشا: کُرتو رہ، حالات ہی ایسا تھا۔

رحمت: میرو بابل، نسیو کیوں ہم نا چھوڑ کے

کریم: تم نا کس راں پتو ہے؟

بخشا: دسوّ ہاں، ہائے خائے۔ وہ نسیوّ نہیں رحمت، بھیس بدل کے، فقیر بن کے، تھارے نال نال رہیو سایا ہار۔ نال نال۔

کریم: بابا جی، کے راز ہے؟

رحمت: فِر کت گیو؟ میرو بابل

بخشا: (کُرتاں واں) یوہ میرو خون ہے نا لال لال

رحمت: آخر بابا۔۔

بخشا: تم دوئے، سونگھو، اِس، اِس لہو کی باس، ہوں، ہوں، ہوں ہی مولا بخش تھارو باپ

(کریم ہور رحمت بابا۔۔۔۔۔بابا۔۔۔۔کہتاں) بابا جی، بابل جی!

لاج

غلام سرور صحرائی

(بانسری پر مدھم لے ماں پہاڑی دھن جاری ہے)

سلیمہ: رے میریئے سونیئے پیاریئے موسئے، اج خورے حیران کیوں ہے؟
کے ڈنگی سوچ ہے موسی؟

جیونی: (رِک کے) ہیں رے ماں کجھ کہے تھی سلیمہ؟

سلیمہ: تھارے ہی نال گلی کتھی کروں تھی مگر.....

جیونی: چپ کیوں ہوگئی؟

سلیمہ: رے نجلّ کی آواز ماں ڈب کے، کد بھلا کسے کی گلاں در دھیان ویں۔

جیونی: دیکھ سلیمہ.اج میر ولال رس دور، ڈنی پر جا بیٹھو ہے۔ کیڈ ہو گیو۔ اِنگا نہیں آتو۔

سلیمہ: کیوں رے موسی۔ اج اشرف، پڑھن واسطے نہیں گیو۔

جیونی: کے دسوں نکئے۔ اشرف نا، باپ نے شہر جان تیں ٹھاک چھوڑ یو ہے۔
ہن پڑھائی کی بس۔

سلیمہ: (حیران ہو گے) کیوں رہی موسی؟

جیونی: اودھئے اِک مائی بچڑ دہے۔ باپ کو دل ہے۔ نہیں جان دیتو۔

سلیمہ: (افسوس کرتاں) رے موسی، اشرف تے کہتو رہے تھو۔ ہوں اعلیٰ تعلیم پڑھوں گو۔

جیونی: (گلے مندی) اشرف تے چاہوے، مگر اس کا بابا نا کون سمجھا دے۔

سلیمہ: تم سمجھاؤ نا رے موسی۔

جیونی: ہوں تے کہہ رہی ہاں۔ پر میری کون سنے؟

سلیمہ: (اپنا آپ نال) اوخود نجتا، رے اشرف کا دل ماں وی کتنا ارمان تھا پڑھن کا۔ کہے تھو، مُچ پڑھ کے، قوم کی خدمت کروں گو۔

جیونی: نکئے پڑھ لکھ کے ہی چنگی عزت بنے نا۔

سلیمہ: بابا جی ہورا شرف نا اپنی مرضی نال کیوں نہیں پڑھن دیتا رے؟

جیونی: ہوں کے دس سکوں سلیمہ، ہوں کہوں اشرف پڑھے، اس کا باپ نے بس انکار بنھ لی ہے۔

سلیمہ: موسی! اشرف نے اج نہاری وی نہیں کھادی رے۔

جیونی: (اُداس لہجہ ماں) میرو لال بھکھو بھالو ہے۔ ہوں مرگئی ربا۔

سلیمہ: موسی! تم آپے ٹھگ ٹھور کے آنو نا رے۔

جیونی: ہائے رے ہوں کس طرح بچوں، ماندی جان ہے، آپے باپ لیاوے گو،

سلیمہ: رے خبرے بابا جی ہور کدہی مڑیں گا؟

جیونی: ہُن آنویں دھیئے۔ واں مُناں پالی دے بچی۔

سلیمہ: موسی رے، ہوں سجرو پانی نہ لے آؤں؟

جیونی: بہلی آیئے، کھان پکان وی کجھ کرے گی نا،

سلیمہ: ہلا رے ہلا، ہوں اے آئی۔

(جاتاں پیراں کی کیڈ)

(وقفو)

اشرف: سلیمہ توں ات؟

سلیمہ: (طنزیہ لہجو) اخاں رے ہوں، شکر ہے پچھان لی رے۔

اشرف: پچھان لی کے مطبل؟

سلیمہ: (لہر ماں) مطبل صاف سدھو ہے رے، پچھن کی لوڑ نہیں۔

اشرف: رے پچھن کی اجازت نہیں؟

سلیمہ: رے سروں نہیں۔

اشرف: (غصہ نال) توں ات آئی کانہناں؟

سلیمہ: (گلے مندی نال) رے ہوں اِت آئی کانہناں؟ میرو اِت ہے ہی کے اشرف؟

اشرف: تیرو سب کجھ ہے سلیمہ، سب کجھ .....

سلیمہ: رہن دے رے گلاں نا، کوئے کسے کو نہیں ہوتو، تناں اتنو خیال وی نہ آیو، جے ماں کا دل پر کے گذرتی ہوے گی رے۔ کدے پڑھیا لکھیا لوک وی ان پڑھاں ہاروں ضدی تے بے مروتا ہوگیا۔ تے فر علم کی قدر ہی کے رہنی ہے؟

اشرف: میں کے ضد کی ہے سلیمہ؟

سلیمہ: (سختی نال) رے فر گھر کیوں نہ آیو؟

اشرف: (مٹھی جئی جھڑک) میری اپنی مرضی، توں کون ہودے۔

سلیمہ: (روتاں) رے ہوں کون (ہدکتاں) اشرف! ہوں کائے وی نہیں (ہدکتاں) کائے دی نہیں!

اشرف: (دلاسو دتیاں) سلیمہ سچیں ہی توں رو رہی ہے؟

سلیمہ: (روتاں) رے ہوں کون ہوتی رون آی۔ آخو نا!

اشرف: تناں کے ہو یو سلیمہ! میں تناں کجھ نہیں کہیو،

سلیمہ: رے بابو، تیں کجھ نہیں کہیو، میرا نصیبا آپے ہی ماڑا ہیں۔

اشرف: (نرم لہجہ ماں) چپ کر، ایویں ہی، تم کڑیاں کی عادت ہے۔ رسی کو سپ بنا چھوڑیں۔

سلیمہ: (دُکھ نال) اشرف! خبرے ہوں تناں سپ کیوں لگن لگ پئی رے؟

اشرف: سلیمہ! میں تناں تے چپ نہیں کہیو۔

سلیمہ: (ہدکتاں) میری عادت جے تناں مندی لگے رے، تے ہوں چلی۔

اشرف: ٹھر جا سلیمہ! کِت چلی

سلیمہ: (اُداس ہو کے) ڈنگی قبرماں چلی، تناں ہن نہ لبھ سکوں رے اشرف، یوہ بوجھ وی ہن ہولو سمجھ رے۔

اشرف: اوں خوں، ایڈ غصے، ہلا فر صلاح ہوگئی۔

سلیمہ: رے ہُن کے غصو، رو جی باری نہ میں ہونو، تے، نہ تم نے کجھ کہنو۔ بس.....

اشرف: (دِلاسو دتیاں) نہ بدشگنی آلا بول مونہوں کڈھ، ہن صلاح ہوکئی نا؟ ہوں ہاسی کروں تھوتے.....

سلیمہ: بابو رے یاہ صلاح ہن میری قبرماں ہونی ہے۔

اشرف: توبہ، توبہ، توں ایڈ نھے، اڑی، ہن چھوڑ پراں غصو تھک۔

سلیمہ: رے بابو، میرو تے تیرو کے ناطو ہے۔ ہوں اک یتیم گدری، توں پنڈ کا بڈیرا چودھری کو پوت۔

اشرف: سلیمہ! توں جو کہنے گی منوں گو، پر یوہ روسو چھوڑ.....

سلیمہ: روسوتاں چھوڑوں گی۔ جے، تم گھر چلو، نہیں تے ڈب مروں گی رے۔

اشرف: توں کیوں ڈبے، تناں رب جیتاں رکھے۔ توں حد و خوش رہے۔

سلیمہ: رے میری خوشی یاہی ہے۔ جے توں گھر چل، موسی بیمار ہے نا۔ تاں توں چل، موسی ہوراں نا دل کو دورد پے لگو وَو۔

اشرف: (حیران ہو کے) دل کو دورو؟ میری ماں، ماں۔

سلیمہ: رے اشرف، تیرا رسن نے، موسی، کو دل دکھایو ہے۔

اشرف: (دُکھی ہو کے) سلیمہ! میری غلطی نہیں، توں ہی سوچ، ابا جی نے پڑھن تے ڈک لیو ہے مناں، ہوں، کیڈاں صدماں کو شکار ہاں.....

سلیمہ: سب بھلیں ہو یں گیں، گھر چل رے بابو۔

(وقفو)

جیونی: شکر ہے توں آ گیو بچیا، میرا لال، رس گیو تھو۔

اشرف: نہیں اماں ایویں ہی.....

جیونی: ایویں ہی نہیں پوت، ہوں جانوں آں، تناں پڑھن تیں ٹھاک کے تیرا بابل نے چنگو نہیں کیو ور، باپ اگے اُچو ساہ نہیں لینو۔

اشرف: (رونہا کی آواز) ہوں جانوں امی، ور میری۔

جیونی: توں روئے اشرف، تیرا باپ نا سمجھاؤں گی، اشرف!

اشرف: میری ساری محنت ضائع ہو گئی مائے، میں تے تعلیم مکمل کرنی تھی۔

جیونی: بچیا، توں ٹھیک ہی کہے، خورے تیرو باپ کیوں اڑک گیو۔

اشرف: کدے مناں پڑھن نہ دتو۔ تے ہوں ات نہیں رہن لگو۔

جیونی: (کمتی آواز ماں) اشرف، (ہڑکی) پانی..... پانی.....(ہڑکی)

اشرف: (لاعذر و ہو کے) اماں، اماں، ہلے سلیمہ پانی لیا۔

سلیمہ: (چیخ) موسی رے (ہدکتاں) میری موسی، ہوں کت جاؤں گی۔

اشرف: (بین) اماں، مناں ایکو چھوڑ کے ٹر گئی مائے.....

سلیمہ: (بین) رے ماں بن کے پالاں کرن آی ماسی (بدکتاں) مناں کس کے حوالے کر چلی، تیرے بن، میرو کون ہے رے موسی۔

زیناں: (باہروں آتاں) کے ہو گیو سلیمہ، ہائے اللہ، موسی، موسی، ہمناں چھوڑ گئی۔

اشرف: (بین) میر یئے مائے.....

سلیمہ: (بین) زیناں، ہم لٹ گیا، برباد ہو گیا زیناں برباد.....

اشرف: مناں چھوڑ گئی مائے.....

زیناں: (حوصلو دیتاں) ہمت تے صبر کر سلیمہ، دلیری رکھو اشرف!

سلیمہ: (بین) رے، اندھیر پے گیو۔ اللہ رے۔

زیناں: صبر کر سلیمہ، تقدیر کو لکھیو کون موڑے۔

سلیمہ: رے کسراں صبر کراں۔ ہائے رے ماسی، کت جاؤں ہن۔

زیناں: سرت کر سلیمہ!

(وقفو)

نورولی: شمس اوئے شمس!

شمس: (حیران ہو کے) ہیں چودھری جی تم!

لورولی: اخاں ہوں ہاں، کے حال ہے تیرو شمس۔

شمس: بڑا سکھیا دھیاڑا گذار چھوڑیا، چودھری جی، تھارا پنڈ ماں۔ رب کی مہربانی ہے۔ اچھو تم اج انگا گنگا؟

نوردلی: میں کہیو تمناں مل آؤں میرا۔

شمس: بڑی مہربانی تھاری۔

نوردلی: نالے اک نکو جیو کم وی تھو۔

شمس: خبرے کے کم، کدے دور نہ بیگار گھیو مقدم۔

نوردلی: نہیں شمس! بیگار نہیں، ہور کم ہے۔

شمس: حکم کرونا، چودھری جی!

نوردلی: اج چودھری جی، حکم کرن نہیں آیو، شمس حکم سنن آیو ہے۔

شمس: توبہ، توبہ، توبہ، کسے کی یاہ مجال، کیوں مجاق کریں۔

نوردلی: مجاق نہیں رے صحیح کہوں ہاں، مناں اج، ہاں ماں جواب دیئے۔ ہاں ماں۔

شمس: کے جواب ہے خبرے، کجھ دسونا تم

نوردلی: شمسیا! اج ہوں تیرے کولوں، کجھ خاصو سارو منگن آیو ہاں۔

شمس: میرے کولے کے ہے دین واسطے، گاں ہیں۔ بھاروں ہیں لے جاؤ سارا بھانویں۔

نوردلی: اوئے جھلیا، مناں خدا کو دتو سب کجھ ہے۔ میرو اک ہور سوال ہے۔

شمس: چودھری جی، سمجھاؤ تے سہی نا!

نوردلی: تیرے کولوں منگن آیو ہاں شمس!..... تیری گدری زیناں۔

شمس: (حیران ہو کے) زیناں؟ زیناں تے تھا جی، ور ہوں غریب تے تم امیر، تم زیناں کا مالک، مہاری تھاری ناطے داری، کد نبھ سکے بھلا؟

نورنی: (سبن کے) شمیا، مناں تیرے ساک کر کے، انت خوشی ہوئے گی۔

شمس: (حیران ہو کے) کے کہہ رہیا او تم، سچ مچ ہی میرے ساک واسطے آیا او؟

نوردلی: بالکل سچ۔

شمس: (سمجھا تاں) سوچو چودھری جی، میری گدری اُن پڑھ ہے۔ اج کل، یہ پڑھیا لکھیا لوک ان پڑھ کڑی نہیں بسا تا ہوتا۔

نوردلی: اوخو، ہوں وی تے ان پڑھ ہاں کے فرق پوئے۔

شمس: تھارو جا تک تے، پڑھیو وُ وہے نا چودھری جی۔

نوردلی: (تحقیر) فیر کے ہے۔ پڑھن دے نماں ہون واسطے۔

شمس: علم پڑھ کے کون نکمو ہو سکے چودھری جی، معاف کریو، میں تمناں روٹی پانی وی نہ پچھیو۔

نوردلی: اپنو گھر ہے یرا۔ کوئے گل نہیں

شمس: زیناں دھیئے!

زیناں: جی بابا آئی۔

شمس: داں اُراں آ بہلی۔

زیناں: کے ہے بابا جی۔

شمس: چودھری ہوراں واسطے کُج لے آ۔

نوردلی: زیناں بل ہے نا توں۔

زیناں: تم بزرگاں کی دعا ہیں چودھری چاچا۔

شمس: ہلا چودھری جی! چاء پینی ہے جے دُودھ؟

نوردلی: شمس! اج تے دودھ ہی پینو ہے۔

شمس: دھیئے، مٹھو دودھ لے آ بہلی۔

زیناں: لیائی بابا۔ جاتاں پیراں کی کیڈ

شمس: چودھری جی۔ بیا قل جئی ہے میری زیناں، تھارا گھر کا ترجت نا کد نبھا سکے گی۔

فورولی: شمسیا! جاتی رہی ہے مہارے گھر، بڑی ہونہار ہے، سلیمہ کی پکی سہیلی ہے نا، سلیمہ تے زیناں، اشرف کو لوں ہر روز پڑھتی رہیں۔ یہ تے دوئے اچھی خاصی پڑھ گئی ہیں۔

شمس: ہیں جی تاں ہی، ہوں وی کہوں یہ کتاب، تے اخبار، یاہ تھارا گھروں کیوں ٹیل آنے۔

نوردلی: ہلا فر، میرے نال گل پکی۔

شمس: زیناں تھاری ہی تے ہے، مناں کے پچھیں، ور ہوں ذری، اُچا نندا کا فرق تیں ڈروں ہاں۔ ہوں غریب جنوں ہاں چودھری جی، ہوں خانے بدوش ہاں، گھر نہیں، زمین نہیں، خبرے، کس طرح محنت مزدوری کر کے، گذر بسر کروں۔

نوروولی: زمین تناں ہوں دئیوں گو شمس! جیہڑی زمین پنڈ ماں، تناں پسند ہے رکھ لے، بس، نبیٹ، ہاں کر دے۔

شمس: (جوش) چودھری جی، کے کہہ گیا تم، غریب ضرور ہاں، پر لالچی نہیں، دھی کو ساک

دے کے زمین لئیوں۔توبہ استغفار توبہ۔

نوردلی: میرو مطبل ہے۔منحے کے ہرج ہے، ہوں، خوشی کے نال جے دئیوں گو۔

شمس: حرج، افسوس چودھری، توں وی کدے، دھی کو باپ ہوتو، دھی کو ماس کھاؤں۔ دھی بیچ کے زمین لیوں۔اس جین تے غرق ہو جا نو چنگو ہے جنیاں۔

نوردلی: (پلاتو ہاسو) ہی ہی ہی، او، ایویں گل کی تھی شمس!

شمس: چودھری جی! اج میرے گھر تم، اک شگن ور آباوا او۔ چنگا لوک دھیاں نا۔ادھو گھر بنڈ دیئں۔شروع نے وی باپ کی جادات ماں، دھی کو حصور کھیو ہے، ور افسوس ہے۔میرے کو لے، کجھ ہے نہیں، چار بیہ بکریں ہیں۔اک کچر، تے اک گاں ہے، یوہ سار و کجھ، میری زیناں کو ہے، اکا ہی دھی ہے نا، یو ہی مہار و پوت، یا ہی دھی۔

نوردلی: زیناں میری ہوگئی۔

شمس: تھارا گھر تیں چنگو، ہور کون ہے۔تم وی فر سوچ لیو، ہوں وی، زیناں کا ماماں نال، صلاح باڑی کر لیوں، و یہ بڑا مرفع حال ہیں، اُنہاں نے تے، اپنی بھانجی گہناں بندھا آں ماں ڈبو چھوڑنی ہے۔داج دکھن دیناں ہیں نا!

نوردلی: زبان، مناں دے چھوڑ شمس، یوہ دُدھ کو کٹورو، شگن کو ہے، تاں پیئوں جے ہاں ہو جائے تے۔

شمس: ہاں ہی ہاں ہے۔چودھری۔ہم وی اپناں آپ نا، سوچ سمجھ لیاں تم وی سوچو سمجھو۔

نوردلی: او میں تے، سوچ سمجھ کے اس بہڑے قدم رکھیو ہے۔

شمس: اچھا یوہ دودھ تے پیئو نا، بسم اللہ کرو۔

نوردلی: (دودھ پین کو وقفو) ہاں زیناں۔یوہ دودُھ توں پی لے۔

زیناں: ہوں نہیں پیتی، تم پیئو چاچا۔

شمس: لے کے پی نا زیناں۔

زیناں: بابا، مت ہوں دُودھ پیتی ہی نہیں ہوتی۔

شمس: ہلا چھنو تے پکڑ، جا روٹی ٹوڑ و تیار کر۔

نوردلی: نہ نہ نہ، روٹی ہوں نہیں کھان لگو۔ میں جانو ہے۔ تم میرا آن کی لاج رکھیو۔

شمس: چودھری جی، اپنا جاتک نال، صلاح کر لیو فر۔

نوردلی: اوکو گدراں نا کون پچھے، چھوڑ بیرا اُس نا پڑھن ہی کو چاہ ہے

شمس: چودھری جی! پڑھ لکھ کے انسان سدھر جائے، تم بڑا خوش نصیب او، تھارا پوت کی پورا علاقہ ماں ہر کوئے سرا بنا کرے۔

نوردلی: اچھا تے میں سب کجھ تیار کیو وَو ہے۔ ہوں جلدی شادی کرنی چاہوں ہاں تناں کدے کائے کمی رکاوٹ ہے، تے مناں دس، جتنا روپیہ توں کہے پہچا چھوڑوں گو۔

شمس: روپیاں کو نال میرے باندے نہ لے جنیاں یاہ دولت مایا ہتھاں کی میل ہے چودھری، اصل تے شریف لوک دھیاں کو مل نہیں لیتا ہوتا۔ اولاد آلا، بچے فروش ہو گیا۔ تے فر انسانیت ہی کے رہنی ہے۔ ہیں جی۔ مناں بچے فروش سمجھیں تم؟

نوردلی: (پلا تو ہاسو) نہیں رے نو نہی کہوں تھو، ہاسی ہو گئی۔

شمس: جنیاں، چیتے، چیتے، دو جی واری ایسی ہاسی بھُل کے وی کر تو ہوے۔

نوردلی: ہلا میری توبہ، اچھو ہوں، جمعہ جمعہ اَٹھ دن ماں بیاہ کو سر بندھ کرنو چاہو۔

شمس: دیکھی جائے گی جنیاں، جو اللہ کرے، لکھت کی گل ہے۔

نوردلی: ہوں چلیو، تے میرو چیتو رکھیے، شمس!

شمس: سارا کاج رب نا سونپ نیک بختا۔

(وقفو)

شمس: لالی دھیئے!

زیناں: جی بابلا۔

شمس: توں جانے نا، ہوں تیری، ماں وی ہاں تے باپ وی۔

زیناں: اخاں بابا، یاہ حقی گل ہے۔

شمس: توں مہری جیونی کے گھر جائے ہوئے نا۔

زیناں: اخاں جاتی رہی ہاں۔

شمس: واہ بڑی نیک بخت مہری ہوے تھی۔

زیناں: موسی مہریاں کی موت کو ڈاہڈو صدمو ہے، بابا نو ردلی ہور ہمیشہ ہلے حیران رہیں۔

شمس: ہوں

زیناں: بھاگاں آلی تھی۔

شمس: جیونی بڑی نیک تھی۔ اوکھے بیلے لسا ماڑا کی پکھ پرتیت رکھے ہوئے۔ میرو ہتھ وی کئی واری تنگ ہویو، تے واہ ہی نیک بخت پگری۔

زیناں: اِکو مہینو ہویو ہے۔ موسی جیونی کی وفات نا، اشرف ہوراں کے گھروں خیر برکت وی ٹرگئی ہے بابا۔

شمس: (افسوس کرتاں) دھیئے، تیری ماں وی تے جد جیئے تھی نا، مہارے وی مایا کیں درچھلیں ہویں تھیں۔ خدا کی واہ رب نا پیاری ہوئی ہے، سکھ کو ساہ نہیں لیو۔

زیناں: موسی جیونی، میرے نال مچ ہی پیار کرے ہوئے بابا۔

شمس: تک نا، واہ یتیم کڑی سلیمہ اس نے اپنی سکی دھی ہارون پالی۔

زیناں: سلیمہ وی تے ماں ہی سمجھے تھی، اس بچاری کو تے رورو کے بردحال ہوگیو ہے۔

شمس: زیناں دھیئے، ماں بن کے، اک گل پچھوں۔

زیناں: کے گل بابا؟

شمس: تیری مناں انت ہی چنتیا رہے دھیئے۔

زیناں: کیوں بابا؟.....مناں بوجھ سمجھیں؟

شمس: نہ نہ نہ، میری بچی توں نہیں سمجھی۔

زیناں: سمجھوں بابا، تاں ہی تے کہوں تھی، کدے میرے بجائے تمناں رب پوت دے چھوڑتو۔

شمس: توں ہی میرو پوت ہے زیناں، تناں پتو نہیں، دھی رحمت آلی ہوے نا۔

زیناں: خورے رحمت ہی ہوتی ہو یگی۔

شمس: تیرے نال اک مشورو کرنو چاہوں پوت۔

زیناں: کے مشورو بابا؟

شمس: ہوں، اشرف واسطے تیرو ساک چودھری نورولی نادے چکو ہاں شرع کو کوئے شرم نہیں، دھیئے کدے تناں، یوہ رشتو منظور نہ ہویو، تے اپنی سہیلڑی سلیمہ نا، ہاں، یا نہ کو جواب دے چھوڑیئے۔ وہ مناں دس چھوڑے گی۔

(جھنجھلا کر) بابا (روتے ہوئے) میریا بابلا۔

شمس: توں رورہی ہے زیناں؟

زیناں: بابا.....

شمس: زیناں، کیوں میری لاڈلی، زیناں

زیناں: شدت جذبات نال روتاں میریا بابلا، موسی جیونی نے تے سلیمہ نال، اشرف کی منگنی کی وی تھی۔

شمسا: ہیں، منگنی؟

زیناں: ہد کتاں بابا، اک دھی کو باپ ہو کے ذری سوچ۔ اس بے سہارا سلیمہ پر تے بج ٹٹ پوئے گی۔ واہ تے، مرجائے گی، بابلا، ہوں اپنی سہیلی واسطے، ہر قربانی دیوں گی، یوہ ناطو نہیں ہوسکتو بابا۔

شمس: (حیران ہو کے) اشرف تے سلیمہ کو ساک پہلاں ہی طے ہے؟

زیناں: بابا، میر یا بھاگاں آلیا بابلا۔

شمس: زیناں دھی! ہوں نو رولی نا کدے سلیمہ کو حق کھان کی اجازت نہیں دین لگو۔ میری لاش پروں لنگ کے، فر کسے ہور گھر اشرف کی جنج جا سکے گی۔

زیناں: میر یا بابلا، یتیم سلیمہ کی پکھ پرتیت وی، اپنی زیناں ہاروں رکھیو، کدے چودھری پوناں پر نہ بھل جائیں۔

شمس: پرواہ نہیں دھیئے، میرا رب نے، موقعے سرے باقفی کرا چھوڑی حیران ہو کے پر یاہ گل تے، گھر گھر کھنڈ گئی ہے جے میں اشرف واسطے ناطو دے دتو ہے، میری تے بدنامی ہو گئی۔

زیناں: بابلا، حق تے اصول واسطے ہی نا موری لبھے۔ بدنامی نے بداں واسطے ہوئے۔ نیکاں واسطے نہیں۔

شمس: سچ کہے زیناں سچ، پرواہ نہ کر، نو رولی نا اپناں پوت اشرف کو بیاہ سلیمہ نال ہی کرنو پوے گو۔

زیناں: سلیمہ مچ ہی چنگی ہے،

شمس: گل بدلتاں، اچھاتے میں بھارواں کو پتو وی لانو ہے۔

زیناں: رُستم کہے تھو، بھارواں کی چنتا نہ کریو

شمس: انت ہی نیک جا تک ہے، رب جتیاں رکھے، ہوں وی پتو کروں نا۔

(وقفو)

اشرف: رُستم، توں کیوں مُنہ لڑکایو، بیٹھوو وہے؟

رستم: اشرف! دوستی کوسوگ منا رہیو ہاں۔

اشرف: کس کی دوستی؟

رستم: اپنی دوستی کو، ہور کسے کو!

اشرف: کے ڈنگی ٹیڈھیں گل مارے پرا۔ کُج سمجھاتے سہی۔

رستم: طنزا ہس کے گل تے کوئے نہیں اشرف، ایویں تناں چھیڑن واسطے، دکھیا چہرو بنا کے بیٹھوؤ تھو، توں ہلا کے کرے۔

اشرف: نہیں رستم، بناوٹ نہیں، اصل ماں تناں کے اج کوئے ڈاہڈو ہی رنج پہچیو ہے، تیں یوہ کے حال بنایوو ہے۔ ٹھنڈ لمکایوؤ، شیشو تک لے بھانویں۔

رستم: تیری قسمیں، ایویں ہی، گل بدلا کے ہلا گل نہ پٹلا ردس جنج کد چڑھے گی تیری۔

اشرف: جنج؟

رستم: آہو، ہن چھپان نا رہن دے جالماں۔

اشرف: کے مطبل؟

رستم: رہن وی دے اؤ ہلانا، سارا گراں نا پتو ہے۔

اشرف: ور کس گل کو پتو؟

رستم: تیرا بیاہ کو،

اشرف: ہوش کی دوا کر رستم، ٹھٹھا کرن کی عادت نہ گئی تیری۔

رستم: ہس کے مجاق نہ کر یرا۔

رستم: (جذبات) پرا جی 'یوہ اک سماجی کم کیو ہے تیں، خانے بدوش غریب کی لڑکی نال، شادی رچائی۔ کدے کسے بڈیرے گھر نا طو ہوتو، تے ہوں دوستی کی پرواہ نہ کرتو تیری بوٹی بوٹی کر چھوڑتو۔

اشرف: اورے، کے بکے رستم۔

رستم: انجان نہ بن اشرف، تیں سلیمہ نمانی بارے نہ سوچیو۔افسوس ہے تیراور، خیر، زیناں وی چن پری ہے، کدکس تیں گھٹ ہے۔

اشرف: خداواسطے، نہ اوازار کرر ستم، زیناں تیری پسند ہے مت مجاق کرتاں کجھ تے شروئی کر۔

رستم: اورے خدا کی قسمیں سچ کہوں ہاں، سارا گراں ماں یاہ گل کھنڈی وی ہے۔

اشرف: ہیں، گراں ماں، ور، یوہ چکر کے ہے رستم؟

رستم: ٹوہ لاتاں، چکر نہیں، تیرو بیاہ سچیں زیناں نال نہیں ہور ہیو؟

اشرف: خدارسولؐ کی قسم ہیں تے یاہ گپ، تیرے کولوں سنی ہے۔بھولیا ہوں تے اجوں پڑھوں گو، جد شادی کی تے سلیمہ نال ہوے گی۔ہوں اپنی ماں کو کیوؤ ناطو، کس طرحاں توڑ سکوں۔

رستم: اشرفؔ، یوہ چکر کے ہے رے؟.....

اشرف: کوئے چکر نہیں رستمؔ، میرا دوست، زیناں کو باپ غریب ضرور ہے۔وراوہ، اس قابل ہے، اس کے ناطو کرن آنو، کوئے خوش نصیب ہوے گو۔

رستم: تاں ہی تے کر لیو ہے نا۔

اشرف: میں تے، اک ناطو کر لیو ہے رستم، جہڑو، میری امڑی کی پسند تھی۔سلیمہ جیسی لڑکی کدلبھ سکے ہوں زیناںؔ کے نال، تیرو ناطو کرا کے رہوں گو، زیناں میری بہن ہے نا۔

رستم: (شدت جذبات نال) بہن؟ اشرف، اشرف توں سچ کہے

اشرف: ہوں نے سچ کہوں، ورتوں یاہ کے گپ پک رہیو تھورے؟

رستم: اشرف، تیرا باپ نے جا کے، شمس کولوں ناطو لیو ہے۔

اشرف: (حیرانگی) ہیں۔ابا ہور تے ہُن سُن شمس کے ڈیرے گیا ہیں۔

(وقفو)

نوردلی: کے حال ہے شمس؟

شمس: (بے رخی نال) چنگو بھلو ہاں جی۔

نوردلی: زینا بل ہے نا۔

زیناں: واہ زیناں مرگئی ہے چودھری، جس ناتم بہو بنانی چاہویں تھا۔ تھاری بہو سلیمہ ہی بنے گی۔

نوردلی: کے کہہ رہیو ہے زیناں، میری بہو؟

شمس: اخاں رے چودھری، تیری بہو

نوردلی: (متکبرانہ قہقہو) اوے شمسیا، ہوں تے اجوں اشرف کی شادی، ہور کجھ سال نہیں کراتو، مناں تے جھلیا، اس کی ماترے لوڑیئے۔

شمس: کے مطبل، فر میرے کانھ نا آیو تھو۔

نوردلی: (ہس کے) اپنے واسطے جھکھ ماروں ہاں نا۔

شمس:-اپنے واسطے؟

نورولی: ہور کے، اپنے واسطے ہی تے، تناں پچھیو تھو۔

شمس: لہر ماں اوئے چوہدریا، اوئے مرفع حالی کا نشہ ماں توں انسانیت تیں وی گیو گذریو۔

نورولی: (دھکو دتیاں) اوئے شمس، توں زبان دے کے، اج پھر تو لبھے۔

شمس: (غصو) اوئے نوردلی، شروئی کر، اشرف واسطے رشتو منکتاں منگتاں آپے آ گیورے کم بختا، اجوں تے مہری جیونی مری نا مہینو وی نہیں ہو یو، جلمیاں، اس کو پڑدو کھپھن وی میلو نہیں ہو یو۔

نورولی: (فیصلو دیتاں) میں تے، اپنو رشتو کیو ہے تیرے، اپنا پوت اشرف کو نہیں، زیناں میری منگیتر ہے۔

شمس: زبان سمھال رے چودھریا، ہوش ماں آجا، کیوں غریب کی غیرت نا للکارے، اوے کمبختا۔ زیناں تے تیری دھی بروبر ہے ہوں تے، تیرا پوت اشرف نادی رشتو

نہیں دیتو۔

نورولی: غصو رشتو میرو موڑن آلو، کوئے اجوں اس دھرتی در جمیو ہی نہیں۔ ہوں تے ہن، زیناں نالے کے جاؤں گو۔

شمس: (غصو) خبردار اوئے، نورولیا، تیری جیھ چھک کے کڈھ پھینکوں گو۔ مت بڑو چودھری بنیو وَو ہے۔

نورولی: (گھنڈ) شمس، ہوں ات کو نمبروار ہاں۔ میرے کو نے دولت ہے۔ میرو زور ہے۔

شمس: (غصو) ہوں کہڑو تیرے گھروں کھاؤں شوہدیا، نمبردار ہوے گو۔ تے ہوتو رہو، میرے کو لے زمین نہیں۔ ور غیرت ضرور ہے۔

نورولی: آکڑ کے اوئے شمس، تیری یاہ آکڑ۔

شمس: حق ور ہاں، تیرے ہاروں ناحقی آکڑ نہیں کرتو۔

نوردلی: (طنزیہ) چپ اوئے کنگالا، نہنگا، ہوں اپنو رشتو، لے کے رہوں گو۔

شمس: (غصو) اوئے کم بخت، نہ میرا صبر ناونگار، ہوں تیرا تسماں چیز کے رکھو یئوں گو، میریاں باہواں ماں، اجوں ایڈو ترنگ ہے۔ ہوں اپنی عزت کی راکھی کرنی خوب جانوں۔

نوردلی: (غصو) تناں، موت بلا رادے رہی ہے۔

شمس: تیری موت، میرے ہتھوں خورے ہون لگی۔ جے تے جان لوڑیئے۔ تے ٹل جا۔ کھک جا اتوں۔ نہیں تے.....

نوردلی: (زیناں کی بانہہ پکڑتاں) اوئے شمس، ہوں اپنی منگیتر کی ہاتھ پکڑ لے کے چلیو۔ ہمت ہے، تے چھڑا۔

زیناں: (مزاحمت) چھوڑو چاچا میری بانہہ۔ نہیں تے.....چھوڑو۔

نوردلی: زندہ رہتاں نہیں چھوڑتو۔

شمس: سمجھاتاں چھوڑ دے گدری کی بانھ۔

زیناں: غصہ ماں چھوڑ باوا، چھوڑ میری بانھ، چٹی داڑھی تے آٹو خراب۔

نوردلی: (قہقہ) ہُن یاہ بانھ (غرور نال ہس کے) ملک الموت وی نہیں چھڑا سکتو۔

شمس: غصہ ماں چھوڑ دے اوئے، میری عزت پر ہتھ چان آلو، زندہ نہیں رہن لگو۔

زیناں: چنیاں چھوڑ.....چھوڑ.....چھوڑ بڈھیا باندرا۔

نوردلی: (ہس کے) ہن نہیں چھوڑتو۔

زیناں: چھوڑ ان آلو، کوئے جمیو ہی نہیں۔

شمس: کہاڑی مارے نہیں جمیو، اچھا، اُوں خوں، ہت، تیری ایسی تیسی۔

نوردلی: (ڈرولی چیخ مار کے مرجائے) آخ، مرگیو.....آخ.....آخ۔

(وقفو)

زیناں: روتاں اشرف ویرا، کے غضب ہوگیو۔ ہوں شرمندہ ہاں۔

اشرف: (دلاسو) نہ روزیناں بہن، صبر کر، شرمندہ ہون کی لوڑ نہیں۔ ہوں، نیکی بدی تے حق ناحق پچھانوں، میرا باپ ناکیا کی سزا ملی ہے۔ تیرو باپ واقعی عظمت آلو باپ ثابت ہویو۔

زیناں: (روتاں) ویرا، تناں تے سلیمہ نادس جگی نہیں رہی دوئے گھر اُجڑ گیا۔

اشرف: میریئے بہنے، تیرو کوئے قصور نہیں، تقدیر برت ہوگئی، میرو باپ اپنی ضد کو شکار ہوگیو، ورمناں افسوس ہے، تیرا باپ نادس سال قید ہوگئی۔

زیناں: روتاں ہوں ڈب گئی ویرا

اشرف: بہنے صبر کر۔

زیناں: بہن کہے دتو ہے ویرا۔ تے مان رکھیئے، لاج رکھیئے۔

اشرف: (خوش ہوتاں) میں، بہن کہیو ہے زیناں۔ انشاءاللہ بھائی ہن کے ثابت کروں

گو۔توں ہن اپنا بھائی اشرف کی عزت ہے تیرو دکھ میرو دکھ ہے۔

زیناں: (جذبات) ویرا!۔

اشرف: ہن توں میرے گھر، سلیمہ کے نال رہے گی۔ ہوں پڑھائی واسطے شہر جارہیو ہاں۔ توں سب کجھ بھل جا۔ تیرا باپ نے میرا باپ ناقتل کر کے اپنی عزت کی لاج رکھی ہے۔

زیناں: (دُکھی آواز) میرا بابل کو کے ہوئے گو ویرا۔

اشرف: ہوں جلدی وکیل بن کے آؤں گو، تیرا بابل ناوی بری کراؤں گو۔

زیناں: ویرا، توں وی کتنو چنگو ہے۔ توں کیڈ عظیم انسان ہے۔

اشرف: زیناں بہن، چارا کھر پڑھیا ہیں، علم پڑھ کے پتو لگے، جے برا رسم رواج ملک تے قوم واسطے نقصان لیا نویں۔

زیناں: ویرا، تیں وی، بھائی چارہ کی ''لاج'' رکھ لی۔

☆☆☆

سٹیج ڈرامو:

اندھیرا ماں لو

گلاب الدین طاہر

کردار:

۱۔	دینو، خاندار	۳۰ سال
۲۔	.ارشی، دینا کی بیوی	۳۵ سال
۳۔	لالو، دنیا کو پوت	۸ سال
۴۔	رشید، لالا کو دوجو روپ	۱۸ سال
۵۔	جمالدین	۳۵ سال
۶۔	مقدم	۴۰ سال
۷۔	نیگدار	۳۸ سال
۸۔	چوکیدار	۲۶ سال

پس منظر

(پہلاں دواں سیناں مانہہ دینا کو ڈیرا آلو کمرو جت چلم، پیڑو، چلہو، تروکھڑی بھانڈاتے منجی وغیرہ موجود ہیں۔ تیجا سین مانہہ اسے کمرہ مانہہ تھوڑیں مچ دس سال بعد تبدیلیں پر گھراوہی۔ چوتھا سین مانہہ مقدم کو گھر جت امجی، چلم تے جوڑئیں وغیرہ

سین نمبر (۱)

ارشی: یاہ تقریباً پینتیری سال کی اوکھڑ جئ بیٹکی ہے.....(روٹی پکاتاں تے چولہا مانہہ پھوکتاں پھوکتاں)۔اللہ بانہہ ہی سُکاوے اُس نیلیں لکڑیں آنن آلا کیں۔ نیلا شلا جا کے چالیاوے تے میرے سر ستم ایک سہیڑ چھڑے۔

لالو: ''یوہ ستاں سالاں کو لڑوہے''.....(بے تابی مانہہ آ کے) اماں اماں دیکھ ادا ہوراں کا جا تک کے سوہنی طرح آویں، اگر تم بھی مناں سکول چلا چھڑتا۔

ارشی: (لہر مانہہ) داں رے مرن کی نہ کر کجھ ساعت آرام نال کدھن دے۔

لالو: ہیں اماں تناں میرے پر لہر کیوں چڑھے؟

ارشی: ہونہہ ہونہہ! مہاراں پچھلاں نے سکول شکول نینہہ ڈٹھا تھا تے اُن کو وخت بھی سوہناں توں سوہنو بیٹھ گیو۔ ہُن توں نوؤں ہی جمیوں نوئیں نوئیں کھجت نہ کڈھ ٹک کے بیس کجھ ساعت آرام نال کڈھن دے۔ مچ ہی بے آرامی ناہل گیو ہے۔ ''اتنا مانہہ دینو آ جائے۔ یوہ تقریباً ۳۰ سال کو ہے۔ آپنی جا چرا کو ہے پراشی اگے اس کی وی ایک پنہنہ چلتی۔''

دینو: (کھنکتاں مانہہ) کے کے توں یوہ کے پڑھے؟ (ارشی چپ اکھ کڈھ کے اس در دیکھے)

دینو: میری گل تیرا سر مانہہ لگ جائے تیرا توں دوہری کدے ہی وی پنہنہ نکلتی۔

ارشی: یوہ لالو، ساری انڑ یوہ ہی کرے۔

لالو: (چہکتاں مانہہ) میں کجھ وی پنہنہ کیو نونہی یاہ اماں اگلی پچھلی میرے پر کڈھے۔

دینو: ہیں رے لالا تناں اج کیاں کی ہوا لگ گئی ہے اکا ہُن پنہنہ پچتو تناں۔

ارشی: ڈھلی جئ بولے) ایک ہوں آپ مروں آں لگی وی تے دوجے یوہ لالو کہہ

مناں چامدر سے لاؤ۔

دینو: ہیں رے لالا شرم رے ذری ان للوٹیاں کی مگر چٹی داڑھی لی وی ہوں فروں رے۔

لالو: (کرنجتاں واں) ہوں دھیاڑی دھیاڑی سکول جایا کرتو تے رات دے پنہنہ لیلیاں نال وی رہتو تے دھیاڑی فرتم ہی ادبی سمیت نظروں کڈھ چھڑیا کرتا۔

ارشی: ڈٹھوتیں پوت کتنوں چھالیں چڑھیوؤ وہے۔ ہُن آپے دس اس کو کے بنے گو؟

دینو: ہوں.....ہوں کے دسوں دس کجھ توں جس نے یوہ سر چاڑھیو ہر وقت اس کو ترس کرتی رہے تھی۔ میر ولالو جے میر ولالو۔ ہُن سام اس نا بھی تے نالے ان لیلیاں نا بھی۔ اگر ہوں اس نا سدھو کرن پر آیو فر نہ یوہ ایاں کو رہے گو نہ اوہاں کو۔

ارشی: ہیں رے لالا! نہ میری یوہ منے نہ توں۔ تم تے دوئے اُڑت ہی تو لیں۔ دوئے سیر ہی ہیں پا کوئے بھی نیہہ بنتو۔ آخر دس ہوں کیہڑی ڈُنگی مانہہ جاؤں۔

لالو: ہوں کے کروں؟ مناں فر سکول جانو ہے اگر تم پنہنہ چلاسیں تاں ہوں ادا ہوراں کا جا تکاں نال نس کے جاؤں گو آخر و یہ کجھ غیر اتے پنہنہ۔

ارشی: ہوں ہوں! نوت کو پلوت تے غیب کو بھانجو و یہ مہاراں سراں کی چھتری تے قوم کی ڈھال ہے کے مزاں ہے داں کے اس نے آپنو کوئے جا تک چا اس مندے راہ لایو ہووے۔ تے توں دس ہوں کس طرح برادری توں نکل کے اس نا چامدر سے لاؤں؟

ارشی: یاہ ہی تے مر یو فر سوچتو پنہنہ نہ۔

دینو: بچھا مقدم ہوراں کی جھل آے لتیری ہے تے مناں نوں وی جانو ہی ہے۔ تے بھانے بھانے یاہ گل وی سروں لاہ آؤں تا نجے اس کو گلو نہ رہے۔

ارشی: ہائے شاباش ہوں وی یاہ ہی گل کہن لگی تھی۔

دینو: ہوں چلوں مگر اوہو سکھنو اُوواں کہیڑے منہ جاؤں گو.....کوئے چاہو شہلو مت ہے؟

ارشی: داں رے لالا صدقو باہروں اور پھنڈ و چلو پکڑ لیا میرا عقل پر نبی مناں پہلاں کجھ سدھ بدھ نہ آئی آخر اوہاں سکھنوں کس طرح جائے گو؟

دینو: ہائے نبیوں تیری سدھ بدھ پر۔ہوں جے ماریو تیری پہیڑی سدھ بدھ نے بہی، وخت پر تیری سدھ بدھ ہی کتنے پنہنہ ہوئی جھڑ رے اتے ہی مناں چڑ ہووے ہوں آپے اوہاں ہی دوروں پکڑ لے جاؤں گو۔ہوں چلوں فر۔

ارشی: جاہ۔اللہ فتح کرے ہیں یاراں ککوڑا بھی میناں ہیں تانجے مقدم صاحب ناراض نہ ہووے۔

لالو: ہیں اماں اس وارہ مانہہ مقدم صاحب کے دسے گو۔

ارشی: ہے ہے بچایو ہی تے تناں پتو پنہنہ! وہ مہاری ہر گل کو مالک ہے۔توبہ توبہ پہلاں مہار واللہ ہے تے پچھے واہ۔

لالو: آخر اماں تم ڈلیا واتے نیہہ یاہ کیہڑی اسی گل ہے اس نا اس گل نال لگو ہی کے؟اس نا کے پچھو؟

ارشی: چپ بے شرما بے مغزا اسی گل نال اس نا کجھ نہیں لگتو ،اوہ مہاری سوئی اتنی گل کو وی مالک ہے۔

لالو: ہیں اماں داہوراں نے بھی اسے کولوں پچھیو ہے۔

ارشی: اداہور اللہ میرا نے بے پڑو کیا۔ان نے مکھی کا بیاہ مانہہ مقدم صاحب ناراض کیوتے دیکھا اللہ میرا نے کسی چنڈھ کڈھی جے ہر وھیاڑا کو گھول تے پٹن ہی ہے۔

سین نمبر (۲)

دینو: (کھنگتاں واں) اولالا!۔اولالا!۔اوتا ڑولاہ رے (لالو جا کے بوؤ کھولے)

ارشی: تیں اتنو چڑ کیوں لایو؟

دینو: تناں چہلہا اگے بیٹھی وی ناسکیں گل ہی ٹھہلنی ہیں۔اتنو چڑ کیوں لایو۔اُت سروں سوئی دھرن اتنی وار نہیں تھی۔خلقت کی تھوڑی بھیڑ ہووے۔اُت کجھ لیلاں تے بکراں سمیت، اتے کجھ نقدی بدریں لیں ویں۔آنویں تے پچھے ہوں فر تیرو شوب یوہ چلو ساراں کے سامنے کیہڑے منہ کڈھتو۔

ارشی: ہے پچھے آخر تناں بھی وار وآیو کہ نہ۔

دینو: خاہوں بھی تے آخر اُن کو نے گیو پر کے حسرت، اُسا جان نا۔مقدم صاحب نہ میرے درد دیکھتاں ہی لہر چڑھ گئی۔گھر وٹھ بٹالی۔کھلے متھے سروں میرے نال گل بھی نہ ہی کی۔

لالو: پچھے ہیں باپ کے کہیو؟

دینو: داں رے میرو منہ کالو نہ ہو تو پر توں کراوے گو۔ہٹ مٹ اٹھ بدھر کیو مدرسو جے مدرسو، تے نو بت ات تک پہچائی جے مقدم صاحب بھی اج ناراض ہو گیو۔ تے نہ ہوں ایاں کو رہیو نہ او ہاں کو۔

لالو: کیوں آخر کے گل ہوئی؟

ارشی: توبہ، توبہ توں جھلہت کا نہہ نا دیتو رہے وے۔تیرے بھانے مقدم صاحب ناراض ہو نو کجھ نکی گل ہے۔

دینو: اس نا کے ہے جان جانے میری جس کے سرئر تے۔

ارشی: آخر کے کہیو کجھ بالیو بھی کہ نہ؟

دینو: لہر نال کہن لگو جو مرضی سو کر۔

ارشی: ہے ہے میر یا اللہ دیکھا اج اس لالا مریا کی وجہ توں مقدم صاحب بھی ناراض ہو گیو۔

لالو: اماں اماں خدا خدا کر مقدم صاحب کی ناراضگی نال کے ہو جائے گو۔ تم چاہے جے کرو مگر خدا کی مدد نال مناں سکول جانو ہے۔

دینو: ہاں اے یوہ تے مہارا بسن کی صورتہیں چھوڑ سے۔ فرجان دیاں اس نا اوہاں ہی پیواڑ یور ہے تاں جا کے میرا کن بھی گھڑی ساعت کی کنگالیں توں آرام کریں گا۔

ارشی: آں فرجائے یوہ؟

دینو: جائے یوہ تے پچھے ہوں بلی بکری بیچ کے مقدم صاحب کے چنتے کجھ گھل اؤں گو۔ تاں جے وہ ناراض نہ ہووے۔

لالو: نہ، نہ، نہ، نہ بلی بکری بیچ کے میرے واسطے فیس تے تاباں واسطے پیسہ جمع کرو۔

ارشی: ہوں پہلاں ہی سوچوں تھی جے یوہ لالو مہارے واسطے ہر طرف کنڈا کھنڈیاوے گو تے ہم مسکیناں واسطے بسن کی صورت نہیں چھوڑ سے۔

دینو: اجاں کے ہوؤ یوہ کجھ دھیاڑے اسکول جائے فر دیکھے یوہ کس طرح سنگ جماو۔

ارشی: نہ کر آداں توں میری گل من اس نا کجھ بھی نہ کہو پنہنہ نتا تاں ہوں چلوں جا کے محنت مزدوری کر کے کتنے دو حرف پڑھوں گو۔

(ماں پوت نا پکڑے تینہیں جان دیتی چتیپوٹ پیدا ہو جائے، تے دینو لہر مانہہ اٹھ کے چھٹا تاں تے لالا نا نسا تاں واں)۔

دینو: واں اے تم نے ات کے غوغا مچالیو ہے۔ چھوڑاں اگہاں دفعہ ہون دے۔ ہور خلقت نہ ہور کارزار تے گھڑی ساعت کو چتیپوٹ ہی رہے۔

ارشی: (میجی پر چڑھ رہ تے کہہ) تیں میرو لالو نسا یو ہے ہُن دیکھئے عمر تو لتو ہی رہے گو۔

دینو: پہلا مچ لاڈ نہ کرتی نا۔

سین نمبر (۳)

جمالدین: اوہ گھر بار یو! اوگھر بار یو! کتا ڈکورے۔

دینو: داں اے باہر دیکھ داں کون ہے؟

ارشی: (بوہا مانہہ جا کے) اوہو جمالیواڈّد۔ اسلام علیکم جمالیااڈّ۔ آوے آ ئتا اوہاں پر لی بلی منڈ بدھیاوی ہیں۔

جماالدین: السلام علیکم!

دینو: اوہو جمالیواڈّد، وعلیکم سلام! (دوئے مصافحو کریں) اوراں ہو کے ہیں وے اوراں۔

جمالدین: داں خدا کیو بندیو بیسو تم تے مناں بسالیں منجی پر۔

دینو: ہیں جی آخر آیا گیا واسطے ہی ہووے نا..... یور دسو تھارے در ہے خیر ہی ہے۔

جمالدین: خدا کو فضل جی تم سناؤ۔ تھارو لالو تے واہ بیگی مناں ات پنہنہ نظر آتا۔ کت ہیں ویہ۔

دینو: ہے۔ ڈھٹو آپناں کو حال اج پچھے کہ لالو کت ہے؟ انہاں اپناں توں اللہ بچاوے ہیں وے کیہڑا کی گل کرے۔ لالو تے ہم نا عمراں کی کافی لا گیو ہے۔ ہٹ مٹ اٹھ بدھر کیو سکول جے سکول توں دس اللہ واسطے ہم نے اوہ کجھ کدھ ڈھٹو وے.....اٹھ کے نس گیو کہن لگو ہوں پے جا کے کنے دو دحرف پڑھوں گو۔ بیگی بے چاری کتے گیاں چکھر ہکن لنگ گئی ہے۔

جمالدین: بل کیوتاں بھی چلے گیو۔ تم نے پتو ہے مہاراں اُن گمانڈیاں کا جا تک سکول پڑھیں حلاں گھٹ ہیں ماں تے کجھ نہ پچھ کسا ہشیار ہو گیا ہیں مہاراں ان بے للا اں

جیاں ناسروں راہ پنہنہ ٹرن دیتا۔شکر ہے تاں بھی تھارولالو پڑھ کے آوے گو تے سروں ہی کجھ نہ تاں وی کھوجانال تے حساب شساب تے صاف طرح کرے گو۔

دینو: ہیں وے مہارے کھو جو مچ ٹپلا پنہنہ کرتو اس گل توں اللہ میرے شرم ہی رکھیو ہے تے فر گھر مانہہ کجھ ہوؤ تے آخر بکار ہی آوے۔ تے تاں ہی کجھ بنے مار چھڑیا اس ایکلسری نے۔ پہارواں کا کجھ توڑ جیار ہیا واہ ہیں ہُن تے ان ناسروں دیکھن بھالن آلو کوئے نہیں ہوں تے یاہ بس ڈولن اگا کا شیر ہاں۔ ہیڑاں مانہہ بھاروں پوئیں تے گھڑی ساعت کیاں پھاٹکاں نے ہن یوہ گھر بھی سروں دھو چھڑیو ہے۔تم بھی آخر اللہ نے سمجھ دار کیا ہیں یاہ بیگی آخر دھی کی ذات ہے۔ ہے ہے دوہاں دھیاڑاں کی مزمان ہے آخر لوکاں کو مال ہے اس پر کشوا ایک ظلم کراں۔ ہے ہے، اس نالڑزتی نا دیکھ کے مناں جس طرح فرشتا سٹ جائیں۔

ارشی: ہاں دایوہ لسی کو پیالوا یک پی لیو۔تس لگی وی ہووے گی پتو نہہ اج کس طرح راہ بھل آیا ہیں۔

دینو: داں اے راہ بھل آیو۔تناں کے پتوتوں کل کی ہے۔ہم پہلاں توں پچھا کا ایک ہاں۔اگلیں وقتیں ہم بن آی سانجھا ہی پتر بھی کراں ہو واں تھا۔ ہیں وے جمالیا ادا کے سو ہناں وقت تھارے ویہ؟

جمالدین: ہیں دنیا بھائی سلکھناں لوکاں کے سنگ سلکھنا وقت بھی تھا۔

ارشی: ہیں اداواہ گگی ادی بھی نال آنی وی ہوتی نا۔مچ مدو ہو گیو ہم نہیں ملیں تے اج جس طرح واہ اکھاں اگے پھرے۔

جمالدین: ہیں لی! واہ ابل تے اج ہی آپنے دوں سکھرے تھی پر کے پچھیں لک کا درد تے گھڑی ادسر تو پکڑ لیے تے ٹر۔سکی تے چلا یو ہوں۔ہُن آپے واہ بھی آر ہے گی صرف تم اج میری عزت ہی رکھو۔

ارشی: کہوادا تھارو کے حکم ہے؟ توبہ توبہ تھاری گل توں مہارو باپ دادو پنہنہ نکلیو تے ہم کون ہواں نکلن آلا۔

جمالدین: ہیں لی! واہ تے مناں بھی امید ہی تھی پراج زمانو کجھ اُلٹو جیو ہے۔

دینو: داں وے زمانو۔ یوہ تناں آپنو گھر ہے تے ات زمانا کا کے لیکھا!

جمالدین: ہوں آیو تھو جے اگر تم اس بیگی کو نا طو مادین واسطے چادیتا۔

ارشی: ادا، ادا تھارو سارو کجھ مہاراں سراں اکھاں پر پر تم نا اسی گل ات مہارے آکے کرنی پنہنہ شوبتی۔

جمالدین: فرکت شوبے لی!

ارشی: اسیاں گلاں واسطے جے پار مقدم مہارو محرم ہے۔

دینو: دیکھو وے ایہاں میرے در بھی نا تے۔ یاہ ہوئی توں دس اس کی سمجھیت داں توں بھی کجھ تے سوچ نا آ کر۔

جمالدین: بچھا ہوں فر مقدم صاحب ہوراں کو لے ہی جاؤں؟

ارشی: ادا، ادا ایک گل یاد رکھیو ضرور تے ضرور.....تم مقدم صاحب ہوراں کو لے گیا تے وہ یہ مہارا تے کجھ ناراض جیسا ہیں سکھنے ہتھ اوہاں نہ جایو۔

جمالدین: ہے ہے ادمی توں کئی سدھی ہے۔ آخر کے مناں آپنو.....اتنو.....ہوش وی پنہنہ میں بھی تے چار دھیاڑا چنگا کڈھیا وا ہیں نا۔

دینو: داں اے لے جیائے چپ داں کیہڑا نا دسے۔ توں یوہ کھڈ کرنا گنکا پھیرن کی دُسے.....جمالیا اداس کی سدھیائیں ورنہ جائیے کے حوالے۔

جمالدین: (تھوڑو دوروں مُڑ کے) ہیں لی! آپنی جا کی گل ہے تا نجے کوئے سنے نہ۔ مقدم صاحب نا کتنو ایک نہ یوں۔

ارشی: ادا ہم نا جے کجھ اختیار پنہنہ نا۔

جمالدین: بچھاوے دنیا بھائی توں ہی آخر کجھ تے دس نا۔

دینو: داں رے تیں استوں ہوں کجھ بدھ سمجھیو۔ جاتے صرف آپنی عزت کو خیال ہی رکھیئے۔

جمالدین: (ٹٹولتاواں) ات کتے کھونڈی جئی اڑائی تھی تے تھائی پنہنہ۔

دینو: داں اے تیلی ٹک کے کھونڈی لوڑ گے دئے۔

ارشی: کھلوادا کھوہوں دیوں گی۔ (کھونڈی کی آواز ٹھک ٹھک)۔

دینو: ہاں اے ہُن کے کراں مقدم صاحب مہاروسن کے پتو پنہنہ کے کہہ گو؟

ارشی: چپ چپ بڈھیایاہ ساری کارتج نمانا کی ہے پہلاں تناں گل ہی کرن کو سروں شوب پنہنہ۔

(اتناں مانہہ لالو آجائے)

لالو: السلام علیکم (ماں پوت ناگل لاوے تے بانہہ پھیر پھیر پیار دیئے۔ دینو بھی جپھا شپھا دیئے۔ میرو لالو جے میرو لالو مچے)

ارشی: (بنھ بسال کے) صدقو ہوئی آیا کاں راہاں کو! توں رہیو بل ہی۔ اج تک تے کاگ اُڈاڈاتے راہ تک تک اکھ بھی کانی ہوگیئں۔

لالو: اماں ہوں تے بل ہی ہوں توں دس توں بل ہی رہئی۔ مال مانہہ خیر ہی ہے نالے بہن بل ہے۔

ارشی: (جھکتاں جھکتاں) بچیا اگ لاسارا کائیں ناشکر کیو توں اللہ نے آینو۔ مناں تے اعتبار اہی پنہنہ آتو جے میرو لالو آیو ہے۔

دینو: ہُن یہ سکار پرانہ گن تے ہاں گھمان ہو یوہ کوٹ لے کے بھاری مانہہ ٹنگ آ.....سنا بچیا بل رہیو۔ دیکھ ہم نا پرمیز کے کسی کا فی لائی؟

لالو: ہیں باپ حد تم پڑھائی توں منکر ہواتے فرمناں تم پرہیز نا ہی تھا۔

دینو: بچیا کس طرح رہیوتوں اج تک؟

لالو: باپ ہوں اتوں نس کے گیوتے شہر کے نزیک ایکن دوکان دارنال رہ کے رات دپنہنہ اس کوکم کرتو رہیوتے دھیاڑی دھیاڑی سکول پڑھتو رہیو۔

دینو: بچیا تیں سبق پڑھیو۔

لالو: خاباپ میں سبق پڑھیو۔

دینو: بچیا مہارے آیوتھواوہ جمالیوادو کہے تھوجے مہارا گما ہنڈی سکول مانہہ تعلیم پڑھیں تے ہشیار ہوگیا ہیں۔ہوں تے مج ہی خوش ہووٗتھومیں کہیو مت توں بھی تعلیم پڑھ کے آیو ہووے گو۔مگرتوں کجھ سبق سبق کرے۔

لالو: ہیں باپ سبق تے تعلیم دوئے ایک ہی ہیں۔

دینو: گویا تیں سبق بھی پڑھیوتے تعلیم بھی۔میرا ہُن دکڑا ٹھنڈا ہوگیا۔تے بچیا تعلیم نہ کتنو مدولگو؟

لالو: میں باپ دس سال پڑھ کے میٹرک پاس کی۔تم نی میرو نارکھیوتھولالو تے ماسڑاں نے میرو ناعبدالرشید رکھیو۔

دینو: شکر ہے اللہ تیں میرو لالواج سبدر شید بنا کے آینوں۔اٹھ بچیا باہر زری چکی مانہہ بیساں تے اُتے ہی پچھے گل وی کراں۔

سین نمبر (۴)

جمالدین: اسلام علیکم مقدم صاحب

مقدم: وعلیکم سلام رے جمالیا تناں کس طرح اج یوہ راہ بھلیورے۔

جمالدین: ہیں جی تابعدار فرتھہارے سوامہارو ہورہے ہی کون؟

ہنگدار: ڈھٹو جی ان کا پھیر مارنا، لاری، اوڈ، کیتری، گوڈی تے ہیجائی کے وقت ان

کی کتے بدھن پنہنہ ہوتی۔ تے کتے حاجت ہوئی۔اوڈھ ٹٹی وی آ قربان ہونویں۔ہوں خدا کے قہروں نہ ڈروں تے اساں کے دیہ فیروں نا.....۔

مقدم: آں ہاں واہ تے مناں بھی خبر ہے توں ایاں ہی پٹن ہوؤ ہوں پچھوں توں تھوکت؟

جمالدین: جی میں کہیو اج مچ مدتوں بعد اُوہاں سکھنے ہتھ کیہڑے منہ جاؤں گو ہاں یوہ لیلو ایک بیچ کے تھوڑی جئی چاہ لیا آیو ہاں۔

مقدم: (ہتھ لکاتاں لکاتاں) ہوں تے یوہ کجھ پنہنہ لیتو ہوتو۔

چوکیدار: واں رے جمالیا یوہ کجھ ایہاں آن کے ہم ساراں ناگناہاں مانہہ نہ ڈوبیا کرواگاں۔

ہنگدار: کے کے رے چوکیدارا۔

چوکیدار: جی جمالیو مقدم صاحب ناچاہ دیئے۔

ہنگدار: واہ رے جمالیا بھلاوے لگ گیو رے۔ہوں عمر قدیم توں پچھے ان کو واقف آں یہ تے کدے بھی یہ کجھ لیتا ہی پنہنہ ہوتا۔

جمالدین: ہیں جی ہنگدار صاحب میں کہیو میری خوشی اگر لے لیئں۔

ہنگدار: ہاں تے اس طرح مرنا بول ناتے۔لے لیو جی ہُن اس کی خوشی واسطے۔

مقدم: بچھا رے جمالیا تناں کجھ کم رے۔

جمالدین: جی فرمہاراں کماں کو تم ناپتو ہی ہے آخر۔میں کہیو اس مامدین کو کتے کجھ کرا چھڑتا۔

چوکیدار: اگے پچھے گردنال مانہہ کلا چکیا۔واہ اوراں پراں پھرتا رہیں مامدین بالغ ہوؤ تے یوہ بھی ہتھیں لگو۔

ہنگدار: (مشکتاں مشکتاں) میں بھی سوچیو جنوں سکھلیں لیکھیں ایہاں کوناں کدلیا۔

مقدم: (روپیا گن کے واپس منہ پر ماریا) کے؟ ناطو؟ ناطو؟ واہ رے جمالیا ناطو۔

یہ ناطا تم نا ات تک آن چھڑ لیا پنہنہ تے تم گھمان ہووں۔

جمالدین: جی یوہ سورو پیو ہور آینو تھو کھو جا واسطے یوہ بھی تم ہی لیو اللہ نا من کے مہاریاں غلطیاں درنہ جاؤ تے کجھ کرو!

چوکیدار: داں رے کھو جو کجھ مقدم توں چڑھ کے ہے؟

ہنگدار: جمالیا۔ تیریں گل میرے اندر سٹ لا چھڑیں۔ سوچ داں نحسا اس کھو جا جیا نا تیں کتنی رقم دتیں ہوئیں گئیں؟ تے داں ثابت تے کرنا مقدم صاحب ہوراں پر ایک لال پائی.....بے شرما فر توں گل کرے۔

مقدم: بچھارے جمالیا تنا کتے کائے گدری نظر مانہہ ہے رے۔

جمالدین: ہیں جی تھہارا توں کیہڑی جا چھپی وی ہے تم آپے کتے کہن کہان کرو۔

چوکیدار: جمالیا مقدم صاحب ہوراں توں تے جا کائے بھی چھپی وی پنہنہ پر تیرا پوت کا نا طا واسطے مت یہ بوئے پھریا۔

مقدم: نہ رے توں وی تے بول نا آخر تیری نظر کت ٹکے؟

جمالدین: ہیں جی پار فردھی ہے اس دینا کی بھی تے اگے فر مرضی تھہاری۔

مقدم: کیہڑو دینو رے۔

جمالدین: اوہ جی پار لوہ جھکھڑ نکا کو دینو جی ہنگدار صاحب۔

ہنگدار: مقدم صاحب دیکھو کیہڑا نحس کی گل آن ات چھیڑی۔

مقدم: اوہ منے گورے ہنگدارا، اوہ تے مناں ساراں بچوں اکڑو جیود سے۔

ہنگدار: ہیں جی اٹھے پہر گھروٹھ چاہڑی رہے تے اوہ نحس کدمنے گو؟

جمالدین: داں ہنگدار صاحب تم بھی مچ سدھا ہیں۔ آخر مقدم صاحب ہوراں کو ہی صدقو دھیاڑو دھیاڑو نبھاوے تے بسیو کرے تے اس گل نا بھی رہن دیو ان توں سوا اس واسطے ہور کون خولے شامیر آوے گو۔ تے پچھے من سے پنہنہ تے جائے گو کیاں؟

مقدم: بچھا فر دیکھ لیاں گا۔اس کی واہ دھی کسی جئی ہے۔ ہے کائیں لایق یا نہ؟

جمالدین: ہیں جی گوہا کی مٹھی۔ پانی کو ڈولوتے گوگیں لان جگی بل ہے تے پنہنہ تے ہم نا اس کولوں کیہڑا اجڑ سا مانا ہیں؟

مقدم: (ذری اڑ کے) داں رے چوکیدار اتوں دیکھ داں اوہ پاروں کیہڑو چلے؟

چوکیدار: (دیکھ کے فر) مقدم صاحب جی اوہ ہی ہے اوہ ہی اوہ دینو۔

مقدم: بل ہو گیو اس نا کہو مقدم تناں سدے۔

چوکیدار: او دینا، اورے دینا، اسے راہ آرے۔

دینو: اُوآ گیورے۔

مقدم: بچھا رے جمالیا جسو ہی دینوات پہچیو تے توں کھسک جایئے ہوں آپ اس نا طریقے طریقے سمجھاؤں گو۔

جمالدین: جی او آرہیو ہوؤے گو ہوں چلوں مگر اللہ واسطے میرو دھیان ہی رکھیو۔

دینو: السلام علیکم مقدم صاحب۔

مقدم: اسلام علیکم۔ سنارے دینا سدان سوا توں ہُن آتو ہی پنہنہ کبر بھی تے اتنو کے؟

دینو: ہیں جی ہم تھارا تابعدار ہاں جی تے فر گھر کو دھندو بھی نال ہی رہے۔

ہنگدار: ہیں جی مقدم صاحب کیہڑو آن گلیں لایو؟ آپ گمان ہون کو تے سوال ہی نہیں ہُن سیں پنہنہ تھا باہروں یوہ چوکیدار گڈراں نالوں چہل دیئے تھوتاں بھی اس نا گرین پنہنہ ہولے تھی۔

چوکیدار: اسکاں کناں مانہہ جے گردن مانہہ بھی کلو ہے آیو وَواج سروں گردن وی نہیں مڑتی۔

مقدم: سنارے نہ کتے او ڈ مانہہ نہ لادی مانہہ تے نہ توں لیتری مانہہ آیو۔

سنگدار: ذری شرم رے بے شرمایاہ کہتو لیتری مانہہ آیو تھو واہ ہی ایک دھیاڑی تیں گن گن رکھی ہے۔

مقدم: دینا.....سنا تیرا اس لالا کو کتے کجھ اتو پتو۔

دینو: جی لالو اللہ نے کل آن پہچایو تے مہارے واسطے جس طرح نوؤں چن چڑھ آیو۔

مقدم: آرہیو رے شکر ہے رے۔

ہنگدار: ہیں جی مقدم صاحب ہم بڑاں بڈھیراں کی اللہ سنی تے پنہنہ اس نحس نہ اسا جگی قسمت کت تھی۔

دینو: ہیں جی آیو کے کانہہ کو او لالو او وہ تے رشید بن کے آیو ہے۔

ہنگدار: اوہ کس طرح رے؟

دینو: کہہ جی میں پڑھیو تے ہوں رشید بن گیو۔

ہنگدار: ہیں جی میں بھی تھاریاں اکھاں اگے اس گھڑی پکی روٹی پڑھی پر ادبی بنگدار رہیو یوہ کہہ اوہ پڑھ کے رشید بن گیو۔

دینو: بڑا جی بدعتاں کے خلاف وعظ نصیحت کرے۔

ہنگدار: ہیں کی مقدم صاحب کیہڑو آن گلیں لایو؟ آپ گھمان ہون کو تے سوال ہی پنہنہ ہُن سنیں پنہنہ تھا باہروں یوہ چوکیدار گڈران نالوں کہل دیئے تھوتاں بھی اس ناگرین پنہنہ ہولے تھی۔

چوکیدار: اسکاں کناں مانہہ جے گردن مانہہ بھی کلو ہے آیو وَاج سروں گردن وی پنہنہ مڑتی۔

مقدم: سنا رے نہ کتے اوڈ مانہہ نہ لادی مانہہ تے نہ توں لیتری مانہہ آیو۔

دینو: جی فرصت ہو کے اپنے دموں نہ اللہ نے کدے وی پنہنہ کرائی۔ ہیں جی ہنگدار صاحب کے ہوں لیتری مانہہ پنہنہ آیو۔

ہنگدار: ذری شرم رے بے شرمایاہ کہتو لیتری مانہہ آیو تھو واہ ہی ایک دھیاڑی تیں

گن گن رکھی ہے۔

مقدم: دینا.....سنا تیرا اُس لالا کو کتے کجھ اتو پتو۔

دینو: جی لالو اللہ نے کل آن پہچایو تے مہارے واسطے جس طرح نوؤں چن چڑھ آیو۔

مقدم: آرہیو رے شکر ہے رے۔

ہنگدار: ہیں جی مقدم صاحب ہم بڑاں بڈھیراں کی اللہ نے سنی تے پنہنہ اس نحس نہ اسا جگی قسمت کت تھی۔

دینو: ہیں جی آیو کے کانہہ کو او لالو او وہ تے رشید بن کے آیو ہے۔

ہنگدار: اوہ کس طرح رے؟

دینو: کہہ جی میں پڑھیو تے ہوں رشید بن گیو۔

ہنگدار: ہیں جی میں بھی تھاریاں اکھاں اگے اس گھڑی پکی راٹی پڑھی پر او ہی ہنگدار رہیو یوہ کہہ اوہ پڑھ کے رشید بن گیو۔

دینو: بڑا جی بدعتاں کے خلاف وعظ نصیحت کرے۔

ہنگدار: او ہن بل تیریاں جڑاں نا داتیں لاوے گو۔ مت اس کا وعظ سنتو ہووے۔

مقدم: تناں پتو ہے رے میں توں سدایو کیوں؟

دینو: حکم کرو جی!

مقدم: پاروں آیو وہ تھواوہ جمالیو۔ کہہ تھو جے اگر دینو اس اپنی دھی بنگی کو ناطو ماین واسطے چادیتو آ۔

دینو: ہیں ہنگدار صاحب اوادو جمالیو تھو۔

ہنگدار: خارے تے ہور کیہڑ و جمالیو۔

دینو: ہیں جی مقدم صاحب او تھارے کو لوں منگے میری دھی کو ناطو تے ایں وارہ

مانہہ مناں کے پچھوتم جے آپ محرم ہیں۔

مقدم: نہ رے آخر ماں باپ تے مالک ہویں نا آخر۔

دینو: ہیں جی ہم مایاں باپاں کا لک تم تے مہار وعیال تھارے توں کجھ دور ہے۔

ہنگدار: مقدم صاحب۔کہیں ہونویں بلا کو بلونہ تے متھا مانہہ ہوے ہی ہے۔اس کو باپ جنتی بڑو صلح رحم تھو یاہ ایک گل ٹھاٹھ جیا کی اسے پر کہی اس نے بھی۔

مقدم: بچھا فرتوں دس مناں بھانڈو کے مقرر کراں؟

دینو: ہیں جی جے تم مناسب سمجھیں گا۔

مقدم: راں رے ہنگدار جمالیو کتے اور و پروتوں کوڑ و دھر کتنو ہووے گو۔سدھ استاں ایاں۔

ہنگدار: (بھوا مانہہ جا کے)او جمالیا اجمالیا!ایہاں مرماتے۔

جمالدین: کے جی کے کجھ گل بات ہوئی؟

ہنگدار: سر تیرو ہوؤ۔پہلاں مناں کجھ دتو نہ۔خالی ہتھ کدے منہ در جائے بھی میرے سواتے تھارو مقدم بھی کتے ہی پنہنہ لگتو (گلاں ہی گلاں مانہہ بہنی کر لیئے)

جمالدین: (اندر آتاں)السلام علیکم دینا ادا.....۔

ہنگدار: اوہ سلام پٹ گیو تھارا گھر تا۔

دینو: ہیں جی اج مچ مدانا ملیا۔

ہنگدار: ہا گر کی پیو۔چپ ہُن

مقدم: بچھا رے جمالیا اس کم واسطے میں دینو سدایو تھو۔تے توں دس تیرا گھر مانہہ تگمت کجھ ہے؟

جمالدین: ہیں جی مہاریاں تکتاں کو فرتم نا آپ پتو ہی ہے تے فرکم آخر نبھانو ہی ہے تے کراں گا کتے کجھ قرض لرض۔

مقدم: جمالیا دینو منے پنہنہ تھو پر لحاظ مانہہ پھس گیو تے نہ پنہنہ کر سکتو۔ ہُن دس فرماں شال مقرر کراں۔

جمالدین: کرو جی۔

مقدم: بچھا دل کے کنیں سن۔ مال بھانڈو چاہے دو ہزار نقد۔ منت کر کر یوہ دینو میں اتنا پر بھی آینو ہے۔ تے میری پگڑی کی سہل ہی ہے میں عمر واہ لالچ پنہنہ کی تے ہُن اج تناں لٹ کے مناں کے لیھے گو۔

جمالدین: ہیں جی جد تم کجھ پنہنہ کرتا تاں تے یوہ کم ہی مولوں پنہنہ عبن لگو۔

مقدم: ہنگدار اہُن اس بھیڑا کی رضا واسطے کیہڑو زبان مگروہ کرے داں توں ہی کجھ کر چھپڑ۔

ہنگدار: رے جمالیا لو بنو اللہ اس طرح بھی دیئے ضرورت تے کجھ بھی پنہنہ، تھی پر جد توں سروں ہی جان دین لگو ہے تاں روپیو ہزار پگڑی وی چاہ دیئے۔

چوکیدار: یاہ گل کہئی میرا دل کی۔

جمالدین: ہیں وے دینا ادا آخر اوہ بھی تیری ہی دھی کو گھر بنے کجھ انصاف تے کرنا آخر۔

دینو: اللہ نا من دے تے ان ہوتاں تو میری گل کو اڈیکو آن ہے ہوں اساں معاملاں مانہہ اس دھی کو لگوں کے۔ شکر کر شکر تے دعا کران سلکھنا نا عمر بھر جن نے اتنا پر کجھ یوہ لو موتا موجیو کر چھڑیو پنہنہ تے تیرے بھانے رشتہ داریں بنی کجھ گل کھیڈ ہیں اج۔

چوکیدار: مناں سہی ہووے جمالیا شاید تناں پنہنہ پچتو۔

جمالدین: مقدم صاحب عرض ایک تھی اگر مال بھانڈا مانہہ نہ تاں بھی پگڑی مانہہ تھوڑو مچ فرق کرو کیوں جے غربت ہے۔

مقدم: مناں یاہ پہلاں ہی دسے تھی سروں ہی ایا نو ہوں وی نہیں جے مطلب

کڈھ کے تھاریں پٹھی انگلیں تے غرض نہ ہوویں تے ہور ہوئے کے داں رے
ہنگدار میں پہلاں ہی تنا کہیو تھوتے نہ ہوں کجھ منوں تھوتیں ہی پہلان وی کجھ
کیو تے ہُن بھی توں ہی کجھ پٹھی پرت اس پر اگاں۔

ہنگدار: چلورے جمالیا تیری غربت درد دیکھ کے چل ہزار بچوں بھی دسموں سوتناں ہی
رہیو تے سوتے ایک بکری چادے۔

چوکیدار: واہ واہ واہ دیکھ رے جمالیا کتنو رحم کیو تیرے پر، دیکھ ایاں ہزار بچوں برابر سوتناں ہی
چھوڑ یو تے ہور بھی دسموں سو۔ داں توں سوچ کت ہزار تے کت سوتے ایک
بکری۔ انصاف بھی تے اس قدر کے؟

جمالدین: ہیں جی آخر بڑا بڈھیرا فر آخر اسے کائیں واسطے ہوویں۔

ہنگدار: ایک گل ہور بھی سینئے۔ بھادرا کو مہینو وی دوئے باپ پوت ایاں ہی رہیو اس
طرح لوک سوچیں گا جے مقدم ہور اس نال ہیں۔

مقدم: بچھارے جمالیا یوہ سارو کجھ آن میرے حوالے کرتے بیگی نا تو ڈتے انے
پلال مانہہ لیتو چل۔

رشید: السلام علیکم مقدم صاحب!

مقدم: وعلیکم السلام۔

ہنگدار: یوہ کون رے دینا۔

دینو: یوہ جی میر واوہ لالو۔ اوہ رشید جی۔ رشید

رشید: باپ مناں ذری کم ہے تھہارے توڑی۔ داں جمالیا چاچا تم بھی ایاں آوؤری۔

ہنگدار: مقدم صاحب ڈھٹوان پڑھیاں واں کو حال ڈھٹو نہ گل نہ بات۔

(دو جی جا جا کے)

رشید: جمالیا چاچا تم ات کے گل کر رہیا تھا۔

جمالدین: یوہ دینو بھائی آپ دسے گو۔

دینو: بچیا یوہ جمالیوادو مہارے بیگی کو ناطو آپنا پوت واسطے سگن آیو تھو تے میں تے تیری ماں نے یوہ مشورو کر کے ایاں مقدم ہوراں کے چلایو تھو تے اوہ ہی فیصلو کر رہیا تھا۔

رشید: پچھے مقدم صاحب نے کے فیصلو کیو۔

دینو: بچیا کے دسوں تناں تے پتو ہی کے مہارو دم ات پٹاوے تے ان کے سبیوں پٹے یہ مج ہی رحم دل ہیں مہارا حق مانہہ مال بھانڈو مقرر کیو صرف دو ہی ہزار تے پچھے پگڑی ایک ہی ہزار فر جمالیا ادا نے عاجزی جئی لائی تے ترس کھا کے فر فیصلو ہوؤ جے ہزار بچوں ہُن توں نو سورو پیو تے ایک بکری چا دے۔ وے جمالیا ادا یوہ ہی فیصلو ہوؤ ے کہ نہ کجھ ہور۔

جمالدین: بس جی بس یوہ ہی ہوؤ ہے فیصلو۔

رشید: ہے ہے خدا کیو بندیو دنیا بدل گئی ہے پر تم سدھا سادھا حالاں پرانی ہی خواب دیکھیں۔

دینو تے جمالیو دوئے بولیں: نہ وے نہ۔ نہ نہ نے تے ادلو بدلو پہنہ کیو۔

رشید: خدا کیو بندیو ہوں کہون دینو مانہہ تبدیلیں آ گیئں لوک چن پر جا پہچیا۔

دینو: داں پوت توں باہر رہیو صرف لوک چن پر چڑھ گیا مہارو کمال توں کسے مجرا ہی مانہہ پہنہ لیتو۔ ہیں وے جمالیا ادا تیرے سامنے دیکھ ہوں اس دھیاڑے بیسا کی چوٹی پر پہنہ چڑھیو تھو۔

جمالدین: خاوے خا۔ ہُن اس نا پتو ہی کے ہے بچارا نا۔

رشید: باپ ہوں تم نا مختصر کہوں تم نے حالاں یہ دھی بہن بھیڑ بکریں ہیں سمجھیں ویں ذری سو چو تے سہی نا خدا کیو بندیو بہن میری تے چکا مکا مقدم کے گھر یاہ کت کی اندھیری ہے۔

دینو: بچیا مالک جے مقدم صاحب ہے۔

رشید: تم چپ چاپ آپنا کرن پر صبر شکر کر کے گھر جاؤ بہن کو ناطو ہوں مامدین واسطے دواؤں گو بغیر روپیاں نال تولن توں۔تم چلو تے ہوں مقدم صاحب نا جا کے ذری ٹھنڈو کروں۔

دینو: بچیا ہوش تے ہوش کریئے اُت مت کوئے مارے کہ۔نا لے کھو ہر واُن نال نہ بولیئے۔۔۔۔۔۔ستم پچھے عمر کو میرے واسطے رہ جائے گو۔

رشید: تم فکر نہ کرو تے چلو.....ہوں وی چلیو۔

رشید: مقدم صاحب تم نے یوہ کے قصایاں آلو کم مچایو ہے۔لوکاں کین دھی بہن بھیڑ بکریں سمجھی وی ہیں بے خصمی۔

مقدم: داں رے نکا میں کے کیو؟

ہنگدار: مقدم صاحب میں پنہنہ پہلاں ہی کہیو تھو۔پڑھیاں واں کو حال کس طرح ہووے تم چپ کرونوں ہی تے آخر رشید بن کے پنہنہ آیو اس نا ہوں سمجھاؤں گو.....بچیا کے جمالیا کولوں تیری پڑھائی واسطے تیرا باپ نا روپیو سولے دتو واہی غلطی کے ان پر چڑھ گئی۔

رشید: ہنگدار صاحب ہمنا اساں روپیاں کی کجھ ضرورت پنہنہ۔مہاری بہن کو گھر بٹھوتے مہارو گھر لکھ وار بٹھو ہے نالے ہوں حلال کی کمائی بچوں وی پڑھائی اتنو کجھ کڈھ لیوں آئی۔ہوں تم نا آپنے واسطے ہی پنہنہ کہتو بلکہ تم کسے ک دھی بہن نا نہ بیچو بٹاؤ۔

مقدم: داں رے نکا۔بارسٹر بن کے آ گیو ہے۔پولیس چاڑھ کے ریماٹ کراؤں گو واہ جیہڑی کدے وی یاد کرے گو تے دینا تو بہ پڑھے گی۔

رشید: مقدم صاحب ہوں سدھا راہ پر آں پولیس مناں کے کریں گی واہ ریماٹ کرے گی تم نا۔

ہنگدار: نکا نکا منہ سام ذری ان اگے بڑا بڑا لوک اچیں پنہنہ بولتا۔ ہوش کر مت توں الٹو ہو جائے۔ ہوں وی گراں مانہہ موہر لاتے چپراسی کے نال نال ہوؤں مت کتے تناں الٹو تم چھڑوں۔

رشید: ہنگدار صاحب موہر لا کے اگے توں کتا ڈکتو چلے تے ہور رعب دسے۔ دو قدم اگے چل کے ہُن تم مختصر سنو۔ تم اس اندھیرا مانہہ ان ساراں لوکاں نا نہ لٹولٹاؤ۔ تے۔ نا لے اندھیرا بچوں باہر آ کے ذری لے دیکھو ہور دینا کے کر رہی ہے۔

ڈرامو:

ککھاں گی کلی

چودھری حسن پرواز

پہلو سین

(مھیساں کو رنگاٹ)

کالو: صوبہ بھائی السلام علیکم

صوبو: وعلیکم السلام۔سُنا باقی اج رستو کیاں بھل گئیو ہے۔مجبوری ور نہیں گئیو۔

کالو: ساری عمر روڑی کٹاں تے گینتی مارتاں گزار چھوڑی اور، یوہ پیٹ ہے نا، بڑی ڈونگی کھات ہے۔بھرن نہیں ہوتو تے فرجت اٹھ کھات ہویں اُت یاہ نمانی جندڑی کے پوری لاوے گی۔

صوبو: کالو بھائی تیں نکا پڑھا گے ساری کمائی سونو بنا دتی۔بڈیرو خرسنگ خاصو پڑھ گیو ہے۔

کالو: ہاں فرید۔فرید ہُن شہر کسے بڑا سکول ماں داخلو لین واسطے کہہ۔خورے کالج شالج ماں مھاری بلا جانے خورے کہہ ہوے

صوبو: اچھا اچھا یاہ ہی لائقی ہے۔ور بھائی کالو شہر ماں گدراں کی چال بدل جائے۔گھر جوگا نہیں رہتا۔پرائی مجلس اپنو گھر چھڑکا دیں۔

کالو: یرا صوبہ بھائی اپنا جوگا ہو جائیں بس اسے ماں خوشی ہے تھارو اللہ نگہبان ہے۔بس فرید پڑھ کے ماشٹر لگ جا تو آتے میرا ان ہڈیاں ور چم مول آتو آ۔

صوبو: سارا ماں باپ یوہ ہی ارمان رکھیں۔ یرا کون نہیں چاہتو جے اُسگی اولاد سُکھیارہ .....نہ...اسے واسطے اتنا قضیا پوٹیا ہیں۔آپ ادھی وی ملے یا نہ ورنکاں گی تس بھکھ نہیں جھلن ہوتی یوہ کالجہ کو سیک ڈاہڈو ڈم لاوے۔یہ سارا بھوگن بھوگناویں،صرف اک آس واسطے۔کہ اولاد بڑی ہو کے بڈھیواں کو سہارو بنے گی۔ور بھائی..

کالو: ہاں ہاں بھائی صوبہ ہوں تیرو درد سمجھوں آں۔تیں مُج قضیاں نال اپنونکو پڑھایو تھو وراج وی مھیساں کو گھاہ پچھو نہیں چھوڑتو۔سُکھ دیکھن واسطے دُکھ پوٹیا اوراس اولاد نے کنڈ موڑ چھوڑی۔

صوبو: کالو بھائی،شابسکاراں کو قرضو اجاں میرو پچھو نہیں چھوڑتو محنت محتاجی کنی،لیتری لہاڑا کنی،لکڑی ڈھوڈھو کے مونڈاں دروں چم وی لہہ گیو،مال بچھووی لادتو، وراجاں مول اُتے کو اُتے ہی ہے۔

کالو: نہ تتے ڈھوہی نہ ٹھنڈے،نہ کروتے مقدماں تے شابسکاراں کا ہالی مانجھی۔تے ساری عمر اپنو پھرنو ساڑنو پے۔

صوبو: ہالی مانجھی ہوتا تے کوئے او کھے ویلے کم آتو۔پیسہ چارتے ملتا رہتا،ورہُن نہ تھن ماں تے نہ کوری ماں۔پوت پڑھایو تھو سُکھ واسطے وروہ دور کنی کنارے اپنی شہرن میم نالے گے سب کجھ بھل بھلا کے بیٹھووہے۔

حاکم بی: او سلیم گا باپ مھیساں ناکھولن گئیو تھو آپے بدھے گیو کس کے نال روہڑیا کرن لگ گیو ہے۔

صوبو: تیری اکھاں کو لئو وی گھٹ گئی ہے۔کالو بھائی نا نہیں سیان سکتی۔

حاکم بی: حلا،حلا۔یوہ چٹ کا پڑیو کالو ہے۔میں سوچیو شاہ نے کوئے قرض وصولن لوڑیو ہے۔

کالو: السلام علیکم بھابی۔

حاکم جی: وعلیکم السلام کے حال ہے بھائی تیرو بال بچو بل ہے گھر ماں سب خیر سُکھ ہے۔

کالو: سب اللہ کو ترس ہے۔ جہڑی گھڑی نکل جائے سو سو شُکر تھوڑا مچ دُکھ تکلیف تے مھارا پرانا سنگی ہیں۔ یہ مھارو کھیڑو کد چھوڑیں۔

حاکم بی: اللہ رحم کرے۔ مچ گزر گئی تھوڑی رہ گئی یاہ وی جسرا کسرا گزر جائے گی۔ رون دھون نال کجھ وی نہیں بنتو۔ اپنو ہی اندر ساڑنو ہے۔ سلیم کا باپ نا کتنی وار کہوں آں۔ زخماں دروں کھونڈ نہ پٹیا کر۔ وریوہ تے زخماں کو وی بیری ہے۔ مولن ہی نہیں دیتو۔

کالو: نہ بھائی۔ بڑو صابر جنو ہے۔ مھیساں نال رہ رہ گے اس کو کالجو مھیس جتنو ہے۔ زندگی ماں ٹھہلا کھا کھا کے اک ککھاں کی کلی بنائی تھی ورواہ وی پوت کی بے مروتی گا جھکڑ نے بڈھیواں ماں ڈھاہ چھوڑی۔ ہور کوئے ہوتو آ کد گونجھو پکڑ یو ہوتو آ۔

حاکم بی: اسے واسطے کہوں اں رون دھون نال کجھ نہیں بنتو۔ اپنا اپنا نصیباں کا لیکھ پوٹنا ہیں۔

صوبو: توں کہڑی صابر ہے۔ ساری رات پاسا پرتتی رہ، ہائے میرو سلیم۔ کہڑا پوریاں نال پالیو تھو۔ وراج میرو دودھ وی یاد نہیں رہیو۔ پرائی گھر آنی اماں بیگانی ہوگئی، چھوڑ چھوٹھا سہاراں نا۔ جا اندر جا گے چاہ کی پیالی بنالیا۔ جنو کدے جائے تھو ہمنے اپناں سپاپاں کی کہانی لالی۔

حاکم: اے ہُن لیائی۔ چاہ تم اچر توڑی تھلا ور بیس گے گپ شپ مارو۔

صوبو: سدھی سر کھپائی ہوگئی ہے۔ بس توں بلیار کر۔ چنگی جئی چاہ تے مک گی گوگی مکھن ماں کٹ گے لے آ۔

کالو: صوبہ بھائی! اللہ نے تناں نیک بیوی دتی ہے ورنہ اس بڈھیواں ماں یوہ آپسی تھواق (اتفاق) محبت کس نا نصیب ہوئے۔

صوبو: اد بھائی یاہ میری ہمت نہ بدھاتی آتے پتو نہیں کد گوماں مٹی بیٹھ لمی نیند سُتو دو ہوتو آ۔

حاکم بی: (بھانڈا دھوتی) نہ کیوں سون لگو ہے۔اجاں مساں دیہنہ لال ہوؤ ہے۔

صوبو: نہ چلئے۔ہوں اس سون کی گل نہیں کر رہیو۔کجھ سوچ سمجھ کے گل کر یا کر۔

کالو: صوبہ تھائی چھوٹیں کس کا ٹھ ہیں۔کوئے لاگ ساگ لائی وی یا نہیں۔

صوبو: ہاں بھائی۔اس دودھ نال ہی تے لون چاہ ٹڑے لگو دو ہے دو جھوٹیں لائیریں ہیں تے اک سون آلی ہے۔وران گی ساہم بڑی اوکھی ہوگئی ہے۔ان کو گھاہ پتر، گوہ مانجھو ھن دھیاڑے تیں دھیاڑے اوکھو ہو تو جار ہیو ہے۔

حاکم بی: اے لیجو چاہ۔چوری کٹ گے آنی ہے۔

صوبو: چلو کسے گے بہانے اج ہم ناوی چوری چکھن واسطے مل گئی۔

حاکم بی: بس تم آ گیا نا اپنی حرکتاں ور، ہوں پچھلاں گے نہیں ٹورتی رہی۔

صوبو: (ہاہاہا.....ہستاں واں) تناں لہر ماں دیکھ کے میرے اندر ٹھنڈیار پے جئے۔میرا سچ ور تناں بڑی چڑاوے۔

کالو: اچھا بھائی صوبہ چاہ تے پی لی ھن ہوں اجازت چاہوں گو۔مناں تھوڑ ٹھیکیدار نال کم تھو چر ہو گیو ہے۔

صوبہ: کے کدے میٹ بنن گی شونق تے نیں آئی۔

کالو: نہ یرا۔کجھ پیساں کی لوڑ تھی۔نکو فرید شہر جار ہیو ہے۔اُس کا داخلہ واسطے لوڑیں تھا۔آپے مک جائیں گا۔مزدوری تے ہوں کروں لگو دو۔

صوبو: اچھا اچھا۔لمیریں لمریں قدمیں جا۔لوڑ کے ویلے یہ لوک گھر نئیں لبھتا۔

کالو: اچھا فر خدا حافظ.....

موسیقی

دو جوسین

فرید شہر ماں داخل ہو جائے۔ ایکدن پارک ماں بیٹھووی ہوے ریڈیو ور چل رہیا اک گیت نا سُن کے غمگین ہو جائے

سلیمہ: فرید کن خیالاں ماں گم سم ہے تن تنہا ان بدلاں نا کیوں گھور تو رہ۔

فرید: نئیں سلیمہ۔ ہوں ایکلو کد ہووں آں۔ میرا سنگ اتنی یاد پلو پکڑ کے ٹرتیں رہیں۔ یہ بدل ہیں نا۔ یہ میرا گراں داہروں ہو گے آیا ہیں۔ یاہ ٹھنڈی فضا اُن ماہلیاں وروں ہو کے آوے جت میں نکاں ہوتاں مھیس چاریں ہیں۔ اُن تلاں تے شنگراں کی یاد ہمیشہ میرے سنگ آوے۔

سلیمہ: اوہو.....فرد یہی مھیس، مھیس۔ ات مھیس نئیں ہیں انساناں گی بستی ہے۔ وہ یہی جیتا جاگتا انسان۔ خاباں گی دنیا وچوں باہر نکل کے اپنے چوفیری دیکھ۔ پتھراں تے کنڈاں کی یاداں تیں خلاصی پا۔

فرید: سلیمہ تیرے واسطے یہ کنڈا ہو سکیں کیوں جے توں تے شہر ماں بڑا لاڈ پیار ماں پلی ہے۔ پکھاں کی ہواماں لوری لین آلی نا سرسبز تلاں تے ماہلاں کی صاف شفاف فضا کو کے علم ہو سکے۔ اب روز گڈیاں گی ٹریں ٹراں کناں گا پردہ پھاڑ چھوڑے نہ دھیاڑی گو آرام تہ نہ رات کو سکون۔

سلیمہ: فر سکون کت ہے؟

فرید: اُن اُچی ماہلاں تے نیلی سرب وادیاں ماں، جن گو قدرتی حُسن اکھاں کو ٹھنڈیار ہوے۔ شہراں گی یہ بناوٹی پارک اُن کو سپرنگ وی نئیں۔ صاف شفاف تازہ تے ٹھنڈا چشمہ تعریف گا محتاج نئیں ہیں۔ ور تم کے جانیں ان گلاں نا.....

سلیمہ: ٹھیک ہے ہوں منوں آج یہ ساری خوبیں تیرا گراں ماں موجود ہیں، ور اٹھو

پہراں خاباں ماں غرق رہن نال کشتی کنڈھے نئیں لگتی۔اس گھسن گھیرو چون باہر نکل کے اپنا مقصد نا پچھان۔

فرید: ان یاداں گے سہارے تے میں اس کوفت ماں اپنا آپ نا جیتاں رکھیودو ہے ورنہ اس نفس پرستی تے مادہ پرستی گی حوس گی دوڑ ماں کدگوا اپنا آپ نا بھل گیو ہوتو آ۔سلیمہ لعلاں گی قدر صرف جوہری ہی جان سکے تے پُھلاں کی قدر صرف بھورہی جانیں لُدیں نہیں۔تیں دیو بلتو دیکھیوا ہے نا پتنگو کسراہ اپنی جان قربان کردے کیوں جے اُس گی واہ دنیا ہے اور وہ اُسے ماں خوش رہنو چاہوے۔

سلیمہ: فرید، ہوں وی اس قدرتی حُسن کی شیدائی آں۔ہوں ان نظاراں نا نیڑے تیں دیکھنو چاہوں تے ہمیشہ ان کی جھولی ماں زندگی گزارنو چاہوں۔وریوہ کس راہ ہو سکے گو۔

فرید: اس ماں کے مشکل ہے تیرا جیسی امیر باپ کی ایکلی دھی ناجدجی چاہوے اپنا دل کی تمنا پوری کر سکے۔

سلیمہ: ورہوں وی ان نظاراں کی رانی بنی چاہوں آ چکور بن کے اُن جنگلاں کی خوبصورتی نا نزدیکوں دیکھنو چاہوں۔اور یوہ تدھ ہی ہو سکے جدتوں میری مدد کرے گو۔توں خاباں کی دنیا وچوں باہر آ کے حقیقت ماں بستی بساوے گو۔

فرید: ہوں تیرو مطلب نئیں سمجھیو۔توں کہنو کے چاہوے سلیم

سلیمہ: اتنو بھولو نہ بن فرید۔میری مجبوری نا سمجھ،میری زندگی کی کھلی کتاب کا ورقا تیری اکھاں اگے ہیں۔انھاں نا پڑھ فرید۔

فرید: توں جھلی تے نئیں ہوگئی کہ ڈھاکا پڑھاوے تیری گل کجھ میری سمجھ ماں نئیں آوے کرتی۔

سلیمہ: فرید کئی وار میں اپنا دل کی گل کہنی چاہی ورتوں ہمیشاں ٹال جاتو رہیو ہے۔وراج ایسو نئیں ہوے گو۔اج ہوں اپنا دل وروں بھار ہوتو کروں گی میرو دھیاڑی کو

سکون تے رات کی نیند حرام ہوگئی ہے تے اس کو ذمہ دار توں ہے۔

فرید: کے مطلب

سلیمہ: فرید کیا ہم اپنا خواباں ناحقیقت کو روپ نئیں دے سکتا

فرید: (ہاہاہا.....) ککھاں کی کلی کا بسنیک محل کو خاب نئیں دیکھتا۔ ورہاں توں دیکھ سکے تیں کدے زمین آسمان ناملتاں دیکھیو ہے، کدے وی نئیں۔ کیوں جے ایسو ممکن ہی نئیں توں آسمان ورہے سلیمہ تے ہوں زمین وراک ڈونگی کھات ماں۔

سلیمہ: ٹھٹھانہ کر فرید۔ وہم پرستی تیں باہر آ۔ جہالت کا زمانہ کی گل نہ کر۔ ہم دوئے پڑھیاں لکھیاں آں۔ چنگی نوکری مل جائے گی تے فیر یوہ سارو اندھیرو چانن راتاں ماں بدل جائے گو۔

فرید: پول لاگے مخملی فرشور نئیں ٹریو جاسکتو سلیمہ۔ پنگوڑا ماں لوری کے گے پلن آلا، پتھریلا رستاں ور نئیں ٹرسکتا۔ ہم دریا کا ویہ روکنڈھا اں جہڑا کدے وی نئیں مل سکتا۔

سلیمہ: پتھراں ماں رہن نال انسان پتھر نئیں بن جاتو۔ توں کنڈاں کی گل کر کے میرا دل ماں چوبانہ دے۔ شہر ماں پلن آلی یاہ سلیمہ تناں گراں کا ماحول ماں رہ کے دسے گی۔

فرید: عملی زندگی بڑی مشکل ہوے۔ کہن تے کرن ماں مچ فرق ہوئے۔ تناں میری ککھاں کی کل ماں کدے وی نیند نئیں آسے۔

سلیمہ: ہوں سب کجھ سہہ لیوں گی۔ اپنا آپ نا بدل لیوں گی۔

فرید: میرا بڈھڑ ماں باپ کی کھنگ تناں تیر ہاروں لگے گی۔ ہر چیز تناں اوپری لگے گی۔ پچھتائے گی توں۔

سلیمہ: بس کر فرید۔ ہوں موم کی گڈیا نئیں۔ انسان ہاں انسان۔ میرا سینہ ور کھورابٹہ نال مرچیں نہ پیس ّروتاں واں) تیری گلاں نے پہلاں ہی ساڑی وی آ، ہور نہ ساڑ۔

فرید: اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ مناں کجھ مہلت دے۔ سب ٹھیک ہو جائے گو۔ ہوں اپنے گھر اپنا ایک دوست ہتھ سنیو دیوں گو۔

سلیمہ: سچ مناں اپنا کناں وریقین نئیں ہور ہیو ہے۔

فرید: بالکل سچ۔

تیجو سین

کالو: فرید تیرو دوست رشید آیو تھو۔ وہ کجھ کہہ رہیو تھو۔ کیا یوہ سچ ہے۔

فرید: جی ادا۔ وہ ٹھیک ہی کہہ تھو۔ سلیمہ بے شک بڑا گھر کی ہے در تھاری خدمت گزار ہوے گی۔

نوراں: فرید بچہ اوکھاں پہڑاں ور قدم سوچ سمجھ گے ہتھ نئیں آسیں

فرید: نہ اماں میں سب کجھ سوچ لیو۔ تم کیوں ڈریں۔

کالو: نوراں توں کیوں ارار پارگی مارتی رہ۔ کدے تے کائے عقل کی گل کریا کر۔

نوراں: ہوں ڈروں آں کہ بھائی صوبہ گا سلیم ہاروں فرید وی کدے

کالو: نہ نہ پہاڑی گل زباں ور نہ آنیئے۔ مھارو فرید لکھاں ماں اک ہے۔ اس نا مھارا مصیتاں گا دھیاڑا یاد ہیں۔ ہوں بھلک ہی شہر جاؤں گو۔ اپنا فرید گو گج بج گے بیاہ کراؤنگو بس اج تیں بیاہ تیاریں شروع۔

چوتھو سین

"(گراں کو ماحول.....)

نوراں: (تندور روٹی لا رہی ہوے.....)

سلیمہ بچی داں چھنجی دیئے روٹیاں واسطے۔

سلیمہ: ہُنیں لیائی اماں

نوراں: بچہ گلیں لکڑیں ایں نا۔ دھواں نال اکھانی ہوگئی ہیں توں اس قضیا تیں دور رہیا کر۔ جدتوڑی ان اکھاں ماں لُو ہے ہوں آپ بناؤں گی۔ ہاں کدے بہاری روٹی پانی کرلیا کہ۔ میری مچ ساریں شریکنیں ہیں نا۔ کہیں شہروں گدری آن کے پیڑھا ور بسال چھوڑی۔ کوئے کم ہی نئیں آتو۔

سلیمہ: اماں یہ گوانڈن اسے راہ ٹمکی لاتیں ہیں۔ ان کی گلاں اور دھیان نہ رکھیا کرو۔ تھاری اکھاں اگے سکولوں مُڑ گے ہوں وی لگی رہوں آں۔

نوراں: ہائے بچہ ہوں کدکہوں آکے توں نکمی بھیٹی رہ۔ سویلے کنگو شیشو کیوتے سکول چلی گئی اتے فرُتھکی ٹُٹی وی آگے توں کروی کے سکے۔ اب کہڑو مچ کم ہے بس بادلی وروں پانی آننو۔ مھیساں گی بانڈی وچوں مانجھو پھیرنو تے گھاہ ہوں آپے گھلوں آں۔

سلیمہ: اماں ہوں بلیس بلیں سارا کم سکھ لیوں گی۔ تاں جے جس دھیاڑے فرید شہروں آوے ہوں مانجھو پھیرتی ہووں تے۔

نوراں: نہ تے فرید کہ کسرے گو۔ توں دنیا گی پہلی بہو تھوڑی ہے جہڑی یہ کم کرے ھن اس گا کن نہ بھرن لگ جایئے۔ پورا چواں مہنیاں بعد وکالت تیں آوے گو۔ اتاں ہی رواس پٹاس شروع کردیئے۔ ہوں تے تناں سکھ مت دیوں آں ور تم شہریاں نا مھاری گل سمجھ ماں کدآنویں۔

سلیمہ: اماں تم گلاں نا ایویں پُٹھو رنگ دین لگ پیئیں۔ سدھی کہووں تے اُلٹی سُنیں۔ تھارا جنگ گی کروتے ٹنڈ ور وپٹن لگ جائیں۔

نوراں: ہاں، ہاں۔ ہلوں تے ڈوری آں۔ تیرا چار کن ہیں توں مناں سکھان آئی ہے۔ آن دے اج فرید نا۔ ہوں پہلاں ہی کہوؤں تھی ور میری سُنے کون؟

سلیمہ: کہہ کہیں تھا تم۔ میں کہڑو ڈم لا چھوڑیو۔

نوراں: اجاں فرق باقی ہے۔ پچھلا چھ مہیناں تیں ہوں تیرا نخرا سہتی آئی آں۔

فرید: (اچانک داخل ہوے) اماں، سلیمہ یاہ کے چچول پائی ہوے کے گل ہے۔

نوراں: پچھڑ اپنی اس لاڈلی نا۔ کم گو کہ کہہ چھوڑیو کے ڈنگ مارن لگی سپنی کدے گی۔

سلیمہ: اماں! میں کس ناڈنگیو ہے۔ کائے چ آلی لیانی تھی۔

نوراں: تیرا ماں باپ نے تناں کجھ نئیں سکھایو۔ چ نئیں پیسہ گوگل ہیں مھارانیاں جسیں۔

فرید: اماں خدا کے واسطے مناں وی کجھ دسو گل کے ہے۔ ہوں یوہ کجھ دیکھن نئیں آیو۔ تمنا ہو کے گیو ہے۔

نوراں: میرو دماغ پھر گیو جھلی ہوگئی ہوں پاگل خانے داخل کراؤ مناں۔ اج فیصلو ہو کے رہ گو۔

کالو: کے فیصلو کر رہی نوراں اج، کے گل ھے۔ تم سب کیوں بسونگر گے کھلا ہیں۔

نوراں: مناں پاگل خانے لے جا رہیا ہیں۔ ہوں ماں نئیں دشمن آں ان گی۔

کالو: فیر ید گل کے ہے مناں وی تے کجھ دسو۔

فرید: ادھا ہوں وی مساں پُجیو آں۔ ورات کوئے دسے تے پتو چلے۔

نوراں: آہا۔ جس راہ تناں کجھ پتو ہی نہیں سب کجھ چٹھی ماں لکھ سُناتی ہوے گی۔ پتو نئیں کے کے اُلٹ پلٹنگ لکھتی رہی ہوے گی۔ یاہ ڈین اے ڈین۔ مھارا گھر نا اُجاڑن آئی ہے۔

کالو: غصہ ماں چپ کر کم بخت ہمیشہ چچول کرتی رہ، سلیمہ توں دس کے گل ہے۔

سلیمہ: ادا کجھ وی تے نئیں۔ بس میں اتنی گل کہی تھی جے ہوں مانجھو بہاری سب کجھ سکھ جاؤں گی تے فر فرید نا دسوں گی جے ہوں یوہ سب کجھ کر سکوں آں۔

نوراں: آہاہا۔ بڑی معصوم ہے توں۔ گھ لمی زبان ہے تیری کا گاں ماں کوئل۔ مچ نخرا سہہ لیا۔ میرا جنوں اجاں ٹٹا نئیں۔ مناں اپنی قسمت سہی تھی۔

سلیمہ: (روتاں واں.....) اچھا اچھا میر وقصور ہے ہوں ہی مُنہ کالی تھارا ورنخس

آئی آں۔ میں اکھیں دیکھ کے زہر موہر دکھالیو ہے۔

فرید: اماں سلیمہ ایسی لڑکی نئیں ہے ضرور تمناں کائے غلطی لگی ہے۔ سب کجھ ٹھیک ہو جائے گو۔ بھلک ہم دوئے شہر جاں گا۔ دیکھ نا چھ مہیناں ہو گیا اس نے ماں باپ کو منہ نئیں دیکھیو۔ شریک لوکاں کی گلاں ور کن نہ دھریا کرو۔

نوراں: ہاں، ہاں قصور تے میرو۔ لے جا شہر بسال کے کے محلاں ماں۔ میرا نفس کو میرو دشمن ہوں تے پہلاں پٹوں تھی۔ کُڑی بہتاں بیاہتاں گدراتوں وی جاں گا۔ پرائی ماں کی کدسکی ہوئی ہیں۔

فرید: اماں خدا کے واسطے اسو نہ سوچیا کرو۔

نوراں: بس بس بچہ۔ اس نا اللہ موڑ کے نہ آنے۔ تیرو دل کیو تے آجائے ور۔

فرید: اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ تم آرام کرو۔

پنجمو سین

مھیساں کا ڈھاراماں دوئے بڈھیڑ بیٹھا واپار گلی درد یکھتا رہیں.....)

کالو: آہا یہ دھیاڑ اوی دیکھنا تھا۔ اج پورا دس مہیناں ہو گیا۔ میرو فرید نئیں آیو۔

نوراں: ہُن ایاں کاں نا آوے گو۔ صوبہ بھائی کو سلیمہ کہہ تھو جے سلیمہ کو تبادلو شہر ماں ہو گیو ہے تے اُتے ہی انھاں نے اپنو مکان بنالیو ہے ھن ات اُن کو دل کد لگے گو۔

کالو: وراس کی زمہ داروی تے توں ہی ہے۔ تیری پوند نے یہ دھیاڑ ادسیا ہیں۔

نوراں: ہاں۔ ہوں تے ہوؤں بُری آں

تیری عقل اُسو یلے کت سُتی وی تھی جس و یلے شملو رکھ کے شہر بیاہ جوڑن چلیو تھو۔ تیں صوبہ بھائی کی وی نئیں سُنی تھی۔

کالو: کے نئیں سُنی تھی تیرا صوبہ بھائی کی۔

نوراں: یاہ ہی جے میں تے اپنو پوت کھڑا یو ہے توں ہوش کرئے

کالو: میں کہڑو گناہ کیو۔ سوچیو تھو پوت کی خوشی ماں مھاری خوشی ہے۔ اُس گودل نہ ٹُٹ جائے تے فر مھارو فرید ایسو تھووی تے نئیں۔

نوراں: تے ھن کاں نا جھورے۔ ہتھاں کی بدھی وی ھن دندیں وی نئیں کھلتیں۔ سیا تاں کہیں۔ ٹکر برو برگا نال لانی چاہئے پہاڑاں نال ٹکر لا کے اپنو سر ٹٹے۔ ور ہم تے سروں ادھ مواہ ہو گیا آں۔

کالو: توں اپنی کالی جیبھ دنداں ہیٹھ رکھ لیتی آ۔ اج دوئے پوت تے بہوا کھاں اگے ہوتا آ۔

نوراں: نہ جاناں۔ جاگے موڑ کیوں نئیں کے آتو۔ مرے سر کاں نا دوش لاوے۔ حاکم بی کی بہوناوی میں کڈھیو ہوے گو یہ شہراں گی گدریں ان کچا ڈھاراں ماں نئیں رہ سکتیں

کالو: آہ۔ توں وی ٹھیک ہی کہہ۔ اپنو گھوڑو سدھاراہ ور ہوے وہ لاوی نئیں دوڑ تو کے سوچیو تھو کہہ ہو گیو۔ پتو نئیں کہڑی کتبری اگے آ گئی ہے۔ سُکھ کا خاب لیا تھا، دُکھاں نے مونہہ گاڑ لیو.....

صوبو: (اچانک صوبو آ جائے۔) اسلام علیکم۔

نوراں تے کالو: وعلیکم السلام۔ آ بھائی صوبہ بیس۔

صوبو: اللہ۔ بھائی کیوں منہ سجایا واہیں۔ کدے فرید کی یاد تے نئیں آ گئی۔

کالو: صوبہ بھائی توں ٹھیک کہہ تھو۔ جعفر پور یا ہم جھلاں پر اولاد کسے گی ہو جائے۔ ماں باپ آخری وقت ماں اپنی اولاد ماں اکھ بند کرنو چاہویں پر مھارا نصیب سڑ گیا ہیں۔ پتو نئیں کت رُلاں گا۔

صوبو: نہ بھائی۔ اتنو دل کمزور نئیں کر۔ اللہ سب کو نگہبان ہے اپنا اپنا نصیب ہیں۔ نیلی چھت آلو سب کو سہارو ہے۔ فیر مھارا در نئیں دیکھتو۔ ہم وی تے اسے جندر ماں پسا جا رہیا آں۔

کالو: یرا اس توں نہ ہوتا تاتے اکھاں گوساڑ و نہ ہوتو آسوٹھو کر لیتا۔

صوبہ: نہ بھائی کالو.....ماں باپ ہمیشہ اولاد واسطے دعا گو ہویں۔چلو جت وی ہویں سُکھی ویں،خوش رہیں،پھلیں پُھلیں میرا اتنو دل ماں سوٹھو تے ہے ناجے اللہ گے نزدیک ہمنے اپنو فرض نبھایو ہے۔یاہ تے کوئی کہہ گونا..... یہ فلانا گا پوت ہیں۔آندھی جھکھڑ دیکھ کے بھائی کالو لوک اپنی وکلیاں ناپہلاں ہی نہیں پٹ لیتا۔آہتھ کھلا کر گے دعا منگاں جے رب العزت اُن کو رُتبو اچو کرے تے ماں باپ کی قدر کرن گی توفیق دے۔بُھلا وارستہ ور آجائیں۔

کالو،نوراں: آمین،آمین۔

جھلیالوک

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

کردار	تعارف
ستاریو	(اک غریب آدمی، عمر ۵۰ سال)
خدابخش	(ستاریا کو بھائی، عمر ۶۰ سال)
بگی	(ستاریا کی بیوی)
عبدالغنی	(خدابخش کو دوست)
شمس الدین	(ستاریا کو لڑکو عمر ۱۸ سال)
سلیم	(فارسٹر خدابخش کو لڑکو عمر ۲۵ سال)
رضیہ	(ستاریا کی بہو)
چودھری میر محمد	گراں کو کھڑ پنچ)

پہلو سین

(ستاریا کو گھر)

خدابخش : (ایک منجی ور لموں پیوڑو) ہائے.....ہائے.....ہائے.....

ستاریو : (حقو چھکتاں ماں) بھائی کجھ زیادہ تکلیف ہوگئی ہے تم نا؟

خدابخش : تکلیف میری قسمت ماں لکھی وِی ہے۔ دو سال ہو گیا ہیں منجی پر ہی دُھڑکوں لگوڑو۔

ستاریو : بھائی اس طرح کی گل کیوں کرتا رہیں ہویں۔

خدابخش : کے کروں۔اک وہ عبدالغنی وے تھو، کدے روڑھیا کرتا رہاں واں مدت ہوئی وہ بھی نہیں آیو، سہنیو وِی دِتو تھو۔خبرے....خدا دروں خیر وے سہی۔

ستاریو : بگی تاں دیکھ کائے دودھ کی گھوٹ ہے نہیں، بھائی نا دودھا تو بنا کے دیتا۔

بگی : رات مھیس کھلّی نہیں تھی۔نکی لوجہڑی چھٹا کی کڈھی تھی چودھری کی لیتری واسطے دو اگھل چھوڑی ہے۔

عبدالغنی : (اندر آتاں ماں) السلام علیکم

بگی : آؤ بھائی بیسو (غنی خدابخش کے کولّے جا کے بیس جائے)۔

خدابخش : (غنی کو ہتھ چم کے) گھمائیو آیا وروں، تناہی یاد کروں تھو آ گیو ہے.....تاں منا افراں کرو۔

عبدالغنی : (سرہانے بیس کے خدابخش کو سر جھولّی ماں دھرے)۔

خدابخش : بھائی ستاریا کت ہیں تھارا نکا۔

ستاریو : بھائی نے ویہہ شہر چھوڑیا واہیں پڑھنّ واسطے...کدے یتیم خانہ ماں خبرے۔

خدابخش : (غنی نالّ) مناہُنا رآوے۔میرو ہُنّ وقت نیڑے ہی ہے تے توں ہنّ پھر جے کجھ ہوسکیو تے کریئے۔ میرا سلم نا پڑھایئے۔ لکھایئے۔ مدے خدا اُس کا دھیاڑا سبلا کرے۔اُس کو خیال رکھیئے۔ میرا.....میرا.....میرا اسلم کو.....خیال رکھیئے۔

عبدالغنی : تم گھبراؤنہ اللہ بہتر کرے گو۔

خدابخش : تاں میرو کلمو صحیح کریو.....لا الہ اللہ محمد رسول اللہ

ستاریو تے عبدالغنی: اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بگی : (روتاں ماں) ہائے میرا پر پے گئی۔

عبدالغنی : (ادی بگی سرود نہ کریو۔ یوہ بیلو صبر کو ہے۔

(عبدالغنی تے ستاریو خدابخش ناسدھو کریں) (پردو گر جائے)

دو جوسین

(ستاریا کو گھر خدابخش نا دفنان تو بعد)

ستاریو : خدا جنت نصیب کرے بھائی نا چنگی نبھا گیو۔ بھانویں سال دو منجی پر ہی رہیو۔ پر اتنو اِک بھلا وو تے تھو ہن پتو نہیں کے ہوے گو۔ چودھری کا راہ وچوں تے باڑ ہٹ گئی ہے۔

عبدالغنی : گھبراؤ نہ دیکھو خدا کا کماں دار۔

ستاریو : گھبراؤں نہ تے کروں وی کے۔ بھائی منّا کہتو رہ تھو چودھری کو لے نہ پھسیئے جس طرح بھکھاں ننگاں وقت نبھانو پیو۔ نبھالیاں گا.....داں بگی حقو اُراں کر، ہن یو ہی میرا غماں کو پیہالن ہے۔ سارا لوک چلا گیا تے بھائی غنی تم مھارے بندے لگا وا ہیں۔

عبدالغنی :

تیرو بھائی تھو نا۔ میرو اک ہی دوست تھو، منّا تیرے تیں زیادہ دُکھ ہے۔ پر کے کراں موت اگے کسے کو بس نہیں چلتو .....تھارو اپنو وقت مشکل نالن نبھے ہوں ہن جاؤنگو تے شہروں سلیم نا لے جاؤں گو۔ منایاہ تے آخری وصیت تھی۔ اچھا اللہ کے حوالے۔

ستاریو : اچھا اللہ کے حوالے (عبدالغنی باہر نکل جائے)۔
(خاموشی تیں بعد) بگی چپ کیوں ہے۔ کجھ گل کتھ کرن جے دِل.....ہوٹھے ہوٹھے وے۔اندر سٹریووی کھانْ نا آوے۔

بگی : کے گل کروں ترانْ ہی نہیں رہیا۔دُکھ تکلیف وی عمر دھیاڑانانْ سہنْ وے بھائی تے گیو واہ اک نشانی تھی۔اُس کی جے مھارے کولے۔مھاری غریبی نے واہ بھی نہ رہنْ دتی۔

چودھری : (اندر آتاں ماں،السلام علیکم بھائی ستاریا۔

ستاریو :(اُٹھ کے نجی پرلوئی ڈاہتاں ماں)علیکم والسلام ! آ ؤ چودھری صاحب ، بیسو۔

چودھری : چُپ کیوں ہیں۔

بگی : ہائے ہائے !مھارے پراَشمان ٹٹ کے پے گیونا!

چودھری : اُف بھائی ستاریا میری تے بھائی بخشیا کی ملاقات بھی نہ ہوسکی آخری وقت ماں۔دنیا کا دھندا اِک دوجا کی تنگی تکلیف ماں وِی نہیں شریک ہونْ دتیا ہوں انگاں کچہری ورگیوؤ تھوتے بھائی بخشیا پر مٹی کی لپ وِی نہ سٹ سکیو۔

ستاریو : چودھری صاحب، جائے ؤ ہی ہے جہڑو دنیا کی ٹھنڈی ہواتیں جائے۔گیوؤ نہیں مُڑتو بھانویں ہم کتنو ہی سوگ کراں۔اللہ تھاراساہ کی بحالکی رکھے جہڑا ہم نا کدے اوکھے بیلے۔پگھریں پتو نیوؤں لاتار ہیں۔ہم ناتے ہنْ گھنا روڑھیا کرنا ہیں.....چلو جو اللہ کرے گو!۔

چودھری : اللہ کی کرنی اَگے کون ہتھ دھر سکے تے اُس نا ایذاوی کتنو تھو۔کتنی مدت ہوئی منجی ورتھو۔ہوں جس طرح پہلاں تیرے نالْ تھو اُسی طرح

اَجاں وِی تنا کدے ہوٹھے نہیں جان دیسوں۔ تیرو میرو مدتاں کو حساب ہے۔

بگی : (چودھری نا اُٹھتاں دیکھ کے) کنگا بوٹ لانْ لگ گیا ہیں۔قہواہ کی پیالی پی جاتا، دودھ تے واہ دھکا جوگی کھلّتی نہیں۔ ٹیموں ہل گئی ہے۔کجھ کھڈاک کرے۔

چودھری : (اگر یڑے تیں مُڑ کے) چاہ کی تے لوڑ نہیں۔منّا کم اک نہیں تھو یادر ہیو! ستاریا تنا گوہ سٹن گو کہیو تھو۔تم انگا الجھیار رہیا ہیں ہنْ نکی لو خواہ مخواہ آئیو۔

ستاریو : (چودھری کا جاں توں بعد) بگی سن گل چودھری مھارے کونّے بیسن نہیں تھوآیو۔اُس نے حکم کرنو تھو۔

بگی : بھائی نا اللہ بخشے اینویں تے نہیں تھو کہہ اِنہاں لوکاں نا کسے مجبوری دِستی، نکی لو جانو پوئے۔ (پردو گر جائے)

''تیجو سین''

(چودھری کو گھر)

ستاریو : السلام علیکم چودھری صاحب۔

چودھری : چنگی سبیل ہے۔کت جے مورو بجھایو ہے۔تیری ہنْ اَکھ کھلّی ہیں۔لوک چھٹو کڑ ولا رہیا ہیں۔

ستاریو : میر حالت تم دیکھ ہی کے آیا تھا۔کوئے آجائے تے چھٹ گھڑی بیسنو ہی پے جاتے۔

چودھری : کمتالّی کی یاہ حالت تے تنا لوکاں کی ٹہل ٹنڈھوالی نہیں پوری

ہوتی اس طرح مھاری نہ نبھی کم کرنو ہے تے سدھی طرح نہیں تاں حساب مکانْ آلی گل کر۔ کپڑا چیڑاتے دانہ پھکا کی لوڑ پیاں ماں توں سدھو میرے کولے پہنچے۔اُس ویلے دیر نہیں ہوتی۔

ستاریو : او جی تم نا پتو ہی ہے۔حساب مکانْ جوؤ میرے کولے ہے کے ہے۔کم کان یہ ساہ نال لگاوا ہیں۔سبیل تے کدے کبیلْ اتنی ٹٹی وی کیوں دیں۔جناں کو چھٹ وی واہ واہ وے۔اجاں تے دھیڑی پچھاں ہیں۔حساب کتاب تے تھارو میرو ساہ نال ہے۔ہوتو مکتو رہ گو۔

چودھری : جیدے گھانی نہ پیڑتے جا اگاں کم ور ستاریو چلیو جائے۔

(پردو گر جائے)

چوتھو سین

(ستاریا کو گھر)

ستاریو : (چار دن بعد گھر واپس آوے تے بھت ٹھڑکا کے بگی نا جگاوے۔ بگی ...بگی ....اوہ بگی جاگے جے سوگئی ہے۔اُٹھ تاں ہوڑ ولاہ۔

بگی : (اکھ ملْہو تاں ماں)اوکونْ ہے اس ویلے کبیلے۔

ستاریو : ہوں ہاں نا ہوں..... بھت کھول۔

بگی : ہوں کونْ ہوے، ناں لے نا۔اس ویلے کنگا ڈھنڈورا دئے۔

ستاریو : ہوں ہاں ستاریو خصم تیرو۔ہور اس ویلے کونْ آوے گورات تیرے کولے۔(بگی بھت کھولے) کوک، کوک کے میرا سر گی ٹھکری ہوگئی۔اتنی آرام طلبی۔

بگی : آرام طلبی تے جور ہے۔اٹھویں دھیاڑے گھر مڑیں فروی نہورا

کرتا۔اَج توڑی کنگار رہیا ہیں۔کدے بیلاں نالں آتا جے آنوتھو۔

ستاریو : بگی ٹرٹر نہ کر۔تنابیلاں ہی کو پتو ہے۔اگلاں کی ڈھامیری جان چڑھی وی تھی۔ویہہ اپنو حاصل لین تیں بغیر نہیں جاں چھوڑتا۔ایک دن واسطے سدیو تھونا۔اَج چوتھے دھیاڑے چھوڑیو ہاں خدا غریب وِی کسے نانہ کرے۔

بگی : جیدنے ہنں لچکر نہ کروتے چڑھ گے سورہیو۔

ستاریو : بگی جے بھکھاں نیند آتی تاں دے ستاہی رہتا فرتنا کجیا کرن کی کے لوڑتھی تیں کوئے دوٹکلی سٹی وی ویں گی تاں چڑھ کے سونں کو روح آوے۔منّا اسو یلے بیسنں کا آنکس وِی نہیں لگتا۔

بگی : آٹا کی چونڈھی نہیں نکی لو گاں ہوں وِی بھکھی ہاں۔اس ویلے میرے تیں ککھ نہیں ہوتو،سور ہوہنں۔

ستاریو : اچھا ہوں تے سوچوں اکبار چوہدری کولوں جان چھٹ جاتی۔ بھکھ ننگ برداشت کر لیتا۔ (پردو گر جائے)

''پنجموسین''

(چوہدری کو گھر)

چودھری : ستاریا کے کے کیو ہے دھیاڑی۔کتنا اِک جناں تھا۔زمین بن گئی نہیں۔نکی لو واسطے کسے نا کہتا۔لنگ پھسا چھوڑتا کسے ہور کی لیتری نہ وہے بھلک۔

ستاریو : نکی لوکو فکر نہ کرو جی۔جیویں (زمین) بنتاں لگ جائیں گا۔ دوترے دھیاڑا اچر توڑی لوک وی بہلا ہو جائیں گا۔

چودھری : اَج دھیاڑی تیں ککھ نہیں کیو؟

ستاریو : میں کد کہیو جے ککھ نہیں ہوں کر کر کے ٹٹ گیو ہاں۔ پر زمین بنان واسطے داندا ں کی ضرورت ہے۔ داند کسے کا لبھا نہیں۔ لوک اپنے اپنے لگاوا ہیں میرے توں اکلاں ہور کجھ ہوے نہیں تھو۔ بتھل کڈے کے رکھ چھوڑی ہے۔ داندا اپنا ہوتا تے کم جلدی ہو جاتو۔

چودھری : ہوں داند رکھوں جے لوکاں کا مر گیا ہویں کہڑو نہیں داند دیتو توں جاء ناں نکی لومنگ لیا داند عطیا کا۔

ستاریو : او جی جے سچی گل پچھیں تاں ہوں رجیو وہاں عمر ساری تھاری نوکری کر کر کے فروی گھر واہ ایک بڈھیڑی ہے۔ اُس نا پھا کا لگیں لگاوا۔ نکو گھروں باہر سٹیو وو ہے۔ میری نوکری کو انہاں نا کے فائدو ہے۔

چودھری : ہوں کے کروں بڈھی نا تے نکانا؟

ستاریو : تم ہنں میرو حساب ہی کرو تے پتو لگے۔ جس سال بھائی فوت ہویو ہے تم کہیں تھا اجاں چار سال ہیں۔ ہنں یوہ پنجمو سال جاے لگوو وَ۔

چودھری : حساب تے تیرو ہنں پورو وہی وے گو.....ور... تیرو وہ نکو کتنو اک ہے رے۔

ستاریو : تھاری اُس بڈیری گیری کے نانں کو ہے۔ ہن ۱۷/۱۸ سالاں کووے گو۔

چودھری : وہ پڑھے وِی ہے نا کتنی ماں ہے اس سال۔

ستاریو : ۹/۱۰ سال ہو گیا ہیں پڑھتاں۔

چودھری : ستاریا توں ہنں بڈھووی ہوگیو ہے۔موت کووی پتونہیں ہوتو کس ویلے آجائے تیں اس نکا کو بیاہ کرانو تھونا۔ جیتاں جیتاں خوشی دیکھ لیتو۔

ستاریو : خوشی تے جورد یکھی ہنں اُس ناتے پڑھنں دیوں۔مدے اُس کا دھیاڑا سبلا مڑیں۔

چودھری : توں نہ ہویو تے اُس کا سبلا دھیاڑا تیری کس کاری۔اک بار تے خوشی دیکھ لے۔

ستاریو : چودھری صاحب پیسہ کت ہیں بیاہ واسطے۔

چودھری : پیساں کو کے ہے ہوں جیبوں تے تنا کے پرواہ ہے۔میں اگے کدسیانف کی تیرے نالں۔

ستاریو : واہ گل تے ہے یار قم مکانی وی پوئے گی۔نافر کے کروں گو۔

چودھری : ستاریا ہوں کہڑو اَج ہی تیرے کولوں منگن لگو۔پیئو کم کاج کر کے مکا چھڑیئے۔

ستاریو : کم کاج تیں ہنں دِکی آ گئی ہے جان کی یاہ حالت ہوئی وِی ہے۔

چودھری : نہ تے منا کوئے لالچ تے نہیں۔ہوں کہوں تھوتوں نکا کی خوشی دیکھ لے آ۔

ستاریو : چوہدری صاحب دوایک گل ہوروِی ہیں نا اِک تے گدرا کی پڑھائی چھٹ جائے گی دوجے رشتو وی کونں دیئے ہم نا؟

چودھری : اوجھلیا لوکا بیان نالں پڑھائی ماں کے فرق پوئے۔سگوں گھر کا کم کاج ماں سانہنی ہوجائے گی تے گیرو بے فکرو پڑھے گورہی گل رشتہ کی تے ہے کون جہڑو میری مرضی توں بغیر رشتو لے دے سکے۔ہوں جس

کو چاہوں گھر بساؤں جس کو چاہوں اجاڑ چھوڑوں۔ واہ جمالیہ کی گیری ہے نا۔ چنگی نک منہ آلی ہے۔ اُس کو وارث وِی کون ہے۔ ہوں گل کروں گو۔

ستاریو : اچھا ہوں گھر صلاح کروں گو۔

چودھری : ہوں شہر چلیو ہاں تے تیرا نکا ناوی گھر آن کو سہنیو دے چھوڑوں گو۔

چھیموسین

(ستاریو کو گھر)

ستاریو : تاں بگی حقہ پراگ دھر دے۔

بگی : حقو تے پچھاں وِی اِتے ہی ہے۔ اَج کتنا دھیاڑا توں پچھے یوہ نکو آیو ہے۔ اس نال گل بات کرتا تاں۔

ستاریو : نکا ہی نال گل کروں گو ورتوں حقو اُراں کر! (ستاریو بگی کو لوں حقو لیکے چھکے)

شمس الدین: بابا ہوں تے بھلکیں نیوں وی آن ورتھو۔ تم نے آج سنہیو کیوں دتو تھو۔ میں سوچیو پتو نہیں کے گل ہے۔ اماں تے کہہ ہم نے نہیں سنہیو دتو۔

ستاریو : اُس نا اندر بیٹھاں بیٹھاں باہر کا کماں کو پتو ہی کے ہے۔ اس نا پکان کھان کو ہی کم ہے۔

بگی : اخاں ہور تے منا کوئے کم ہی نہیں۔ مھیساں کو گھاہ پانی کر کر کے تم تھکا واویں گا...

ستاریو : اچھا چھوڑا نہاں گلاں نا ہن ہم بڈھا وِی ہو گیا ہاں۔ میر وروح تھو۔ اس نکا کی خوشی دیکھ لیتا۔

بگی : یوہ روح تے میرووی کہہ تھو۔ ور پیساں کو کے کراں گا۔

ستاریو : اُس گل کی تے چودھری نے حامی بھری ہے۔ کہہ تھو پیا بلیں بلیں مکا تار ہیو۔

شمس : بابا منا پڑھن دیو جس ویلے پیسا ہو یا آپ بیاہ وی ہو جائے گو۔

ستاریو : بچہ ہون نے سارو کجھ ہو جائے گو۔ میری اکھ نہیں دیکھسیں۔ سوچوں تھو جیتاں جیتاں تیرووی ڈھوڈو تھپے جائے آہم وی خوشی دیکھ لیتا۔

بگی : نہ تے کراویں گا کت.....ہم نادے گو کون؟

ستاریو : دیسیں کیوں نہیں۔ مھارو لال جیسو بچو ہے۔ پڑھے وِی ہے۔ چودھری کہہ تھو واہ جمالیہ کی گیری ہے نا یتیم، خبرے پنجمی پڑھے۔ اُس نال کرا چھوڑاں گا۔ تے واہ گل جے نہ ہو سکی۔ چودھری کہہ تھو کسے ہور کو کاغذ کرا کے بیاہ کرا چھوڑاں گا تیرا نکا کو.....

شمس الدین: میرے جوگی ہن چھٹڑ ہی رہی؟۔

بگی : نہیں بچہ اس طرح کو بیاہ نہیں کراساں۔ سرویں تے ٹوپیاں کا کال نہیں۔ جمالیہ کی گیری ہے چنگی ہے۔

ستاریو : وہی گل کجھ میری نظر ماں وِی آوے۔ (پردو گر جائے)

ستمو سین

(چودھری کو گھر)

چودھری : ستاریا! یہ دو ترے دھیاڑا کنگار ہیو ہے۔

ستاریو : آٹو وی موکلیو وَو تھو تے اپنا سانگاں ماں چریٹ مارنی تھی، داند منگ کے۔

چودھری : وُہ اُس گل کو کے کیو ہے؟

ستاریو : نکو کہہ تھو پڑھائی نہ چھٹ جائے۔ بگی تے من ہی گئی تھی۔

چودھری : ہوں فرانہاں نال گل بات طے کروں گو۔ توں پنج ست دھیاڑا اتے رہیے۔

ستاریو : میرو کے ہے جی عمراتے گذار چھوڑی۔ ہفتا ست دِن منا نیس اکن کالگیں، پتو نہیں وہ یہ منّے گا کہ نہیں۔ ٹوم کتنی اک منگین گا۔

چودھری : چھوڑتوں نہ منن آلا کون ہیں۔ میرو فیصلو اَٹل وے۔ ٹوم وِی اک اَدھ بنوادیوں گو۔ باقی کسے کولوں ایک دھیاڑا ورمنگ کے کم ٹپالیاں گا۔

ستاریو : اچھا ٹھیک ہے۔ نا پر پیساں کو کجھ کروں۔ فر کوئی لیر کپڑا کو کراں۔ دانہ پھکا آلّی گل وِی اسی طرح ہے۔

چودھری : توں گھبرانہ یوہ لے روپیو ہزار۔ جا کے خرچ کپڑا کو کجھ کریئے۔ تانجے اگلا اتار توڑی ہم رشتو نمیڑلیاں۔ ٹوم اِک ادھ وِی بنوالے تے اُس نکانا وِی بلالئے شہروں۔

ستاریو : او جی اُس ناتے جے چھٹی ہوئی آجائے گو۔ اچھا اللہ کے حوالے۔

پردو گر جائے

اَٹھموسین

(ستاریا کو گھر)

ستاریو : بگی اَج بار ہے۔ وہ شمس الدین وِی آتو وے گونا۔

بگی : وُہ تے آتو وے گو۔ چودھری اتنا دھیاڑا کے کراتو رہیو ہے۔ ہن تم بھی ستویں دھیاڑے آنویں دفتروں۔

ستاریو : اَجاں تے بیاہ کی گل ہی کے ہے تے ہسیر لگ گئیں۔ بیاہ ہوگیو فرتے عمر اُتے لگ جائے گی۔

بگی : تم خوشی بچ اس طرح کی گل نہ کریا کرو۔ دسونہ چودھری نے سر جھنیو ہے۔

ستاریو : ہاں چودھری نے تے سرنا خاصی چھنڈی ماری تھی ہوں دیکھوں تھو۔ وہ نکو آجا تو تے اک ہی بار گل کرنی پیتی۔ میرے تے گھڑی گھڑی نہیں مغز کھپائی ہوتی۔

شمس الدین: اندر آوے، ستاریو، آرے بچیا۔

بگی : گھمائی نہ تیرے وروں۔ آہن تناں ہی یاد کران تھا۔

ستاریو : شمس توں پڑھے کتنی ہے۔ لوگ پُچھتار ہیں تے ہوں کجھ بیروئے نہیں دس سکتو۔

شمس : بابا ہوں تے ہن اَٹھویں وچوں فسٹ آیو ہاں۔ ماسٹر کہہ تھو سائنس پڑھیئے۔ تناڈاکٹر بناواں گا۔

ستاریو : جو کجھ قسمت ماں ہو یو لبھ جائے گو بچہ تکبری نہ کریئے۔

شمس : بابا سلیم کو پتو نہیں کے حال ہے۔ آتو کیوں نہیں۔

ستاریو : بچہ وہ دُور ہے نا۔ غنی اُس نابل پڑھاوے گو۔ ہم اُس نال کروی کے سکاں تھا۔

بگی : ہوں کے کہوں تھی واہ بیاہ کی گل کرتا نا۔

ستاریو : اَخاں واہی گل لگو ہاں کرن۔ چودھری نے روپیو ہزار دِتو ہے جے جا کے خرچ کو کجھ کرو تے اِک اَدھ ٹوم وی۔ بنوالیو۔ باقی منگ تنگ کے گذارو کرلیاں گا۔

بگی : تم باپ، دادا تیں منگ تنگ ہی کے بیاہ کرتا رہیا ہیں۔ میری باری وی تم نے ککھ نہیں دِتو۔ تم نا بٹکا کی وصیت تے نہیں؟

ستاریو : بگی جیدے گل نہ کر تیرے واسطے میں جان گاں چھوڑی۔ تیری اکھاں اگے ککھ نہیں آتو۔ یہ لے پیسہ اندر رکھ چھوڑ ہوں کدے جلدی شہر جاؤں گو..... کپڑان واسطے.....

بگی : کہڑی ستر نج وردھروں؟

ستاریو : اُڑیا کِتے دھر چھوڑ نا یاہ گل وِی میرے کولوں پچھے۔ چودھری اُنہاں کے گیوو وہے۔ رشتہ واسطے وہ کیہو تحفو لیکے مڑے گو مھارے دروں ہی نہ ڈھل ہو جائے۔ اچھا جو اللہ کرے۔

(پردو گر جائے)

نوموسین

(ستاریا کو گھر شادی توں سال بعد)

بگی : (بہونا) ڈیڑھ سال ہو گیو ہے تیرا بیاہ نا تے تنا اجاں نہیں عقل آئی۔ ککھ بھن کے دو نہیں کرتی۔ پڑھ گئی دو جماعت جے۔ لعنت اُس گھڑی نا جس ویلے تیر و لٹھیاہ ہو یو تھو۔ انہاں نا وی ہور نہ لبھی کائے تیرے بغیر۔

رضیہ : مناں تے سال ہی ہو یو ہے۔ تمنا نے عمر ساری نہ عقل آئی۔ چودھری نا اللہ دفعہ کرے جہڑو بے کساں نا اس طرح کھجل کرے۔ مچ شونق بیاہ کی تے اپنی گیری دے چھوڑ تو نا۔

ستاریو : (شمس کے نا اندر آتا ماں) داں بگی اُٹھ کائے چلم دھر دے حقہ پر تھک گیو ہاں۔

بگی : تھکی وِی تے ہوں تھارے تیں وِی زیادہ ہاں۔ اتنو مال میرے تیں نہیں سامن ہوتو۔

ستاریو : شکر کر اَجاں یہی ہیں۔ چودھری کہہ تھو میرا یہ پھرڑا چوکھروی لے جا۔ گھر بگی تے واہ نکی آپ سامیں گیں۔

رضیہ : میرے تیں نہیں دھکاور لگتا۔ چودھری کی اشکات۔

ستاریو : بکھی ماں ہتھ دھر کے ہائے ہائے۔

شمس : کے ہو یو بابا؟

ستاریو : اے بکھی بچوں اَڑک نکلے اپنی کرنیاں اگے لگو ہاں جان کی یاہ حالت ہے۔ کم کاج وی نہیں ہوتو۔ چودھری وِی لہر لپو کر تو رہے۔ (شمس ستاریا نا منجا پر لموگھل چھوڑے)۔

شمس : اُس نالّ کتنا سال لانا ہیں۔ دو سال تے ہونّ لگا ہیں۔

ستاریو : حساب نالّ تے ہنّ اک ہی سال ہے خبرے کجھ ہو رنہ کرے۔ اَج کہہ تھو گیرانا سکولوں موڑ لے تے اتے اپنے نال رکھ جس ویلے فرتوں کم نہ کر سکیو۔ اُس نا اکلاں چھوڑ دیئے۔ ہے تے نکو ہے پر دو کے بدلے چار سال لا چھوڑے گو۔

شمس : فر ہوں پڑھوں گو کس طرح؟

ستاریو : پڑھے گو تے سہی۔ ور میری یاہ حالت ہے تے سوچ لے نا۔

شمس : نہیں بابا! ہوں تھاری یاہ حالت نہیں دیکھ سکتو۔ تم کم کر سکتا تے ہوں اَپے جاؤں گو؟

ستاریو : نہیں بچہ اچھ میرے تیں ہو سکیو تناں اکلاں نہیں چھوڑ سوں۔ نکی لو فر دوئے چلاں گا۔ (پر دو گر جائے)

دسموں سین

(چودھری کو گھر)

چودھری : کتنی اک مک گڈی ہے رے؟

ستاریو : وہ بڑو ڈو گو مکلا چھوڑیو ہے۔

چودھری : تھارا لنگاں نا ازار تھو۔ صرف اک ڈو گو گڈیو ہے؟

شمس : جھڑو ہو سکے تھو کیو ہے۔ ہتھاں نال اتنو ہی کم ہو سکے مھارے کولے کائے مشین تے ہے نہیں۔

چودھری : توں اجاں نکو ہے جیدے گل نہ کریا کر۔

ستاریو : شمس تیں دھیڑی وِی روٹی نہیں کھابدی جانا اندر کوئے چپو کھالے۔

چودھری : آتاں ستاریا پنی گھٹ (ستاریو گھٹن لگ جائے) اورے شمسیا اَجاں نہیں جیوتاں۔ باہر آ جلدی۔ (شمس الدین آ کے پنی گھٹے تے ستاریا نا اُٹھال چھوڑے)۔

شمس : اَج ہم گھر جاں گا۔

چودھری : خاصا ہسیرے گیا ہیں کم ہو تو نہیں تے مڑمڑ کے گھر دوڑیں۔

ستاریو : او جی نکی لو آرہاں گا نا۔

چودھری : اچھا سبیلے آیو تیرے تیں کم نہیں ہو تو اسے گیرانا چلا یئے نا پیو سال کھنڈ جیدے لا چھوڑے گو۔

(پردو گر جائے)

یارھموسین

(ستارکوگھر)

ستاریو : (منجی ورلمو پیوڑو) ہائے.....ہائے.....تاں نکی پانی گھوٹ اک دے تاں۔بگی پتونہیں کنگا گئی ہے۔

رضیہ : واہ بانڈی ماں ہے چوکھراں درگئی وی ہے۔(اُٹھ کے پانی دے)

ستاریو : (پانی پی کے)شمس دین نہیں آیوا تنا دھیاڑا ہوگیا ہیں۔

سلیم : ہوں ہاں چاچا سلیم۔

ستاریو : آنا گھما تیرے دروں۔تاں کنی بگی تابلا۔رضیہ بلا کے لیاوے۔ (بگی تال)) بگی یوہ پچھانیوں ہے۔کون ہے یوہ سلیم ہے۔(سلیم نالں)یاہ تیری چاچی ہے۔تے یاہ تیری بھرجائی۔

بگی : اے دیکھونا اَج نکی لوآٹا نے چھینڈ کے ماری تھی تے کاگ وی بولے تھو۔

سلیم : چاچا تم کیوں لماں پیاواہیں تھارو کجھ دُکھے۔

ستاریو : ہنں کے نہیں دُکھتو سارووجود دُکھے۔بکھی وچوں اَڑک وی نکلتی رہیں۔

سلیم : ہوں بھلکیں تم نادوا آنں دیوں گو بل ہوجائیں گا انشاءاللہ۔تے وہ شمس الدین کت ہے۔

ستاریو : وُہ انگا چوہدری نالں لگو وہے۔

سلیم : کون چودھری؟کس نالں؟پڑھتونہیں وہ۔

ستاریو : ہائے یہی وے نا قسمت کی گل ہوں غریب تھو تے کدے چودھری کولوں پیسا لیکے آٹو دانو کرتو رہیو۔اُس نے سود لالا کے ہوں عمر

ساری پھسار کھیو۔ فر جس ویلے وے پیسہ نیڑے لگا تے کہن لگو نکا کو بیاہ کرالے خوشی دیکھ لے۔ روپیو ہزار ردئیوں گو۔ دوئے لگا رہیا ہاں۔ تے ہن میری یاہ حالت ہوگئی ہن وُہ ایکلو ہی رِہ انگا۔

سلیم : کتنا سال ہوگیا ہیں۔

ستاریو : ۶،۵ سال ہوگیا ہیں۔ سلیم ہزار روپیہ ماں چھ سال۔ ستاریو اخاں۔

سلیم : چاچا کے ہوگیو ہے تم نا۔ کیوں انہاں لو کاں کو لے پھسیں ویں۔ اپنی جان کی یاہ حالت کی۔ شمس الدین پڑھتو پڑھتو موڑ کے بیاہ کرا چھوڑیو۔ اک دن کی خوشی واسطے ساری عمر تباہ کر چھڑی۔ ہن دیکھیں لگاوا خوشی۔

ستاریو : یاہ گل تے تیرو باپ وی (اللہ جنت نصیب کرے) کرتو رِہ وے تھوور کے کراں۔

سلیم : چاچا میرے تیں یوہ کجھ نہیں برداشت ہو تو منّاں کجھ کرنو پوئے گو۔ ہوں شمس الدین نالیاؤں گو۔

ستاریو : اُس نا کیوں چوہدری آن دے گو۔ اُس نا بڑی چال آنویں۔

سلیم : اتنو کجھ ہم وِی جانا۔ ہن بچہ تے نہیں۔

ستاریو : اچھا جے کجھ ہو سکے تے کرونا۔ اللہ تم نا ہمت دے۔

سلیم : اچھا چاچا ہوں چلیو ہاں۔

(پردو گر جائے)

بارھموں سین

(سلیم چودھری کے گھر)

سلیم : چودھری صاحب السلام علیکم۔

چودھری : آؤ جی بیسو میں تم پچھانیاں نہیں۔

سلیم : میرو ناں فاروق ہے، ہوں چودھری فیروز الدین کو لڑکو ہاں۔

چودھری : اچھا وہ تے میرو دوست ہے وَر تم میں دیکھیا نہیں تھا۔

سلیم : ہوں پڑھن واسطے گیو وتھو تے ہن ہوں فارسٹر لگو ہاں۔

چودھری : اچھا تے اج کس طرح خیال آ گیوا نگا آن کو؟

سلیم : اِنگا اُفراں تھو گیو وو تے سوچیو مڑتاں ماں چودھری صاحب نانْ ملاقات کر جاؤں لالہ ہور گل کریں ہویں تھاری۔

چودھری : بڑو چنگو کیو جی تم نے...(شمس دین دھیاڑی کم کر کے مڑے)

چودھری : کتنو اک کم ہو یورے ہور کوئے وی لبھو تھو کہ نہیں۔

شمس الدین: ہوں اکلو ہی تھو تے وہُ رکھ کو سارو گھاہ بدھ چھڑیو ہے۔

چودھری : تیں دھیاڑی روٹی تے نہیں کھاہدی ور اچر توڑی روٹی پکتی آنا پنی گھٹ (وہ آجائے تھوڑی دیر بعد) ہن مزماناں آٹے پاسے مڑنا۔

سلیم : نہیں منا عادت ہی نہیں پنی گھٹان کی (شمس الدین اندر چلیو جائے) تمنا بڑا نیک دِل ہالی لبھا وا ہیں۔ ہم وِی جور کجھ کرتا رہاں ور پتو نہیں کیوں نہیں رہتا۔

چودھری : کے دیں ہویں تم؟

سلیم : سال کو دس بارہ سو روپیو۔ تے روٹی وی جہڑی ہم کھاں واہی دیاں۔

چودھری : (ہس کے) یہی تے تم غلطی کریں۔انہاں نے تانجے ادھی روٹی نہ کھاہدی وہے تے بلا لینا کم واسطے...مچ سارو کم کر کے آنویں تاں وی ڈانٹ چھڑنا تاں یہ لوک کم کریں۔

سلیم : اچھا.....تے تم پیسہ کتنا اک دیں وہیں۔

چودھری : پیسہ تھا..... پہلاں وھے تھواس کو باپ ستاریو۔اُس نارو پیو سو کھڈ دتو فر دونی چونی کر کے ہور سال پھسا رکھیو۔ اِچر توڑی ہور کجھ ضرورت پے گئی۔کم چلتو رہ تھو۔فر جس ویلے ویہہ پیسہ مُکن پر آیا۔ اُس نا کہیو نکا کو بیاہ کراتے خوشی دیکھ لے تے رو پیو ہزار دتو اُسے ماں ۵،۶ سال تیں یوہ پھسا یو دو ہے۔

سلیم : تے اس گل کے خلاف تھارے نال گراں کو کوئے نہیں بولتو۔

چودھری : یہ جھلیا لوک ہیں انہاں نا مویا انہاں گلاں کو پتو لگے تے میرے نال کجھ کرن آلو جمیو وی کون۔ ہوں گراں کو سردار ہاں۔لوکاں کا رشتہ ناطہ سب میرے ہتھوں طے وھیں۔ میرو فیصلو اَٹل وہے۔ اک وہ ستاریا کو بھائی وے تھو خدا بخش میرے پچھے پیو رہے وے تھو تے اللہ نے لے ہی لیو۔

سلیم : چودھری صاحب تم کے سوچیں انھاں گلاں کو خدا اگے کے جواب دیں گا آخرت ماں۔

چودھری : واہ گل اگے دیکھ لیئاں گا۔

سلیم : خیر اتنی دور تھاری نظر کئی جائے پر اک گل دسوں تھاری یاہ اس طرح جمع کی وی ساری دولت تھارے کم آسکے۔تم آرام نال زندگی گذاریں گا پر تھارا بچہ کھجل وہیں گا تے ہو سکے۔ خدا اس طرح کا

داھیاڑ الیاوے اِنہاں ناوِی کوئی اسی طرح نوکر رکھے۔

چودھری : چھوڑ پراں توں اَجاں نکو ہے..... (شمس الدین باہر آوے)

سلیم : اِنہاں گلاں ماں ہوں نکو نہیں۔ یہ گل کئی بار دیکھ رہیو ہاں۔تم سوچتا رہیو تے پھر کدے ملاقات ہوئی تفصیل نال گل کراں گا۔اس بارہوں ذرا جلدی ماں ہاں۔

چودھری : بیسو چاء روٹی کر کے جائیو۔

سلیم : چاہ کی لوڑ نہیں تے یوہ لیو روپیو سو۔ہوں شمس دین نا نال لیجاؤں گو۔

چودھری : کہیو سورو پیو تے شمس دین نا کنگا لے جائیں گا؟۔

سلیم : تم کہیں تھانا اس دار سود لالا کے اَجاں سورو پیو بچے لگو وَو۔تے یوہ لیو... چودھری صاحب حیران کیوں ہو گیا۔ ہوں پچھانیوں نہیں۔ میرو ناں سلیم ہے۔ ہوں خدا بخش کو لڑکو ہاں۔جہڑو بچپن ماں ہی چاچا غنی نالّ پڑھن واسطے گیو تھو تے یوہ میرو بھائی ہے جہڑو تم نے نوکر لایو وَو ہے۔

(چودھری حیران ہو کے تعجب نال دیکھے)۔

سلیم : (جاری) نہ چودھری صاحب گھبران کی لوڑ نہیں، چاچا ستاریا کی واہ حالت تے اس کی وِی زندگی خراب، یہ جہڑی تیں دو زندگی تباہ کی ہیں۔انہاں کو حساب اللہ آپ لئے گو۔خبرے ہور کتنا ظلم کیا ہویں گا غریباں پر۔

(چودھری کا ہتھ بچوں سورو پیو ڈھ جائے)

سلیم شمس الدین نا گل لا لئے .....تے پردو گر جائے۔

ڈرامو:

مجبوری

محمد اقبال ظفر

ناں	کردار	عمر
نورو	گھر کو مالک	۶۵ سال
ناجر	نورا کی گھر آنی	۴۵ سال
رشید	نورا کو نوکر	۲۲ سال
تاجو	مُقدم	۶۰ سال
حمید	رشید کو دوست	۲۵ سال (کالجیٹ)
میریو۔	مقدم کو نوکر	۳۵ سال
کاکی	رشید کی ہون آنی بیوی	۱۶ سال
ڈاکیو	ڈاکیو	۳۰ سال
ڈاکٹر	نورا کو علاج کرن آلو	۲۵ سال

سین:

(نورو دوکان پر ہوئے تے اس کا گھر آلی ناجر گھر ماں روٹی پکائے اس کو لڑکو رشید کالج ماں ہوئے)

ناجر: (روٹی پکاتاں کہہ) میرو رشید خیر نال آیو لوڑے، پچھلے اتار بھی نہیں آیو۔

خیر ہوں اچرتک گیت ایک گاؤں

'نیلا نیلا تلاتے ٹھنڈو ٹھنڈو پانی'

نورو: (دوکان پروں واپس آجائے) اونا جر سُنتی نہیں ہوں دوکان پر گیو تھو۔ وہ کجھ حساب دیکھن تے بعد کہن لگو۔ اُت تھو تا جو مقدم، دیکھ نا کہیں ان پڑھاں بچوں ہوں ایک سیانوں رہیو ہاں۔ تا جو مُقدم تے ہے بھی سچ اُس نے مناں ایک نصیحت کی گل دسی۔

ناجر: اسی کے نصیحت نا جانے کی۔ وہ اج تناں سیانو لگو۔

نورو: کے دسوں! تا جانے اج میر وگدرو رشید کل کتے لاری ماں ایکن گدری نال فارسی مار تو ڈٹھو ہے۔ تا جو کہہ تھو۔ 'گدری مناں بازاری سہی ہوئی ہے۔ واہ بھی رشید نال ٹی، ٹو مارے تھی۔ شاید اُس کا کالج کی کائے ہوئے۔ ہوں دیکھ کے بڑو حیران ہو یو کہہ تھو۔ 'توں اگر اُس نالائق نا سکول نہ چلاتو تے مھارو مُنہ کالو نہ ہوتو تُوں اُس نا گھر بسال تے اُس کو بیاہ کرا چُھڑ نہیں تے اج بھلک ماں تھارو نک کپے گو۔ تھاری بھی بھی سہل، پر مھارو بھی یوہ حال کرے گو' تا جو کہہ تھو 'توں اجاں اتے ہے، جا کتے ناجر نا سمجھا اج اُس نالائق کو کوئی نہ کوئی چارو کرو'۔

ناجر: تائیں تناں تا جو سیانو لگو وہ اگر اپنا گھر در دیکھتو تاں کہتا سیانو ہے میرا رشید کو اُس نا کے فکر، میرو رشید کدے اوجئ گل نہیں کر کرسیں۔ کر بھی گیو مھارا گھر ماں گذارو ہے۔ ہم پیتر لیاں گا۔

نورو: گدرا آئی ہو گئی ہے تائیں پُراناں نے صحیح کہیو ہے 'سنہی کو ایک تے گدڑی کا دسس۔ آ چھوڑ ہم حیتاں جیتاں اُس کو دھوؤں دُھکھا لیاں'

(اتنا ماں باہروں آواز آئے)

تا جو مقدم: او بھائی نوریا۔ او نوریا۔۔۔

نورو: ناجرداں دیکھ کون ہے۔رشید ہی مت آیو۔

ناجر: تناکم بیلے ہی رشید یاد آجائے۔اگے پچھے نہیں یادرہتو،

تاجومقدم:او بھائی نوریا۔

(نوروجلدی جلدی اُٹھے) آؤجی کُتا ہم نانہیں۔تم نااپنوگھر ہے۔جس ویلے مرضی آیا کرو۔ہم بھی تھاری گل کراں تھا۔اگر تھاراجیا لوک بھی دُنیا پر نہ ہوئیں اتے میرااللہ ان مھاراجیاں لوکاں کو کے ہوئے گو،

ناجر: کے ہوئے گو۔غریب دُنیا پر پھکھار ہیں گا۔

نورو: اوناجر جس ویلے کوئے گھر ماں آوے توں پھر زیادہ ہی مُنہ کھولے۔تنامیں کہیو تھو: ان لوکاں ناتھوڑی جہی گل بھی مندی لگ جائے ہوئے۔

تاجو: آخر گل کے ہے مناں بھی دسوتم کیوں دو ہے فضول بحث کریں،

نورو: شُکر خُدا کوتم بھی آگیا،ہوں دسوں ناجی۔

ناجر: تُوں کے دسے گوہوں دسوں گی۔

نورو: اوناجرآخر گھر کو مالک ہوں ہاں،بڑوہاں مناں گل تے کرن دے۔

ناجر: او بھائی تاجایوہ۔۔۔میرا گدرارشید کی مگرلگووہ ہے۔

نورو: تناں میں کہیو چُپ ہوجا،ہوں آپ گل کروں گو،سُن بھائی تاجاتم نے دُکان پر کائے گل دی تھی۔

تاجومقدم:'ہاں واہ گل۔واہ گل تے میں تھاری ہمدردی کی کہی تھی اس ماں مناں اپنو تے کوئے فائدو تے نہیں تھاروہی فائیدو ہے۔

نورو: بھائی تاجامیں رشید بڑی شوق نال پڑھائیو تھو۔

ناجر: 'ہوں لگی رشید پروں کہہ تھو'ہوں اجاں پڑھوں گو،

تاجومقدم: چپ ناجر پڑھ کے بھی کے کرے گو؟ شہر ماں بڑاں بڑاں لوکاں کا جا تک پڑھ لکھ کے در بدر پھریں کوئے دوکا نداری کر کے کوئے ریڈیو کو کم کرے ملازمت کسے نا نہیں لبھتی، تھارے کو لے کت ہیں پیسہ دوکان سٹیں گا پھر تھارو رشید دُکان چلاوے گو۔۔

نورو: سچ ہے ہوں مر گیو، ہوں تے غلط ہو گیو۔ گدرانا پڑھا گیو

تاجو: دیکھ ہم لوکاں نا پتو ہوئے تاں جا کے دو جاں نا مشورو دئیاں۔ صحیح رستو دساں، پڑھ کے وَہ تھارے نہیں رہسیں۔ ہے بھی بیرو۔

ناجر: مُقدم صاحب سچ ہے۔ تم سچ کہیں ہے بھی ایکو۔

تاجومقدم: دیکھو نیک مشورہ ماں دیر نہیں کرنی۔ لہذا فورا اُس نا گھر بساں کے اُس کو بیاہ کرا چھوڑو۔ اچھا ہوں چلوں، بیسو خدا کے حوالے۔

(مقدم تاجو تھوڑو چلے تے پھر واپس آوے)

تاجومقدم: دیکھو پڑھ کے ملازمت نہیں لھسے۔ وہ زمینداری تے بھی چلے جائے گو تیرا اس مال نا کون چارے گو۔ اگر وہ اُس گدری شکیلہ نال بیاہ کر گیو تاں تے تم سروں ہی مارے گیا۔ واہ پڑھی لکھی وی گدری ہے۔ تھارا گدرانا تھارا جگو نہیں چھوڑسیں۔

نورو: اونا جر کوئے نیک دھیاڑو تھو، بھائی تاجو مھارے گھر آ گیو، دیکھ اسی گل کون دسے گو۔

تاجو: 'میری گلاں نا تعویز کر کے رکھیئے۔ ہون، ہوں چلوں، مناں فکر تھو تم خراب نہ ہو جائیں بیسو خُدا کے حوالے۔

نورو: مقدم صاحب تم نے چا بھی نہیں پی بیسو ذری۔ ادہ ناجر چاء کی۔۔۔ ایک مٹھی پیالی بنا کے دے۔

ناجر: تم کدے نہیں مھارے آیا۔ اج پتو نہیں کس طرح راہ بُھل گیو، بیسو چاء دیئو بنا کے۔

تاجو مقدم: او میری نہیں تیری یاہی چاء ہے تم رشید ناسکول تے فورا بسال لیو، ویسے میرا تے باہر اس گھر ماں کوئے نہیں۔ مناں اُمید ہے کہ تم بھی نہیں ہوسیں۔

ناجر: مقدم صاحب تم کس طرح کی گل کریں۔ ہم اج ہی رشید ناسکول تے بسال چھڑاں گا تم فکر نہ کرو۔

تاجو: اچھا پھر چلوں

نورو: خُدا کے حوالے

تاجو: دروازہ پروں پُچھے تے اگاتے رشید آجائے دو ہے ایک دو جاور انکھ ٹکرائیں۔ تاجو حقارت نال رشید در دیکھے۔

رشید: اسلام علیکم۔ انا یوہ کہڑ وتھو۔

نورو: تناں کیوں نہیں سہی۔ یوہ مت تاجو مُقدم تھو۔ اس گراں گو ایک بڑو بھارو کھڑ پینچ تے مقدم۔

رشید: ات کس طرح آئیو تھو۔

نورو: بستاں گھراں ماں ہر کوئے آوئے۔

رشید: یہ لوگ غریباں کے کسے خاص مقصد واسطے اویں۔ اس نا کے کم تھو!

ناجر: تیری ہی گل کرے تھو۔

نورو: نہیں رے نوں آ گیو تھو۔ یاہ پئی مارے لگی وی۔

رشید: ابا یہ لوگ ایک دو جانا آپس ماں ٹکراویں۔ لڑائی، جھگڑا تے مقدمہ باری کراویں۔ اپنا آپ نا بڑو کہوائیں۔ اپنا چنتا گرم کریں۔ ہوران کو کوئی کاربار تجارت نہیں ہوتی۔ ان لوکاں تے ہمیشہ بچھو لوڑیئے۔

نورو: رشید توں اجاں نکو ہے تناں کے پتو ہے۔ مھارا ماں باپ یہ ہی ہیں۔ بڑا

ہیں۔مھاری ہر مُصیبت دُکھ سُکھ ماں شریک ہون آلا ہیں۔

رشید: دیکھا ابا اگر ہوں تم نا سمجھاؤں تاں تے میری ساری عمر تم لوکاں نا سمجھان پر ہی لگ جائے گی پھر بھی تم نا سمجھ ہی رہ جائیں گا۔خیر مناں اس وقت کالج جانو ہے۔

ناجر: توں اج ہی آئیو تے اج ہی واپس ہو چلیو۔

رشید: دیکھا اماں میر واج ہی تے امتحان شروع ہے۔ہوں آئیو تھو، میریں کجھ کتاب تھیں ویہی لے جان واسطے۔اچھا مناں دیر ہوئے، داں اماں میری ویہ کتاب دیئے۔

ناجر: ہاں لے یہ کتاب جا خدا کے حوالے

(رشید چلے جائے)

نورو: داں ناجر اس نا اینگا کہیو!

(ناجر، دوڑتی جائے) اور شید۔۔۔اور شید۔(دروازہ اپروں)

رشید: کے ہے اماں؟

ناجر: بڈھو بُلاوے

رشید: کے ہے ابا

نورو: رشید توں کدو اپس آوے گو۔ہم نا کجھ مشور کرنو تھو۔

رشید: ہوں پھر اج ہی امتحان تے بعد واپس آجاؤں گو۔

نورو: ہم نا اپنو کوئی مقصد نہیں تیرو ہی کم ہے۔

رشید: میرو کے کم میرو کم امتحان توں بعد نویں جماعت کی فیس رکھنی ہے اس ماں مشورہ آنی کہڑی گل ہے۔

ناجر: (ماں) بچہ ہم تیری خوشی دیکھنو چاہواں۔ناجر رشید نا بیاہ کو اشارو دیئے تھی۔ مگر رشید نا کائے سمجھ نہیں آئے تھی۔

رشید: اماں کائے فکر نہیں ہوں انشاءاللہ امتحان ماں پاس ہوجاؤں گو اچھا مناں چر ہوگیو ہے چلوں۔

نورو: اونا جر جان دے آخراتے آوے گو۔آہم بیساں مناں فکر ہے آخراس کو کے ہوئے گو۔

ناجر: کے ہوئے گو خدا خیر ہی کرے گو۔فکر کس گل گو ہے۔

نورو: فکر ہے مھاراتے پچھے لوکاں کی روڑیاں پر نہ پھرے، تا جا مقدم کی گل برابر نہ ہوجائے۔اس تے بہتر ہے ہم جیتاں جیتاں اس کو بیاہ کرا چھڑاں۔توں کالیا کی گدری دیکھ تے ہم یوہ بیاہ کرا چھڑاں۔

ناجر: مگر ہم کائے گدری نہیں دیکھ سکتا۔

نورو: کیوں؟

ناجر: ایک دھیاڑے ہم دو ہے ماں پوت بیٹھا واگل کراں تھا تے ہیں رشید نا بیاہ کو کہیو ہے۔اُس نے کہیو !اماں جس ویلے ہوں آنہ چار کمان کے قابل ہو یو پھر بیاہ کروں گو سو ہنو بھی لگوں کو۔

نورو: تیر دلائق آنہ چار کمائے گو پھر بیاہ کرے گو۔اچر تک ہم پیا چٹول چناؤں۔

ناجر: پھر کے ہو یو ہم نا رشید کا نا کاگ آتی اکھ ہے۔

نورو: او جھلیئے تا جو سچ کہہ تھو، رشید نے ایک دن مھارو نک کپُ چھڑنو ہے۔ آتو میری من لے۔

ناجر: ہوں تے منوں پر تیرو لاڈلو منے تاں۔

نورو: پھر کے؟ ہم نے اُسے کی مرضی پر رہنو ہے عمر ساری۔

ناجر: چارو بھی کے ہے؟ توں میری کدے نہیں سنتو۔اپنی ہی کرتو رہ تے کرنا جر

اُٹھ کے نسے، نورو پکڑے تے کہہ، اوجھلیئے کنیاں چلی اینگا دیکھا اوگل تے سن ناجر روتی واپس آوے۔

نورو: دیکھ مناں رشید کے نال کجھ ضد تے نہیں۔ ہوں بھی اُسے کی زندگی کی گل کروں تھو۔ توں پہل پہلاں ہی رون لگی ہے اسو نہ ہوئے کہ یوہ ساری عمر مھاری نوکری تے خدمت کرے گی۔ اُس کی ماں نے عمر ساری اپنا ستو سُہرا کی خدمت کی تھی، دھی بھی اُسی ہوئے گی!

ناجر: آہو سچ ہے جسی ماں اسی دھی، مگر کہڑی گدری؟

نورو؛ واہ کالیا کی گدری تناں سہی ہے نا۔۔۔

ناجر: واہ کا کی،،

نورو: آہو چنگی جوان ہے۔ شکل تے عقل بھی چنگو ہے۔ ہے بھی شریف۔

ناجر: پھر ٹھیک ہے تاں بھی رشید نا پچھنو پوے گو۔ وہ کالج بچوں آویگو تے بیس کتے پچھ چُھڑاں گا۔

نورو: ٹھیک ہے اج اُتار ہے شاید آتو ہوئے گو۔

ناجر: ہوں بھی گھبرا گئی ہاں۔ اللہ کرے اہی جائے

(اچر رشید آجائے کالج بچوں)

رشید: السلام علیکم! اماں کے حال ہے۔۔

ناجر: توں اتنو چر کو کیوں رے

رشید: میں گہڑ وات آگے سویرے ہی گھوڑی چر نو تھو۔

نورو: آئی نا تا جا کی گل برابر۔

رشید: ابا کے، کہڑ وتا جو۔

نورو: کجھ نہیں رے تناں کے لگے رے

رشید: یوہ ابو کے کہہ؟ کے تا جو۔

ناجو: کجھ نہیں رے وہ بھی تیری ہی گل کرے تھو۔

رشید: وہ تائیں اُس دن آیو تھو، میری گل کرے تھو۔

ناجر: کہہ تھو اپنا گدرا رشید کو بیاہ کرا چھڑو۔ اُس نے سُدھو پڑھیو ہے۔

رشید: ائیاں سُن اگر تا جو اتنو سیانو تھو اپنا پنجاں، ستاں رنڈاں کو بیاہ کرا چھڑا۔

نورو: او جوانی ٹٹا تا جانے ویہ سارا کمیں کاریں لایا واہیں۔ توں کہڑی مرضی کی دوا ہے۔ ککھ بھن کے دو نہیں کرتو کتا بڑی ایک ہتھ ماں کے کے سحر گی گھروں نکل جائے۔ اٹھے دن کدے مُنہ دسے۔

ناجر: جا سے نہیں ات کے تیرو منہ دیکھے گو؟ تے توں کے کرے ساری دھیاڑی چندے بیٹھورہ۔

رشید: اماں تم صاف صاف کیوں نہیں کہتا۔ تھاری کے مرضی ہے۔ ہوں پھر کے کروں؟

ناجر: ''آو بچہ ہم نے توں مچ سارو پڑھا چُھڑ یو ہے، ہون توں کالج نا چھوڑتے ہم تناں گھوڑی چڑھا ہی چُھڑاں۔

(رشید اُٹھے یسے شرارت چڑھے)

رشید: او اماں میں یوہ کے کہیو۔ تم نکی جہئی گل نا پکڑ لیں تے پھر چھوڑتا ہی نہیں۔

نورو: بکرو جوان ہوئے تے پھرو وہ اپنا مُنہ ماں موتے توں میں اسے گل واسطے پڑھائیو تھو۔'' اسے گل نا کہیں پوت۔

ناجر: میرا کہڑ ابیہہ ہیں ایکو ہے۔ توں اُس کی بھی مگر لگو ہے۔

(اتناں ماں مقدم کونوکر نورانا بلاوے کسے کچہری واسطے)

میریو: السلام علیکم۔

نورو: وعلیکم السلام۔میریا اینگالنگ

میریو: نہ چاچا! مناں جلدی ہے۔تم نامُقدم بُلاوے کرے۔

نورو: کیوں؟

میریو: ''شاید الفیا کی کچہری ہے۔

نورو: ''اچھا چل توں ہوں آ گیو۔''

میریو: نہ اگر جلدی نہ آئیو۔تناں پھر مقدم میرا کو پتو ہے۔سخت مارے ہوئے۔

(میریو نکل جائے)

نورو: اور نا جرتوں مھیساں نا کھول ہوں چلوں مُقدم کو لے کچہری ماں نورونا جردوئے نکل جائیں۔

اچر رشید کو دوست حمید آ جائے۔جہڑو رشید نال کالج ماں جائے وہ رشید نا ملن واسطے آوے،،۔

حمیدہ: رشید کہڑی سوچ ماں ڈبیوؤ ہے۔

رشید: اوحمید سلام علیکم۔بیس (حمید بیس کے پچھے)

حمید: یار کے گل تھی کہ توں امتحان تے بعد کدے نظر ہی نہیں آیو،،نہ ہی تیں میرو کوئی پتو کیو۔

رشید: نہ کر مذاق،میٹنگ کی دو چھٹی چلائیں،مگر افسوس توں نہیں آیو۔ سارا لڑکا میرے اُپر ناراض یو یا کہ تیرو دوست تھو نہیں آیو۔

حمید: ایک چھٹی بھی نہیں ملی ہوں کیوں نہ آتو اس ماں تم نا کوئی اپنو مقصد تھوڑو تھو سب عوام کو فائدو ہے۔

رشید: دیکھا چر تک کائے بھی قوم ترقی نہیں کر سکتی، چر تک کہ قومی یکجہتی نہ ہوئے۔ ہندوستان مھارو ملک ہے۔ جہڑو کہ انگریزاں کا راج تے آزاد ہوؤ کس طرح آزاد ہو یو

حمید: جب کہ لوکاں ماں یک جہتی تھی۔ ایک تھا۔ اتحاد تھو۔ ایک آواز پر چلیں تھا،،

رشید: ہاں! اس واسطے ہم نا قومی یک جہتی پر رور دینو ہے۔ تاں جا کے ہم کجھ کر سکاں گا۔ ترقی کرن کو واحد رستو قومی یک جہتی ہے،،

حمید: بالکل ٹھیک اس واسطے ہم نا ہر وقت تیار رہنو چاہیئے۔ دیکھ تعلیم بالغاں کو پروگرام بہت ہی اہم ہے۔ مھارا نوجوان جہڑا کہ ان پڑھ ہیں۔ اگر تعلیم بالغاں کا سٹر ماں جائیں۔ (رشید گل ٹک جائے)

رشید: جاؤن تے بغیر چارو بھی نہیں، پھر کے کراں گا، زمینداری کرن واسطے بھی تعلیم ضروری ہے۔ دیکھا گر دواپاشی باغ ماں کریں گا اُن نا کے پتو ہے کہ کس وقت کرنی ہے۔ کہڑی دوا کرنی ہے۔

حمید: ددجے پاسے چھوٹو کُمبو خوشحال زندگی بسر کرن واسطے چھوٹو کُمبو بہت ہی ضروری ہے۔ زندگی کی ضروریات ہوئیں لہذا چھوٹو کُمبو ہی ہوئے تے ضروریات پوری کر سکیں۔

رشید: بالکل تم تے سونچیں تانجے تم تعلیم یافتہ ہیں۔

حمید: دیکھ توں ایکو تھوتاں تیں تعلیم حاصل کی، کالج کی فیس وردی کتاب وغیرہ پوری ہوئیں۔ اور تقریبا سب لڑکاں تے اچھوتے صاف سُتھری زندگی گذارے۔

رشید: ”خیر اگر ہم دو ہے بیس کے گل کرتا رہیاتاں ہم کجھ بھی نہیں سکساں ہم نے لوکاں نا سمجھانو ہے لوک سمجھدار ہونا چاہیئے۔ گورنمنٹ کا ہر قسم کا پروگرام نا اگے ٹورن واسطے قومی یک جہتی، تعلیم بالغاں، کی سخت ضرورت ہے تاں جا کے مھارو

ملک ترقی کر سکے۔

حمید: خیر ہم اس وقت زیادہ بحث نہیں کر سکتا۔ کیونکہ منا دیر ہوئے اچھا منا اجازت دے ہوں چلوں،،

رشید: اچھا خُدا کے حوالے۔۔

(حمید دروازہ کے نزدیک ہوے رشید پھر سدھے)

رشید: ''او حمید صاحب ایک منٹ ہم نا لوکاں کی پئی تے پنی بسر گئی۔ یار بات سُن گھر کاں واسطے کجھ مصیبت بنا چھوڑی ہے۔

حمید: کے مُصیبت؟ اسی کے مصیبت؟

رشید: اماں کہہ تھی توں کالج چھوڑ تے گھر بیس تے ہم تیرو بیاہ کرا چُھڑاں،،

حمید: ٹھیک ہے نا پھر یاہ کہڑی مُصیبت ہے یاہ تے مُبارک کی گل ہے کت سہی کئیو۔

رشید: او یار کانہہ کی مبارک اگر واہ گل ہوتیا تاں تے مُبارک تناں بھی مناں بھی،،

حمید: واہ کہڑی گل، مھاری کلاس فیلو شکیلہ آئی گل،

رشید: آہو۔ مگر حمید کاش: کہ تیرا جیسا دوست میرو ساتھ دیتا تے ہوں اپنی شکیلہ

(رشید عشق کی حالت ماں)

حمید: ''رشید و رشید تنا کے ہوؤ یار ہوں تیرے نال وعدو کروں کہ ہوں تیرو بیاہ شکیلہ نال کراؤں گو؟۔

رشید: ''سچ ہے توں میرو ساتھ دیئے گو۔،،

حمید: ہاں یوہ وعدو ہے۔

(ہتھ ملاتاں واں دو ہے آپس ماں وعدو کریں)

رشید: تاں پھر ہوں اج ہی گھر کا نامُنہ توڑ جواب کروں گو۔۔

حمید: اچھا یار ہوں اج ہی پکی گل کروں گو منا اجازت ہے۔

رشید: خُدا کے حوالے۔(حمید واپس جائے تے ناجر آجائے۔

ناجر: اور شید توں بیٹھورہ گو؟

رشید: اماں وُہ حمید آیو تھو۔ہم دو ہے اٹ بیٹھا وا تھا۔

ناجر: ''کجھ چاء شاہ پی حمید نے،،

رشید: اماں اُس نے ایک بھی نہیں سنی

(نورو اندر داخل ہوئے۔

نورو: ناجر سُنتی نہیں وہ کالیو بھی کچہری ماں تھو میں مقدم نا کہیو اُس نے اُٹ ہی نا تا کو پُچھیو خُدا کو کرنو اسو ہو یو کالیو مُقدم کے اگے مُڑ بھی نہ سکیو۔

ناجر: پھر نا تو جُڑ گیو؟

شُکر خُدا کو کوئے نیک ہی دھیاڑو تھو۔سبب ہو گیو،،

رشید: اماں کس کو ناطو جوڑیں تم۔

ناجر: بچہ ہم نا کہڑا نچ ست ہیں۔تیرو ناطو

رشید: میرو!

ناجر: ہاں تیرو نہ تے پھر کس کو؟

رشید: کت؟

ناجر: اُس پرلا ناڑ کا کالیا کی گدری نال واہ کا کی تنا سہی ہوئے گی نا

رشید: اماں یہ قضا منا کجھ ٹھیک نہیں لگتا۔(شرارت ماں کہہ)

نورو: کہہ تنا عمر ساری رنڈ ور ہنو ہے؟ توں دیکھتو نہیں کیڈھ داند ہے

رشید: ابا میرا کالج ماں تیرا تے بڑا بڑا لڑکا پڑھیں۔اُناں نے اجاں تک بیاہ کو ناں

نہیں سُنیو۔منا کوئے بیاہ شیاہ نہیں کرنو،مناں اجاں پڑھنو ہے۔

نورو: کڑھ کڑھ اجاں توں گھٹ کڑھیو ہے، جوانی ٹٹا اگر تُوں یوہ رشتو نہیں کر سے تاں میرا گھر بچوں نکل جائے۔

رشید: ابا میری شادی میری مرضی نال ہوئے گی۔

نورو: مرضی نال؟

رشید: ہاں مرضی نال

نورو: دُور دفعہ ہو جا میری اکھاں اگا تے۔بے شرما۔

(نورو رشید کے ایک دو تھپڑ مارے، رشید رردتو روباہر نکل جائے)

ناجر: لے بیس ہُن کُھلو ہو کے ایک ہی تھو۔اُس تے بھی ہوں مکا چھڑی،

نورو: جائے گو کنگا قبر ماں

(باہر رشید کا دل ماں خیال آوے کہ ہوں اس گھر نا نہیں چھوڑ سکتو! لہذا واپس جاؤں اور معافی منگوں)

رشید: اماں ہوں غلط ہیو گیو۔اللہ واسطے مناں معافی دیئو۔

ناجر: بچہ تیں کے غلطی کی کے، کیو، نہ رو، نہ رو۔

رشید: اچھا پھر جس طرح تھاری مرضی۔(رون کی آواز ماں)

نورو: ہاں یاہ ہوئی نا گل، روٹی دو ہے ہتھیں پکے پھر ہم کھوجہ کو لے جاں لیراں شیراں نا۔

رشید: تھاری مرضی۔

نورو: ناجر جا مقدم نا نال لے کے کالیا کے سگن سٹ آ، ہوں کھوجہ کو لوں۔لیر تے بیاہ کو اخراجات کے آؤں۔ (ناجر تے نورو دو ہے گھروں نکل جائیں۔

رشید گھر ماں بیٹھوؤ پریشان حالت ماں ایک جگہ تے دوجی جگہ جائے ہتھ متھہ پر رکھیودو۔اچر حمید رشتو جوڑ کے،شکیلہ نا چھوڑ کے خوشی خوشی ماں اندر داخل ہوئے)

رشید: میرا اللہ میرو کے ہوئے گو۔(اچر حمید اندر آجائے)

حمید: ہیلو رشید کے حال ہے۔اج خوش رہو۔تیرو کم میں کر چُھڑ یو ہے۔ہتھ ملا۔

رشید: میرو کہڑ و کم (ہتھ ملاتاں ماں)

حمید: بسر گیو ہائے افسوس: دوست تیرا جیہا ہو یا لوڑیں۔

رشید: نہ پھر بھی۔

حمید: تیں میرے نال وعدو کا نہہ کو کیو تھو؟

رشید: تے پھر کے ہوئیو۔

حمید: رشید صاحب تیری شادی طے ہوگئی شکیلہ نال

رشید: مگر مگر ہوں (حمید گل ٹک لئے)

حمید: مگر،مگر کے؟اس ماں اگر مگر آئی کہڑی گل ہے توں واہ گل کرے کنک نسری تے گل بسری۔

رشید: حمید صاحب آخر تے ماں باپ ہی مالک ہیں۔اُنھاں نے میری شادی پر لا ناڑکا کالیا کی گدری کا کی نال جوڑ چُھڑی ہے تے ابو کپڑ ماں نا گیو۔اماں سگن سٹن گئی ہے۔

حمید: رشید کیسی گل کرے خاو یہ دن یار نہیں جس دن نوں شکیلہ پر جان قربان کرے تھو۔تنا اُس کی زندگی کو کوئے خیال نہیں۔

رشید: ہوں کر بھی کے سکوں ہاں،منا جے شکیلہ کی زندگی کو خیال رکھنو ہے،تاں یوہ گھر جس ماں تھیو پلیو یہ ماں باپ جن نے پالیو لوسیو تے جوان کر یو پڑھایو سب

کجھ چھوڑنو ہے۔

حمید: توں اگر چھوڑنہیں سکنو تے سمجھا بھی نہیں سکتو؟

رشید: میرے تے نہیں ہوسکتو یاہ بے بسی کی گل ہے۔

حمید: میرو کے ہوئے گو؟ ہوں مارے گیو۔ ہوں شکیلہ نا کہڑ ومُنہ دسوں کو تین سچ نال گھر کاں کے اگے ہاں کرلی؟

رشید: ہاں میں ہاں کرلی۔

حمید: رشید توں ہوش ماں ہے۔ تیں ایک ان پڑھ تے جاہل کڑی کس طرح قبول کرلئی؟

رشید: ہائے بے بسی کو عالم تے کرتو بھی کے؟

حمید: یُوہ نہیں ہوسکتو (شرارت ماں) توں میری عزت پر کھیڈن لگو؟

رشید: تے میرا ماں باپ کی کائے عزت نہیں

(سخت شرارت ماں یوہ جواب)

حمید: اُن کی عزت کو خیال کرے تھو، تے مناں کیوں خراب کرے تھو؟

رشید: اس ماں خرابی آئی کہڑی گل ہے۔ توں آرام نال شکیلہ نا جواب کر۔

حمید: ہوں نہیں جواب کرسکتو۔ جواب توں خود کر۔

رشید: شکیلہ نا تیں پُچھیو ہے۔ جواب بھی توں خود کر

(حمید نرمی نال) تُچھے اور آہستہ آہستہ گل کرے۔ یعنی کہ ٹھکن کی کوشش کرے۔

حمید: اگر توں کالیا کی گدری کو رشتو ہی ٹھکرا چُھڑے تاں او ہی ٹھیک رہے گو۔۔۔

رشید: دوست اسی گل نہ کر۔ (ہتھ مُنہ پر رکھے حمید کے)

حمید: (ہتھ پکڑے تے مُنہ تے نگل جاے، ۔۔۔۔ کیوں؟

رشید: یاہ مجبوری ہے۔

حمید: (سخت لہر ماں کہہ) یاہ مجبوری تنا اُت پہچاوے گی جتوں واپس آنو مُشکل ہو جائے گو۔

ناجر: (آتاں ہی کہہ) رشید نورو نہیں آئیو۔؟

رشید: اماں اجاں نہیں۔آتو ہوئے گو۔

(نورو کپڑا وغیرہ لے کے آوے تے کہہ)

نورو: اُف تھک گیو۔(ناجر کے کیو)

ناجر: ہوں دھیاڑا بھی صحیح کر آئی ہاں۔

نورو: دھیاڑو بھی صحیح ہو گیو۔خُدا کو شُکر۔

ناجر: مقدم نے دھیاڑوا بھی اُن نال سہی کر چھڑیو۔تے کل بدھوار ہے جج نے جانو ہے۔

نورو: بدھوار تے اج ہے

ناجر: آہاں پھر کے

نورو: ٹھیک ہو گیو پھر تے مُبارک کی گل ہے۔رشید توں بھی تیار ہو جا۔

رشید: ابا میرو کے ہوں کد نہیں تھو تیار۔

ناجر: نورا توں مُقدم نا سد لیا۔

نورو: اچھا پھر جاؤں۔(نورو چلے تے مُقدم آپے آتو ہوئے)

نورو: شکر خُدا کو تم آپے آ گیا (یو ہ مقدم بڑو ہی تیز مزاج ہوئے)

مقدم: نہ آتو۔

نورو: نہ جی وہ ہوں کہوں اج بدھوار ہے۔

مقدم: پھر کے تم مناں بھی خراب کرن ماں ہیں جلدی کرو۔

نورو: ٹھیک ہے۔

ناجر: رشیدتوں کپڑا لاچُھڑ۔

رشید: اماں میرے کپڑا ٹھیک ہیں لگاوا۔ ہوں انہی کپڑاں ماں جاؤں گومقدم رشید کا کپڑاں درد یکھے تے کہہ؟

مقدم: نورا کوئی صافو اپتو ہے۔

نورو: مُقدم صاحب میں صافو پہلاں ہی آنیوؤ ہے۔

مقدم: تے پھرلاتا کیوں نہیں۔ ڈھول کت ہیں۔ مارتا کیوں نہیں کے ویہ بھی ہوں ماروں گو۔؟

رشید: مقدم صاحب تم خدانے سیانا کیاوی ہیں۔ ڈھول کی کے ضرورت ہے۔

مقدم: (لہر ماں کہہ) چُپ اکھ پُھٹیا یوہ مھارورواج ہے۔

رشید: مقدم صاحب اس ماں رواج آئی کہڑی گل ہے؟ یوہ کجھ ٹھیک نہیں ہوتو۔

مُقدم: نوریا یوہ گدرو میرے اگے بولیو ہے۔ لے بیس تے کرابیاہ۔

ناجر: (جلدی جلدی اُٹھے) مُقدم صاحب مناں معافی دیئو۔ یوہ اجاں نکو ہے۔

مقدم: نکو ہے تے جوان کرا کے بیاہ کریئے۔

نورو: مقدم صاحب تم بھی نکاں نال نکا نہیں یوہ تے بے عقل ہے۔ تم معاف کر چھڑو۔ رشید مقدم کولوں معافی کہیے۔

رشید: مقدم صاحب معاف کر چھڑو جس طرح مرضی پیا کرو۔ ڈھول بھی مارو۔

مقدم: چلو ماروڈھول۔ چلو چرکر گیا۔ (ڈھول، مراج، جنج وغیرہ (جنج جاتاں ماں نور کہہ)

نورو: ناجر ہون خیال ہی رکھیو۔

ناجر: ہتھ گھماتاں ماں کہہ: جامیر یا مراجاہوں لگی ساری تیرے اُوپروں یااللہ خیر نال لے جائے جج نا۔

(جج جائے ناحبرا کیلی رہ جائے۔

(دورگاؤن بجاؤن کی آواز آئے، یعنے جج لڑکی آلاں کا گھر پر ہوئے تے وآپس آوے۔ نوروجج کے اگے ہوئے)۔

نورو: اوناجر!اوناجرداں بوہٹی ناکتے بیسال،

ناجر: بوہٹی نابسالتاں کہ، ہوں لگی ساری تیرے اوپروں؟

مقدم: اچھانوریاہوں چلوں تو بیس خُدا کے حوالے۔

نورو: مقدم صاحب تم کنگاں چلیں، چاہ شاہ پی کے جاؤ۔

مقدم: نہ نوریا مناواہ الضیا کی کچہری سرچڑی ہے نہیں مکتی۔

نورو: اچھا پھر بھی ایک ذری کھل جاؤ۔ناجرواں واہ جوڑ پٹی مقدم صاحب کے مونڈھے سٹ

ناجر: رشید کے اُپروں جوڑ پٹی لاہوئے تے مقدم کا منڈھا پر سئے تے کہہ ہم دوہے سسو بہوسال ماں چرکھو کتاں گی تے ایک کاری کی جوڑ پٹی تیار کر کے دئیاں گی۔

مقدم: میرو یوہ گھر ہے منا کے ضرورت ہے۔مگر ہون ہئے گی محنت کی مزدوری اچھا پھر چلوں۔

نوریو: خُدا کے حوالے (مقدم چلے جائے تے رشید ماں نا کہہ)

رشید: اماں یاہ جور پھٹی میری تم نے مقدم نادتی؟

نورو: اوگیریا تنا کے لگے مچاں گلاں نال؟

ناجر: رشید مقدم صاحب نے تیرو بیاہ جوڑیو۔نہ دیتا؟

رشید: ہور کے منا بیاہ نہیں تھو بنے۔خبر جو مرضی سو کرو تے ہوں چلیو منا کم ہے شہر ابا جاؤں۔

نورو: تُوں ات کے کرے جا تو کیوں نہیں۔

رشید: اچھا پھر (نکل جائے جلدی جلدی)

نورو: اوناجر:اونا جر مھیساں نا کھول۔کا کی توں کے کرے گی۔یوہ تیرو گھر ہے کھاہ پی آرام کرتنا اپنو گھر ہے(اتناماں ڈاکیو رشید کو آڈر لے کے آوے۔

ڈاکیو: اندر کون ہے او بھائیو اندر کون ہے؟

نورو: کا کی ہوں لگو داں باہر دیکھ کون ہے(کا کی دروازہ پروں دیکھے)۔

کا کی: کو یو ایک ہے۔

نورو: اندر کہونا

کا کی: او بھائیا تم نا اندر سدھیں

ڈاکیو: السلام علیکم

نورو: وعلیکم السلام

ڈاکیو: یاہ چھٹی ہے رشید تھارو لڑکو ہے(ڈاکیو دروازہ پر کھلو ہوئے)

نورو: آہو پھر کس کو ہے

ڈاکیو: یاہ چھٹی رشید نا دیو۔

نورو: کا کی اُنگاں دھر چھڑیاہ کا لے قرضہ کی ہوئے گی۔

ناجر: او کا کی کے کاغذ ہے

کا کی: اماں بوہ کجھ ہے کجھ ہے۔

ناجر: منادے انگاں (کاکی ناجر نادے چھڑے ناجر ایک طرف دھرے)

نورو: اونا جر اتنو کجھ کر کے بھی اجاں توڑی چاہ کی پیالی نہیں؟

ناجر: اوکا کی داں بھاری پھیر چھڑتے ہوں چاء بناؤں۔کا کی بھاری پھیرے تے واہ کاغذ بھاری نال باہر سٹ چھڑے۔

ناجر: اوکا کی تو بیس رہی

کاکی: اواماں بھاری پھیر چُھڑی ہور کے کروں؟

ناجر: پھیر چھڑی اچھا بیس رہو۔(کاکی بیسے) رشید دفتر بچوں واپس آئے)

رشید: اماں فاقے مر گیو۔تاولی چاء دے۔

نورو: اورے کئیاں گیو تھو۔میرا ڈوگا ماں داندھ لاوے تھو؟

رشید: ابا ہوں دفتر گیو تھو۔

نورو: اُن کے کرن گیو تھو؟

رشید: ابا میں انٹرویو دتو تھو اُسے گو پتو لاون گیو تھو۔اُت اُن افسراں نے کہیو میرو آڈر گھر چلا چھڑیو ہے۔وہ بھی ٹال مٹول کریں۔

نورو: اورے اج توڑی کسے نا گھر آڈر نہیں آیو۔

ناجر: او بچہ ات ایک ماڑو جیو کو یو آیو تھو کاغذ ایک دے گیو۔

رشید: اماں کو یو تے کے کاغذ۔۔۔؟

ناجر: کاغذ ایک تھو جس طرح نسوار کو ہوئے

رشید: اماں۔اماں کت دھر یو ہے مناں دسو

نورو: اورے وہ کوئے قرضا گو کاغذ تھو۔ایں ویں مارے یاہ۔

رشید: داں ابا منا دیو تے سہی ہوں دیکھوں کیسو ہے۔

نورو: اونا جرداں دے ہم بھی دیکھاں کس طرح پڑھیں ہوئیں۔

ناجر: اتے کتے دھر یو تھو پتو نہیں گیو کیاں۔کا کی ہوں لگی داں دیکھ گیاں گئیو؟

کا کی: ایک کاغذ میں بھاری نال پھیر کے باہر سٹ چھڑیو ہے روڑی اُپر (رشید نا سخت شرارت چڑھے تے کہہ)

رشید: اماں اس نا پچھ کت ہے روڑی تے کت ہے کاغذ (لہر ماں)

کا کی: واہ ہے روڑی ہوں گھر تے نہیں لے گئی۔

رشید: (اُٹھے تے کہہ) ہائے اللہ! میری توڑوں ہی بدقسمتی ہے۔اسے گل نا کہیں غریباں نے روزہ رکھیا۔دھیاڑی ہوگئی بڑی (روڑی اُپروں کاغذ چاوے۔

رشید: (کاغذ نا کھولے تے وہ اُس کو پٹواری آڈر ہوئے تے کہہ) اماں یوہ دیکھ میرو آڈر پٹواری کو۔تم خوش رہو۔تھاری ساری سختی دور ہوگئی۔یوہ میرو پٹواری آڈر ہے۔ (نورا نا یقین نہیں آتو تے کہہ)

نورو: ہاں ہاں مقدم کی نوکری واسطے لگور ہے۔

رشید: اوانا یوہ توں کے کہہ کے مقدم کی نوکری۔ہوں مُلازم بن گیو۔

ناجر: پٹواری بھی مقدماں کے جائیں ہوئیں۔

نورو: داں دے چوڑ، تیرا لاڈ نے یوہ خراب کیو چل ہم ڈوگی پر چلاں۔(دوہے ناجر تے نورو ڈوگی اُپر جائیں)۔

رشید: آڈر نا دیکھ دیکھ کے خوش ہوئے۔اچر خیال کا کی در جائے۔(کا کی بدلے ہون پٹھا کی کہہ) اور پھٹا کی اوپھٹا کی ہُن چاہ دے چھڑ۔۔۔

کا کی: تیرو مُنہ تے نہیں دُھکتو۔سدھو کا کی۔۔۔!

رشید: اویاہ تہذیب، بیوقوف۔۔۔

کا کی: تہذیب آلاں کو تھوتے مقدم کی نوکری نا جاتو؟

رشید: (اُس کی گلاں پر ہسے تے کہہ) او پاگلے اماں تے ابو سدھا ہیں تنا کے ہو گیو۔ ہوں مُلازم ہن گیو ہاں۔ یاہ گورنمنٹ کو نوکری ہے ہم نے گورنمنٹ چلانی ہے۔ یہ مقدم شقدم بھی مھارا ہی ماتحت ہویں گا۔

کا کی: گھر تیرا لنگ نہیں تھا لگیں دیکھ داں ہوں سارو کم کروں ہاں۔

رشید: (پھر ہسے تے کہہ) کے کم کرے؟

کا کی۔ گھر کو سارو کم۔ بھاری شاری۔ (رشید نا بھاری نال آڈر باہر سٹیو دیا دآ جائے۔

رشید: آہاں بھاری نال توں آڈر بھی باہر سٹے؟

کا کی: تے پھر کے ہوئیو؟ (رشید نا سخت شرارت چڑھے)

رشید: ککھ نہیں ہو یو۔ میری زندگی تیں روڑی پر سٹی، بے وقوف، دفعہ ہو (میری اکھاں اگا تے، دو چار مارے)

کا کی: روتاں روتاں کہہ پھر مناں لیاوے کیوں تھو۔

رشید: پھر مارے تے کہہ۔ یاہ مجبوری تھی، یاہ مجبوری تھی۔

کا کی: زور، زور نال روئے اچرنا جر واپس آ جائے، رشید کھسکن کی کوشش کرے۔

ناجر: او کا کی۔ او کا کی کیوں روئے (رشید گل ٹوک جائے۔

رشید: اماں میں نہیں میں نہیں (ناجر سوٹی مارے رشید کے لگے۔۔)

رشید: ہتھ جوڑ کے کہہ۔ اماں میں نہیں کہتاں نس جائے۔

ناجر: او گدی توں کیوں روئے؟

کا کی: تھارا لاڈلا نے ماری (نور و باہر ڈوگی پر ہوئے تے رون کی آواز آوے تے جلدی آئے۔

نورو: اوکا کی کیوں روئے تیری بھی غلطی ہوئے گی؟

کا کی: نہ نہ ہوں تے نہیں ات اس گھر ماں رہتی۔

ناجر: او بچی آخر تیرو گھر یوہ ہی ہے۔

(مقدم دد جی جوڑ سپٹی واسطے آوے اگے کا کی روئے لگی وی)

مقدم: السلام علیکم

نورو: وعلیکم سلام

مقدم: کے حال ہے نوریا۔(کا کی توں بل ہے) کا کی مقدم نا دیکھ کے اس وقت ریادہ روئے۔

نوروجلدی جلدی ڈرنال جواب دیہے۔

نورو: کا کی کو سرڈکھے پنج اٹھ ٹکی دتی کجھ فرق نہیں ہوتو۔

کا کی: جلدی بولے۔۔۔اوچاچا کھان کی ٹکی، کانہہ کودرو میرے ان کالاڈالانے ماری (ناجر مُنہ پر ہتھ رکھتے کا کی کہہ)

مقدم: ناجر گدر ہی کو مُنہ چھوڑ گل کرن دے (سخت لہر ماں)

مقدم: نوریا توں تے کہہ تھو سرڈکھتے کا رکر کے چال دسے چل گدر یئے ہوں تنا گھر لے چلوں یوہ نور سخت کوڑ مارے

نورو: لے تے جائے۔میری لاگت ان سب۔

مقدم: لاگت ہوں آپنے دئیوں گو فکر نہ کہ جس ویلے کوئی کوئی لگی لاگت آپے مک جائے گی۔اُٹھ گدری چلاں

(مقدم گدری نالے کے چلے جائے ناجر تے نورو ایک دو جادر دیکھیں)

ناجر: اُونوریا، نوریا مارے گیا۔ہُن مقدم تا جو بھی ناراض ہوگیو۔

نورو: میری مغز بھی مارے گئی اونا جر میں کے کہیو تھو؟

ناجر: تیں کہیو تھو لاگت سٹ ہوں مارے گئیو۔

نورو: ہوں مارے گئیو (نورو غش کھا جائے۔اس نا اپنی لاگت وغیرہ یا آیوئے۔ آخر نورو اکئی حالت ماں زمین پر چڑھ جائے۔

ناجر: اونوریا اونوریا (ناجر پانی لے آوے نورو پانی وی نہیں پی سکتو

ناجر: ہائے میریا اللہ مھارو کے ہوگئیو۔اونوریا اونوریا تنا کے ہوگئیو۔

(اچر رشید کو دوست حمید رشید نا ملن واسطے مگر رشیدات نہیں ہو تو نورو بہت ہی خراب حالت ماں ہوئے بے ہوش)

حمید: اونا جر کے ہو یو؟

ناجر: گھر کو زبان لوکاں کی ہنسی ہوگئی۔حمید توں کجھ کر۔

حمید: پانی سٹے نوریا کا منہ ماں۔نور یو ہوش ماں آوے۔

نورو: نوں کون ہے؟

حمید: ہوں حمید ہاں۔تیرا رشید کو دوست

نورو: مھارو کے کر گیو تا جو مقدم بیاہ کرا کے گدری نا بھی لے گئیو۔

حمید: ہم نے تم سمجھیا تھا۔مگر تم ان پڑھ تے جاہل نہیں سمجھتا۔

ناجر: ہون کے کراں

نورو: او حمید ہُن کے کراں۔توں دس

حمید: اُٹھا فراں ہوں دسوں گو، ہم نا ایک ہو کے رہنو ہے۔اتفاق ماں طاقت ہے۔ہم نا یکجہتی کی لوڑ ہے۔مُلک نا یک جہتی ضرورت ہے۔

نورو: ہم پھر کے کراں، ہم مارے گیا، گھر خراب ہوگیو، زمین بھی بک گئی۔

گدری بھی نہ رہی۔

حمید: واہ ان پڑھ گدری جاہل گدری رشید نا خراب کر گئی۔ اُس کو ناں نہ لیو: (نورا بنایاہ گل بہت ہی مُشکل اور سخت لگے کیونکہ اُس کی لاگت ضائع ہوگئی ہے۔ اُس نالاگت یاد آوے اور پھر غش پے جائے۔

ناجر: نورا کے اُپر ڈھے جائے اور زور، زور نال روئے اور منہ تے آواز نکل جائے ہائے مارے گیا۔

حمید: او ناجر تو اس نا دیکھ تے ہوں ڈاکٹر نا لے آؤں (حمید ڈاکٹر در جائے)

ناجر: او نوریا، او نوریا تنا کے ہو یوداں اُفراں اُٹھ (مگر نورو نہیں ہوش ماں آتو۔

ناجر: ہائے مرتے گیا۔ نورا داں پانی کی ایک گھوٹ تے پی۔

(اچر ڈاکٹر نا لے کے حمید آجائے)

ناجر: ڈاکٹر ہوں لگی اس نا کجھ ہو گئیو۔ تیری محنت ہوں آپے دبوں گی۔

ڈاکٹر: حمید پانی گرم کر

حمید: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب

ناجر: ڈاکٹر کے پچھے ڈھکن رکھے ڈاکٹر کوئی ضرورت نہیں ہوں اپنو گجر ہوں۔

حمید: پانی گرم کر دیئے۔

ڈاکٹر: نوراں کی بانہہ کڈھ حمید۔

حمید: ناجر اس کی بانہہ گڈھ یوہ ڈاکٹر انجکشن کرے۔

ناجر: حمید توں انجکشن کرا ہوں کجھ ڈروں ہاں

حمید: نورا کی بانہہ کڈھے تے ڈاکٹر انجکشن کرے نورو ہوش ماں آوے۔

ڈاکٹر: نورا کے گل ہے ہوش ماں ہے کے گل ہوگئی تھی۔

نورو: ڈاکڑ صاحب منا بیماری نہیں۔ہوں لوکاں نے ہی لٹ چھڑیو۔

ڈاکڑ: اُٹھ اُفراں چکر کر کمرہ ماں نورو چکر کرے (ناجر نورا کے پچھے اُس ناتھمن کی کوشش کرے۔

ڈاکڑ: نورا آابیں ۔کجھ فرق ہویو۔(نورو کہہ) ہاں ڈاکٹر صاحب بہت فرق ہویو۔

ڈاکڑ: کے تکلیف ہے۔

نورو: جناب مناں کدتھی تکلیف میں دو بیاہ بھی کیا۔مگر آضان کوئی بیماری مس نہیں ڈٹھی۔

ڈاکڑ: اچھا بچا کتنا ہیں۔

نورو: ایک ہی تھو وہ بھی پتو نہیں کیہاں چلے گئیو۔

حمید: ڈاکڑ صاحب وہ رشید اس کو لڑکو ہے۔جہڑو کالج ماں جاتے تھو میرا نانّ۔

ڈاکڑ: اچھا وہ رشید تیرو لڑکو ہے۔نوکری نہیں لگو۔اچھی تعلیم پڑھی ہے۔

نورو: کہہ تھو پٹواری بن گیو ہاں۔

حمید: ڈاکڑ صاحب وے پٹواری بن گیا ہیں۔

ڈاکڑ: حمید صاحب یاہ دوا وقت پر اس نا دیونا جر پانی گرم کر کے دیو کیونکہ سیلاب نال پانی خراب ہویو ہے۔اچھا ہوں چلوں۔

نورو: ڈاکڑ صاحب ہم کے کراں ہم مارے گیا۔

ڈاکڑ: حمید توں اتے رہو تے ان ناسمجھائے اس نورا نا ذہنی بیماری ہے اس کے نال اچھی اچھی گل بات کرو۔منا اجازت ہے۔

(ڈاکڑ چلے جائے حمید نورا تے ناجر ناں سمجھائے)

نورو: اونا جر منا ایک مشورو آوے داں توں جا مقدم کول تے معافی لے سکے مقدم

کا کی نا تیرے نال چلا چھڑے۔

ناجر: ہوں دے نہیں جاتی، میری وہ نہیں سُن سے آہم دوئے جاں ہو سکے رحم اجائے۔

حمید: مقدم کونوں معافی نہیں لینی۔ ہم رشید نال مشورو کراں گا۔ پھر کائے کا روائی کراں گا تم فکر نہ کرو۔

نورو: رشید نہیں ہم خراب کیا۔ وہ کے کر سکے ہم نا چارو ہی نہیں معافی لین توں بغیر اُٹھ ناجر دوئے چلاں۔

حمید: تم ہماری کائے وی نہیں سنتا۔ خیر ہوں چلوں (حمید نکل جاے)

نورو: اُٹھ ناجر چلاں۔ ناجر۔۔ چل پھر دوئے نکل جئیں۔

نمائیندہ گوجری ادیب

مولانا مہرالدین قمرؔ

پیدائش 1901 ڈھنڈکوٹ رجوری وفات 1976 ایبٹ آباد

گُوجر قوم کا منیا پڑمنیا سماجی تے سیاسی رہنما، ادیب تے شاعر، مقرر تے مبلغ، مولانا مہرالدین قمرؔ ۱۹۰۱ مانھ راجوری کا گراں مرگاں (ڈھنڈکوٹ) مانھ چوھدری جعفرعلی اوانہ کے گھر پیدا ہویا۔ بُنیادی تعلیم پنجاب کا تعلیمی اداراں تیں حاصل کی تے کُجھ عرصو جمیعت علماءِ ہند کی طرفوں گُڑگاؤں پنجاب مانھ مدرس کے طوروی کم کِیو۔

اپنا علاقا مانھ واپس آ کے اپنی قوم نال ہون آلی سماجی تے سیاسی ناانصافی تے نا برابری برداشت نہ ہوئیں تاں چوھدری غلام حسین لسانوی، میاں نظام الدین لاروی، چوھدری دیوان علی، چوھدری اسرائیل کھٹانہ تے جموں کا چوھدری عبداللہ ہوراں سنگ مِل کے گُوجر جاٹ کانفرنس جیٔ تنظیم شروع کی۔ ویہ زبردست مقرر تھا تے عربی، فارسی تے اُردُو سمیت کئی زباناں کا ماہر وی۔ اُن کی تقریر تے تحریر بڑی دمدار تے پُراثر ہوئیں تھیں۔ قوم کی پسماندگی نا دیکھتاں اُنھاں نے ۱۹۳۹ء مانھ پیغامِ قمر کا ناں نال اک کتابچو شائع کیو۔ تحریر تے تقریر کو یوہ سلسلو ساری عُمر جاری رہیو تے اُنھاں نے نِکا موٹا ستائی (۲۷) یا بتری کتابچہ لِکھیا تے شائع کیا جن مانھ اُردو، پنجابی، تے گوجری زباناں کا مضمون شامل تھا۔

۱۹۴۷ء مانھ مُلکی تقسیم کے نال ہی پاکستان ہجرت کر کے تے ایبٹ آباد ہزارہ مانھ بس گیا۔ اُت وی ذبیحؔ، مجبُورؔ، غلام احمد رضاؔ تے ڈاکٹر صابر آفاقی جیہا ادیباں تے شاعراں سنگ رل کے ۱۹۶۵ مانھ ادبی انجُمن بنائی تے ۱۹۶۷ مانھ نشریاتی اداراں تیں گوجری زبان کی نشریات شروع کروائیں۔ اس عرصہ مانھ اُنھاں کی گوجری تقریر وی ریڈیو تیں نشر ہوتی رہی ہیں تے

اُنھاں نے پنجابی کے نال نال گوجری توں متعلق مضمون تے گوجری شاعری وی لکھی۔اُنکا کلام مانھ مُحبتی تے قوم کا درد کے نال نال تصوف کو رنگ وی نمایاں ہے۔سچ تے یوہ ہیکہ گُوجر قوم پر مولانا مہرالدین قمرؔ کا سیاسی، سماجی، علمی تے ادبی احسان گِنیا نہیں مُکتا تے چُکایاں نہیں چُکتا۔ قمرؔ رجوروی ہوراں نے نکا بڑا نقریباً ستائی کتابچہ لکھیا جن بچوں کُجھ اکن کا ناں اس طرح ہیں:

۱۔ گوجری زبان (حصہ اول ۱۹۶۶، حصہ دوم: ۱۹۶۷)

۲۔ گوجر قوم کے جوانوں سے خطاب ۳۔ گُوجر اور راجپُوت

۴۔ ریڈیو سے گوجری نشریات کا پس منظر ۵۔ چوہدری دیوان علی

۶۔ تحریک آزادیٔ کشمیر، ۷۔ کشمیر خون مانگتا ہے۔

۸۔ خون مسلم بہ رہا ہے ہر طرف کشمیر میں ۹۔ حُب الوطن (پنجابی)

۹۔ راجوری کا سود خوار مہاجن اور زمیندار ۱۰۔ سیف المومنین

۱۱۔ راجوری کے مہاجروں کے نام پیغام ۱۲۔ اخوت اور مساوات کا پیغام

۱۳۔ جناب باباجی صاحب لارویؒ ۱۴۔ شجرۂ نقشبندیہ

۱۵۔ سی حرفی۔ ۱۶۔ پیغام قمرؔ ۱۷ راجوری کے مہاجروں کے نام پیغام

۱۸۔ محفل دیوان ۱۹۔ چوہدری دیوان علی مرحوم، ۲۰۔ اخوت اور مساوات

گوجری کلام کا نمونہ: سی حرفی:

و:

وطن جا کے سُکھ ساں کہیئے میرا روز میثاق کا سنگیاں نا
جھب جھب آوے ڈھولا یار اپنو، لاوے رب مراداں منگیاں نا
بے قدراں نا قدر نہ یاریاں گو لگتا نہیں انار ہٹنگیاں نا
اپنو آپ بھُلو پانی سِروں ڈُلو، قمر چھوڑ دِتو گلاں چنگیاں نا

سروری کسانہ

پیدائش: موالی سانبہ جموں 25 مارچ 1927ء وفات: جموں 12 مارچ 1987ء

سروری صاحب کو ناں لیتاں ہی اک بیباک صحافی، اک مخلص سیاسی تے سماجی کارکُن، تے اک معتبر شاعر تے ادیب کو خُلیو اکھاں اگے آ جائے۔ انھاں کو پُورو ناں چودھری فتح علی تھوتے اُن کی پیدائش سانبہ جموں کا گراں موالی مانھ چوہدری شکر دین ہوراں کے گھر ۱۹۲۷ء مانھ ہوئی۔ اُس دور کی سیاسی تے سماجی اوکھتاں کی وجہ تیں صرف ہائی سکول تک کی تعلیم حاصل کر سکیا۔ کُجھ عرصو اوقاف مانھ ملازمت وی کی۔ پر قوم کا درد نے ویہ زیادہ عرصو سیاسی تے سماجی خدمت مانھ مصروف رکھیا۔

سروری کسانہ ہور گُجراں کی تاریخ تے گوجری کی تاریخ پر گہری نظر رکھیں تھا۔ گُجراں کی بہبود واسطے پُوراخلوص نال کوشش کرن آلاں مانھ چوہدری غلام حسین لسانوی، قمر راجوروی تے سروری کسانہ کو ناں ہمیشہ امر رہ گو۔ سروری صاحب نے پوری زندگی قوم تے زبان کی بے لوث خدمت کی۔ سماجی خدمات کا سلسلہ مانھ ویہ گُوجر جاٹ کانفرنس کا رُکن رہیا تے ۱۹۵۱ مانھ گوجر اصلاحی کمیٹی جموں کی بُنیاد رکھی۔ جموں کشمیر کا گُوجراں مانھ صحافت کی بنیاد رکھن آلا وی سروری کسانہ تھا جنھاں نے قوم تے زبان کا مسائل اپنی تحریراں مانھ باندے آنیا۔ اک مُدت توڑی ماہیا مہور گڑھیا کا قلمی ناں نال مضمون لکھتا رہیا۔ فردسمبر ۱۹۵۵ء مانھ اپنی اخبار 'نوائے قوم' شروع کی تے پہلو گوجری رسالو 'گُوجر دیس' ۱۹۶۴ء مانھ شروع کیو۔ ویہ اپنی تحریراں کے ذریعے ہمیشاں گوجر نوجوان کے ہتھیں سوٹی کی جگہ قلم تھمان کی کوشش کرتا رہیا ہیں۔ جموں کا گُجراں واسطے سروری کسانہ کی خدمات بے مثال ہیں۔

گُو جر نگر کوناں تے جموں مانھ گُو جراں کی موجودگی سروری صاحب کی کوششاں کو نتیجو ہے۔ انھاں نے قوم نا متو کُجھ دِتو پر قوم انھاں نا کُجھ وی خاطر خواہ نہ دے سکی۔

سروری صاحب نے گوجری زبان کی ترقی واسطے انتھک کوشش کیں۔ انھاں کا زبان تے تاریخ پر کئی مضمون اج وی گوجری ادیباں کی رہنمائی کریں۔ گوجری زبان نا سب تیں پہلاں نوائے قوم تے گوجر دیس کے ذریعے اشاعت کو سہرو سروری صاحب نے اپنے ہتھیں لوایو تھو۔ اگست ۱۹۷۸ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ کا کھُلن نال سروری صاحب وی گوجری ایڈیٹر کی حیثیت نال اس شعبہ مانھ شامل ہویا تے کئی سال یاہ ذمے داری وی نبھائی پر زندگی کا آخری سالاں مانھ صحت خراب رہن داروں وہ اکیڈمی تیں الگ ہو گیا تھا۔

سروری صاحب کا ادیب تے شاعر ہون کو ثبوت رانا فضل حسین ہوراں نال اُنھاں کی دس پندراں سال کی سنگت ہے جہڑی ۱۹۶۵ء مانھ بچھڑ جان تیں بعد وی چٹھیاں پتراں کی صورت قائم رہی۔ سروری صاحب نے گھٹ شاعری کی ہے پر معیاری شاعری کی تے ان کا کلام مانھ جموں کی گوجری کو خاص لہجو گوجری کا خزانہ مانھ مُچ مُچ بادھو کرے۔ اُنکا گیت، غزل، نعت تے منظوم چٹھیں گوجری ادب کو قیمتی سرمایو ہیں۔ صحافت مانھ ماہیا مہور گڑھیا کا قلمی ناں کی طرح شاعری مانھ کافی عرصو کڑک گُو جر نگری یو تخلص رکھ کے لکھتا رہیا ہیں۔

بے مثال خلوص رکھن آلا اس اس گُو جر صحافی، ادیب تے شاعر کو انتقال گوجر نگر جموں مانھ مارچ ۱۹۸۷ء مانھ ہویو تے وہ اج وی توی کے کنڈے دفن ہیں۔ واہی توی جہڑی سروری کسانہ کی پچھان ہے، جس طرح پیر پنجال رانا فضل کی پچھان ہے۔ قوم بھاویں سروری صاحب مرحوم نا بھُلا چھوڑے پر توی انھاں نا صدئیں یاد رکھے گی۔

ع: توی کنڈے آن کے مناں کدے لوڑیئے

رانا فضل سروری بارے لکھیں:

اوکھ پسند طبیعت تیری سوکھ نہ تنا بھاوے
لیلکڑی تے لابھ کی گوگی تنا راس نہ آوے
فتح علی منصور ساں گو بن کے جیتاں رہنو
سروری تاں ہی سوبھے یارا ہر پِتا نا سہنو

نعت ا:

تم صاحب لولاک محمد ﷺ تم سچا تم پاک محمد ﷺ
پاپی کِکن جپوں ناں لگے ڈاہڈی جھاک محمد ﷺ
تم رحمت کا بنڈن ہارا میں رحمت کو گاہک محمد ﷺ
اوکھ سے فریادو ہویو میں بندو غمناک محمد ﷺ
چِنتا اوکھ مدال نہ چھوڑے اوکھ نا چھوڑو ٹھاک محمد ﷺ
تھارو ناں سر میرے چھاں تاں ایڈو بیباک محمد ﷺ
سروری لبھی فتح علی نا تھارا در کی خاک محمد ﷺ

غزل ا:

لمڑا راہ ادھ مانے قدمیں ڑُنو پے نمانے قدمیں
انھیاں اوپریاں گلیاں بچ جھلیو پھرے اُباہنے قدمیں
سب سنسار تلاشن ٹریئے زخمی چال اباہنے قدمیں
میری گور سرہانے آیئے بان کی ٹور بچھانے قدمیں
کڑک وفا کے اوکھے پینڈے لوڑ نشان پرانے قدمیں

رانا فضل حسین راجوروی

پیدائش:3 اگست1931ء پروڑی گُجراں راجوری

رانا فضل حسین راجوروی کی پیدائش راجوری کا گراں پروڑی گُجراں مانھ مقدم فیض محمد ٹنچ ہوراں کے گھر ۳ اگست ۱۹۳۱ء مانھ ہوئی۔ میٹرک تک کی تعلیم راجوری ہائی سکول تیں مکمل کر کے اپنا ہی علاقہ مانھ تجارت کو پیشو شروع کیو پر قدرت ناشاید کجھ ہور ہی منظور تھو۔ ۱۹۴۷ء کی ملکی تقسیم کے نال ہی خاندان وی تقسیم ہوا تے رانا ہور وی کئی رشتے داراں سمیت پاکستان چلے گیا پر جلدی ہی وطن کی محبت واپس چھک لیائی۔ گُوجر قوم کی سیاسی تے سماجی بد حالی کو احساس کرتاں نویں سر اپنی تجارت تے سماجی سیاسی سرگرمی شروع کی تھیں جے ۱۹۶۵ء کو حادثو ہوؤ تے رانا ہور وطنوں بے وطن ہو گیا۔ خاندان کا کئی آدمی شہید ہو گیا۔ ان گو سارو کُجھ بے دردی نال کھسے گیو۔ پر گوجری زبان کو دامن ان کے ہتھوں نہ چھٹیو۔ سگوں اپناں کا وچھوڑا تے بے وطنی کا غم نے اُن کی تحریراں مانھ سوز تے درد بھر چھوڑیو۔ جہڑو باقی لکھاڑیاں نالوں انھاں نا ممتاز کرے۔

پاکستان جاتاں ہی انھاں نا ذبیح، قمر، مجبور، تے صابر آفاقی جیہا گوجری لکھاڑیاں کی سنگت نصیب ہوئی تے وہ گوجری ادب واسطے کی جان آلی شعوری کوششاں مانھ شامل ہو گیا۔ دِن بدِن انکا جوہر کھُلتا ہی گیا۔ پاکستان مانھ گوجری ادب کی نشر واشاعت مانھ رانا فضل ہوراں کو اہم رول ہے۔ وہ ۱۹۶۷ء تیں ۱۹۹۰ء تک بدستور ریڈیو تراڑکھل کے ذریعے گوجری کی خدمت کرتا رہیا تے اجکل سبکدوش ہو کے گوجری کی خدمت مانھ مصروف ہیں۔

اقبال عظیم چوہدری تے رانا فضل حسین بلا شبہ بیہویں صدی کا سب توں زیادہ

کامیاب گوجری تخلیق کار ہیں۔ جنھاں نے گوجری ادب کی ہر صنف مانھ خوبصورت اضافا کیا ہیں۔ رانا نے گوجری مانھ ڈراما، آزاد نظم، غنائیا تے غزل کی جاگ اپنے ہتھیں لائی ہے۔ رانا ہوراں نے گوجری ادب مانھ نواں نواں سِلکا کڈھیا ہیں۔ جنھاں نال نواں مسافراں نا خاص طور پر سوکھل ہوئے گی۔ رانا ہوراں کو کمال یوہ ہے جے انھاں نے اپنی دھرتی پر پیر رکھ کے تاراں نا ہتھ لان کی کوشش کی ہے۔ تے گوجری لکھاڑیاں مانھ قلم پر جتنی مضبوط گرفت انھاں کی ہے اتنی ہور کسے کی نہیں۔

گوجری ادب کی کائے وی صنف ہوئے گیت غزل، نظم یا نثر، رانا فضل نے ذاتی تے سماجی، دل کا تے دنیا کا درداں مانھ انچھویا تے ٹھیٹھ گوجری لفظ خوبصورتی نال پرویا ہیں۔ اُن کی منظوم تحریر تے دُنیا کے باندے ہیں پر نثر خاص کر اُن کی چٹھیں پڑھتاں نوں لگے جس طرح انسان چُوری کھاتو ہوئے۔ ہجر و چھوڑا تے دیس کی گلیاں کا غم نے نے ہی رانا کی شاعری مانھ سوز بھریو ہے۔ تے مُڑ مُڑ کے پیر پنجال کا ہاڑاں نے رانا فضل ناوی گوجری ادب مانھ واہی بلندی تے عظمت بخشی ہے جہڑی کشمیر مانھ پیر پنجال نا حاصل ہے۔

رانا فضل ہوراں نے بے شمار گوجری ڈراما لکھیا ہیں تے اُنکا مشہور ڈرامہ ''روشنی'' نا قومی ایوارڈ وی ملیو ہے۔ اُن کی شاعری کی کتاب '' بانھل بانھل پانی'' اک بار ادارہ ادبیات تے دو جی بار جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی نے شائع کی ہے۔ یاہ کتاب صنف تے مضمون کی وسعت کے نال نال معیار کا اعتبار نال وی گوجری زبان کی اک مثالی تے بہترین کتاب ہے۔ اُن کی منظوم چٹھیاں آلی کتاب ''سانجھا دُکھڑا'' کا ناں نال پچھلے ہی سال ریاستی کلچرل اکیڈمی نے شائع کی ہے۔ تے اُنکا گیتاں کی کتاب ''ماہل'' شنگراں کا گیت کے تحت شوئع ہوئی ہے۔

کُجھ جانکاراں نا کھوج تیں بعد اُنکی تخلیقات کی ترتیب کُجھ اس طرح سامنے آئی ہے:

۱۔ نعت ۱۹۶۸ء ۲۔ رت کا نشان ۱۹۶۹ء (نثر کی پہلی کتاب)
۳۔ بانچھل بانچھل پانی (شاعری) ۴۔ لہو پھوار (شاعری)
۵۔ سانجھا دُکھڑا (منظوم خط) ۶۔ ماہل (گیت) ۷۔ دِتھ گگن پاتال کی (کہانیں)
۸۔ پریم پتر (نثری خط) ۹۔ گوجری لوک ادب ۱۰۔ بچھڑی کونج اڈار (شاعری)
۱۱۔ مثنوی پیر پنچال ۱۲۔ گوجری ڈرامہ۔ ۱۳۔ گوجری لوک بار
۱۴۔ سچ مُچ فیض (نعت) ۱۵۔ کلیات رانا فضل حسین (کلچرل اکیڈمی سرینگر)

افسوس کی گل ہے جے وقتی حالات کی مجبوریاں تیں انھاں کی تازہ تخلیقات ہم نا میسر نہیں ہوسکیں۔ اللہ جی نے اِن حشر بروبر پاڑاں نا کدے مِلن کی ٹا کی لائی تاں انھاں بارے ہوروی متو کُجھ لکھیو جاسکے گو۔ اُنکا کلام کا کُجھ نمونا:

نعت:

چڑھتل چناں چانن چانن، چانن لایا سارے
لاٹ سچی لو روشن روشن، روشن عرش منارے

چناں عرش کی چوٹی چڑھ کے تم نے نُور کھِنڈایا
چن اسمانی ٹُٹ جُڑے ہوئے، انگلی نال اشارے

کُفر کی بند مُٹھی ماں گیٹیں، کلمو پڑھتی بولیں
لاج غریباں کی رکھ چھوڑی رب نے صدقے تھارے

تم سنگ پارس ہوں اک پتھر، گیٹی گیٹی بھریو
کرم کی نظر کرو بن سونو، لاٹ سچی لشکارے

چڑھتل چڑھتل آس کا چناں، چانن چانن کرنا
کرم کرو تم بھرم رکھو فِر، فضل فقیر نہ ہارے

نظم: لہولہوعید

بول پیاریا عید کا چنا اوہ دُکھیاریا عید کا چنا
تیں کِت میرومیت چھپایو موتاں ماریا عید کا چنا
لہولہوعید خوشی تیں کرکے درد ابھاریا عید کا چنا

نظم: پیرپنجال کوچن

یوہ چن عید شوال کو چن رے مُڑ آوے ہرسال کوچن رے
آکے میرا مان تروڑے درداں کا مانجال کو چن رے
انگلی کی اک سینی توڑے نیل گگن کا تھال کوچن رے
سب کو چن اک گگناں کو چن میرو پیر پنجال کو چن رے
فضلؔ نہ بنیو رب ہتھوں کوئے میرا چن کے نال کوچن رے

غزل:

غزل سلونی چھیڑ رکھی میں پیڑ پرائی سہیڑ رکھی میں
سانجھو درد خمیر کے پیڑے مٹی آپ اکھیڑ رکھی میں
صبر کا تندو توڑ تروپا دل کی سیڑ ادھیڑ رکھی میں
پھڑنے مٹھڑا لاڈ پھُلیں گا دور ہوتاں مچ نیڑ رکھی میں
آس فضل پگرے گی اوڑک اوکھت آپ چمیڑ رکھی میں

ڈاکٹر صابر آفاقی

پیدائش:1933ء گوہاڑی مظفر آباد وفات:اپریل 2010

جدید گوجری ادب کا عظیم ہمدرد تے محسن، محقق، نقاد، ادیب تے شاعر چوہدری احمد دین پھامڑہ نا ادبی دُنیا ڈاکٹر صابر آفاقی کا ناں نال جانے۔ انھاں نے پہلاں صابر تخلص کیو تے فِر سوچ کے نال نال ناں مانھ وی آفاقی شامل ہو گیو۔ و یہ ۱۹۳۳ء مانھ مظفر آباد کا گوہاڑی گراں مانھ پیدا ہویا۔ اُنکا والد مولانا علی محمد پھامڑہ بڑا علمی آدمی تھا تے انھاں نے یاہ وراثت اپنی اولاد کے حوالے کرن کو پُورو حق ادا کیو۔ بُنیادی تعلیم تیں بعد انھاں نے صابر آفاقی ہور اُچی تعلیم واسطے پنجاب ٹور چھوڑیا تھا پر اس خواب نا پورا ہوتاں دیکھن تیں پہلاں ہی اکھ میچ لئیں۔ صابر ہور گوجرا ماحول کا ساراں دُکھاں درداں کی پنڈ وکلی لیکے ہمیشاں دنیا کے نال قدم ملا کے چلتا رہیا ہیں۔ بُنیادی عربی فارسی تعلیم توں بعد انھاں نے ۱۹۵۲ مانھ محکمہ تعلیم مانھ عربی کا اُستاد کے طور ملازمت شروع کی۔ صابر آفاقی ہوراں نے علم کی وصیت کی پوری لاج رکھی تے تمام مشکلات کے باوجود تعلیم کو سلسلو ٹُٹن نہیں دِتو۔ انھاں نے ۱۹۵۶ء مانھ ایف اے، ۱۹۶۰ء مانھ بی اے تے فر ۱۹۶۵ء تو ڑی اُردو تے فارسی مانھ ایم اے کرلئی تھی۔ ۱۹۶۷ء مانھ و یہ مظفرابادمانھ کالج کا لیکچرار مقرر ہویا تے اگلے ہی سال فارسی مانھ پی ایچ ڈی واسطے ایران چلا گیا۔ جہڑی انھاں نے کشمیر کی مشہور تے مستند قدیم تاریخ ''راج ترنگنی'' کا فارسی ترجمہ کا موضوع پر ۱۹۷۲ء مانھ مکمل کی۔ واپسی پر مدت تو ڑی مظفرابادکالج مانھ ایسوسی ایٹ پروفیسر کے طور ذمہ داری نبھائی تے اس عرصہ مانھ انھاں نا ملازمت کا و یہ سارا عذاب بھوگنا پیا جہڑا اک سنجیدہ، مخلص تے خوددار انسان کو مقدر ہوئیں تے نوں انھاں نے آخر نوکری اپنا گل تیں پاٹی لیر ہاروں لاہ سٹی تے آپ تن من نال گوجری ادب کا ہو کے رہ گیا۔

خالص گوجرا ماحول کی وجہ تیں گوجری زبان نال شروع تیں ہی پیار تھو۔ گوجری شاعری کی شروعات ۱۹۵۴ء مانھ کی تے یوہ سلسلو بلیں بلیں جاری رہیو۔ ۱۹۶۵ء مانھ گوجری کا دیگر لکھاڑیاں کی ہجرت نال اُنکے اندر کو گوجری فنکار ہور تکڑو ہوگیو۔ انھاں ذبیح، مہجور، قمر تیعنبر ہوراں جیہا سنگیاں نال رل کے گوجری کی نشرواشاعت واسطے پرخلوص کوشش کیں، ریڈیوتوں گوجری پروگرام شروع کروایا تے اشاعت واسطے ادارہ ادبیات تے گوجری ادبی بورڈ قایم کیا۔ اس دور مانھ گوجری لکھن کی شعوری کوشش کرن آلاں مانھ صابر آفاقی پہلی صف مانھ تھا تے ان کو یوہ جذبو تے خلوص ایران مانھ جاکے وی ٹھنڈو نہیں ہویو، ویہ اُت وی گوجری شاعری کرتا رہیا۔

صابر آفاقی ہوراں کی گوجری شاعری مانھ، سی حرفی، غزل، رباعی تے نظم توں علاوہ مسدس حالی کو گوجری ترجمہ وی شامل ہے۔ صابر آفاقی پوری دُنیا خاص کر اسلامی دنیا نا اک وجود تصور کریں تے اُن کی زبان تے انکا دُکھاں درداں نا سانجھا سمجھیں۔ اُن کی یاہی آفاقی سوچ ان کی تحریراں مانھ وی جھلک دسے۔ ویہ شاعری مانھ مقصدیت کا قائل سئی لگیں تے اکثر علمی سماجی، انقلابی تے اصلاحی مضمون ان کی شاعری مانھ نمایاں ہیں۔

گوجری مانھ ان کو ۱۹۷۶ء تک کو سارو کلام ''پھُل کھیلی'' کی صورت مانھ گوجری ادبی بورڈ مضفر اباد نے چھاپ کے دُنیا کے باندے رکھیو تھو۔ یاہ کتاب گوجری کا ادبی حلقاں مانھ کافی مشہور ہے۔ فر ۱۹۹۸ء مانھ 'پیغامِ انقلاب، تے ۲۰۰۲ء مانھ اُن کی اک ہور کتاب '' کیسر کیاری'' کا ناں نال شائع ہوئی ہے۔ انھاں نے گوجری لکھاڑیاں بارے وی اک کتاب ''گوجری ادب'' پنجابی زبان مانھ لکھی تھی جہڑی لکیر کے ارار لے پاسے عام لکھاڑیاں نا دستیاب نہیں ہوسکی۔ ویہ گنتی کا اُن گوجری لکھاڑیاں مانھ سرفہرست ہیں جنھاں نا اللہ تعالیٰ نے تقابلی لسانیات کا علم تیں علاوہ تخلیق، تحقیق، تنقید تے ترجمہ کی صلاحیت تے مہارت وی بخشی۔ گوجری زبان تے ادب تیں علاوہ فارسی تے اُردو کے نال نال عالمی تاریخ پر وی صابر آفاقی ہوراں کی ڈنگی نظر تھی۔ تاریخ کشمیر تے راج ترنگنی کا ترجمہ سمیت دوسری زباناں

مانھ وی اُن کی کئی تخلیقات موجود ہیں جن کی وجہ تیں صابر آفاقی دو جی ہمعصر زباناں کا ادبی حلقاں مانھ وی اک معتبر ناں ہے۔ حسین بن منصور الحلاج کی زندگی پر مشہور زمانہ فرانسیسی کتاب کو اُردو ترجمہ انکو ایک ہور اہم کارنامو ہے جس تیں انکی علمی وسعت کو کجھ کجھ انداز و ہو سکے۔ ڈاکٹر صابر آفاقی ہور کافی دیر تک ذیابیطس کا مرض میں مبتلا رہن تیں بعد اپریل ۲۰۱۰ ما فوت ہو گیا پر گوجری زبان ناان کی دین ہمیشہ امر رکھے گی۔ ان کی دو در جن تیں بدھ تصنیفات وچوں کجھ مشہور کتاب یہ ہیں:

گوجری تے پنجابی: ۱۔ اتھروں (۱۹۶۶) ۲۔ ہاڑا (۱۹۶۷) ۳۔ پھُل کھیلی ۱۹۷۶ء
۴ پیغام انقلاب (گوجری) ۱۹۹۷ ۵۔ مسدس حالی (گوجری ترجمہ)
۶ گوجری قواعد ۷۔ کیسر کیاری (گوجری) ۲۰۰۲ء ۸۔ سانجھو کھلاڑ ۲۰۰۳ء
۹ بھُلیں بسریں یاد (سفرنامو) ۱۰۔ گوجری ادب (گوجری شعراء) (پنجابی)

اُردو تے فارسی تصنیفات:

۱۔ نجم دُری اُردو (بہائی فرقہ بارے) ۲، ۱۹۶۴۔ راج ترنگنی (فارسی ترجمہ) ۱۹۷۴ء
۳۔ گلہائے کشمیر ۴، ۱۹۷۴۔ حسین بن منصور حلاج (فرانسیسی کتاب کو اردو ترجمہ) ۱۹۷۵ء
۵۔ تاریخ کشمیر (اُردو) ۶۔ اقبال اور کشمیر (اُردو) ۷، ۱۹۷۷۔ جلوہِ کشمیر ۱۹۸۱ء
۸۔ بشارتِ ظہور ۱۹۸۵ء ۹۔ نجوم ہدایت ۱۹۸۸ء ۱۰۔ درسِ اخلاق ۱۹۸۵ء
۱۱۔ شہر تمنا ۱۹۸۰ء ۱۲۔ طلوعِ سحر ۱۹۸۴ء

زیرِ طبع: ۱۔ عکسِ کشمیر (تحقیقی مقالات) ۲۔ تجلیاتِ ایران (فارسی مقالات)
۳۔ در جستجوے سیارہِ دیگر (فارسی کلام) ۴۔ خندہ ہائے بے جا (مزاحیہ کلام)
۵۔ نئے موسموں کی بشارت (اُردو کلام) ۶۔ قبائلی ضرب الامثال (بلتی، شنا، گوجری)

کلام، سی حرفی: و:

واسطو رب رسول کو ہے کر منا غمگین نا شاد کا گا
جا کے بیں توں یار کی بلی اپر رو رو کے کر فریاد کا گا
بچا جیئیں تیرا لمی عمر ہووے رہے آلنو تیرو آباد کا گا
آوے دوڑ کے باہر توں یار صابر کر منا ناشاد نا شاد کا گا

غزل:

اُٹھیں گا ہن جواں پر ہوں نہیں ہوسوں
مڑے گو کارواں پر ہوں نہیں ہوسوں

ترس کھائے گو اوڑک اک دھیاڑے
یوہ ظالم آسماں پر ہوں نہیں ہوسوں

بدل جائے گو ہے امید پکی
گوہاڑی کو گراں پر ہوں نہیں ہوسوں

بنڈیں گا لوک مٹھّیائیں کے بدلے
میری مٹھی زباں پر ہوں نہیں ہوسوں

کوئے ہووے تھو صابؔر لوک کہیں گا
میرو جیئے گو ناں پر ہوں نہیں ہوسوں

ق

تیریں چھیڑیں کس نے میلیں نونہی ٹھگاوے منا
تیرا آتاں آتاں مٹی ہو جاؤں گو سڑ کے
رو رو ہسوں، ہس ہس روؤں پاگل ہوؤ ایسو
جس رہیا بدل چیت کی رُت مانھ برہتورہ اڑاڑ کے

اقبال عظیم چوہدری

پیدائش: واںگت 1940ء

بابا جی صاحب لارویؒ کا دوہترا تے میاں محمد اکبر بجران ہوراں کا فرزند میاں محمد اقبال نا ادبی دُنیا اقبال عظیم کا ناں نال جانے۔ اُن کی پیدائش بابا نگری واںگت ماںھ ہوئی تے اُتے ہی بُنیادی تعلیم حاصل کی۔ عِلم تے ادب اُن کی چار چوفیری کھِلر یوو تھو۔ اس گلوں وی یہ وی متاثر ہونو نہیں رہ سکیا۔ پر نال ہی گوجرا ماحول کی تنگدستی، سماجی نا انصافی تے سیاسی حالات وی اس جذباتی نوجوان نا برداشت نہین وہیں تھا۔ تے یوں مُدت توڑی اُنکے اندر چھپیا وا اک دردمند شاعر تے سیاسی وِچن کے بشکار جنگ ہوتی رہی پر آخر کار معجزاتی طور پور اس شاعر نے سیاسی وِچن قابُو کر لیو تے اس طرح گوجری زبان نا اس سپُوت کی خدمات میسر آ گئیں جِس پر بلاشُبہ گُجری ماں صدیاں تک مان کرے گی۔

بابا نگری واںگت ماںھ مقیم ہون نال اُنھاں نا لاروی دربار ماںھ ہون آلی اکثر علمی تے ادبی محفلاں ماںھ بابا نظام الدین لارویؒ، سائیں قادر بخش، خدا بخش زار، اسرائیل اثر تے پنجابی کا کئی بلند پایہ شاعراں کی صحبت وی نصیب ہوئی تے حاجی جُنید نظامی جیہا عالم کی داد تے رہنمائی وی۔ اس طرح بابا نظام الدین لارویؒ ہوراں کے ہتھیں لگی وی بُوٹی اج دیکھ دیکھتاں گوجری ادب کی سب توں گھونپھری، سدا بہار تے معتبر شخصیت بن گئی وی ہے۔

اقبال عظیم نا وی زمانہ کی وی یہ بے دردیں تے بے رحمیں جھلنی پئیں جہڑی اس دور کا

گُجراں کو مقدر تھیں یا ہیں۔ اس نے زندگی قریب توں دیکھی تے دل مانھ اضطرابی کیفیت رکھن آلو یوہ بظاہر پُرسکون شخص بھاویں دُنیا نا اپنا دل مانھ اوکڑ کے نہیں دیکھن دیتو پر قلم تیں وہ اپنا راز تے جذبات نہ چھپا سکیو۔ اُس نے اپنی شاعری مانھ جو کُجھ لکھیو سچ لکھیو تے سچ تیں سوا کُجھ نہیں لکھیو۔ یوہ دردمند تے آزاد طبیعت شہزادو پہلی بار ۱۹۶۹ء مانھ ریڈیو کشمیر سرینگر کی زنجیراں مانھ پابند ہو گیو۔ اُسو یلے گوجری زبان کی نشری خدمات واسطے انھاں تیں بہتر شخص کوئے تھووی نہیں پر نسیم پونچھی کے سنگ سال کھنڈ گوجری نشریات چلان توں بعد ریڈیو کو بہڑو چھوڑ دِتو۔ ورات کی ادبی سنگتاں کی تاثیر دل کی تختی توں نہ ملیچن ہوئی۔ کُجھ عرصو ''گُوجر دیس'' جموں کی اشاعت کے ذریعے گوجری کی خدمت کرتا رہیا۔ آخر جد ۱۹۷۸ء مانھ کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلو تاں اک بار فرزانہ کی ادب شناس نظر اقبال عظیم تے نسیم پونچھی پر پئیں۔ تد توں بیہ بائی سال توڑی متواتر گوجری کی خدمت کر کے یہ دوئے شخصیت اِتوں ہی سبکدوش ہو گئیں تے اجکل گھر بار کی ذمے داریاں کے نال نال ادب کی خدمت وی جاری ہے۔

کلچرل اکیڈمی کی طرفوں شائع ہون آلی ہر اشاعت اُن کی کارکردگی کی ترجمان ہے۔ گوجری ادب تے لوک ادب کی شیرازہ بندی ماں انھاں کو اہم رول رہیو ہے۔ پر خاص کر گوجری ڈکشنری، تے بانچھل بانچھل (رانا فضل) نغمہ کہسار (مہجور راجوروی) کلام اثر (اسرائیل اثر)، مدینی قافلو تے خیام کی رباعیں (ترجمہ: نسیم پونچھی) تے گوجری ادب کی سنہری تاریخ (ڈاکٹر رفیق انجُم) جیہی کتاباں کی اشاعت اُن کی عظمت تے ادب شناسی کی گواہ ہیں۔

اقبال عظیم نا گوجری ادب توں علاوہ اسلامیات، تصوف تے عالمی ادب پر وی عبور حاصل ہے جہڑو ہر کسے کا بس کو کم نہیں ہوتو۔ ویہ گوجری توں علاوہ اُردو تے پنجابی کا وی اُچا

قد کا شاعر ہیں تے کدے گوجری آلے پاسے نہ لگا ہوتا تاں بلاشبہ اُردو کا بین الاقوامی معیار تے شہرت کا شاعر ہوتا۔اُن کی گوجری شاعری کی پہلی کتاب ''ریجھ کولیں'' کا ناں نال شائع ہوئی تھی جس نا اکیڈمی کی طرفوں بہترین کتاب کو اعزاز حاصل ہے۔ تے اجکل ویہ گوجری تے پنجابی شاعری کی دونویں کتاباں کی ترتیب مانھ مصروف ہیں۔گوجری کہانی تے افساناں کی کتاب شائع ہون مانھ ضرورت توں زیادہ دیر لگی ہے پر امید ہے جے یاہ کتاب آجان نال نواں لکھاڑیاں کی رہنمائی کے نال نال تنقید کرن آلاں کی زبان وی بند ہوئے گی۔

گوجری زبان مانھ اقبال عظیم نے ہر صنف مانھ معیاری تے مثالی تخلیقات پیش کی ہیں۔نثر مانھ اُن کی علامتی کہانیں تے ناولٹ 'توں آوی جائے دم ہی نہ آئے تے کے کروں' گوجری ادب مانھ اہم اضافو ہیں جد کہ شاعری مانھ گیت، غزل، نظم تے نعت سب کُجھ لکھیو ہے پر گوجری غزل اقبال عظیم کی پچھان بن گئی ہے تے عظیم گوجری غزل کی پچھان۔ بیہویں صدی کی گوجری غزل مانھ اقبال عظیم تے مخلص وجدانی کا قد کا شاعر نہیں نظر آتا تے اُن کی غزلاں کو رنگ گیتاں تے نظماں مانھ وی ڈُلیو ووسئی لگے۔اقبال عظیم کا تحقیقی مضمون وی اپنا اپنا موضوع پر حرف آخر کو درجو رکھیں تے نواں تحقیق کرن آلاں کی رہنمائی کو کم کریں۔

اس خوب صورت گوجر اجوان کی بارعب شخصیت، طبیعت کی نرمی تے خلوص ہر اک ملن گلن آلا نا پہلی ملاقات مانھ ہی اپنی عظمت کو احساس دوا چھوڑے۔ میں بھاویں زندگی کا کئی سال ضائع کیا وہیں پر اقبال عظیم کی سنگت مانھ گذاری وی ساعتاں پر بڈیار کرن کو حق بجا سمجھوں۔رانا فضل راجوروی تے اقبال عظیم بلاشبہ گوجری زبان واسطے بیہویں صدی کو اک عظیم تحفو ہیں۔ ع : خُدا کرے کہ یہ پودا ہرا ہرا ہی لگے۔

نعت پاک:

وہ سچو سچیار اسے کا وہ اُچو اُچیائیں اُس کیں
سچ کی مہار ہے ہتھ اُسے کے وہ سچو سچیائیں اُس کیں

شہر علم کا اک اُمی کے ہتھوں بسیا روشن روشن
وہ عالم وہ عاقل شاعر جس نے گوریں گائیں اُس کیں

ویہی رب کا سچا عاشق،ویہ اُسکی مخلوق کا خادم
ویہ دانا ہیں جہڑا برتیں حرف حرف دانائیں اُس کیں

نام محمد ﷺ لکھتو رہیے،پڑھتو رہیے،روتو رہیے
اُس تیں سب کُجھ گھول گھمایئے چُم لیئے دُرساہیں اُس کیں

درویشی سر صدقو اُسکو اُسکا سر کی خیر ولایت
کھیتی دل کی ساوی رکھیں جہڑیں اکھ تسائیں اُس کیں

غزل:

جھوٹھا قول قرار نہ کریئے سکھنے ہتھ بپار نہ کریئے
رب نا رب کر منیئے ہر دم اس گل مانھ بڈیار نہ کریئے
آتی برہیا فر مُڑ آیئے دل نا فر بیمار نہ کریئے
جے نہیں لانی بازی سر کی سوکھو رہیئے پیار نہ کریئے
نقدیں کریئے دل کو سودو اس مانھ نیس ادھار نہ کریئے

منا ڈیرو چاتاں تھوڑی دیر لگی
یاد رکھوں تھو آس مِلن کی چھوڑوں تھو

میرا دل کی دنیا نا اوہ جھونی لاون آلیا ربا
تیری دنیا اک دن ہوئے گی ڈھاکا ڈھیری میرے باندے

اُداس رستاں کا کنڈا پلو پکڑ کے اکثر سوال پُچھیں
توں ایکلو کیوں ہے ساتھی کت ہے بےحال دیکھیں تے حال پُچھیں

بھاویں فتویٰ لیکے آؤ بھاویں پھانسی چاہڑو
ہوں تے عرش عظیم کہوں گو یار اپنا کی بلیاں نا

چِر تک ہوا مانھ درد کی سیجل کو بھار تھو
چُپ نال اُٹھ گیو کوئے اتھروں نچوڑ کے

کے دسوں ہوں جینو کے ہے خاب مانھ ٹُرنو کھُلئیں اکھیں
لکھیں چُکنو شہرِ وفا مانھ فِر بِک جانو کُوڑیں لکھیں

چوہدری قیصر دین قیصؔر

پیدائش:1942ء گُنڈی گُجراں کرناہ وفات: جنوری2020

ریاستی حکومت مانھ اک ایماندار ڈپٹی کمشنر تے سیکریٹری رہن کے نال نال زبان تے ادب مانھ چوھدری قیصر دین قیصؔر کی گجھی دِلچسپی کسے تیں او ہلے نہیں۔ ویہ ۱۹۴۲ء مانھ کرناہ، کپواڑہ کا گراں گُنڈی گُجراں مانھ پیدا ہویا۔ اس گوجرا ماحول مانھ بی اے کی تعلیم حاصل کرن آلا ویہ غالبًا پہلا شخص ہوئیں گا جنھاں نے تحصیلدار کے طور سرکاری ملازمت شروع کی تے فر ترقی کرتا کرتا سکریٹری کا عہدہ تک پوہچیا۔ اسطرح ویہ ریاستی گُجراں مانھ I.A.S. کو عہدو لین آلا وی پہلا شخص ہیں۔ سرکاری ملازمت کے دوران مختلف عہداں پر کم کِیو: تحصیلدار، ڈپٹی کمشنر، ڈائریکٹر رہن تیں بعد ویہ ریاستی پبلک سرسوس کمیشن کا ممبر وی رہیا ہیں تے پسماندہ قبیلاں بارے ریاستی کمیشن کا رُکن وی۔

ادب نال انھاں کی دل چسپی چروکنی ہے تے گوجری تیں علاوہ انگریزی تے اردو مانھ وی مضمون لکھتا رہیا ہیں پر ادبی دنیا مانھ ان کی پچھان گوجری کہانیاں کی وجہ تیں ہے۔

۱۹۷۵ء تیں بعد کی جدید گوجری ادبی تحریک نال ویہ بڑا خلوص تے باقاعدگی نال جُڑیا رہیا ہیں تے اُنھاں نے سرکاری عہدہ کی ڈگی کدے وی ادب مانھ رکاوٹ نہیں بنن دِتی۔ جدکہ انھاں کا کئی ہمعصر نوکری کی نِکی نِکی

پنڈ وکلی لے کے وی ادب کی گہل مانھ قدم دین تیں قاصر ہوتا دیکھیا ہیں۔

ادب مانھ انھاں نے ڈراما، کہانی تے افسانہ لکھیا ہیں تے گوجری مانھ سب توں زیادا کہانیں لکھن کو سہرا وی انھاں ہی کے سر جائے جد کہ ڈرامہ کا میدان مانھ رانا فضل ہور انھاں تیں اگے سہی لگیں۔ اُن کی پوری تحریراں کو جائزو لین واسطے تے افسانہ نگاری کا کسے ماہر کی ضرورت ہے پر میرا مطالعہ کے مطابق گوجری کہانیاں مانھ سماجی نا برابری تیں علاوہ تعلیم آلے پاسے رغبت دوان پر انھاں نے زیادہ توجہ دِتی ہے۔ تے سماجی اصلاح نا موثر بنان واسطے انھاں نے طنز و مزاح کو وی ایسو شاندار استعمال کیو ہے جے پڑھن سُنن آلا اپنا آس پاس دار دوبارہ دیکھن تے سوچن پر مجبُور ہو جائیں۔ ذرا دیکھو چوہدری قیصر دین قیصرؔ اپنی کہانی نواں بُوٹ نا اسطرح ختم کریں:

''میں بڑی عاجزی نال سو پر کا موچی نا کہیو کہ دھا گاں نال سیڑ چھوڑ تا نجے کجھ گزارو ہو جائے۔ موچی کہن لگو جے چلن نال دھا گو گھس جائے گو پر ہوں اپنی دھُڑ توں نہ ہٹیو۔ موچی نے تنگ آ کے کہیو، موچی کو پوت ہوں ہاں، توں تے نہیں۔ اسیطر ح انکی کہانی گوجر بستی تے قسمت کا لیکھ وی پڑھن جوگی ہیں۔ گوجری کہانی کی اک بڑی خوش قسمتی یاہ ہے جے اسکی بنیاد حقیقت نگاری پر ہے'' چودھری قیصر دین قیصر کی تحریر کہانی، ڈرامہ تے تحقیقی مضمون کی شکل مانھ ریاستی اکیڈمی کا گوجری شعبہ کی کتاباں مانھ شائع ہوتی رہی ہیں۔ قیصر ہوراں کی تحریر یقینی طور گوجری کا طالب علماں تے ریسرچ کرن آلاں واسطے بڑی دلچسپی کو مضمون ثابت وہیں گی۔ کافی عرصو دل کا عارضہ ما مبتلا رہن تیں بعد جنوری ۲۰۲۰ ما ان کی وفات ہوئی۔ اللہ مغفرت فرماوے۔ آمین!

چوہدری نسیم پونچھی

پیدائش:1942ء گُورسائی مہنڈر وفات: جولائی 2015 کشمیر

گوجری کا نامور شاعر، ادیب تے محسن محمد بشیر الدین نسیم پونچھی کو تعلق ادبی پاجا آلی دھرتی پونچھ کا سب توں بڑا گراں گُورسائی نال ہے۔ اس علاقہ نے پچھلی صدی مانھ نورو پچی تے موجودہ صدی مانھ نسیم پونچھی پیدا کر کے بے شک قوم پر احسان کیو ہے۔ یوہ شریف تے سادو مگر ذہین، حساس تے جذباتی شخص ۱۹۴۲ء مانھ اک کالس خاندان مانھ پیدا ہویو۔

اُس دور مانھ گُوجر قوم واسطے جہڑا ٹھہلا مقدر مانھ وہیں تھا اُن وِچوں نسیم پونچھی نے اپنو حصو جھولی بھر بھر کے لیو۔ قسمت نے یاہ ہولی جئی جِند سُرنکوٹ ہائی سکُول (۱۹۶۲) تیں لیکے خیبر میڈیکل کالج پشاور (۱۹۶۴)، گُوجر دیس جموں (۱۹۶۵)، محکمہ تعلیم جموں (۱۹۶۸)، سِول سکریٹریٹ، ریڈیو کشمیر سرینگر (۱۹۶۹) تے جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی (۱۹۷۸) تک پھیری تے آخر اِتے کی ہو کے رہ گئی۔ کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلن کے نال ہی ویہ گوجری ایڈیٹر کی حیثیت مانھ اِت آیا تھا تے سال ۲۰۰۲ء مانھ ڈِپٹی سکریٹری کے طور ریٹائر ہو کے اجکل گاندربل کشمیر مانھ اباد ہو گیا ہیں۔

گوجری زبان نا کاغذ قلم تھمان مانھ نسیم پونچھی کی بڑی قُربانی ہیں۔ سچی گل تے یاہ ہے جے گوجری واسطے سب توں زیادہ کم کلچرل اکیڈمی نے کیو ہے تے اس حوالہ سنگ وی نسیم پونچھی تیں بغیر کلچرل اکیڈمی کو ذِکر ہمیشاں نامکمل رہ گو۔ نسیم پونچھی نے شاعری کی شروعات

جموں تیں کی ''یوہ شہر میرا ارمانا گو'' تے فِر یاہ تخلیقی کوشش ۱۹۷۵ء مانھ گوجری کی پہلی کتاب ''نین سُلکھنا'' کی صورت مانھ دُنیا کے باندے آئی جہڑی اج توڑی وی گوجری کی بہترین کتاباں مانھ شمار ہوئے۔

نسیم پونچھی ہوراں نے نظم، غزل، گیت سب کُجھ لِکھیو ہے۔ لوک گیتاں کی طرز پر لکھیا وا اُنکا گیت مُج رسیلا تے دردیلا ہیں۔ اُن کی شاعری مانھ سچا عِشق کی مِٹھی مِٹھی چوبھ وی ہے تے سماجی ظُلماں کے خلاف دندکیڑ وی۔ دُنیا پر جد جد ظُلم ہویوتاں دُنیا آلاں نا نسیم پونچھی کی ''چھنڈی'' تے کہر سِنگھ مدھوکر کی ڈوگری نظم ''گھانی'' ضرور یاد آویں گی۔ نسیم صاحب نے خیام کی فارسی رُباعیاں کو گوجری مانھ منظوم ترجمہ تے مولانا ابوالحسن ندوی کی کتاب ''کاروانِ مدینہ'' کو ترجمہ ''مدینی قافلو'' کا ناں نال کر کے گوجری کا قد تے وقار مانھ جہڑ واضافو کیو ہے اس نال اُن کی شخصیت وی ہورا ہم ہوگئی ہے۔

شاعری تیں علاوہ نسیم پونچھی صاحب نے 'گُجرانی' سمیت کئی شاندار کہانیں وی لکھی ہیں، تے ایڈیٹر کی حیثیت اُنکا لکھیا وا اداریا تے چٹھی پتر وی سرکاری خدمات کے نال گوجری ادب مانھ اہم اضافہ ہیں۔ س عرصہ مانھ انھاں نے جتنا نواں گوجری لکھاڑیاں نا انگلی پکڑ کے ادبی زمین پر ٹُرن کی جاچ دسی انھاں کو شمار ہی نہیں ہوسکتو۔ ملازمت تیں بعد انھاں کا لکھیا وا انشائیہ وی کلچرل اکیڈمی نے ''کھچکیل'' کا ناں نال شائع کیا۔ ۲۷ جولائی 2015 نا کینسر کی بیماری نال انکی وفات نونر گاندربل ما ہوئی تے بابا نگری ما آخری ٹھکانو نصیب ہویو۔ اللہ انھاں ناجنت نصیب کرے۔

کلام کانمونا: غزلاں کا کُجھ شعر:

ہوں زندگی نا بیں کے جِت جِت اڈیکیو
اُت اُت ہوں تاج محل کا نقشا بنا گیو

چڑھتے لہتے گہلیں گہلیں پیو بھلاوا کھاتو چلوں
میری چار چوفیری تیری باہیاں کو بس گھیرو دِسے

نین اداس بناتے ویلے وہ بھی رُنو ہوئے گو
ساساں کی جھولی تیں چا کے کِت بسایو گیو ہاں

اس نگر مانھ ساری دولت بِک گئی تیری نسیم
گیت تیرے واسطے لکھیا تھا ویہ بھی ٹُل گیا

اپنا نے تیرے نال جو کِیو بُرو کیو
کچا گھڑا نا فِر تیرے ہتھیں تھما گیا

دل کی اڑی تھی ایکا دوئے غم نا بیں بنڈتا
تم بن گیا کسے کا ہوں کسے کو ہونہیں سکسوں

میرا زخم ڈُنگا تے کھیچل کسے کی
کئی وار دُکھیا نہ انگ آتاں آتاں

ریت مانھ سُتا اماہ گھڑیو گھڑی اُمن لگا
برف کیں مانیں خزاں کے بعد وی گلتی رہیں

بابُو نور محمد نوؔر

پیدائش: 27 مئی، 1942ء چک کترو پونچھ

گوجری کا مشہُور مزاحیہ شاعر تے ڈرامہ نگار نور محمد نوؔر ۱۹۴۲ء مانھ پُونچھ کا گراں چک کترو، مانھ پیدا ہویا۔ بچپن غریبی مانھ گذاریو پر تنگدستی انھاں نا دسمی توڑی تعلیم حاصل کرن تیں نہیں روک سکی۔ یاہ اُس دور کی گل ہے جد گوجرا ماحول مانھ دسمی پاس کرنی ہر کسے کا بس مانھ نہیں تھی۔ ویہ روزگار کی تلاش مانھ محکمہ مال کا در پوہچیا تے عُمر ساری اُتے کا ہو گیا۔ یُوں نور محمد تیں بابُو نور محمد بنیا تے فِر جد تئک بندی شاعری ہوگئی تاں بابُو نور محمد نوؔر بن گیا۔

بابُو نور ہوراں کو تعلق گوجری لکھاڑیاں کا اُس پُورنال ہے جنھاں نے ریڈیو کشمیر تے کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبا کھُلن کے نال ہی جوش جذبہ نال لِکھنو شروع کِیو۔ جد نسیم پونچھی تے اقبال عظیم شاعری آلے پاسے مُڑ یا، امین قمرؔ، سلیم تے قیصرؔ نے کہانیں سُنانی شروع کیں تاں نور محمد مذاحیہ شاعری آلے پاسے ایسا مُڑ یا جے اسے میدان کا کِھلاڑی بن کے رہ گیا۔

اُنھاں کی تقریباً ساری شاعری طنز و مزاح کی صورت مانھ ہے تے ہمعصر لکھن آلاں مانھ نذیر احمد نذؔیر، نور محمد نوؔر تے تاج دین تاؔج تیں بعد کوئے چوتھو شاعر نظر نہیں آتو جس نے اختیاری طور پر مذاح آلے پاسے قدم رکھیو ہوئے۔ اُنھاں نے پہاڑی زبان مانھ وی مذاح لکھن کا کامیاب تجربا کیا ہیں۔ میرا ذاتی مشاہدہ کے مطابق طنز و مذاح وہی شخص تخلیق کر سکے جہڑو اندروں چُور چُور رہوئے تے نوؔر ہوراں کا ذاتی حالات مذاح واسطے عین مناسب تھا۔ اُنھاں نے کئی خوب صورت مذاحیہ نظم لکھی ہیں جن مانھ ''دو بیاہ''، ''شیر تے کُتو'' تے ''لاڑلو پُوت'' شامل ہیں۔

گوجری مانھ شاعری تیں علاوہ انھاں نے کئی سٹیج ڈراما لکھیا تے سٹیج کروایا ہیں جہڑا مذاحیہ انداز کی وجہ تیں لوکاں نے مُج پسند کیا ہیں۔ انھاں نا ڈرامہ مانھ اپنا آپ پر ہستاں دیکھ کے اُس ویلے کوئے یاہ نہیں سوچ سکتو جے یاہ چوٹ اپنے توں زیادا دیکھن سُنن آلاں پر یا سماج پر ہے۔ اسطرح ریاست مانھ گوجری ڈراما کی تاریخ وی نور محمد نور کاناں تیں بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

بابُو نور محمد نور ہوراں نے پنجابی شاعری مانھ دو کتابچہ ''رب دے پیارے'' تے ''وفات نامہ سائیں میر ابخش'' کاناں نال شائع کروایا ہیں پر گوجری ڈرامہ یا مذاحیہ شاعری اجھاں کتابی صورت مانھ باندے نہیں آئی۔ وہ یا اجکل سرکاری ملازمت تیں فارغ ہو گیا ہیں تے سُنا جے اپنی مذاحیہ شاعری نا'' بدلتو دور'' کاناں نال چھاپن کی تیاری مانھ ہیں۔

کلام کا نمونا:

نعت شریف

میر امدنی چن آقا
کئی واری عرض کری اکواری تے من آقا
سارو جگ سوالی ہے
دوہاں جہاناں مانھ تھاری شان نرالی ہے
کدے خواب مانھ آویں گا
مدتاں توں ترس رہیو کدکول بلاوین گا
یاہ دنیا فانی ہے
آقا تھاری تاہنگاں مانھ گئی گذر جوانی ہے
ہم پونچھ نواسی ہاں
ہم گناہگار آقا، بڑا عیبی تے عاصی ہاں

نظم: دوبیاہ

جاں میں اپنی سُرت سمہالی جوبن حُسن جوانی پالی
باپ نے دِتو گھر بسا کوئے نہ کریو دو بیاہ

سوہنی صورت سیرت آلی متھا اُپر چمکے لالی
دِتی مِنا بوہٹی لیا کوئے نہ کریو دو بیاہ

دماغ میرا مانھ آیو فتور ہور رکھی اک دیسی حُور
رہیو ہوش حواس بھُلا کوئے نہ کریو دو بیاہ

چُلہا بنیا گھر مانھ دو بل پئی دوپاسے لو
رہیو نہ کُجھ شرم حیا کوئے نہ کریو دو بیاہ

دو پاساں کو ہوں مہمان دیکھو میری کتنی شان
منجی راہ مانھ دتی ڈاہ کوئے نہ کریو دو بیاہ

اک کولوں میں منگیو پانی دوجی اندر گئی نمانی
دتو اس نے زہر گھُلا کوئے نہ کریو دو بیاہ

اک ڈیرا کا بچا چار دو پڑھیں دو رہیں بیمار
تھک گیو ہوں دوا لیا کوئے نہ کریو دو بیاہ

چار دُوجی کا ہویا اٹھ سون نہیں دیتا رات چوپٹ
تھپکی دے دے دیوں سلا کوئے نہ کریو دو بیاہ

ہوتا دو سکول چلاتو ایم اے پی ایچ ڈی کراتو
اٹھاں نا کد سکوں پڑھا کوئے نہ کریو دو بیاہ

محمد امین قمر

پیدائش: مارچ 1943ء کلائی پونچھ

امین قمر گوجری افسانہ نگاری مانھ بڑو معتبر ناں ہے۔ وہ ۱۹۴۳ء مانھ کلائی پونچھ کا خالص گوجرا ماحول مانھ پیدا ہویا۔ اُنکا والد قاضی حسن محمد ہوراں کی علاقہ مانھ اک اپنی سماجی تے علمی حیثیت تھی۔ لوہکی عُمر مانھ ہی (۱۹۴۷ء) افراتفری تے تقسیم کی ایسی ہوا چلی جے مُلک کے سنگ برادری تے خاندان وی کھِنڈ پھُٹ گیا۔ امین قمر ناوی پاکستان کا رفیوجی کیمپ کی زندگی کو سواد چکھنو پیو۔

دسمی پاس کرن توڑی اُن کا اکھ کن کھُل گیا تھا تے اک دِن اچانک انھاں ناوطن کی محبت واپس چھِک لیائی۔ کُجھ عرصہ تک کشمیر مانھ جماعت اسلامی کی درس گاہ نال جُڑیا رہیا تے تعلیم وی جاری رکھی۔ ریاستی محکمہ تعلیم مانھ اُستاد کی حیثیت نال ملازمت شروع کی۔ اسے دوران علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی تیں ایم اے (ایجوکیشن) تے فر بعد مانھ بی ایڈ کی۔

۱۹۷۵ء مانھ ریڈیو کشمیر جموں تیں گوجری نشریات شروع ہون کے نال ہی فیض کسانہ نے جہڑا نواں لِکھاڑی دریافت کیا انھاں مانھ پہلوناں امین قمر کو آوے۔ انھاں نے طنز و مزاح تے کہانیں لکھنی شروع کیں تے بڑا جلدی اس فن کا ماہر ہو گیا۔ ۱۹۷۸ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ کا کھُلن نال اُن کی تحریر مانھ ہور نکھار آتو گیو تے ہر مجلس مانھ اُن کی واہ واہ ہون لگی۔

گوجری کہانی کاراں مانھ امین قمر کو بڑو اُچو مقام ہے۔ اس مانھ اُنکا ذاتی مشاہدہ تے حساس طبیعت کو بڑو حصو ہے۔ پہلی صف کا گوجری کہانی لکھن آلاں مانھ اُنکے نال قیصر

دین قیصر، محمد حسین سلیم، غلام رسول آزاد، محمود رانا، ڈاکٹر نصیر الدین بارو تے مختار الدین تبسم شامل تھا پر امین قمر کی کہانیں اِن ساراں تے وکھری تے نمیکلی پچھان رکھیں۔ اُن کی کہانیں خالص گوجر اماحول کی عکاسی کے نال نال، سماجی ٹھیکیداراں پر وی زبردست چوٹ کریں تے مذاحیہ انداز مانھ پڑھن آلاں ناوی غور کرن پر مجبور کریں۔ اُن کی کہانیاں توں رُوسی کہانیاں کی ہُنار آوے۔ میرو خیال ہے جے امین قمر کی تحریر گوجری ادب کے نال نال سماجیات تے فلسفہ کا طالب علماں واسطے وی بڑی کارآمد ثابت ہوسکیں۔

امین قمر اپنی کہانی بیاہ مانھ مقدم کو حلیو اسطرح بیان کریں:

مقدم خیرو (جہڑو ہن مقدم گھٹ تے خیرو زیادہ رہ گیو ہے) نے اپنے ویلے جت چنگی مہیس دیکھی نہیں چھوڑی۔ سدھے ہتھیں لبھ گئی تے چنگی گل نہیں تے مقدم خیرو دو جا ہتھ دسناوی جانیں تھو۔ وہی دو جا ہتھ وہ انھاں ناوی دسے تھو جہڑا اک واری بلایا نال لیتری مانھ نہیں آویں تھا۔ پنڈا ور بنی وی لکیر کسے ملک کا نقشہ ہاروں اراں پراں دھیاڑا توڑی دستا پھریں تھا۔ تے گھر آلیں بٹا تپا تپا کے ٹھکور کرتی رہیں تھیں۔

امین قمر کی کہانیں، آٹا کو پاء، لُکیاں کو سینھ، 'اوکھو پینڈو' تے 'بیاہ' تے ان کو مذاحیہ مضمون، یوہ وی فن ہے بیوی ناخوش رکھنو' عوام نے پُج پسند کیا تھا۔ اسے سال شائع ہون آلی اُن کی کہانیاں کی کتاب ''چانٹی'' نواں لکھاڑیاں واسطے رہنمائی کو کم کرے گی۔

گوجری ادب نا دس اک سال کی دین توں بعد و یہ کُجھ عرصو گوجر ہوسٹل کا وارڈن، بلاک ایجوکیشن افسر، ماڈل سکُول کا پرنسپل تے اسسٹنٹ ڈائریکٹر وی رہیا ہیں پر اس عرصہ (۱۵۔۲۰ سال) مانھ اُنھاں نے گوجری ادب دارا کھ پرت کے وی نہیں دیکھیو۔ اللہ کرے اُن کے اندر کو فنکار فر جاگے تا نجے و یہ گوجری ادب کا بقایا جات ادا کر سکیں۔ (آمین)

محمد حسین سلیم

پیدائش:1944ء مڑھوٹ پونچھ

قوم کا پڑھیا لکھیا سیاسی تے سماجی کارکُن تے وکیل ہون کے نال نال محمد حسین سلیم محکمہ تعلیم مانھ گوجر ہوسٹل کا وارڈن تے گوجری کا ادبی حلقاں مانھ نامور کہانی کار کی شناخت رکھیں۔ وہ ۱۹۴۴ء مانھ ضلع پونچھ کا مڑھوٹ گراں مانھ اک بھٹی خاندان مانھ پیدا ہویا۔ بنیادی تعلیم تیں بعد محکمہ تعلیم مانھ استاد کی حیثیت نال ملازمت شروع کی تے اپنی تعلیم کو سلسلو وی جاری رکھیو۔ بعد مانھ پرائیویٹ طور پر ایم اے تے فِر جموں یونیورسٹی تیں ایل ایل بی کی ڈگری وی لئی۔ سرکاری ملازمت کے دوران ۱۹۸۰ء تیں اُراں زیادہ عرصہ واسطے ریاست کا مختلف ضلعاں مانھ گُوجر ہوسٹل کا وارڈن رہیا ہیں تے اسے حیثیت نال سال ۲۰۰۲ء مانھ کٹھوعہ تیں ریٹائر ہو کے اجکل سیاسی، سماجی تے دینی خدمت کے نال نال سُرنکوٹ مانھ وکالت کریں لگاوا۔

محمد حسین سلیم اُن ذہین، حساس تے باصلاحیت گُوجر سپوتاں وِچوں ہیں جہڑا جدید گوجری تحریک مانھ جوش جذبہ نال داخل ہویا تے ریڈیو کشمیر تے کلچرل اکیڈمی کی مجلساں مانھ باقاعدگی نال شامل ہوتا رہیا۔ ریڈیو کشمیر جموں تیں فیض کسانہ کی سرپرستی مانھ نشر ہون آلا طنز و مزاح کا سلسلہ پر مُدت توڑی امین قمر تے محمد حسین سلیم کی حکمرانی رہی تے لوکاں

نا ان کو مضمون مِثل کی رفتار تقریباً زبانی یاد ہو گیو تھو۔

محمد حسین سلیم نے گوجری مانھ کئی تحقیقی تے تنقیدی مضموں وی لکھیا ہیں پر گوجری ادب مانھ اُن کی اصل پچھان افسانہ نگار کی حیثیت نال ہے۔ اُن کی کہانیں ریڈیو تیں نشر ہون کے نال نال شیرازہ گوجری مانھ باقاعدہ شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان کو موضوع اکثر سماجی نا انصافیاں کو رہیو ہے تے اس سلسلہ مانھ اُنھاں نے گُجھ مُج ہی سوہنی کہانیں گوجری ادب کے حوالے کی ہیں۔ خاص طور پر اُن کی کہانی ''لاڈلی''، ''پیر کرامت شاہ''، ''ٹیکی'' تے ''کتن آلی جِنیں'' پڑھن سنن جوگی ہیں۔

سلیم صاحبؔ کی یہ سب خوب صورت کہانیں اجھاں کتابی صورت مانھ شائع نہیں ہو سکیں حالاں کہ کدے اس پاسے دھیان دیتا تاں اُنھاں واسطے یوہ کوئے مُشکل کم نہیں تھو۔ گُوجر ہوسٹل مانھ عرصہ توڑی وارڈن رہن کے دوران اُن کا تخلیقی سفر مانھ وی ڈھلیا ئیں آ گئی تھی۔ پر اُمید کراں جے اپنی کتاب شائع کرن تیں علاوہ ہُن فرصت نال وہ گوجری ادب کی ہوروی بہتر خدمت کریں گا۔

ڈاکٹر جگدیش چندر شرما

پیدائش: چلکانہ، پانی پت ہریانہ 1944

ڈاکٹر جگدیش چندر شرما مُلک کا منیا پڑ منیا ماہرِ لسانیات ہیں۔ وہ یہ جُون ۱۹۴۴ء مانھ پنجاب کا ضلع پانی پت کا گراں چلکانہ مانھ پیدا ہویا (یہ تمام علاقہ اجکل ریاست ہریانہ کا حِصہ ہیں) تے دسویں توڑی کی تعلیم موضع سمالکھہ مانھ حاصل کی۔ اس توں بعد کورو کشیتر یونیورسٹی تیں ۱۹۶۵ء مانھ بی اے، ۱۹۶۷ء مانھ ایم اے تے فر ۱۹۷۲ء مانھ لسانیات مانھ ڈاکٹریٹ کی ڈِگری لئی۔

جے سی شرما صاحب نے ۱۹۷۴ء مانھ بھارتی زباناں کا مرکزی ادارہ CIIL مانھ محقق تے لیکچرار کی حیثیت نال ملازمت شروع کی جِت وہ اج تریہ سال کی تحقیق کے نال نال ترقی کرتا کرتا پروفیسر تے اِسے ادارہ کا ڈِپٹی ڈائریکٹر کے طور ذمے داری نبھاویں لگا وا۔ اِس سفر کے دوران اُنھاں نے تقریباً بیہ کتاب تے پنجاہ تیں زیادہ تحقیقی مقالا لکھیا ہیں۔ قبیلاں کی زندگی تے زباناں بارے تحقیق اُنھاں گو من پسند موضوع رہیو ہے تے اس سلسلہ مانھ وہ یہ گوجری زبان مانھ سنجیدگی نال بُنیادی تحقیق کرن آلا سب توں اہم شخص ہیں۔

اُنھاں نے ۷۳-۱۹۷۲ء مانھ گوجری زبان پر گرائمر تے صوتیات تیں متعلق تحقیق شروع کی تھی جہڑی بعد مانھ بھارتی زباناں مرکزی ادارہ CIIL

کی طرفوں ۱۹۷۹ء مانھ گوجری صوتیات (Gojri Phonetic Reader) تے ۱۹۸۲ء مانھ گوجری گرائمر (Gojri Grammar) کا ناں نال شائع ہوئیں۔ جدید گوجری ادب کی تحریک صحیح معناں مانھ جے سی شرما ہوراں کا اِس نیک بُنیادی کم تیں بعد ہی شروع ہوئی۔ جہڑی اسویلے جوانی کا عالم مانھ ہے۔ تے اسطرح جدید گوجری کو ہر لِکھاڑی تے تحقیق کرن آلو ہمیشاں واسطے ان کو احسان مندرہ گو۔

اس توں بعد وی اُنہاں نے گوجری زباننال ناطو نہیں توڑیو تے گوجری تیں متعلق اُنہاں کا کئیں تحقیقی مقالا مُختلف کتاباں تے رسالاں مانھ شائع ہوتا رہیا ہیں جن مانھ راجستھانی تے دُوجی زباناں نال گوجری کی سنجھیالی تے لسانیات تیں متعلق گوجری زُبان کی باریکی شامل ہیں۔ اج وی گوجری مانھ تحریر تے تحقیق کا ہر اک طالب علم تے لِکھاڑی کی رہنمائی واسطے وہ ہر ویلے ہستا متھا نال تیار رہیں۔

عبدالحمید کسانہ

پیدائش:15 اپریل1949ء

حمید کسانہ ہور بُنیادی طور کٹھوعہ کا رہن آلا ہیں جِت وہ ۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء نا پیدا ہویا۔ بچپن مانھ خانہ بدوش زندگی کو گُوڑھو تجربو ہویو۔ برھیا کشمیر تے سیالے کٹھوعہ آجائیں تھا۔اوکھتاں نال بُنیادی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۷۵ء تیں اُراں ریڈیو کشمیر سرینگر کا گوجری شعبہ نال قوم تے زبان کی خدمت مانھ رُدھیاواہیں تے اجکل سرینگر کشمیر مانھ ہی مقیم ہیں۔

گوجری ادب مانھ حمید کسانہ کی اصل پچھان اُن کی کہانیاں کا حوالہ سنگ ہے۔ جہڑی انھاں نے سرکاری ملازمت کے دوران لکھنی شروع کیں۔اس عرصہ مانھ انھاں نے کئی خوب صورت کہانیں گوجری ادب کے حوالے کی ہیں۔جہڑی ریڈیو تیں نشر ہون تیں علاوہ کلچرل اکیڈمی کا شیرازہ گوجری تے شیرازہ کا افسانہ نمبر مانھ وی شائع ہوئی ہیں۔

اُن کی کہانیاں مانھ خالص گوجرا ماحول کی عکاسی تیں علاوہ پڑھن سُنن آلاں واسطے اک پیغام وی ہوئے۔اُن کی کہانی ''دوڑ'' پڑھ کے سماج کی گُٹھاں پر اُن کی نظر تے کہانیاں بارے اُنکا فنی پکیئت بارے انداز ولا یو جاسکے۔اس تیں علاوہ کُجھ کہانیاں نا ریڈیائی ڈرامہ کو رُوپ دے کے نشر کرن آلاں ماں وی حمید کسانہ صاحب کو ناں ریڈیائی ڈرامہ کی شروعات کرن آلاں ماں آوے تے 'نکا کی اڑی' سمیت کئی ڈرامہ انھاں نے ریڈیو تیں نشر کروایا ہیں۔سبکدوش ہون تیں بعد انھاں نے کچی تند،سالار کرواں تے لولشکارہ شایع کی ہیں۔

غلام رسُول اصغؔر

پیدائش: 30 جون 1949ء بچیال جموں وفات: جموں ۲۰۱۰ء

غلام رسُول اصغؔر اک کامیاب وکیل، دردمند سیاسی تے سماجی کارکُن تے گوجری کا مُخلص لِکھاڑی ہیں۔ وہ ۱۹۴۹ء مانھ جموں کا بچیال گراں مانھ اک گوجر ہکلہ خاندان مانھ پیدا ہویا۔ ماں کی ٹھنڈی چھاں تیں جلدی محروم ہو گیا تے تعلیم کے دوران اُٹھی جماعت توڑی پوہچتاں باپ کی چھتڑی وی سر تیں ہٹ گئی۔ پر اُن کی خوش قسمتی تھی جے اُنھاں نا گُوجر صحافی چوھدری مقبُول احمد جیہا بڑا بھائی کی شفقت نصیب رہی۔ تے وہ زمانہ کی ظالم دھُپاں تیں کسے حد توڑی بچ سکیا۔

دسویں تیں بعد گاندھی میموریل کالج جموں مانھ داخل ہویا تے اتے اُن مانھ لکھا پڑھی کی شونق جاگی۔ مطالع کے نال نال اُردو مانھ نظم، غزل تے افسانا لکھنا شروع کیا جہڑا کالج کا رسالہ ''توی'' تیں علاوہ ''سندیش'' اخبار مانھ وی شائع ہوتا رہیا۔ اسے دور مانھ وہ غلام رسول تیں اصغؔر بنیا تے کُجھ عرصو کالج میگزین کا ایڈیٹر وی رہیا۔ 1965ء مانھ غلام رسول اصغؔر بچیال گراں چھوڑ کے جموں شہر مانھ آ گیا جِت مقبولؔ صاحب سندیش اخبار مانھ کم کریں تھا۔ بعد مانھ مقبول ہوراں نے ۱۹۶۸ء تیں اُراں اپنو چھاپہ خانو لا کے حمایت اخبار کڈھنی شروع کی جس مانھ گُجراں سمیت سماج کا پچھڑیا واطبقاں کی گل وی ہوئیں تھیں۔

غلام رسول اصغر ہوراں نے اپنی تعلیم وی جاری رکھی تے اس عرصہ مانھ LL.B کی قانونی ڈگری لے کے ۱۹۷۵ء تیں اُراں وکالت کو پیشو شروع کیو جس پر وہ

اج توڑی قائم ہیں۔اسے دور مانھ جدید گوجری کی تحریک شروع ہوئی۔ریڈیو کشمیر تے کلچرل اکیڈمی تیں گوجری کو چرچو ہون لگو۔،تاں غلام رسول اصغروی سروری کسانہ مرحوم تے فیض کسانی کی سرپرستی مانھ گوجری لکھن پڑھن لگا۔گوجری مانھ اُنھاں نے نظم،غزل تے گیت تیں علاوہ زیادہ کم تحقیقی میدان مانھ کیو ہے تے گُوجراں کی تاریخ تے زبان تیں متعلق کئی جاندار کھوجی مضمون لکھیا ہیں جہڑا گوجری کانفرنساں تے ریڈیو کشمیر تیں نشر ہون تیں علاوہ گوجری شیرازہ تے مہاروادب مانھ وی شائع ہویا ہیں۔غلام رسول اصغرؔ گوجری کہانی تے افسانا کی حداں تیں اگے لنگھن آلا پہلا لکھاڑی ہیں جنھاں نے ۱۹۹۰ء مانھ گوجری کو پہلو ناول'' آخری سہارو ''شائع کیو جس پر انھاں نا اکیڈمی ایوارڈ وی ملیو۔

۱۹۸۰ء مانھ بڑا بھائی مقبولؔ صاحب کی وفات تیں بعد حمایت اخبار کی ادارت وی سمہالنی پئی تے یوہ سلسلوا جھاں وی جاری ہے۔اس مانھ قوم تے زبان تیں متعلق مضمون خاص طور پر شامل رہیں۔اصغرؔ صاحب بڑی دیر تیں گوجر اصلاحی کمیٹی نال جُڑیا رہیا ہیں جس نے گُجراں مانھ سماجی تے تعلیمی بیداری واسطے بڑو کم کیو ہے۔چوہدری بلند خان کی سربراہی مانھ قائم ہون آلی نویں تنظیم گوجر کانفرنس کا سکریٹری کے طور وی انھاں نے کم کیو۔

آخر قوم کو درد رکھن آلو یوہ مخلص سپوت، وکیل،لکھاڑی تے سماجی خدمتگار دل کا دورہ کی وجہ تیں جولائی ۲۰۱۰ مامھارے تیں جدا ہو گیو۔اللہ مغفرت فرماوے۔

اے کے سہراب

پیدائش:1950ء سری نگر

آصف کرامت اللہ سہراب ۱۹۵۰ء مانھ حاجی غلام نبی بجاڑ ہوراں کے گھر وچار ناگ سرینگر مانھ پیدا ہویا۔ سکولی تعلیم کے دوران ہی Child Artist کے طور ریڈیو کشمیر سرینگر مانھ ایسو آن جان شروع ہو یو جے ات گوجری شعبو کھُلتاں ہی ہمیشاں واسطے ریڈیو کا ہو گیا۔ اس مُخلص شخص نے ریڈیو کے ذریعے گوجری ادب کی جمعبندی مانھ بنیادی نوعیت کو کم کیو ہے۔ تے پنجابی گائیک آسا سنگھ مستانہ تے سریندر کور جیہا فنکاراں کی اواز مانھ ریکارڈ کروایاوا گوجری گیت اج وی قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھیں۔

تخلیقی کماں مانھ انھاں نے اپنے واسطے نثر کو میدان ہی پسند کیو ہے تے شاعری کو کوئے حوالو نہیں لبھتو۔ ات وی تحقیقی مقالا، ریڈیائی ڈراماں تے انشائیہ ہی لکھیا ہیں۔ گوجری کی اکثر ادبی مجلساں تے کانفرنساں مانھ شرکت کرن تیں علاوہ اُنھاں نے گوجری زبان تے لکھاڑیاں تیں متعلق کئی تحقیقی مضمون لکھیا ہیں جن مانھ علم دین بن باسی، قدیم گوجری ادب تے گوجری ادب نا ریڈیو کی دین جیہا مقالا شامل ہیں۔ اُنکا کُجھ اک معیاری انشائیہ وی شیرازہ گوجری مانھ شائع ہوتا رہیا ہیں پران کو اصل کم ریڈیائی ڈراماں کا میدان مانھ ہے۔

۱۹۸۶ء مانھ اے کے سہراب کی ریڈیائی ڈراماں آلی کتاب، چون، گوجری مانھ اس موضوع پر شائع ہون آلی پہلی کتاب ہے جس نا اگلے سال یعنی ۱۹۸۷ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی کی طرفوں بہترین کتاب کو ایوارڈ وی ملیو تھو۔ اجکل ریڈیو کی ملازمت تیں سبکدوش ہون کے باوجود ویہہ اکثر گوجری لکھاڑیاں ہاروں تخلیقی میدان تیں ہٹ کے بسھونی کریں لگاوا۔

شریف شاہین

پیدائش:1952 برنیٹ بونیار اُوڑی

محمد شریف سُود صاحب جن نا گوجری ادبی دُنیا شریف شاہین کا ناں نال جانے، ۱۹۵۲ء مانھ اُوڑی کا گراں برنیٹ بونیار مانھ اک سُود گھرانہ مانھ پیدا ہویا۔ بُنیادی تعلیم بونیار مانھ ہی حاصل کی تے دینی تعلیم گھر مانھ ہی اپنا والد صاحب تیں حاصل کی جہڑا اس دور مانھ اپنا گراں کا بچاں نا قران پاک کو درس دیں ہوئیں تھا۔ شریف صاحب شروع تیں ہی ذہین تے محنتی طالب علم منیا جائیں تھا۔ انہاں نے بعد مانھ کشمیر یونیورسٹی تیں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی تے فر ۱۹۸۳ء مانھ ریاست کو کے اے ایس کو امتحان پاس کر کے ریاستی سیکٹریٹ مانھ ملازمت شروع کی۔ سماجی بہبُود سمیت کئی محکماں مانھ خدمت تیں بعد اجکل ریاستی بھرتی بورڈ کا رُکن کی حیثیت نال اپنی بے لوث خدمات انجام دیں لگاوا۔ وہ بڑا قابل تے ایماندار افسر منیا جائیں۔

شریف شاہین صاحب نا شروع توں ہی عالمی ادب نال بڑی دلچسپی تھی تے جد ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھلو تاں شاہین صاحب وی اپنی ماں بولی کی خدمت واسطے گوجری دار مُڑ آیا۔ انہاں نے کہانیں مقالا تے کُجھ شعری مواد وی گوجری ادب کے حوالے کیو ہے۔ پر کہانیاں مانھ انکو جوہر کھُل کے باندے آیو ہے تے گوجری کہانی ہی انکی اصل پچھان ہے۔ تے گوجری افسانہ نگاری مانھ اُنکو اک نمیکلو مقام ہے۔

غلام رسُول آزاد

پیدائش:1954ء کپواڑہ کشمیر

غلام رسُول آزاد کپواڑہ کا رہن آلا ہیں۔ وہ ۱۹۵۴ء مانھ اک بڈھانہ خاندان مانھ پیدا ہویا۔ تے بُنیادی تعلیم اِتے حاصل کی۔ سری نگر توں بی اے تے فِر کشمیر یونیورسٹی تیں ایم اے کرن تیں بعد ریاستی محکمہ اطلاعات مانھ ملازم ہو گیا جِت وہ اج ترقی کر کے ڈپٹی ڈائریکٹر بن گیا ہیں۔ ملازمت کی وجہ تیں تعلیم جاری نہیں رکھ سکیا ورنہ دُور کی نظر تھی۔

آزاد صاحب کا تعلیمی دور مانھ ہی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلیو تے وہ شریف شاہین کی سنگت مانھ بڑا جوش جذبہ نال جدید گوجری کی اس تحریک مانھ شامل ہو گیا۔ اُنھاں نے کُجھ اک معیاری تحقیقی مضمون وی لکھیا ہیں۔ پر اپنے اندرون کا اظہار واسطے انھاں نے کہانی تے افسانہ کی صنف پسند کی تے کُجھ مُج سوہنی تحریر گوجری ادب کے حوالے کیں۔ جہڑی شیرازہ گوجری مانھ شائع ہوتی رہی ہیں۔ کہانیاں مانھ انھاں نے گوجرا ماحول کی پوری نفسیات سلیٹن کی کوشش کی ہے۔

کلچرل اکیڈمی کی کتاباں نا پھلورتاں پہلا دس سال کی اشاعت مانھ گوجری افسانہ پر غُلام رسول آزاد کی حکمرانی سئی لگے۔ پر اللہ جانے کس کی نظر نے وہ اتنا اکلسر تے بے مہرا کر چھوڑیا جے پچھلا پندراں سالاں تیں گوجری دارا کھ پرت کی نہیں دیکھتا۔ اس عرصہ مانھ گوجری کہانی نے کئی نواں لکھاڑی وی ہاڑیا تو لیا، مُج ساری کہانی وی باندے آئیں۔ پر جدید گوجری ادب مانھ آزاد صاحب کی کہانیاں کا مجموعہ کی کمی ہر کوئے محسوس کرے۔

غلام سرور چوہان

پیدائش:1955 کالا بن مہنڈر پُونچھ

چودھری سرور چوہان ۱۹۵۵ء ماںھ پُونچھ مہنڈر کا گراں کالا بن ماں پیدا ہویا۔ بُنیادی تعلیم مہنڈر تیں حاصل کی تے فِر ڈگری کالج پُونچھ تیں بی اے کی ڈگری لئی۔ جموں یونیورسٹی تیں سیاسیات تے اُردو ماں ایم کر کے وی انکی علمی تِس پوری نہیں ہوئی تے انھاں نے اپنو تعلیمی سِلسِلو جاری رکھتاں قانون کی ڈِگری (ایل،ایل، بی) وی حاصل کی۔ اسے طرح انھاں نے محکمہ تعلیم، صحافت تے وکالت کی رسیں توڑی تے آخر ۱۹۸۴ ماںھ ریاستی سرکار کو کے اے ایس کو امتحان پاس کِیو تے ۱۹۹۲ء ماںھ محکمہ پولیس ماںھ ایسا قدم رکھیا کہ ہُن کِسے نواں تجربا کی گل وی نہیں سوچ سکتا۔ بھاویں ہُن وہ ترقی کرتا کرتا ایس ایس پی بن گیا ہیں پر یہ بیڑیں انھاں کے اندر کا قلمکار نا جکڑ نہیں سکیں۔

انھاں کی ادبی سرگرمی یونیورسٹی ماں تعلیم کے دورانم شروع ہوئیں۔ اتفاق کی گل ہے جے اُسے دور ماںھ کلچرل اکیڈمی ماں گوجری شعبو وی کھُلو تھو۔ شروعات شاعری تیں کی تے بعد ماںھ افسانہ انشائیہ تے ڈراما وی لکھیا جہڑا گوجری شیرازاں ماں شائع ہون تیں علاوہ ریڈیو کشمیر جموں تیں وی نشر ہوتا رہیا ہیں۔ کُجھ دیر تک انھاں نے جموں تیں وادیٔ گُلنار شائع کر کے صحافت کی شروعات وی کی پر سیمابی طبیعت نے یوہ سِلسِلو زیادہ دیر تک نہ چلن دِتو۔

گوجری کی ادبی مجلساں ماں ویہہ مصروفیات کے باوجُود باقاعدگی نال شامل ہوتا رہیا ہیں تے اس سفر ماں انھاں نے کُجھ سوہنی تے مِٹھی یاد ادبی کارواں کے حوالے کی ہیں۔ نِکی بحر ماں وی یہ سوہنی غزل لکھتا آیا ہیں تے ۲۰۰۱ء ماں شائع ہون آلی اُنکی شاعری کی کتاب

نین کٹوراوی ادبی حلقاں ماں پسند کی گئی ہے۔ اگلے ہی سال انھاں نے اپنی پسند کی گوجری شاعری وی شائع کی تے فِر سال ۲۰۰۳ء مانھ انکی نثری کتاب ''کھوٹاسِکا'' وی شائع ہوئی جِس ماں انکی کہانیں، انشائیہ تے ڈراما شامل ہیں۔ اُنکو یوہ ادبی سفر جاری ہے تے انکی تحریر کا کُجھ نمونا حاضر ہیں تانجے پڑھن آلا انکا فن کو اندازو تے سواد آپ لاسکیں۔

گوجری کلام:

غزل ۱:

آپے بول پیا اتھروں — بھیت کھول گیا اتھروں
یہ اتھروں نماناں ہیں — جِند رول گیا اتھروں
اتھروں نہیں موتی ہیں — انمول گیا اتھروں
اتھروں تیری یاداں کا — گول گول گیا اتھروں
جہڑا نہیں ڈُلیا آپے — غم گھول گیا اتھروں

غزل ۲:

خیالاں کی بستی ماں آ بلیں بلیں — میری جان مِناں ستا بلیں بلیں
محبت کی پہلیں ادا بلیں بلیں — اک واری مُڑ فِر دِکھا بلیں بلیں
یہ بل کھاتی ندیں مچلتا وا دریا — زُلفاں کی چوٹی بنا بلیں بلیں
اجاں لج آوے اجاں شرم آوے — ہو جاں گا ہم آشنا بلیں بلیں
چن کے کرے گو تیرا حُسن اگے — متھا تیں جھنڈ نا ہٹا بلیں بلیں

ڈاکٹر مرزا خان وقارؔ

پیدائش:28 جنوری 1957ء موگلہ کالاکوٹ

مرزا خان وقارؔ موجودہ دور کا بہترین گوجری کہانی کار ہیں۔ وہ یہ موگلہ کالاکوٹ مانھ جمیا پلیا تے اِتے بُنیادی تعلیم حاصل کی۔ خانہ بدوش زِندگی بڑی قریب تیں دیکھی تے بھوگی۔ دلیری تے چالاکی دیکھ کے محکمہ پولیس ناپسند آ گیا تے سپاہی کے طور بھرتی کر لیا۔ پر اُن کی نظر دور کِتے ٹِکی وی تھی۔ پرائیویٹ طور پر بی۔اے، ایم۔اے تے فِر اُردو مانھ گوجری زبان کا موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈِگری لیکے ڈِگری کالج راجوری مانھ اُردو کا لیکچرار کے طور قوم تے زبان کو مستقبل سجان کی ذِمے داری بڑی چابکدستی نال نبھاتا رہیا تے آخر ۲۰۱۸ما اتوں ہی سبکدوش ہویا۔

اُردو ادب کا مطالعہ کے نال نال ریڈیو کشمیر تے ریاستی کلچرل اکیڈمی سنگ رابطہ کی وجہ تیں مرزا خان اس اعتماد تے وقار نال تخلیقی میدان مانھ داخل ہویا جے مرزا خان وقارؔ بن گیا۔ طبیعت طنز و مذاح تے انشائیہ آلے پاسے زیادہ لگے تھی پر اُنھاں نے اختیاری طور پر کہانیں لِکھنی شروع کیں۔

گوجری افسانہ نگاراں مانھ اُنھاں تیں پہلاں قیصرؔ، امین قمرؔ، سلیمؔ، غلام رسول آزادؔ، محمود رانا تبسمؔ تے ڈاکٹر بارُو نے کُجھ سوہنی کہانیں گوجری ادب کے حوالے کی ہیں۔ پر افسوس کی گل ہے جیب قیصر تے ڈاکٹر بارُو تیں بغیر سارا ہی تھک کے بیس گیا ہیں۔ اسلوب کا لحاظ نال وی گوجری کہانی مانھ امین قمرؔ کو اک اپنو مقام ہے پر ایمانداری نال جائزو لیو جائے تاں مرزا خان وقارؔ نا موجودہ دور کو بہترین کہانی کار کہیو جا سکے۔ اس کو انداز و اُن کی گوجری کہانیاں کی کتاب. کالا حرف تیں ہر کسے نا لگ سکے۔ انکی مشہور

کہانی ''آدمی'' کو اقتباس دیکھو:

''ٹھک.....ٹھک! کا کا جمعہ نے دل نا بتو دتو مت پرلاں گمانڈیاں کو داند ہوئے بہکل داندرات کھل کے کدے کدے کنداں نانْ کھینسرے ہوئے تھو۔ پھر دل ماسوٹھو کیو جے اپلاں گمانڈیاں کو کتو ہوئے گو۔ وردل مادعاء کی خدایا تیری کائے ہور مخلوق نہ ہوئے۔ پھر ایک باری ایسو ٹھک ہوؤ جے بوہا کو روڑھووی چینک گیؤ۔ بلوتے کو کاں اٹھ کے باپ کے نانْ چمڑن لگاتے وہ پیرتے زو جیلا نا چھالاں نال پار کرنْ آلواج بوہا کا روڑھا تک دوگز جاماڈرڈر کے تے مرمر کے پجھیو۔ روڑا کی بتھ بچوں دوٗر تک چانٹی ما ایک نظر ماری تے مڑ کے ایکن دو جا کے گل لگاواتے جیتا مواوابلوتے کو کاں درد دیکھ کے کہیو۔ باہر.....آدمی نہیں''

ہیں.....ادا آدمی نہیں۔کو کاں کا منہ تیں نکلیو۔کا کا جمعہ نے ساہ پھرتاں جواب دتو۔ ہاں.....آدمی نہیں ''

اک ہور کہانی ''راجکماری'' کو اک اقتباس:

خیرنوں بھی یوٗہ پیٹ پریم تے محبت کی نشانی گھٹ تے بگار کی کار زیادہ تھو۔ دکھیا عورت ہمدرداں نا دل کی گل دس ہی چھوڑے بھانویں نامحرم ہی کیوں نہ ہوئے۔کم کے آخری دھیاڑے راجکماری نے میرے اگے اتھروں کڈھیا۔''ہمراہ پتی بہوت جالم ہے بابوساب.....سام کو سراب پیوت ہے۔رات کو اس کا بات نہ مانوں تو مار پیٹ کرت ہے۔نسہ چڑہت ہے نا سالے کوں''

وقارؔ نے اپنا مخصوص انداز مانھ سماج پر اتنی گہری چوٹ کی ہے جے اُن کی بعض کہانی عالمی ادب کا معیار کی ہیں۔اُن کی کہانی راج کُماری، دودراں کی کُتی، تے آدمی پڑھن سُنن جوگی ہیں۔مختصر عرصہ مانھ ویہ تمام گوجری کہانی کاراں تیں اگے لنگھ گیا ہیں تے جے کِسے کی نظر نہ لگے تاں اُن کولوں گوجری ادب ناچُ نچُ امید تے آسرا ہیں۔

سعید بانیا

پیدائش: ۲۷ فروری ۱۹۵۷ء مظفرآباد

مظفرآباد کا مشہور قانون دان تے گوجری ماں کا سپوت سعید بانیا فروری ۱۹۵۷ء مانھ اک گوجر بانیا خاندان مانھ پیدا ہویا۔ انھاں نے مظفرآباد یونیورسٹی تیں ہی ایم اے تیں بعد ایل ایل بی کی سند لئی تے ریاستی محکمہ عدل و انصاف مانھ خدمت شروع کی جِت ویہہ اجکل اسسٹنٹ رجسٹرار کے طور ذمے داری نبھاویں لگا وا۔ اتنا مشکل تے مصروف پیشہ کے باوجود ویہہ قوم تے زبان کو پورو احساس رکھیں۔

نثری ادب نال ہر زبان کی طرح گوجری مانھ وی متریو سلوک ہوتو رہیو ہے تے شاعری نے ہر صورت اپنی حکمرانی قائم رکھی ہے۔ پاکستان مانھ تخلیق ہون آلا گوجری ادب مانھ نثری لکھنیو زیادہ مُدت توڑی رہیو ہے۔ تعجب یا افسوس کی گل یاہ ہے جے گوجری افسانو جہڑو کہ گوجری نثر کی مقبول ترین صنف ہے اس مانھ وی پاکستانی لکھاڑیاں نے پسماندگی کو ثبوت دِتو ہے۔

کئی سالاں کا مسلسل روڑا تیں بعد پچھلے سال چوھدری سعید بانیا ہوراں نے پاکستان مانھ گوجری افسانہ نگاری کی کمی پوری کی ہے اپنی گوجری کہانیاں نا ''دِل کا تارا'' ناں کی کتابی صورت مانھ شائع کر کے۔ یاہ کتاب 'گوجری ادبی بورڈ مظفرآباد' نے شائع کی ہے جِس کی سربراہی مستند لکھاڑی تے پرکھوئی ڈاکٹر صابر آفاقی ہور کریں۔ یاہ کتاب اجاں جموں کشمیر مانھ دستیاب نہیں اس واسطے اسکی فنی باریکیاں بارے گل نہیں ہوسکتی۔ پر یاہ حوصلہ افزائی آلی گل ہے جے اُس پاسے شائع ہون آلی یاہ گوجری افسانہ کی پہلی کتاب ہے جدکہ پاکستان کا دوسرا گوجری افسانہ نگار حاجی رانا فضل حسین راجوروی ہوراں کی کہانیاں آلی کتاب 'ہتھ گگن پاتال' اجھاں چھاپہ خانہ کا مرحلہ تیں نہیں گُزر سکی۔

محمد منشاء خاکی

پیدائش: نومبر 1959ء کالاکوٹ

محمد منشاء خاکی نومبر ۱۹۵۹ء مانھ کالاکوٹ راجوری کا اک گراں مانھ پیدا ہویا۔ گوجرا ماحول کا دُکھ درد تے تستیا بائدا اُنھاں ناوی پوٹنا پیا۔ پھر وی ہم دیکھاں کہ تعلیم کی شوق انھاں نا مشکلات کا جنگل تے جنگل تیں کڈھ آنیں تے وہ ایم اے تک کی تعلیم حاصل کرن مانھ کامیاب ہو جائیں۔

اُن کا اسے تعلیمی دور مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلیو تے وہ وی مجلساں تے مشاعراں مانھ شامل ہون لگا۔ 1983ء توں محقق (ریسرچ اسسٹنٹ) کے طور اسے شعبا مانھ شامل ہو گیا جِت اقبال عظیم، نسیم پونچھی تے کُجھ عرصہ واسطے مرحوم سروری کسانہ کی صحبت وی نصیب ہوئی۔ کلچرل اکیڈمی تے پہلی صف کا گوجری لکھاڑیاں کی ہمیشاں کی سنگت اُن کا ذوق واسطے بڑی مفید ثابت ہوئی تے انھاں نے اپنو ادبی سفر قدم پھُوک پھُوک کے دھرتاں شروع کیو۔

بیہ سالاں کا روکیا واہاڑاہد کا اُنکا جگر نا ''لخت لخت'' کر کے سال 2003ء مانھ شائع ہوا ہیں۔ منشاء جی کی اواز مانھ گوجرا ماحول کو سارو درد سمیا یوو وسئی لگے۔ وہ حساس، مخلص تے شرموکل شخص ہیں۔ اُن کی دو خوبی خاص طور پر داد کے قابل ہیں۔ اک تے ساری عُمر ادب کا کاروبار مانھ گذار کے وی جھُوٹھی شہرت تے راتورات بڑا فنکار بنن واسطے اُنھاں نے کوئے حربا استعمال نہیں کیا۔ تے دُوجے اقبال عظیم جیسی گھونپھری شخصیت کا سایہ مانھ رہ کے وی ادبی رہنمائی بھاویں حاصل کی ہوئے پر اُنھاں نے شاعری تے اسلوب مانھ اپنی شناخت قائم رکھی

ہے۔ یوں کسے لالچ یا کسے کا رعب مانھ آن تیں بغیر بنی بنائی شاہراہ پر چلن کے بجائے انھاں نے بلیں بلیں کھنوتر کے اپنو سِلکو آپ کڈھیو ہے۔ یوہ کم اکثر لوکاں واسطے سوکھلو نہیں ہوتو۔

منشاء خاکی کو اسلوب نمیکلو ہے۔ شاعری مانھ غزل انھاں کو من پسند موضوع ہے۔ پر روائتی غزل تیں ہٹ کے انھاں نے نواں تے نچھوہ مضمون وی اپنی غزلاں مانھ شامل کیا ہیں۔ چھوٹی بحر مانھ خوب صورت گوجری غزل لکھن آلاں مانھ وہ مخلص وجدانی تے ڈاکٹر رفیق انجم کے سنگ باوقار کھلاسئ لگیں۔ کِسے باذوق پڑھن آلا کو ہتھ اپڑیوتاں ان کی کتاب (لخت لخت) پڑھ کے میرا تاثرات کی تصدیق ہوجائے گی۔ نمونہِ کلام:

غزل:۱

رُنو وقت اخیر نا رُنو متھا کی تقدیر نا رُنو
آخر گل تیں لاہنی پے گئی ہوں اس پاٹی لیر نا رُنو
سارا منا ہستا دسیں ہوں کہڑا دلگیر نا رُنو
بُوہے بوہے بجیو پھریو ہر حیلہ تدبیر نا رُنو
ساراں کا دُکھ سانجھا میرا ہوں غریب امیر نا رُنو

غزل:۲

دل کو ساز بجا لے بھاویں آ منا وی گا لے بھاویں
ہوں کد ہلوں اپنی گلوں سو باری ازما لے بھاویں
بس اکھاں مانھ یا پھر یاہ کر دل مانھ ڈیرو لالے بھاویں
بیس کے منا سُرمو کرکے اکھا مانھ توں پا لے بھاویں
منتو نہیں تاں یاہ کر منا دل مانھ یار بسا لے بھاویں

گلاب دین طاہر

پیدائش: 5 فروری 1961ء آورہ کپواڑہ

گوجری کا نوجوان تے باعمل لکھاڑی گلاب دین طاہر ضلع کپواڑہ کا گراں آورہ کا رہن آلا ہیں۔ وہ ۵ مئی ۱۹۶۱ء نا اک کھٹانہ خاندان مانھ پیدا ہویا۔ بی اے تیں بعد محکمہ تعلیم مانھ استاد کے طور ۱۹۸۰ء تیں لیکے ۱۹۸۳ء توڑی ذمے داری نبھائی تے اسے دوران اُردو مانھ ایم اے کی ڈگری وی حاصل کرلئی۔ ۱۹۸۳ء توں ۱۹۸۸ء تک کا پنج سالہ عرصہ مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت نال ملازم رہیا۔ پر سیمابی طبیعت نے زیادہ دیر اِت ٹکن نہ دِتا تے ۱۹۸۸ء تیں لے کے اج ۲۰۰۷ء توڑی برابر دُوردرشن کا محکمہ مانھ پروڈیوسر کی حیثیت نال ذمے داری نبھاویں لگا وا۔ اس دوران جالندھر، سرینگر تے کانپور مانھ رہن تیں بعد وہ اجکل دہلی مانھ ہی تعینات ہیں۔

بچپن تیں گلاب دین طاہر کو دھیان ڈراماں آلے پاسے تھوتے انھاں نے 'فردوس ڈرامہ کلب آورہ' بنا کے ۱۹۸۱ء مانھ پہلو گوجری ڈراموُ اندھرا مانھ لوُ جموں کا نفرنس مانھ پیش کیو۔ اس توں بعد چوہدری قیصر دین قیصر، غلام رسول آزاد تے اقبال عظیم ہوراں کا کُجھ ڈراماں تیں علاوہ اپنا دس باراں ڈراماں لکھیا تے گوجری کا نفرنساں مانھ پیش کر کے داد حاصل کی۔ ڈرامہ کا فن بارے جانکاری رکھن آلاں مانھ وی اُنھاں کو اُچو مقام ہے۔ انھاں کا کئی گوجری ڈراما گوجری شیرازاں مانھ شائع وی ہویا ہیں۔ تے انھاں نے ریاستی کلچرل اکیڈمی تیں بہترین ڈرامہ نگار کو ایوارڈ وی حاصل کیو ہے۔

کلچرل اکیڈمی کی ملازمت کے دوران گلاب دین طاہرؔ نے اقبال عظیم کی سربراہی مانھ لکھی جان آلی گوجری ڈکشنری کی ترتیب تے تیاری مانھ بُنیادی تے اہم کم کیو ہے۔ اُنھاں نے گوجری زبان تیں متعلق کئی تحقیقی مقالا وی لکھیا جہڑا اکیڈمی کی مطبُوعات مانھ شائع ہوتار ہیا ہیں۔ نظم، غزل تے گیت کی صورت مانھ کُجھ عرصو شاعری وی کی ہے۔ گوجری کی ترقی واسطے بنن آلی غیر سکاری تنظیم ''ادبی سنگت کشمیر'' قائم کرن تے اس نا کامیاب بنان مانھ وی گلاب دین طاہرؔ کی خدمات یادرکھن جوگی ہیں۔ پر ادب مانھ اُن کی اصل پچھان ڈراما کا حوالہ سنگ ہے۔

گوجری تیں علاوہ انگریزی، پنجابی، ہندی، اُردو، کشمیری تے پہاڑی کی چنگی جانکاری ہون کی وجہ نال دوردرشن مانھ پروڈیوسر کی حیثیت نال ملازمت کے دوران انھاں نے ان زباناں مانھ کئی ٹیلی فلم تے دستاویزی پروگرام بنایا تے پیش کیا ہیں۔ انھاں نے گوجرا ماحول کی عکاسی واسطے وی کُجھ بنیادی نوعیت کا کم کیا ہیں۔۔

طاہر صاحب اجکل دوردرشن سرینگر ما ڈائریکٹر کی حیثیت نال تعینات ہیں تے دفتری مصروفیات کے باوجود اپنی ماں بولی کی خدمت کو کوئے موقعو ضائع نہیں ہون دیتا۔ اللہ انکی عمر مابرکت دئے۔ کلام: غزل:

عمر حیاتی یار نا ترسے — بچھڑی کونج اڈار نا ترسے
شرداں کا تت سہ سہ روئی — رُت نمانی بہار نا ترسے
نت بھلیکھا کھا کے سجن — جان پچھانی نہار نا ترسے
بیراں کا کئی فصل پجا کے — پئی ہن بستی پیار نا ترسے
اُگڑئیں اکھیں حرص نہیں مٹتی — فر طاہرؔ دیدار نا ترسے

حسن پرواز کسانہ

پیدائش: 7 جون 1961ء درابہ کھیت پونچھ

حسن دین پرواز نا دُنیا، ریڈیو کشمیر جموں توں نشر ہون آلی صاف ستھری تے ٹھیٹھ گوجری زبان کا حوالہ سنگ جانے۔ جِت وہ پونچھلا بیہہ سالاں تیں گوجری شعبہ مانھ اناؤنسر کی حیثیت نال قوم تے زبان کی خدمت کریں لگا وا۔ پونچھ کی ادب خیز دھرتی کا اس سپُوت کو جنم ۱۹۶۱ء مانھ سرنکوٹ کا علاقہ درابہ مانھ مرحوم حاجی جمال دین ہوراں کے گھر ہو یو جہڑا بعد مانھ ہجرت کر کے راجوری کا علاقہ گراتی مانھ آباد ہو گیا تھا۔

پونچھ کالج تیں بی اے کرن تیں بعد کُجھ عرصہ واسطے محکمہ تعلیم مانھ اُستاد کو فرض وی نبھایو پر جلدی ہی ریڈیو کشمیر کا گوجری شعبہ مانھ آ گیا۔ تے اتے ملازمت کے دوران اُردو مانھ ایم اے کی ڈِگری لئی۔ سانجھی دھرتی سمیت ریڈیو کشمیر جموں تیں تیار تے نشر ہون آلا کئی معیاری پروگراماں ماں اُن کی محنت تے خلوص کو اعتراف گوجری سُنن آلا اکثر کریں۔

گوجری مانھ لکھا پڑھی آلے پاسے تھوڑا چِر کیرا آیا ہیں پر وہ اُن گنیا وا خوش قسمت لکھاڑیاں وِچوں ہیں جن کے بارے 'دیر آید، دُرست آید' آلی گل سچ تے صحیح ثابت ہوئے۔ بیہہ سالاں تے گوجری کا ادب تے ادیباں سنگ بپار نال اُن کی لکھتاں مانھ فنی مہارت بڑی جلدی آ گئی ہے۔ گوجری مانھ اُنھاں نے تھوڑی مُچ شاعری وی کی ہے پر اُن کی اصل پچھان اک سنجیدہ محقق کے طور پر

ہے۔ اُنھاں نے پچھلا سالاں مانھ کئی تحقیقی مضمون گوجری ادب کے حوالے کیا ہیں۔ پونچھ کا جم پل، راجوری کی جوانی تے جموں کا ادبی ماحول کو اثر اُن کی زبان تے تحریر مانھ باندے باچھڑ نظر آوے۔ گوجری ڈراماں، لکھن تیں علاوہ انھاں نے اجکل ترجمہ کو میدان ملیوو وہے۔ انھاں نے مولانا شبلی نعمانی کی مشہور کتاب 'الفاروق' تے مولانا عبدالمالک چوہان کی کتاب 'شاہان گوجر' کو گوجری ترجمہ کیو ہے، جنکی اشاعت کلچرل اکیڈمی نے کی ہے۔ اس توں علاوہ انھاں نے وجری کا مشہور مزاحیہ شاعر مرحوم نذیر حسین نذیرؔ ہوراں کو سارو کلام ترتیب دے کے کلچرل اکیڈمی تے شائع کروایو ہے تے اجکل مہاتما گاندھی کی خودنوشت کا گوجری ترجمہ تیں علاوہ 'قمر راجوروی' علم دین بن باسی، شاہان گوجر تے تاریخ ابن خلدون کو وی گوجری ترجمو کر کے کلچرل اکادمی تیں شایع کروایو ہے۔

گوجری تحقیق مانھ جے خلوص تے محنت کو سلسلو جاری رکھیو تاں حسن پرواز ہور مستقبل کا گوجری لکھن پڑھن تے تحقیق کرن آلاں واسطے کسے بڑا احسان کی صلاحیت رکھیں۔

محمد اشرف ایڈووکیٹ

پیدائش:۱۴ جولائی 1961ء سرگودھا، پاکستان

چوہدری محمد اشرف پاکستانی گوجر برادری کا اک کامیاب وکیل تے سیاسی سماجی کارکُن ہون کے علاوہ گوجری زبان تے قوم کا سچا ہمدرد تے باصلاحیت لکھاڑی وی ہیں۔ وہ ۱۹۶۰ء مانھ سرگودھا، پاکستان مانھ پیدا ہویا۔

محمد اشرف ہوراں نے بی اے تیں بعد ایل ایل بی کی قانونی ڈگری حاصل کی، کُجھ عرصوانکم ٹیکس انسپیکٹر تے ایڈمنسٹریٹیو افسر کے طور سرکاری ملازمت وی کی پر سیمابی طبیعت نے یہ پابندی زیادہ دیر نہیں قبولن دِتیں۔ تے اس طرح سیاسی تے سماجی خدمت تیں علاوہ اظہارِ خیال کی ازادی واسطے وی وکالت کو پیشو شروع کیو جس کے نال نال وہ انسانی حقوق تے بین الاقوامی قانون کی تعلیم تے تدریس مانھ وی دِلچسپی رکھیں۔

۱۹۸۵ء کے قریب انھاں نے اک نوجواناں کی تنظیم گُوجر یوتھ فورم بنا کے لاہور تیں اک ماہانہ رسالو ''نوائے گُوجر'' کی اشاعت شروع کروائی جس مانھ قوم تے زبان تیں متعلق مضمون شامل ہوئیں۔ اسکی ادارت کُجھ عرصوہ واسطے اعجاز چوھدری ہوراں نے کی تے اجکل مختار احمد کھٹانہ اسکا مدیر ہیں۔

اشرف صاحب ان تمام مصروفیات کے باوجود پڑھن تے لِکھن واسطے

فُرصت تے جذبو رکھیں۔ اُنھاں نے ۱۹۹۷ء مانھ اک کتاب'' مصورِ پاکستان'' کا ناں نال لکھی تھی جس مانھ چوہدری رحمت علی گورسی کی سیاسی خدمات کو تفصیلی ذِکر ہے۔ تے فِر اگلے ہی سال یعنی ۱۹۹۸ء مانھ انھاں کا مطالعہ تے اپنی قوم تے زبان کے سنگ محبت کو اظہار مشہور کتاب ''اُردو کی خالق۔ گوجری زبان'' کی صورت مانھ باندے آیو۔ جس مانھ قدیم گوجری ادب تے اردو کی سنجھیالی بارے تحقیق سمیت کُجھ قدیم تے جدید شاعراں کو ذِکر وی ہے تے گوجری کا ترقی بادھاواسطے کوشش کرن آلاں اداراں کو ذِکر وی۔ بھاویں یاہ کتاب اُردو زبان مانھ لکھی وی ہے پر موضوع کا اعتبار نال گوجری لکھاڑیاں واسطے اک ضروری دستاویز ہون سمیت گوجری ادب کی تاریخ مانھ اک سنگِ میل وی ہے۔

محمد اشرف ایڈوکیٹ کو زبان واسطے جذبو مثالی ہے تے ان لوکاں واسطے سبق وی جہڑا تھوڑی تھوڑی ذمہ داریاں کو بہانو کر کے اپنی مادری زبان پر توجہ دین تیں کھِسری پھِسری کریں۔ اللہ اُنکا جذبہ نا قائم رکھے تے قوم تے زبان کی مذید خدمت کرن کی توفیق دئے۔

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

تعارف: امین قمرؔ۔ کے ڈی منّی

پیدائش: جنوری 1962ء کلائی پونچھ

ڈاکٹر انجمؔ ناریاست کو بچو بچو جانے، شائد اسو اطے وی جے وہ بچاں کا ماہر نباض تے معالج ہیں۔ پر اُن کی اصل پچھان گوجری ادب ہے۔ ڈاکٹر رفیق انجمؔ گوجری کا نامور شاعر، ادیب، کہانی کار، محقق، نقاد تے تاریخ دان ہیں۔ وہ یہ جنوری ۱۹۶۲ء مانھ پونچھ کا کلائی گراں مانھ میاں عبدالکریم آوان کے گھر پیدا ہویا تے دسی توڑی کی تعلیم ا تے حاصل کی۔ لوہکی عُمر مانھ ہی ماں کی ٹھنڈی چھاں تے باپ کی شفقت تیں محروم ہو گیا تھا۔ بڑا دوئے بھائی ملازمت کا سلسلہ مانھ پہلاں توں ہی کنی کنی تھا۔ اس طرح کچی عمر مانھ ہی وقت نے گھر تے پڑھائی کو جہڑ ودوگڑ بھار اُنکا مُونڈھاں پر آن سٹیو تھو وہ اُنھاں نے بڑی خُوبی نال نبھایو۔

میڈیکل کالج جموں تیں ۱۹۸۵ء مانھ ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی تے ۱۹۸۸ء مانھ ریاستی محکمہ صحت مانھ میڈیکل آفیسر کے طور ملازمت شروع کی۔ پونچھ مانھ چار پنج سال کی خدمت تیں بعد ڈاکٹریٹ واسطے چُنے گیا تے کشمیر یُونیورسٹی (میڈیکل کالج سرینگر) تیں شعبہ اطفال مانھ ایم ڈی کرن تیں بعد ۱۹۹۷ئتوں ۲۰۰۴ء تک راجوری مانھ نِکا جا تکاں کا ماہر معالج کے طور کم کیو۔ تے فر میڈیکل کالج کے تحت چلڈرن ہسپتال سرینگر مانھ رجسٹرار تے لیکچرر کی حیثیت نال ذمہ داری نبھائی۔ ڈاکٹر رفیق انجم ہوراں نے طبی تعلیم کے نال نال مولانا آزاد اردو یونیورسٹی تیں ایم اے اردو تے ایم اے انگلش کی ڈگری لین تیں علاوہ، کشمیر یونیورسٹی تیں اسلامیات ماوی ایم اے تے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی تے ڈاکٹری چھوڑ کے اجکل بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی ما شعبہ اسلامک سٹڈیز ما بطور استاد تعینات ہیں۔

ڈاکٹر انجم ہوراں نے ذہین تے حساس ہون کی وجہ تیں تعلیمی دور مانھ ہی اُردو

ادب کو چنگو خاصو مطالعو کر لیو تھو تے اُردو مانھ غزل وی لکھنی شروع کر لئی تھیں جہڑی ۱۹۹۳ء مانھ ''خواب جزیرے'' کا ناں نال چھاپی جس نا دیکھ کے اُردو ادب آلاں نے اُنھاں نال کافی امید رکھ لئی تھیں پر اُنھاں نا ریاست کا نامور ادیب تے کلچرل اکیڈمی کا سیکریٹری خواجہ محمد یُوسف ٹینگ ہوراں کو گوجری لِکھن کو مشورو مہندی ہاروں لگو تے یاہ ساعت گوجری زبان تے ادب واسطے بڑی مُبارک ثابت ہوئی۔ گوجری مانھ ڈرامہ فنکار کے طور ۱۹۸۰ء مانھ داخل ہویا۔ ادبی سفر کے دوران ۱۹۸۳ء مانھ نسیم پونچھی نے کہانی دار حوصلہ افزائی کی، فیض کسانہ نے ریڈیو واسطے انشائیہ لکھایا، اے کے سُہراب نے گیت لِکھن کی جاچ دی پر ڈاکٹر انجم بلیں جے کِھسک کے اقبال عظیم آلی لین مانھ جا کھلیا تے نوں غزل لکھنی شروع کیں جے گوجری غزل مانھ انھاں نے اک اپنو اسلوب تے ناں پیدا کر لیو ہے۔ نکی بحر مانھ وی یہ خوب صورت غزل لکھیں تے اج کئی نواں لکھاڑی اُن کی پیروی کرتا سئی لگیں۔ بھاویں وی یہ پونچھ کی جم پل ہیں پر تحریر کا حوالہ نال ان کو تعلق پُوری ریاست نال سئی لگے۔

۱۹۹۴ء مانھ ڈاکٹر انجُم ہوراں نے گوجری غزلاں کی پہلی کتاب ''دِل دریا'' چھاپی جس نا ریاستی کلچرل اکیڈمی نے بڑا مان نال ۱۹۹۵ء کو بہترین کتاب کو ایوارڈ دِتو تھو۔ اُن کی کہانیاں کی کتاب 'کورا کاغذ' ۱۹۹۶ء مانھ شائع ہوئی جہڑی گوجری مانھ کہانیاں کی پہلی کتاب ہے۔ اُن کی جدید گوجری شاعری ''سوچ سمندر'' تے چنام گوجری غزلاں کی تالیف ''غزل سلونی'' گوجری ریسرچ انسٹی چیوٹ جموں نے ۱۹۹۵ء تے ۱۹۹۶ء مانھ چھاپی تھیں۔ ان کو کلام اکیڈمی کی کتاباں مانھ شائع ہون تیں علاوہ ریڈیو کشمیر تیں وی گیتاں تے غزلاں کی صورت اکثر نشر ہوتو رہے۔

ڈاکٹر انجُم تحقیق پر وی گُوڑھی نظر رکھیں تے نسیم پونچھی کا کہن موجب وی یہ پُورا ملبہ بچوں گلی بڑی اٹھکل نال کڈھ لیا ویں۔ وی یہہ گوجری تحقیق مانھ سائینسی نظریو داخل کرن آلا پہلا لکھاڑی ہیں۔ اس کو ثبوت انھاں نے ۱۹۹۶ء مانھ ''گوجری ادب کی سنہری تاریخ'' لکھ

کے دِتو تھو۔ دس جِلداں مانھ شائع ہون آلی یاہ اس موضوع پر پہلی گوجری کتاب ہے۔

شاعری کی دو کتاباں ''سوغات (گوجری)'' تے کاش! (اُردو) تیں علاوہ ڈاکٹر انجُم نے پہلی ''گوجری انگلش ڈکشنری'' تے ''گوجری گرائمر'' وی شائع کروائی۔ جد کہ ''گوجری کہاوت کوش'' تے گوجری شاعراں تے ادیباں کا تذکرہ آلی کتاب ''لعلاں کا بنجارا'' ۲۰۰۷ ما شائع ہوئی۔ یہ ساریں کتاب گوجری ادب مانھ اپنا اپنا موضوع پر پہل ہیں۔

گوجری زبان تے ادب کی ترقی واسطے انھاں نے ۲۰۰۰ء مانھ غیر سرکاری تنظیم ''انجمن ترقی گوجری ادب'' قائم کی جسکا وہ پہلا سکریٹری جنرل وی ہیں تے اسے تنظیم کے تحت انھاں نے تقریباً دس، بارہ کتاب شائع کی ہیں۔ ڈاکٹر انجُم کو تحقیق تے تصنیف کو یوہ سلسلو جاری ہے تے اجکل گوجری ادب تیں علاوہ اسلامیات پر وی تصنیفات کو سلسلو جاری ہے۔ جن کی کل تعداد ترے درجن کے قریب ہے۔ ☆ (تحریر: امین قمر۔ کے ڈی مینی)

کجھ اہم تصنیفات:

۱۔ خواب جزیرے (اُردو شاعری)	۲۔ دِل دریا (گوجری شاعری)
۳۔ غزل سلونی (منتخب گوجری غزلیں)	۴۔ سوچ سمندر (جدید گوجری شاعری)
۵۔ چٹی مِٹی (گوجری افسانے)	۶۔ گوجری ادب کی سنہری تاریخ ۱۰ جلد
۷۔ گوجری انگریزی ڈِکشنری	۸۔ گوجری اردو ڈِکشنری
۹۔ گوجری کہاوت کوش	۱۰۔ گوجری گرائمر
۱۱۔ کاش! (اُردو)	۱۲۔ بنجارا (تذکرہ نگاری)
۱۳۔ گوجری کشمیری ڈِکشنری	۱۴۔ زنبیل (پنجابی، اردو، گوجری شاعری)
۱۵۔ پیہنگ (منتخب کلام مخلص)	۱۶۔ عکس جمال (منتخب کلا معرش صہبائی)
۱۷۔ انجم شناسی	۱۸۔ گوجری اُردو ڈکشنری
۱۹۔ گوجری ادبیات	۲۰۔ گوجری شعریات

کلام کا نمونا::

غزل۱:

آنوں باز نہ آیا اتھروں — کِس کِس نے سمجھایا اتھروں
خالی دیکھ حویلی دِل کی — اُس نے آن بسایا اتھروں
ایسوں لا کے فصل وفا کی — ہم نے خوب کمایا اتھرون
خورے کون میں روتو ڈِٹھو — اج تک فیر نہ آیا اتھروں
یار کی دعوت کرکے انجمؔ — بس ہم نے برتایا اتھروں

غزل۲:

سو درداں کی کاری لے جا — لے جا عشق بیماری لے جا
اُت یہ بنج بپار نی چلسیں — بھاویں دُنیا ساری لے جا
اجاں نی دُنیا نکلی دل تیں — اُچی ہور اڈاری لے جا
جانے تھو وہ جِت نی سکسیں — میں ہی بازی ہاری لے جا
میری قسمت کولوں انجمؔ — لے جا نیند اُدھاری لے جا

غزل۳:

کسے رنگ کی لوڑ نہ رنگیاں نا — نہ ہی ہار سِنگار کی چنگیاں نا
اک وار پردیسیا دیس آکے — آپے لاہ جایئے سُولی ٹنگیاں نا
تیری آس کی مرگ ہیں سرب نیلی — ڈالی دِتی نہ چرن میں تنگیاں نا
اکو حرف وفا کو یاد رکھیئے — کدے تجیئے نہ مونہوں منگیاں نا
قمر جنتی کہہ گیا خوب انجمؔ — 'لگتا نہیں انار ٹنگیاں نا'

مولانا فیض الوحید

پیدائش: جون 1965ء ددا سن بالا راجوری

فیض الوحید جون ۱۹۶۵ء مانھ راجوری کا گراں ددا سن بالا مانھ پیدا ہویا۔ بچپن مانھ ہی اسلامی تعلیم کی شوق پئی تے دارالعلوم دیو بند مانھ داخل ہو گیا۔ پہلاں حِفظِ قران پاک کو شرف حاصل کیو، فِر دارلعلوم توں فاضل کی سند لئی تے مُفتی کو کورس وی مکمل کیو۔ اسطرح وہ حافظ، فاضل تے مُفتی کی ترے سند لین آلا کُجھ اک خوش قسمت لوکاں وِچوں ہیں۔

دارالعلوم توں واپسی پر انھاں نے ۱۹۹۰ء کے قریب جموں شہر کا علاقہ بٹھِنڈی مانھ اسلامی درس کو سلسلو شروع کیو جہڑ و اسو یلے ترقی کر کے اک جامعہ کی صورت مانھ دُنیا کے سامنے ہے۔ اسے دور مانھ ریاست مانھ افراتفری کے دوران اُنھاں نا قریب ست سال تک جیل مانھ وی گذارنا پیا۔ اس عرصہ مانھ انھاں نے قران پاک کا ترجمہ تے تفسیر کو کم سمہالن کو فیصلو کیو۔ اس تیں پہلاں گوجری زبان مانھ ترجمہ کو کم مولانا عابد حسین صاحب نے کیو تھو جہڑ و شائع نہیں ہو سکیو تھو۔ اس طرح مولانا فیض الوحید ہوراں نے اسے ترجمہ نا نظرِ ثانی کر کے اس پر تفسیر کو کم ست سال مانھ مکمل کیو۔ گوجری مانھ قران پاک کی پہلی تفسیر ہون کے نال نال انھاں نے جیسی صاف ستھری نے سلیس گوجری زبان استعمال کی ہے اُس کے نال قوم تے زبان کی وی بڑی خدمت ہوئی ہے۔

مُفتی فاضل مولانا فیض الوحید صاحب کو کیو وو یوہ مُبارک کم ہن شائع ہو کے پڑھن آلاں تک پوہچ گیو ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ انھاں نا دین کا حوالہ سنگ قوم تے زبان کی مزید خدمت کرن کی توفیق دئے۔

ڈاکٹر جاوید راہی

پیدائش: یکم ستمبر 1970ء چنڈک پونچھ

گوجری کا نوجوان شاعر ادیب تے محقق جاوید احمد راہی ستمبر ۱۹۷۰ء مانھ منیا پڑ منیا گوجری مذاحیہ شاعر بابُو نور محمد نورؔ کھٹانہ کے گھر چنڈک پونچھ مانھ پیدا ہویا۔ اس آزاد طبیعت شخص نے بچپن کی سوکھتاں تے اوکھتاں کو لُطف بروبر لیو۔ مطالعہ کی شوقین نکا ہوتاں تیں تھی تے یوں دسی تو ڑی پوہچن تیں پہلاں ہی اُردو ادب کی چنگی بھُوم ہوگئی تھی۔ پونچھ کالج مانھ تعلیم کے دوران ہی تخلیقی میدان مانھ قدم رکھیو، مجلساں تے مشاعراں مانھ شامل ہون لگا تے ادبی زندگی مانھ نکھار آتو گیو۔ جموں یونیورسٹی تیں ایم اے کرن تیں بعد پرائیویٹ طور پر ''قبائلی زبانوں پر اردو کے اثرات'' کا موضوع پر اسے سال ڈاکٹریٹ مکمل کی ہے۔

راہی ہور تعلیم کے دوران ہی ۱۹۹۴ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی کا گوجری شعبہ مانھ ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت نال ایسا ملازم ہویا جے تخلیقی میدان کو رستو ہی بسر گیو۔ گوجری زبان تے ادب یوں کھنگالنو شروع کیو جے انھاں نے تحقیق کا فن مانھ کُجھ نواں اضافہ کرن تیں علاوہ ایسی موہی کھولی ہیں جہڑی آن آلاں واسطے دل چسپی کو باعث وی بنے گیں۔

پچھلا دس سالاں مانھ جاوید راہی نے چھ ست کتاب گوجری ادب کے ناں کی ہیں جنھاں مانھ ''گُوجر شناخت کا سفر''، ''لوک ورثو''، ''گوجری لوک گیت''، ''ہندی گوجری ڈکشنری''، ''گوجری لوک وراثتی ڈکشنری'' تے ''گُوجر انسائیکلوپیڈیا'' شامل ہیں۔ لوک ادب کا موضوع پر ڈاکٹر غلام حسین اظہر تے راہی ہوراں تیں بغیر اتنو انفرادی کم کسے ہور شخص نے نہیں کیو تے یوں وی گوجری ادب مانھ کسے خاص موضوع پر لکھن آلاں مانھ انھاں تیں اگے صرف

ڈاکٹر صابر آفاقی تے ڈاکٹر رفیق انجم ہی نظر آویں۔ انھاں نے ڈرامہ تے تحقیق مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی تیں انعام وی حاصل کیا ہیں۔

تحقیق تیں علاوہ جاوید راہی نے کُجھ کامیاب ڈرامہ وی کیا ہیں۔ شاعری گھٹ کی ہے مگر چھوٹی بحر مانھ صاف سُتھری تے معیاری غزل لکھی ہیں۔ تخیل مانھ سروری کسانہ تے خوشدیو مینی کے قریب سئی لگیں۔ گوجری ادب ان کی شعری تخلیق کو مُدت تیں اڈیکوان ہے۔ ادبی سفر مانھ راہی ہور، نور محمد نور، ڈاکٹر انجم، نسیم پونچھی تے اقبال عظیم کے قریب ضرور رہیا وہیں گا پر انھاں نے کسے کی تقلید نہیں کی تے اپنے واسطے آپ رستا تلاش کیا ہیں۔

گوجری ادب تے قوم کی خدمت کو جنون انھاں نا اک جا ٹِکن نہیں دیتو تے ویہہ نت نواں موقع تلاشتا رہیں۔ اسے جذبہ کے تحت اجکل ٹرائبل ریسرچ تے کلچرل فاؤنڈیشن قائم کر کے مرکزی تہذیب کی وزارت کا تعاون نال کُجھ نواں منصوباں پر کم کریں لگاوا۔ جدید سوشل میڈیا پر گوجری نا متعار تے مقبول بنان ما ان کو کوئے مقابلو نہیں۔ جے اُن پر سیاست آلاں کو پچھاووں نہ پیوتاں وہ گوجری ماں کو حق انشا اللہ کسے نا نہیں گو پن دیسیں۔

غزل:

وہ بدل جے برہیو ہوتو — آس کو بھانڈو بھریو ہوتو
ہوں دُکھ مانھ نہ ڈُبتو جیکر — اُن اکھاں مانھ تریو ہوتو
ہوتو میرو عشق وی اُچو — جے سُولی پر چڑھیو ہوتو
جے اشانوں اگ نہ برھتی — آس گو یُوٹو ہریو ہوتو
مرن تیں بعد ہوں سوچن لگو — تیرا در پر مریو ہوتو

☆☆☆

حافظ محمد امین خان مدنی

پیدائش:4مارچ مالیگام 1973ء بانہال

مشہور عالم دین، حافظِ قران تے اسلامی محقق مولانا امین مدنی ہوراں کو ناں دینی تے ادبی حلقاں مانھ جانیو پچھانیو ہے ۔قران پاک کا گوجری ترجمہ تے مدینہ پاک کی نسبت نال صدیاں تک انشاءاللہ ان کو ناں زندہ رہے گو۔

ویہ مارچ ۱۹۷۳ء مانھ بانہال (ضلع ڈوڈہ) کا گراں مالیگام مانھ مولانا محمد میر حسین خان گھیلا کے گھر پیدا ہویا۔ بنیادی مروجہ تعلیم کے دوران ہی اسلامی تعلیم آلے پاسے مڑیا تے ۱۹۸۸ مانھ الکلیۃ السّلفیہ توں عربی کی تیسری جماعت پاس کی تے اگلے ہی سال عربی زبان کی تعلیم واسطے اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ مانھ چلے گیا۔ تے ۱۹۹۷ء مانھ اسے یونیورسٹی توں عربی کے نال نال بی اے کی ڈگری وی امتیازی حیثیت نال حاصل کی ۔ واپس آ کے کشمیر یونیورسٹی توں ایم اے عربی کر کے اجکل سلفیہ عربی کالج سرینگر مانھ عربی کا لیکچرار کے طور ذمے داری نبھاویں لگا وا۔ پر تعلیم کو سلسلوا جھاں وی جاری ہے۔ ویہ کشمیر یونیورسٹی توں ہی اسو یلے ایم فل کریں لگا وا تے آئیندہ ڈاکٹریٹ کو ارادو رکھیں ۔ان کی تحقیق کو موضوع ہے:

"Contribution of Kashmiri scholars to Quranic Sciences."

گوجری ادب نال ویہ ۱۹۸۸ء توں وابستہ ہیں تے اکثر اکیڈمی کی مجلساں تے کانفرنساں مانھ شامل ہوتا رہیا ہیں۔انکا کئی تحقیقی مقالہ وی ریاستی کلچرل اکیڈمی کا شیرازہ (گوجری) مانھ شائع ہوتا رہیا ہیں۔ان کو اصل کارنامو قران پاک کو گوجری ترجمہ ہے جہڑو انھاں نے ۱۹۹۹ء مانھ مکمل کیو تے اجکل اشاعت کا مرحلہ مانھ ہے۔اس ترجمہ مانھ انھاں نے اسلامی تعلیمات پر اپنی صلاحیت دسن کے نال نال جہڑی ٹھیٹھ گوجری زبان استعمال کی ہے اسو اسطے ویہ مبارک کا مستحق ہیں۔

انھاں نے عربی کا استاد کے طور خدمت تے اپنی اعلیٰ تعلیم کے نال نال محمد فواد عبدالباقی کی مشہور کتاب 'اللؤلؤ والمرجان' کا گوجری ترجمہ کو کم رُلتا موتی کا ناں نال مکمل کیو ہے۔۔جہڑی گوجری ادب تے قوم واسطے اک بڑی خدمت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ان کی عمر تے قلم مانھ برکت دئے تے انھاں نا قوم تے زبان کی مزید خدمت کی توفیق دئے۔

ڈاکٹر شاہ نواز کھٹانہ

پیدائش: 1977ء کرناہ مہنڈر (پُونچھ)

جموں کشمیر کا ادبی حلقاں ماں ڈاکٹر شاہ نواز کوناں اوپرو نہیں۔ خاص کر اُردو دنیا ماں انکو ادبی قد اُنکا جُساتیں خاصو معتبر تے باوزن ہے۔ اُنکی کوئے درجن اک کتاب چھاپہ خانہ کی اوکھی گھاٹی تیں ٹپ گئی وی ہیں تے یوہ سِلسلو اجھاں جاری ہے۔

شاہ نواز ہوراں کو تعلق وی ادبی پاجا آلی دھرتی پُونچھ نال ہے۔ ویہہ ۱۹۷۷ء ماں تحصیل مہنڈر کا گراں کرناہ ماں چودھری صغیر حسین کھٹانہ ہوراں کے گھر پیدا ہویا۔ بنیادی تعلیم ہائر سیکنڈری سکول ہرنی (مہنڈر) تیں حاصل کی تے فر ڈگری کالج پُونچھ تیں بی اے کر کے جموں یونیورسٹی توں ایم اے اُردو کی سند حاصل کی تے نالو نال ہی ویہہ ریاستی کلچرل اکیڈمی کا شعبہ ماں 'ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت نال ملازم ہو گیا۔ فر وی انھاں نے اعلیٰ تعلیم کو سِلسلو جاری رکھیو تے اُردو ماں پی ایچ ڈی کی ڈگری وی حاصل کی۔ کلچرل اکیڈمی ماویہہ اجکل گوجری ایڈیٹر تے کلچرل افسر کی ذمہ داری نبھاویں لگاوا۔ تے ذاتی تصنیف و تالیف کو سلسلو وی جاری ہے۔

پُونچھ کی زرخیز تے کچی مٹی پر کدے عِلم کو بتر پوئے تاں تخلیقات کی فصل پُنگرتاں دیر نہیں لگتی۔ شاہ نواز ہوراں ناوی، پُونچھ کو جم پل، جموں یونیورسٹی کو ادبی ماحول تے کلچرل اکیڈمی کی ملازمت یہ سب چیز اسی راس آئیں جے فر انھاں نے کدے پچھاں مُڑ کے نہیں دیکھیو۔ ویہہ اس گلوں وی بڑا خوش قسمت ہیں کہ انھاں ناجموں ماں رہ کے پروفیسر جگن ناتھ آزاد ہوراں جیہی شخصیت کی سنگت تے رہنمائی حاصل رہی جس نال انکی تحریراں ماں شروع تیں ہی پُختگی آ گئی۔

ادبی سفر ماں، صحافت، شخصیات، تذکرہ نگاری، ادبی تحقیق تے تنقید شاہ نواز ہوراں کا پسندیدہ موضوع ہیں جن پر انھاں نے مختصر عرصہ ماں ہی کافی کُجھ لِکھ چھوڑیو ہے۔ شاہ نواز ہور بنی بنائی شاہراہ پر ٹُرن کے بجائے اپنی پگڈنڈیاں پر چلن ماں فخر محسوس کریں۔ نوں لگے جے انھاں نے اپناں ہی سِلکاں نا شاہراہ بنان کی ٹھانی وی ہے جس ماں ویہہ کافی حد توڑی کامیاب وی سہی لگیں۔ انھاں کی ہن تک شائع ہون آلی درجن اک کتاباں ماں زیادہ تعداد اُردو کتاباں کی ہے۔ اُنکو طرزِ تحریر تے اسلوب بالکل نمیکلو ہی ہے۔ ایسا لِکھاڑی کی موجودگی گوجر قوم واسطے باعثِ رحمت ہے۔

ڈاکٹر شاہ نواز ہوراجھاں آپ وی نوجوان ہیں تے انکا حوصلہ تے جذباوی، ویہہ جس وی میدان کو انتخاب کریں گا اس ماں کمال پیدا کرن کی صلاحیت رکھیں۔ پر میری خواہش تے دعا ہے جے ویہہ اپنا مستقبل واسطے کا تعین واسطے 'گوجری زبان' تے قوم کو موضوع ہی چُنیں تے اسے پر پوری توجہ دیں تانجے قوم تے زبان کو حق ادا ہون کے سنگ انھاں نا ادب ماں جاودانی حیات نصیب ہو سکے۔

ڈاکٹر شاہ نواز کی تصنیفات:

۱۔ گُوجر صحافت (تاریخ اور تجزیئے) ۲۔ عالمی صحافت

۳۔ روحِ شمس الدین (حاجی شمسالدین مہجور پُونچھی کی حیات اور شاعری)

۴۔ 'زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے' (گُوجر مشاہیر کا تذکرہ)

۵۔ مادہ پرستی اور انسانی قدروں کی تذلیل ۶۔ اُردو انجیکٹو

۷۔ تصوراتِ اقبال، ۸۔ اندرا گاندھی اور ہندوستانی جمہوریت

۹۔ اقبال اور عصرِ حاضر ۱۰۔ مولانا محمد اسماعیل ذبیح، فن اور شخصیت

گوجری زبان : مسائل تے مستقبل

کجھ نواں ادبی تقاضا

انسان کائینات کی واحد مخلوق ہے جس نا احساس تے جذبات کی دولت میسر ہے اور میرے نزدیک یا ہی شعوری دولت انسان نا اشرف المخلوقات کو درجو دوائے۔ انسان کا ماحول مانھ روز روز بلکہ گھڑی گھڑی تے پل پل ہونۓ آلی تبدیلیں توجہ کی مستحق ہیں تے انھاں تیں لاپرواہی بلاشبہ انسان نا اپنا منصب کو حقدار نہیں رہن دیتی۔

بلکہ سائنسی دنیا کی اک ثابت شدہ سچائی ہے کہ وہ یہ تمام مخلوق دنیا تے ناپید ہورہی ہیں جہڑی وقتی تقاضاں کو حق نہیں رکھ سکیں۔ یا اپنا آپ نا ماحول کے نانۓ نہیں ڈھال سکیں۔ اس سچائی کو لحاظ اس طرح کسے بھی تہذیبی یا سماجی گروہ واسطے بھی اتنو ہی اہم ہے۔ ادب کیونکہ کسے بھی قوم سماج یا تہذیب کو عکاس ہوئے۔ لہٰذا تہذیبی تے ثقافتی تبدیلیاں کو اظہار ادب ماں ہونۓ قدرتی بھی ہے تے ضروری بھی۔ عام فہم زبان ماں چنگا کھانۓ لانۓ آلا انسان نا ہی کھاتا پیتا گھر کو فرد سمجھیو جائے۔ گویا کسے کی بھی مالی حالت اُس کا لباس تے ظاہر ہوئے اور جس نا کھانۓ لانۓ کو سلیقو نہ ہوئے۔ اس نا کوئے بھی سلجھیو ؤ نہیں تسلیم کرتو، بھانویں اُس کی مٹھی ماں قارون کی کنجی کیوں نہ ہوئے۔ زبان تے ادب بھی قوماں تے تہذیباں کو لباس ہوئے اور اس ماں شعوری تے لاشعوری طورر پر ہونۓ آلی تبدیلیاں کو اظہار ہوئے۔

ایک ہورا اہم گل اس سلسلہ ماں یاہ ہے کہ کسے بھی سماجی گروہ یا سوسائٹی کا رسم و رواج بول چال ثقافتی تعلیمی تے اخلاقی پہلو مجموعی طور پر ادب بنّیں۔ اور صحیح معناں ماں ادب وہی ہوئے۔ لیکن وقت کا طویل سفر ماں یوہ سب کجھ باقی نہیں رہتو۔ اس کی بقا کی ذمہ داری ساراں کے بجائے اُن چند حساس لوکاں کے سر آوے، جہڑا ان روایتاں نا چھٹ چھیر کے سلیقہ کے نانۓ دنیا کے سامنۓ پیش کرن کو شعور رکھیں، گویا کسے بھی سماج یا قوم کی تمدنی زندگی نا

دنیا کے سامنے پیش کرن تے آئندہ نسلاں تے زماناں تک محفوظ رکھن کی بنیادی ذمہ داری اپنا اپنا وقت کا ادیباں، شاعراں، قلمکاراں، اہل علم لوکاں تے فن کاراں پر آوے۔

ہن اس گل کو اندازو آسانی نال لایو جا سکے جے ان ادیباں یا فنکاراں کو اپنا ماحول ماں آن آلی تبدیلیاں تے تقاضاں تے واقف رہنو کتنو ضروری ہے۔ یا دیکھن تے لکھن کے بیچ مطابقت کی کس قدر ضرورت ہے، اس نکی جئی مثال تے سمجھ آ سکے کہ پردیس ماں رہن آلو ایک شخص اپنا وطن کی خیر سکھ ہر آتا جاتا تیں پچھے لیکن سب توں زیادہ قدر وہ اس شخص کا بیان کی کرے گو جہڑو مساں مساں وطن تے آیو ہوئے۔

اس کو دوجو پہلو یوہ ہے کہ جد وقت کا طویل سفر ماں صدیاں تک کی تہذیب مٹ جائیں تے یو ہی ادب اپنا اپنا وقت کی نشانی (Code) بن جائے جس نا سلجھا کے یا پھیلا کے اس سماجی یا تہذیب نا پوری طرح سمجھیو جا سکے ہن اُس گل کی وضاحت آپ ہو جائے کہ اگر اَج کو اک گوجری ایسو ادب تخلیق کرے یا اپنی تحریراں ماں ایسی جگہاں یا رسماں کو ذکر کرے جہڑیں بارھویں صدی ماں دکنی ہندوستان ماں موجود تھیں تاں آئندہ صدیاں کو محقق اس ادب تیں کس زمانہ اور کس قوم کی سماجی زندگی نا سمجھن ماں مدد لے سکے بلکہ یوہ وی مشکل ہو جائے گو کہ وہ اس ادیب کا آپنا زمانہ یا دورِ زندگی کو بھی پورا وثوق نال تعین کر سکے۔ ہوں دراصل یاہ چیز واضح کرنو چاہوں کہ ادب وہی تخلیق ہونو چاہئے جہڑو اپنا اپنا وقت کا جدید تقاضاں نا پورو کرتو ہوئے۔

جدید گوجری ادب کی اپنی تاریخ زیادہ طویل نہیں تے قدیم دور کی اگر تھی وی تے واہ محفوظ نہیں رہ سکی۔ موجودہ گوجری زبان کی تخلیقات صدیاں نہیں بلکہ سالاں کی نمائندگی کریں۔ اس نویں بلکہ باصلاحیت تے زرخیز زبان تو پورا آفاقی تے عالمی ادب نا سمیٹ لین کو تقاضو تے نہیں کیو جا سکتو لیکن اتنو ضرور ہونو چاہئے کہ گوجری کا ادیب اپنا آپ نا موجودہ عالمی ادب کا بدلتا رجحان تیں واقف رکھیں تا نجے آئندہ نسلاں نا اپنو حق ادا کرن کو دعوو عملی طور پر بھی ثابت کر سکیں۔

گوجری اَجاں وِی اپنا بنیادی مرحلاں ماں ہے تے اس کی تخلیقات ماں زبان کی ہر

ایک صنف پر اتنا تجربا نہیں ہویا جتنا دوسری زباناں ماں کیا گیا ہیں۔ مثلاً گوجری کہانی سوائے چند ایک مثالاں کے عام طور پر (روایتی بیانیہ) انداز ماں ہے جد کہ عالمی ادب ماں کہانی بے شمار تجرباں تیں بعد اس ویلے منی (Mini) کہانی تک جا کے واپس ہوگئی ہے،۔ گیتاں ماں لوک گیتاں نا چھوڑ کے تخلیقی ادب ماں یوہ سرمایو وی بہت کم ہے۔ شاعری ماں بیت، سری حرفی، باراں ماہنہ تے پابند قسم کی روایتی صنفاں تیں علاوہ غزل ماں بھی زیادہ تر روایتی رنگ تے موضوع ہی دیکھن ماں آنویں۔ ڈرامہ یا تھیٹر کو رواج گوجری ادب ماں بہت گھٹ بلکہ نہ کے برابر ہے اور جو کچھ تخلیق ہو یو وہ بھی اَج توں کجھ عرصہ پہلی عکاسی کرے، جد کہ گوجری انشائیہ نگاری، مضمون نگاری تے آزاد نظم اجاں تجرباتی مرحلہ ماں ہیں۔

عالمی ادب ماں تے اس قدر تبدیلی آئی ہیں کہ اُن کو ذکر چھیڑنو وی ایک وسیع سمندر ماں چھالن مارن کے برابر ہے۔ ہر زبان تے صنف ماں بے شمار نواں تجربا ہوا۔ کجھ عوام نے قبول کیا کجھ رد کیا۔ باقی تبدیلیاں کے نالن نالن اک واضح اور حوصلہ افزا گل یاہ باندے آوے کہ پراسرار تے فکشن (Fiction) پر مبنی الجھیا وا موضوعات کو دور گھٹ گیو ہے۔ جد کہ حقیقت نگاری تے سائنی علوم تے ایجادات پر مبنی تحریر زور پکڑ رہی ہیں۔ یاہ ہوں لکھن آلاں کی نہیں بلکہ پڑھن سنن آلاں کی پسند کی گل کروں۔ اس ماںھ حوصلہ افزا پہلو جس در میں پہلاں وہ اشارو کیو تھو یوہی ہے جے عالمی ادب صدیاں کا بے شمار تجربات تے تبدیلیاں تیں بعد واپس حقیقت نگاری تے صاف گوئی آلے پاسے مڑ آیو ہے اور اگر اَج کو گوجری ادیب اپنی ذمہ داری محسوس کرتاں ماں اپنا اکھ کن کھلا رکھ کے اپنو فرض ادا کرے تاں وہ اتنا لماں پھیر آلا رستہ پر چلن توں بغیر ہی حقیقت نگاری تک پہنچ سکے۔ یوہ وہ مقام ہے جہڑو مھارا بنیادی تخلیقی رجحان تیں زیادہ دور نہیں اس تیں میری مراد ہرگز یاہ نہیں کہ مھارا ادیب نانواں تجربا کرن کی اجازت نہیں بلکہ ہوں یوہ مشورو دیوں کہ صرف و یہ تجربا دوہرایا جائیں جہڑا عالمی ادب کی تاریخ نے صحت مند ثابت کر چھوڑیا ہیں۔ تے غیر ضروری ناکام تجرباں ناہم بھی پاسے پھینک

سکاں۔اس طرح مھارا ادیب عالمی ادب کا کسے بھی فنکار کے نالّ موہنڈ وجوڑ کے چل سکے گو، نہ کہ اُس کا نقشِ قدم پر، یاہ بھیڑ چال کی روایت قائم رکھی جائے جہڑی بے فائدہ ہونّ کے نالّ نالّ بہت سارو وقت بھی ضائع کرواسکے۔مثلاً اگر اَج ہم انگریزی یا جاپانی ادب کی کائے صنف اختیار کراں جہڑی نا ہم ایک یا ڈیڈھ صدی کا تجربہ توں بعد غیر موزوں قرار دیاں تے اس توں ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہم عالمی ادب کا مطالعہ واسطے کجھ وقت لا کے اُس صنف کو انجام اَج ہی دیکھ لیاں۔اُن تجرباں کی بناء پر جہڑا پچھلی صدی ماں کیا گیا تھا۔اس صنف کا بارہ ماں عالمی ادب کا تقابلی مطالعہ واسطے ہم نا ہو سکے زبان کا لحاظ نالّ اردو کو حوالو دیئو پوئے۔ جہڑی گوجری کے زیادہ قریب ہے اور خصوصاً گوجری شاعری کی تمام صنف، بیت، سی حرفی تے بارہ ماںہہ نا چھوڑ کے جن کو رواج گوجری تیں پہلاں پنجابی زباں ماں عام تھو، غزل تے نظم وغیرہ کی تحریک اردو تیں ہی گوجری کا ادیباں نا حاصل ہوئی۔ بلکہ مستقل رہنمائی کو ذریعو وی ہیں۔ جد کہ کہانیاں کا سلسلہ ماں اردو کے نالّ نالّ انگریزی تے روسی کہانیّاں کو مطالعو گوجری ادیب واسطے فائدہ مند ثابت ہو سکے۔ عالمی ادب ماں مقبولیت اُنھاں ہی کہانیاں نا ملی ہے جہڑی صاف سادہ زبان تے قدرتی پس منظر ماں دلچسپ انداز ماں لکھی گئی تھیں۔

مثلاً اردو ماں کرشن چندر کا افساناں جہڑا اکثر مھاری ریاست کا پس منظر ماں لکھیا گیا تھا، جن ماں پونچھ کا مقامات تے ''سمبلو تے منّوں'' کا بوٹاں کو ذکر ہے روس ماں بے حد پسند کیا جائیں۔ حالانکہ اگر کرشن چندر کوشش کرتو تے اپنّی ساری کہانیاں ماں پیرس تے جاپان کی منظر کشی کر سکے تھو، لیکن اُس نے اپنا ماحول کی نکی نکی سچائیاں کو اس خوبصورتی تے ایمان داری نالّ ذکر کیو کہ اس کی تحریر اُس نا اک لافانی کردار کی ضمانت دے گئی۔

شاعری ماں غزل ہمیشاں توں محبوب صنف رہی ہے۔غزل کا بنیادی تقاضا اَج وی وہی ہیں۔لیکن وقت کے نالّ نالّ ہونّ آلّی تبدیلیاں نے نواں موضوعات شامل کر چھڑیا ہیں۔اردو غزل ہن محفلِ حسن وعشق، شمع، پروانہ گل وبلبل تیں بہت اگے چلی گئی ہے اور اس

مانھ بے شمار موضوعات شامل ہو گیا ہیں۔ مثلاً جدید دور ماں نفسیات، غیر عشقیہ شاعری، نواں اسلوب تے اشار، اجد کہ گوجری شاعر اَج وی وہی موضوع کے کے چلے۔ انھاں تیں علاوہ ڈرامہ تے ناول نگاری کا شعبہ ماں بھی گوجری ادیب نا قدم رکھن کی ضرورت ہے۔ جہڑو سرمایو گوجری ماں نہ ہون کے برابر ہے۔

مختصراً میرے نزدیک گوجری ادیب تے اَج یاہ توقع رکھنی چاہیئے کہ وہ تخلیق کرن کے نالن نالن عالمی ادب پر وی نگاہ رکھے۔ نویں نویں ہون آلّی تبدیلیاں تیں اپنا آپ ناوی با خبر رکھے، تے قاری نا بھی لیکن اس کے نالن نالن اپنو رشتو اپنا ماحول تے دھرتی تیں وی نہ توڑے۔ گویا زمین پر قدم رکھتاں واں تاراں نا ہتھ لان کی اک کوشش کی جائے۔

ہن اگر ہم عالمی ادب کا نواں رجحان آنے پاسے دھیان دئیاں تے اس نتیجہ پر پہچاں گا کہ عالمی ادب ماں ادب برائے ادب، ادب برائے مقصد تے ادب برائے زندگی تیں لنگھ کے اس ویلے خالص ادب برائے ادب کی وکالت شروع ہے اس دلیل کے نالن کہ ادب برائے مقصد اصلی ادب ہی نہیں اور یاہ بھی ضروری نہیں کہ ادب برائے زندگی ہوئے، بلکہ ادب وہی ہے جہڑو خالص ادب ہے اور ہر قسم کی تحریر لافانی ہویں۔ گوجری ادب واسطے اس رجحان کی رہنمائی ضروری ہے۔ اور اگر اس پاسے تجربا کیا جائیں تے چنگی گل ہے لیکن گوجری ادب اپنا سماجی تے اپنا تہذیبی تقاضاں تیں بھی اک دم اکھ بند نہیں کر سکتو۔ گوجری زبان تے ادب اَجاں اس مرحلہ ماں ہے کہ کجھ لکھن آلا موجود ہیں، پر پڑھن سنن آلا اَجاں وی پیدا کرنا باقی ہیں۔ اور پڑھن آلاں کی دلچسپی واسطے قدرتی تقاضو ہے کہ ایسا موضوع ہویں، ایسی چیزاں کو ذکر کیو جائے تحریراں ماں، جہڑا اُنھاں کی دلچسپی کو باعث ہیں۔ گویا گوجری ادب مقصدیت نا اَجاں نہیں چھوڑ سکتو، کیونکہ گجر قوم کی سماجی زندگی ماں ایسا پہلو موجود ہیں جہڑا توجہ کا محتاج ہیں۔ مثلاً تعلیم کی کمی وغیرہ۔ اور گوجری ماں اَج توڑی جہڑا ریڈیائی یا اسٹیج ڈراما ں سامنے آیا ہیں۔ وہ اِسے پس منظر ماں لکھیا گیا ہیں۔ مثلاً اے۔ کے۔ سہراب کا

ریڈیائی ڈراماں، بابو نور محمد یا گلاب الدین طاہر کا سٹیج ڈراماں اپنا سماجی تقاضاں کو لحاظ رکھیں۔

ڈراماں کا سلسلہ مانھ اک تے سراتے ہی سرمایو گھٹ ہے لہٰذا ضرورت ہے کہ اس میدان ماں کوشش کی جائے اور عالمی تقاضاں کو لحاظ وِی رکھیو جائے تے تھیٹر کا (Trends) تے ایسا ایسا موضوع چنیا جائیں جہڑا مھارا سماج ماں نواں نواں داخل ہور ہیا ہیں۔

افسانوی ادب ماں عالمی سطح پر جن دو قسم کی کہانیاں نے مقبولیت حاصل کی ہے اُن ماں اِک سدھا سادا تے قدرتی ماحول کے بچ پلن آلی دل ناچھو جانن آلی کہانیں ہیں جہڑی عام انسان کی زندگی نا زبان بخشیں تے دوجے علامتی کہانی بلکہ عالمی ادب کو جدید ترین رجحان کہانیاں کا سلسلہ ماں (Symbolic) یا علامتی کہانیاں کو ہی ہے۔

یاہ الگ گل ہے اجاں توڑی کہانیاں کی کجھ اک کتاب ہی باندے آئی ہیں لیکن اتنو ضرور ہے کہ اگر کافی نہیں تاں وی گوجری ماں مچ ساری کہانیں لکھی گئی ہیں اور مزید حوصلہ افزا گل یاہ ہے کہ مھارو گوجری کہانی کار عالمی رجحان کی جانکاری رکھے۔ مثلاً پہلی قسم کی اس طرز کی کہانیاں کو روپ دیکھنو ہوئے تاں امین قمر کی کہانیں دیکھی جاسکیں۔ جدکہ دوجی قسم کی یعنی علامتی کہانیاں کی نمائندگی شریف شاہین، غلام رسول آزاد تے اقبال عظیم کریں۔

مزاح نگاری، مضمون نگاری تے انشاء پردازی گوجری زبان ماں اجاں توڑی تجرباتی مرحلہ ماں ہیں۔ لیکن اس ناہوں اس زبان کی پسماندگی نہیں سمجھتو بلکہ گوجری کا تہذیبی تے لسانی ارتقا نا سامنے رکھ کے وقت کو تقاضو ہی ایسو ہے یا گوجری زبان جت تک پہنچی ہے۔ اس تیں اتنو ہی تقاضو کیو جاسکے، اس ناہم انگریزی روسی، یا اردو نالن بھی مقابلہ ماں اصولاً نہیں رکھ سکتا جن کی تاریخ صدیاں پر پھیلی وی ہیں۔ جدکہ گوجری نے بمشکل کجھ سالاں کو سفر کیو ہے لیکن اس کے باوجود گوجری زبان چھالن مار کے اِن کے مچ نیڑے آن پہچی ہے۔ اگر سرمایہ کا حساب نالن نہ سہی تخلیق کاراں تے فنکاراں کی اڈاری کا حساب نالن ہی سہی، مزاح نگاری، انشاپردازی تے مضمون نگاری، ماں وِی امین قمر، محمد حسین سلیم تے نسیم پونچھی تیں علاوہ وی میری

نظراں ماں کجھ حلیا ایسا پھریں جن ماں بہت چنگا چنگا لکھاڑی بنن کی بڑی صلاحیت موجود ہیں۔

گوجری نظم ماں اَج توڑی پابند قسم کو ہی زیادہ رواج ہے۔ لیکن یاہ صرف ہئیت (Form) کی گل ہے۔ موضوعات کا لحاظ نالں کو گوجری ماں وطنیت، رسم و رواج، قدرتی مناظر، سیاسی توڑ جوڑ تے زندگی کا دوجا بکھ بکھ پہلو لے کے نظم لکھی گئی ہیں اور جہڑی عین سماجی ضرورت وی ہیں تے وقت کو تقاضو وی۔ اس تیں علاوہ جدید آزاد نظم کو رواج اجاں بڑو گھٹ ہے تے شریف شاہین تے بغیر منّا کوئے ناں یاد نہیں آتو، جس نے اس پاسے حوصلہ نالں قلم چائی ہے۔

شاعری ماں اردو کی طرح گوجری ماں وِی مقبول ترین صنف غزل ہی ہے۔ اور تقریباً ہر شاعر نے اس پاسے طبع اَزمائی کی ہے چاہے وہ غزل کا بنیادی تقاضاں تے واقف تھو یا نہیں۔ حقیقت تے یاہ ہے کہ گوجری ماں اگر کجھ قابل ذکر ادب تخلیق ہوؤ ہے تاں کہانی تے غزل کا میدان ماں کم از کم یہ دو ایسی صنف ضرور ہیں۔ جن ماں لکھنّ آلاں نے نواں رجحانات وِی مدنظر رکھیا ہیں۔ نواں تجربا کیا ہیں۔ اوران کی کامیابی یا ناکامیابی کو اظہار پڑھن سنن آلاں کا روّیہ تیں محسوس کیو ہے۔ اس کی اک وجہ یاہ بھی ہے کہ لکھنّ کے نالں نالں یہی دو موضوع تھا، جہڑا سنن آلاں کی دلچسپی کو باعث تھا۔ لہٰذا زیادہ تیں زیادہ لکھیا تے سنیا گیا۔ غزل ماں روایتی تے عشقیہ شاعری تیں ہٹ کے بھی لکھیو گیو ہے۔ دیگر موضوع لے کے مثلاً زندگی کا درد، رشتاں کا تقاضا تے ہر پاسے پھیلی وی نفسو نفسی تے منافقت، غیر عشقیہ شاعری تے تصوّف جیسا میدان ماں وِی کامیاب تجربا ہوا ہیں۔

آخر مانھ ہوں پھر ذکر کروں گو کہ بھانویں اس سرمایہ نا کافی نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو کجھ بھی لکھیو جار ہیو ہے، اس ناجدید تقاضاں تیں عاری بھی نہیں سمجھیو جا سکتو تے نہ ہی گوجری غزل کا شاعراں ناجدید رجحانات تیں ناواقف یا مایوس کن قرار دتو جا سکے۔

گوجری زبان کو مستقبل

صدیاں تک ادبی زبان رہن توں بعد زمانہ کی بے مروّتی کے ہتھوں پچھلی دو صدیاں توڑی گوجری زبان دنیا، خاص کر تہذیب یافتہ دنیا توں او ہلے ہوگئی تے اس عرصہ ماں گوجری زبان ماں جو کجھ وی تخلیق ہو یو وہ اَج مھارے سامنے زبانی طور پر لوک ادب کی صورت ماں پہچیو، جس ماں لوک کہانیں تے لوک گیت شامل ہیں۔ اس گل توں انکار نہیں جے لوک ادب کی صحیح عمر دسنّی اتنو سہل کم نہیں اور لوک ادب کا بعض نموناں صدیاں پرانا وی ہوسکیں، پر لوک بار تے کجھ علاقائی تے موسمی گیتاں توں یاہ گل وی ثابت ہوئے جے اس ادب کو تعلق پچھلی دو صدیاں نالّ ہے۔

اک لمّی نیند توں بعد گوجری زبان تے لکھاڑی موجودہ صدی کا شروع ماں دوبارہ جاگیں تے گوجری ماں فرمٹھی تے سوہنّی چیز تحریر ہونی شروع ہوئیں جس نا اس ''جدید گوجری ادب'' کو ناں دِتو گیو ہے، پر کدے کوئے خالص صحت مند تنقیدی عینک لا کے دیکھے تاں مچ ساری گل اپنّی جا کی ہیں، جنھاں پر دھیان دین کی ضرورت ہے جن گلاں نالّ گوجری زبان کو مستقبل جڑیو ووسئ لگے تے کدے اس ویلے لا پرواہی برتن ہوئی تاں آنّ آلا زمانہ ماں گوجری کو حلیو اتنو بدل وی سکے جے پچھانّ وِی مشکل ہو جائے گی۔ قدیم گوجری ادب نا پاسے رکھ کے ہم صرف بیہویں صدی کا گوجری ادب کو مختصر جائز ولیاں گا تا نجے اس زبان کا مستقبل بارے کائے رائے قائم کی جا سکے۔

اِک مسلمّہ حقیقت یاہ ہے کہ کسے وِی زبان نا اُس قوم توں الگ نہیں کیو جاسکتو،

تے اس اصول کے تحت جو کجھ اَج تک گجر قوم نالں ہویو اُس کو حصو زبان ناوی ملتو رہیو۔ جد گجر حکمرانی کرتا رہیا تاں گوجری ناوِی باقی ہندوستانی زباناں ماں علمی تے ادبی درجو حاصل رہیو تے جد قوم سیاسی وجوہات نالں کھنڈ پھٹ گئی۔ شہراں تے جنگلاں تے پہاڑاں آلے پاسے پناہ لینی پئی تاں زبان وِی کم ازکم دوترے صدیاں توڑی دنیا کی نظر تیں اوہلے ہوگئی فر جد دنیا کا بدلیا واحالات نالں جموں کشمیر ماں وِی سیاسی تبدیلی آئیں جِت گجراں کی کثیر تعداد تھی۔ تاں گوجری کا سکاوا ڈوگا ناوی دوبارہ بترلگو تے جس جس ذہن ماں بیج موجود تھا اُتوں گوجری دوبارہ انگورن لگی۔ جہڑی دھیاڑا تیں دھیاڑا گو نپھری ہوتی تے پھیلتی گئی۔

یوہ پہلاں وی ذکر ہویو ہے جے موجودہ صدی کا شروع ماں کجھ مخلص گجر رہنماواں نے گوجر اصلاحی کمیٹی تے گوجر جاٹ کانفرنس بنا کے گجراں کی سماجی حالت سدھارن کی کوشش کی، جس کو اک نتیجو یوہ نکلیو کہ جہڑی زبان بولتاں پہلاں لوک شرمانویں تھا۔ اُس ماں بولن تے لکھن کو رواج شروع ہوگئیو۔ دوجے پاسے حضرت باباجی صاحب لارویؒ کی کشمیر ماں آمد نالں روحانی علوم کے نالں شعروادب کی جہڑی محفل شروع ہوئیں۔ انھاں نالں گوجری کا شروع کا لکھاڑیاں کو حوصلو بلند ہویو تے مچ ساراں نے پنجابی شاعری چھوڑ کے گوجری شاعری شروع کی تے یوہ سلسلو ملک کی تقسیم توڑی جاری رہیو۔ تنقیدی نظر نالں کدے دیکھیو جائے تاں یوہ سچ باندے آوے کہ اس دور ماں لکھی جانں آلّی شاعری خصوصاً سی حرفی ادبی معیار یا موضوع کا اعتبار نالں اتنی بلند تھی کہ اس تیں بعد کی شاعری ماں واہ گل نظر نہیں آتی، گو یا ۱۹۵۰ء تیں پہلاں بلاشبہ گوجری زبان ماں گھٹ چیز لکھی گئیں تھیں مگر یوہ اعتراف حقیقت پسندی کو ثبوت رہ گو کہ وہ سب چیز معیاری تھیں۔

آزادی کے بعد ریڈیو، ٹی وی، اخبار، رسالاں تے کلچرل اکیڈیمی ماں گوجری شعبہ کا قیام نالں گوجری زبان کی ترقی شروع ہوئی۔ اس عرصہ ماں شاعراں تے ادیباں نے

کوشش کہیں اور رِات یوہ اعتراف وی ہوں ضروری سمجھوں کہ گوجری زبان کی ترقی ماں بنیادی رول کلچرل اکیڈمی کو رہیو ہے۔ اور اَج وی ہے، شاید ہی کوئے دوجو ادارو اتنی خدمت کر سکے پر وقت کی ضرورت سمجھ کے کلچرل اکیڈیمی کا گوجری شعبہ کا ذمہ دار حضرات نے شروع ماں یا ہی پالیسی رکھی کہ جو وی مواد جتوں ہتھ آوے چھاپیو جائے تے جد گوجری زبان ماں کافی مواد جمع ہو گیو فر اُس کا چھٹن چھیرن یا چنگا مندا کی پچھان تے نکھیڑ پئی آن آلّی نسل کرتی رہیں گی۔ وقت کی ضرورت سمجھ کے یاہ پالیسی بھانویں درست تھی پر اس نالّ زبان نا کجھ نقصان وی ہو یو اک تے شریکاں کے سامنے گوجری زبان کی حیثیت بارے اعتراضات کی گنجائش رہی تے مچ لوک اس نا ضد کا طور پر ہی سہی زبان تسلیم کرن توں انکار کریں تے دلیل یا ثبوت کا طور پر گوجری کی اپنی گرائمر، سکرپٹ (رم الخط) تے اصطلاحات کی کمی کو بہانو دسیں تے نالّ ہی گوجری زبان ماں چھپی وی کجھ تحریراں کا معیار پر وی معنا ماریں۔ اپنی جگہ کجھ اک گل تسلیم وی کرن ماں متّاں کائے عار نہیں اور کدے کوئے صحیح معنّا ماں گوجری زبان کو درد رکھتو ہوے تاں کسے نا وی چنگی چیز دشمن کولوں سکھتاں وی عار نہیں ہوتّی لوڑتی۔

آؤ تسلیم کراں جے پچھلا پنجی (۲۵) تریہہ (۳۰) سالاں ماں گوجری ماں جو کجھ تخلیق ہو یو اس ماں بھانویں چنگی چیزاں کو گھاٹو نہیں، پر اس گل توں وی انکار نہیں جے جس شخص نے ناں نالّ تخلص لالیو تے تک بندی شروع کر لئی، وہی شاعر تسلیم کر لیو گیو تے اس کی تخلیقات شائع ہونّ لگ گئیں، بھانویں اس نا شاعر کی الف بے وی نہ آتی ہوئے۔ بھانویں اُس نا شاعری کی صنفاں کی ذرا وی بھوم نہ وے۔ بھانویں وہ بے بحری نظم لکھ کے اس کو عنوان غزل رکھ لے یا مصرعا کِدے دوانچ تے کدے دو گز کا وھیں۔ یاہ شاید کدے وقت کی مجبوری رہی وھے پر آن آلّی صدی کو گوجری قاری یہ بہانا تسلیم نہیں کرسیں تے کدے اَج توں اس پاسے دھیاں نہ دین ہو یو تے ہو سکے کل لہر نالّ اس شاعر کے نالّ نالّ ساری شاعری نا وی در

یا ماں پھینک چھوڑے، جس نا ہم معیاری کہاں یا قوم تے زبان کو سرمایو سمجھاں۔

اسے طرح گوجری نثری ادب اک تے ضرورت تیں بڑو گھٹ تخلیق ہو یو اور فرجو ہو یو اس ماں وِی لکھاڑیاں نے آپ ہدرا کم کیا۔ لوازمات کو ذرا خیال نہ رکھیو۔ پلاٹ، تکنیک تے پس منظر کو خیال رکھن توں بغیر ہی دو چار صفحا کا لا کر کے کہانی یا افسانہ کوناں چاہڑھ چھوڑیو تے افسانہ نگار بن بیٹھو۔ تحقیقی مقالا لکھن آلاں نے پڑھن سنن آلا لفظاں کا ہیر پھیر ماں یوں اُلجھایا جے پورو مقالو پڑھن یا سنن توں بعد وی موضوع کو کوئے سر پیر نہیں لبھتو تے نہ ہی ذہن ماں کوئے مجموعی تصوّر باندے آوے۔

جہڑی تحریر مقالا یا افسانہ ماں کدے وِی فٹ نہ ہوئی۔ اس نا انشائیہ یا مضمون کوناں دے چھوڑیو۔ حالانکہ کدے اردو کولوں ہی رہنمائی حاصل کی جائے تاں اِن ساری چیزاں کی اپنی تعریف ہیں اپنا لوازمات تے معیار موجود ہیں۔ اور جد تک گوجری زبان ماں اپنا اصول تے ضابطہ نہیں قائم ہو جاتا۔ متا اس ماں کوئے حرج نہیں دِستو جے کسے دوجی زبان کولوں ضرورت کے مطابق رہنمائی حاصل کی جائے پر سچ وی یو ہی ہے تے وقت کی ضرورت وی کہ گوجری لکھن آلا کم از کم سنجیدہ تے معیاری لکھن آلاں سنگ بیس کے ان مسئلاں پر غور کریں تاں جے آئندہ اس قسم کی دقت نہ رہے۔ آن آلا سالاں تے صدیاں ماں کدے گوجری نا باوقار بنان کی خواہش کسے کا دل ماں وھے تاں پچھلا گناہواں کا اعتراف کے نال نال توبہ تے آئندہ واسطے کجھ اک بنیادی گلاں آلے پاسے سخت توجہ کی ضرورت ہے۔

ا۔ محض تخلص تے جھوٹی شہرت واسطے غیر میعاری چیز لکھ کے راتو رات گوجری کا ادیب یا شاعر بنن کی خواہش دِلوں کڈھ چھوڑنی لوڑیئے تے اسطرح کی کسے وی غلط فہمی کی حوصلہ افزائی سنجیدہ طبقہ داراں نہیں ہونی چاہئے ورنہ آج کدے کِسے نواں لکھن آلا نا کھورئیں دیکھ کے سیاناں نے نہ ٹھا کیو تے ہو سکے کل شریک اس نا دو چنڈ مارے کے ٹوکیں۔

۲۔ گوجری ادب ماں اَج توڑی تنقید نہ ہونْ کے برابر ہے۔ جہڑی کسے وی تعمیری کم واسطے بے حد ضروری ہے۔ کلچرل اکیڈیمی نے کدے وقت کی ضرورت سمجھ کے اَج توڑی ایسو نہیں کیوتاں وی وہ وقت لنگھ گیو تے ہنْ اس کی سخت ضرورت ہے کہ ہر تحریر نا ادبی ضابطاں اصولاں تے معیار کی کسوٹی پر پرکھ کے چھاپنْ کی اجازت دِتی جائے۔ تانجے صاف ستھری تے معیاری گوجری زبان دنیا کے باندے آوے۔ میرے نزدیک ادب ماں تنقید کی واہی ضرورت ہے جہڑی پھلدار بوٹاں واسطے شاخ تراشی کی ہوے۔ بہتر میوا حاصل کرن واسطے ضروری ہے بوٹاں نا غیر ضروری طور پر جھرنگڑ بنْ تیں وقت پر بچایو جائے۔ تے اس مسئلا پر دھیان دیتاں ماں سنجیدہ لوکاں نے ہور دیر کی تاں گوجری ادب نا اتنو بڑو نقصان ہو سکے جس کی تلافی سکھلّی نہیں ہو سکسیں۔ اَج کو تاریخدان بھانویں ادب تے ادیباں کو ذکر مصلحتاً یا سہواً کر چھوڑے پر کل کا تاریخدان یہ غلطی ہر گز نہیں دہرانْ لگا۔

۳۔ گوجری نثری ادب اَج توڑی لکھنْ آلاں کی بے توجہی کو شکار رہیو ہے اور بیہویں صدی کو ستر (۷۰) اسی (۸۰) فیصد گوجری ادب شاعری کی صورت ماں ہے۔ ضرورت اس گل کی ہے جے معیار تے لوازمات کو خیال رکھ کے نثر لکھنْ کی کوشش کی جائے اور جن لوکاں نا گوجری زبان نا نظر انداز کر کے قوم یا سماج کو بھلو کرن کو جنون سوار ہے۔ انھاں نا وی تسلیم کرنو پوئے گو جے قوم کی خدمت زبان کی خدمت توں الگ نہیں کی جا سکتی۔ دراصل زبان ہی قوم کی پہچان ہوے۔ اور یوہ احساس وِی ہونو چاہئے جے گوجری کی خدمت گوجری زبان نا نظر انداز کر کے ممکن نہیں۔ گوجری نثر لکھنْ آلاں نا اپنے واسطے صنف چنتاں ماں اپنا رجحان پر سنجیدگی نالْ سوچن کی لوڑ ہے تے نالْ ہی اپنا موضوع نال انصاف کرن کی۔ کدے موضوع کو پورو حق ادا نہ کر سکے تاں وی پڑھنْ سنْ آلاں نا روپیا بچوں اَٹھ آنا تے مضمون سمجھ آنو لوڑیئے۔ لفظاں کی کھیڈ کجھ دیر تے پڑھنْ آلاں نا بھلا سکیں پر اس طرح کی تحریر لکھاڑی نا زیادہ دیر زندہ نہیں رکھ سکتیں۔

۴۔ گوجری صحافت کو موضوع اَج تک چھیڑن کی تکلیف ہی کسے نے گوارہ نہیں کی۔ گوجرو میر (میرٹھ) گوجر گزٹ (لاہور) نوائے قوم تے الانسان (جموں) گوجر دیس، جموں گوجر گونج (لاہور) تے آواز گرجر (جموں) کو کدے کوئے تریا کل ہی جائز و لے تاں یاہ گل ثابت ہو جائے۔ اَج توڑی ساراں ناحسبِ توفیق قوم کو ہی درد رہیو ہے تے سیاسی تے سماجی موضوعات تیں اُپر اٹھن کی کوشش نہیں ہوئی۔ سروری کسانہ (گجر دیس) تیں بغیر تے باقی حضرات نے جس طرح اپنا پرچاں ماں گوجری نا جگہ دینو توہین سمجھ لیو ہے جد کہ مولانا عبد الباقی نسیم (گجر گونج) کو گوجری زبان واسطے مخصوص اک ادھ صفحو نا کافی ہے۔ پہلے تے گوجری ماں صحافت ہے ہی نہ کے برابر اور فر کدے کسے نے کوشش وی کے تی دو جی زباناں ماں۔ اس کی اشد ضرورت ہے کہ غیر سرکاری طور پر وِی کوئے اَدبی رسالو اس قسم کو باندے آنو لوڑیئے جس ماں گوجری زبان کا ہر پہلو پر بقدرِ ضرورت بحث ہوے صحت مند تنقید ہوے تانجے گوجری اِک بولی کا مخصوص کلبوت بچوں نکل کے اک باوقار زبان بن سکے۔

یوہ کسے وِی شخص کا بس کو کم نہیں بلکہ گوجری نان متعلق اداراں نا اس پاسے توجہ کی ضرورت ہے جے وِیہ تحقیقی نظریات آلا لوکاں نا اِس کم پر معمور کریں جے وِیہ جموں کشمیر تیں باہر جا کے مثلاً دو جی ریاستاں یا دو جا ملکاں ماں رہن آلا لوکاں کی زبان ان کا کلچر تے رہن سہن بارے تحقیقات کریں۔ تانجے گوجری زبان تے قوم کو اجمالی خاکو دنیا کے سامنے پیش کیو جا سکے، نان ہی گوجری زبان کی وسعت تے مختلف لہجاں نا وی تحریری ادب ماں جگہ دتی جا سکے۔ پچھلا سال توں شروع ہون آلو اخبار روداد قوم اس سلسلہ ما چنگی شروعات ہے جسو اسطے شوکت نسیم، شبیر پسوال، مشتاق خالد تے شازیہ چودھری جیہا نوجوان مبارک کا مستحق ہیں لیکن اس سلسلہ نا ہور بدھان تے اگے لیجان کی اجھاں بڑی گنجائش ہے۔ وقتی تبدیلیاں نا باندے رکھتاں گوجری ای۔ جرنل، رسالاں تے ڈیجیٹل لائبریریاں کی وی سخت ضرورت ہے۔

۵۔ اک ہورا اہم ضرورت اس گل کی ہے جے کلچرل اکیڈیمی سمیت گوجری نال متعلق اداراں نا باقی اختلافات بنا پر رکھ کے گوجری زبان کی خدمت کا جذبہ نا مدِ نظر رکھتاں سنجیدہ تخلیق کاراں کی اس طرح کی کمیٹی تشکیل دتی جائیں، جہڑی زبان نا درپیش مسائل پر غور کریں۔ اس کا رسم الخط بارے اس کی مختلف ادبی اصطلاحات بارے ضابطاتے اصول وضع کریں۔ گوجری کی اپنّی گرائمر ترتیب دیں، گوجری اردو، گوجری ہندی یا گوجری تے انگریزی ڈکشنری ترتیب دیں۔ تانجے گوجری کی پکی بنیاد کے نال نال اس زبان نا دوجی زبان کو بولن پڑھن آلاں تک وِی روشناس کرایو جا سکے۔

۶۔ سیاسی ٹھپیری نہ ہون کی وجہ تیں تے سماجی پسماندگی کی وجہ تیں کئی صدی پہلاں یا ہی زبان ایک بار دیکھ دیکھتاں راجستھانی، گجراتی، ہندی تے اردو ماں تقسیم ہوگئی تھی تے اصل گوجری پر اردو آلاں نے اسرائیل ہاروں یوہ قبضو کیو جے اَج گوجری کو ناں وِی فلسطین ہاروں دنیا تسلیم کرن واسطے تیار نہیں۔ زبان ماں لفظاں کو آپسی لین دین کائے بھیڑی گل نہیں تے یاہ زبان کی وسعت کی نشانی سمجھی جائے۔ اگر گوجری کو درد کسے کا وی سینہ ماں ہوے تاں اُس نا اَج توں ہوں یاہ دہائی دیوں جے آؤ اِس خودکشی تیں بچو۔

اس سلسلہ ماں اِک ہور گل وی مناسب ہے اتے ہی کر چھوڑوں جے اک پڑھیا لکھیا طبقہ کو یوہ نظریو ہے جے مذہبی طور پر واحد اسلامی قوم ہون کے ناطے ہم نا اپنّی اپنّی ساری زبان اردو کا سمندر ماں رَلا کے اس نا مزید وسیع کرن کی ضرورت ہے، تے اس کی کوئے ضرورت نہیں جے گوجری کی کنّی ڈیڈھ اٹ کی مسجد بنائی جائے اس نظریہ کی نمائندگی ڈاکٹر صابر آفاقی ہور کریں اور اپنّی اس آفاقی سوچ کو اظہار انھاں نے اپنّی گوجری کتاب ''پھل کھیلی'' کا پیش لفظ ماں کیو ہے۔ اور ''آوازِ گرجر'' کا جون ۱۹۹۵ء کا شمارہ ماں چھپیا وا اُنھاں کا مضمون کی زبان توں وِی یوہی تأثر لیھّے جے وہ یہ مچ جلدی گوجری تے اردو کی یاہ

دوری ختم کرن کا خواہش مند ہیں (بھانویں اُس ناکل کے دھیاڑے اردو زبان آلا تسلیم ہی نہ کریں) سنجیدہ لوک رلّ کے اِک بار بیسو تے آؤیوہ فیصلو کر کے میرا جیہا عام آدمی نا یاہ گل سمجھا چھوڑو جے ہم مستقبل ماں گوجری نا کنگالیجان کی کوشش کراں۔

مذہبی یا اسلامی طور پر ایک قوم کا تصوّر توں منّا انکار نہیں تے نہ ہی منّا آفاقی صاحب کی آفاقی سوچ توں انکار پر ہر شخص نادوجا نالّ جائز اختلاف کو حق ہے اور دنیا خوبصورت وی اسے گلوں ہے تے قائم وی اِسے گلوں جے اِت ہر شخص ہر شئے اک دوجی توں مختلف ہے۔ اردو زبان نالّ منّا ہو سکے کسے وی دوجا شخص توں زیادہ پیار و وھے، ہوں اردو کی اسلامی خدمات توں وی بے بہرہ نہیں پر جت تک گوجری زبان تے اردو کی تاریخ تے ہیت تے ادبی لطافت کو سوال ہے یہ دو مختلف زبان ہیں اور جد تک یہ الگ الگ رہیں یہ زیادہ تیں زیادہ خوبصورت ہوتی جائیں گی۔ اور اپنی اپنّی خدمات نبھاتی رہیں گیں۔ کدے صدیایاں توں لے کے سرائیکی، پوٹھوہاری تے پہاڑی زبان الگ الگ کہواسکیں تے گوجری جیسی عظیم زبان کو کے قصور ہے جے اس نا ہم کسے دوجی زبان کی ٹپ نالّ ہی کھلی کرن کی کوشش کی جائے۔

۷۔ اک ہورا اہم مسئلو ان لوکاں کو ہے جہڑا نسبی طور پر گجر نہیں بلکہ ماحول تے سماج ماں رہن سہن کا لحاظ نالّ مدت توں گوجری زبان ہی انھاں کی مادری زبان ہے۔ وقتی طور پر چند سیاسی یا سماجی فائداں نا دیکھتاں ماں اِن لوکاں نا دؤ ردؤ ررکھن کی کوشش شعوری یا غیر شعوری طور پر جاری ہیں جہڑی گوجری واسطے نقصان دہ ثابت ہو سکیں۔ اک تے دنیا کو اصول ہے کہ کائے وِی زبان کسے خاص سماجی طبقہ یا گروہ کی زبان ہو وھے نہ کہ اس کو تعلق خون کا رشتاں نالّ وھے۔ جو شخص گوجرا ماحول ماں رہ گو وہ گوجری وی بولے گو۔ انگریزاں نے صدیاں توڑی دنیا پر حکومت کی، سیاسی طور پر انھاں نے اپنّی پالیسی اپنّی معیشت اپنّی صلاحیّت محکوم

قوماں نالں سانجھی نہیں کی، مگر زبان کی وسعت نامدِ نظر رکھ کے انھاں نے اپنی زبان کدے چھپا کے نہیں رکھی۔ اور نہ ہی انگریزی سکھن پڑھن یا بولن پر کسے غیر انگریز پر اعتراض کیو تے اس کو واضح نتیجو یوہ ہے جے انگریزی اَج پوری دنیا ماں بولی جانں آلی واحد زبان بن گئی ہے۔ گوجری کا خیر خواہ حضرات نا اس پاسے توجہ دینں کی وِی ضرورت ہے جے سیاسی، سماجی، مذہبی معاملات نا پاسے رکھ کے گوجری نا وسیع توں وسیع تر زبان بنانں واسطے ہر گوجری بولن یا لکھن آلاں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اردو بلاشبہ کسے اِک مذہب یا فرقہ کی زبان نہیں اور غیر مسلم حضرات کی اردو خدمات توں انکار کی گنجائش وِی نہیں۔ پر ہر ایک دور ماں اردو نا مسلماناں نالں مخصوص کرن کی سیاسی کوشش ہوئیں تے آزادی توں بعد ہن اردو آلاں کو یوہ حال ہے جے ویہ ہن در در اُردو کی بقا واسطے دہائی کریں تے کوئی سنتو نہیں کسے کو ایک شعر ہے۔ ؎

ظلم اردو پہ بھی ہوتا ہے تو اس نسبت سے
لوگ اردو کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں

میرا کہن کو وِی یو ہی مقصد ہے جے گوجری نا محدود کرن کی کوشش کل اُن لوکاں نا وی اُسے موڑ ورنہ لے آوی جے گوجری نا وی گجر سمجھ کے سارا ظلم برداشت کرنا پوئیں۔ لہٰذا ضرورت اس گل کی ہے جے گوجری کی آزادی تے وسعت سلب ہونں تیں بچائی جائے تے ہر فرقہ، طبقہ یا مذہب کا لوک جہڑا گوجری لکھیں یا بولیں اَن کی حوصلہ افزائی وھے۔

۸۔ اک ہور وقت کی اہم ضرورت یاہ ہے کہ دوجی زباناں کا ادبی شاہپاراں کو گوجری ترجمو کر کے گوجری ماں شائع کیو جائے تانجے گوجری آلا وی عالمی ادب تیں واقف ہو سکیں۔ سوچ کو دائرو وسیع وھے تے یوں تحریر ماں وسعت تے پختگی آوے گی۔ کیونجے مطالعہ توں بغیر لکھن کی کوشش نوں ہے جس را کوئے اکھ کھولن تیں بغیر دیکھن کی کوشش کر تو ہوئے۔ اس

طرح کی کوشش سرکاری تے غیر سرکاری مجموعی تے انفرادی ہر سطح پر ہونی چاہئے۔ تانجے گوجری ادب کو کٹھار بھریو سریوو ہوے تے اَج جہڑا لوک گوجری در کنکھئیں دیکھیں ویہ کل کے دھیاڑے اس ادبی سرمایہ پر توجہ بلکہ ریسرچ کرن پر مجبور ہوجائیں۔ آخر گوجری آلاں کدتوڑی اڈیکتا رہیں گا جے کوئے جی سی شرمایا کوئے وائن لیوسے یارام پرشاد کھٹانہ آ کے گوجری لکھاڑیاں نا انگلی پکڑ کے ٹورتورہ گو، سچائی، دوائی ہاروں تلخ ضرور وھے پر کدے سنگاتوں لہہ جائے تاں فائدووی بڑودے۔

۹۔ گوجری زبان کو خاصو سرمایو جگہ جگہ کھنڈیوو تے مچ سارو ضائع وی ہوگیو ہے اس کی ایک اہم وجہ یاہ ہے کہ پہلی صف کا گوجری لکھنن آلاں اکثر دوجاں تیں لکھاویں تھاتے اس طرح اکثر شاعراں کو مچ کلام تحریر ماں نہیں آسکیو تے جو تحریر ہویو، وہ اشاعت کی سہولیات میّسر نہ ہونن کی وجہ تیں اسے طرح رہ گیو، دوجو اہم مسئلو یوہ تھوجے گوجری نا کسے وِی پاسوں سیاسی، یا معاشی سہارو نہیں تھوتے نجی طور پر کتاب شائع کرنو اکثر شاعراں یا ادیباں کا بس کو کم نہیں ہوتو۔ اس طریقہ نالن وِی اکثر لکھاڑی اپنو کلام دنیا تک پہچانن ماں کامیاب نہیں ہوسکیا۔ اس طرح کا لکھاڑیاں کو مچ سارو کلام اجاں وِی اگر ڈھونڈیو جائے تاں میّسر ہوسکے۔ تے یوہ کلام گوجری زبان کو اہم سرمایو ثابت ہوسکے۔ اس ماں سائیں قادر بخش، میاں فتح محمد درہالوی تے خدا بخش زار جیسا بلند پایہ شاعراں کو کلام شامل ہے۔ ہن جد کہ کلچرل اکیڈیمی سمیت کجھ ہور ادارہ تے افراد گوجری زبان کی خدمت کو دعوو کریں تاں ضروری ہوجائے کہ ویہ اس طرح کا گوجری شہپاراں کی تلاش کریں۔ بلکہ اُن تمام لکھاڑیاں کی تخلیقات نا اشاعت کی رونق بخشن ماں مدد کریں۔ جہڑا یا تے ہن اس دنیا ماں موجود نہیں یا اپنی تخلیقات شائع کرن ماں مالی دقت محسوس کریں۔

۱۰۔ موجودہ دور کی اک تلخ حقیقت یاہ ہے جے بھاویں پچھلا چالی سالاں مانھ گوجری زبان نے کجھ لکھن آلاتے پیدا کرلیا ہیں پر گوجری پڑھن آلا پیدا ہونا اجھاں باقی ہیں۔ گوجری

مانھ لکھن کو تے اشاعت کو کم کتنو مشکل ہے اسکو کچھ انداز واس مضمون تیں ہو گیو ہوئے گو پر اس تیں بڑو درد یوہ ہے جے ان گوجری تحریراں تے کتاباں نا ویہہ لوک وی اپنا گھراں مانھ جگہ دین واسطے تیار نہیں جن کو لے فحش تے واہیات قسم کو لٹریچر ہر مہینے باقاعدہ پوہچے۔ گوجری زبان بقول خواجہ محمد یوسف ٹینگ کے واہ کشتی نوحؑ ہے جس مانھ ہر اس شخص نا فوری طور پر سوار ہو جانو چاہئیے جس نا اپنا بقا کی خواہش ہوئے۔ اپنی زبان نال بے حسی تے بے مہری کو ثبوت برت کے آپ زندہ رہن کو خواب ہر کسے نا بھُل جانو چاہئیے۔

۱۱۔ آخر ماں گوجری زبان کی قومی حیثیت بحال کرن تے اس نا اپنو جائز مقام دوان واسطے ملکی آئین ماں جگہ دوان واسطے تے ساہتیہ اکیڈیمی کو لوں قبولیت کو درجو دوان واسطے اِن ساری کوششاں کے نالں نالں میری ناقص رائے ماں یاہ گل وی اہم سئی لگے جے قدیم گوجری ادب کا تحریری نموناں دوبارہ تلاش کر کے چھاپیا جائیں تانجے ان اداراں کے سامنے گوجری کی پوری شاندار تاریخ آسکے۔

گوجری زبان کا ماضی تے حال کا بارہ ماں جِن جِن خامیاں وراس مضمون ماں اشارو کیو گیو ہے اُس توں کسے کی دِل آزاری مراد نہیں تے نہ ہی کِسے شخص تے ادارہ پر نکتہ چینی ہے۔ بلکہ یہ کچھ اک سچائی ہیں جنھاں تیں اکھ میچ لینی خودکشی کے برابر ہے۔ ان تمام حقیقتاں تے وقتی ضرورتاں کے باوجود جد تک گوجری نا اقبال عظیم چوہدری، صابر آفاقیؔ تے رانا فضل حسین تے نسیمؔ پونچھی کی سرپرستی حاصل ہے منّا موجودہ گوجری ادب توں مایوسی نہیں تے نہ ہی گوجری کا چنگا مستقبل تیں نا امید ہاں۔ ات یوہ اعتراف وی کرتو چلوں جے گوجری ماں چنگو تے معیاری ادب موجود ہے۔ بیہویں صدی کو زیادہ گوجری ادب شاعری کی صورت ماں ہے اور کئی شعری تخلیقات کسے وِی دوجی زبان کے مقابلے رکھی جاسکیں۔ اسماعیل ذبیحؔ، خدا بخش زارؔ، رانا فضل حسین تے اقبال عظیمؔ نا تم کسے وی ہمعصر کے سنگ کھلو کر کے دیکھو تاں اِن کو قد

انشاءاللہ دوجاں تیں اَچوہی ہوے گو، پر نثری ادب بہت گھٹ ہے۔ گوجری نثر ماں زیادہ تحریر افسانوی صورت ماں جہڑی ''شیرازاہ'' ماں چھپتی رہی ہیں۔ اس ماں شک نہیں جے نسیم پونچھی، امین قمر، غلام رسول آزاد، اقبال عظیم تے قیصر الدین قیصر کی کہانیں معیاری ہیں۔ پر گوجری لکھن آلاں نا افسانہ، ڈرامہ، تحقیقی کماں تے گوجری زبان کا تحقیقی پہلو دروی دھیان دین کی ضرورت ہے تے اِن ساراں توں پہلا ضرورت ہے قوم ماں تعلیمی انقلاب لیان کی اس سلسلہ ماں جہڑی کوشش ہورہی ہیں، وہ نا کافی ضرور ہیں پر حوصلہ شکن نہیں تے اگر سنجیدہ گوجری ادیباں نے زبان کی ترقی کو بیڑو چالیو ہے تاں گوجری کو مستقبل انشاءاللہ روشن وھے گو کیونکہ تمام خامیاں کے باوجود گوجری تحریراں کو معیار دوجی زباناں تیں گھٹ نہیں (تے کائے زبان ترقی کروی گئی ہے تاں واہ اِن مرحلاں تیں گذرے کے گئی ہے جِت گوجری اج ہے۔)

یا ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ گوجری غالبًا دنیا کی پہلی زبان ہوے گی جہڑی صدیاں تک رلتی رہن کے باوجود اَج وی اپنی اصلی حالت ماں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ تے اَج وی برصغیر کی یاہ واحد زبان ہے جہڑی پورا خطہ ماں بولی تے سمجھی جاسکے۔ پر گوجری کی بدقسمتی ہے کہ اتنی شاندار تاریخ تے خاطر خواہ تخلیقی مواد ہون کے باوجود اس زبان کو ذکر مرکزی آئین ماں نہ ہون کے نال نال ''ساہتیہ اکیڈیمی'' کی قبولیت تیں وی اج تک گوجری محروم ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالۂ جات

۱۔ تاریخ ادب اردو ڈاکٹر جمیل جالبی، ۱۹۷۷ء

۲۔ لغات گوجری نجیب اشرف ندوی، ۱۹۶۲ء

۳۔ اردو ادب کی تاریخ نسیم قریشی، ۱۹۹۲ء

۴۔ نگارشات اردو ڈاکٹر تنویر علوی

۵۔ تاریخ زبان اردو ڈاکٹر مسعود حسن خان

۶۔ اردو لسانیات ڈاکٹر شوکت سبزہ واری

۷۔ ہندوستانی لسانیات ڈاکٹر محی الدین زور، ۱۹۶۰ء

۸۔ پنجاب میں اردو حفظ محمود شیرانی، ۱۹۷۰ء

۹۔ دکن میں اردو نصیر الدین ہاشمی، ۱۹۶۴ء

۱۰۔ مختصر تاریخ ادب اردو ڈاکٹر سید اعجاز حسین

۱۱۔ اردو زبان کا آغاز خورشید حمرا صدیقی، ۱۹۹۳ء

۱۲ تاریخ سخنوران گجرات: عبدالقادر سروری۔

۱۳ قدیم اُردو مولوی عبدالحق

۱۴۔ اورینٹل کالج میگزین لاہور حافظ محمود شیرانی، ۱۹۳۱ء

۱۵۔ شیرازہائے گوجری کلچرل اکیڈیمی سرینگر

۱۶۔ گجر اور گوجری کلچرل اکیڈیمی سرینگر

۱۷۔ مہار وادب کلچرل اکیڈیمی سرینگر

۱۸۔ گوجری زبان وادب رام پرشاد کھٹانہ

۱۹۔ اردو میں عشقیہ شاعری ڈاکٹر سید محمد حسن

۲۰ سیرت محبوب دو عالم مولوی فقیر محمد

۲۱۔ انتظار مولانا محمد اسماعیل ذبیح

۲۲۔ نغمۂ کوہسار اسرائیل مہجور

۲۳۔ پھل کھیلی ڈاکٹر صابر آفاقی

۲۴۔ بانپھل بانپھل پانی رانا فضل حسین

۲۵۔ ریرا مخلص وجدانی

۲۶۔ سجری سویل غلام سرور صحرائی

۳۰۔ دھکھتیں آس اسرائیل اثر

۳۱۔ ریجھ کولیں اقبال عظیم

۳۲۔ چھمر چھاں عبدالغنی عارف

۳۴۔ تاہنگ رنگیلی قاسم بجران

۳۵۔ جلوونور کو محمد حسین بیدار

۳۶۔ لہوکااتھروں، نور محمد مجروح

۳۷۔ سجری یاد نور محمد مجروح

۳۸ نین کٹورا، کھوٹاسکا سرور چوہان

۳۹۔ چانئی امین قمر

۴۰: ابھکارا مخلص وجدانی

☆☆☆

انجم شناسی

جدید گوجری گوسوہج بدھان مانھ ڈاکٹر رفیق انجم کو بڑو دھصو ہے۔ویہ پُونچھ کی ادب خیز دھرتی کی پیداوار ہیں پر گوجری زبان کا حوالہ سنگ اُنکو تعلق اس تمام علاقہ نال سئی لگے جت جت وی گوجری بولی جائے۔ اک ادیب کا طور پر میں ڈاکٹر انجم نانھ گوجری زمین بچوں پنگرتاں، بڑا ہوتاں، پھیلتاں، تے نسرتاں تکیو ہے تے اج ویہ گوجری ادب مانھ اجیہا مٹھا میوا ہاروں پک کے تیار ہو گیا ہیں جسکو سواد، خوشبو تے رنگ ہر چیز مزیدار ہے۔خورے اسے واسطے پڑھن آلا انجم ہوراں کی لکھتاں دار ہا نبڑتا رہیں۔ اصیل تے مٹھا بول بولن آلو یوہ ڈاکٹر جس کو لے اپنا درداں کی کائے دوا نہیں گوجری زبان تے ادب کو اتنو سچو نبض شناس بن جائے گو، اس کو انداز وائکا چہرا مہرا تیں نہیں لگ سکتو۔کدے اسطرخ کہیو جائے جے سُوٹ بوٹ آلو یوہ جنٹلمین گوجری ادب کو وی بسُپر مین بتو جار ہیو ہے تاں غلط نہیں ہوسیں۔

کے ڈی مینی

حرفِ آخر

ہمارے ہاں بیشتر ادیبوں اور شاعروں کے کئی چہرے ہیں جن کی پہچان بہت مشکل ہے۔لیکن ڈاکٹر انجم صاحب کا شمار ان مخصوص ادیبوں اور شاعروں میں کیا جا سکتا ہے جن کا چہرہ ایک ہے اور شخصیتیں کئی۔میں نے ایسا انکے ادبی کام کے پیشِ نظر کہا ہے۔یہ بات حقیقت پر بھی مبنی ہے۔ ڈاکٹر انجم صاحب نے گوجری ادب کے لئے جتنا کام کیا ہوا ہے۔اسکی تفصیل کا بیان سورج کی کرنیں گننے والی بات ہوگی۔قارئین اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زیرِ نظر کتاب کی تدوین میں محقق کو کن مراحل سے گذرنا پڑا ہوگا۔اس سلسلہ میں انکی محنت کسی تعریف سے مبرا ہے۔تحریر اور اسکے اندازِ بیاں سے اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر انجم صاحب کو گوجری زبان پر دسترس حاصل ہے۔تحقیق و تالیف کا کام بڑا محنت طلب اور صبر آزما ہوتا ہے اسکے باوجود محقق نے بڑی ایمانداری سے اس کام کو سرانجام دیا ہے۔انہوں نے تحقیق کے کام کی تقدیس کو برقرار رکھا ہے۔گوجری ادب کے حوالے سے آنے والی نسل ڈاکٹر رفیق انجم صاحب کی شکر گزار رہے گی۔میں ڈاکٹر انجم صاحب کی خدمت میں بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ جن ریسرچ سکالرز کی تحقیقی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر، یہ ترتیب عمل میں لائی گئی ہے؛ وہ اسکی بھرپور قدردانی کریں گے۔

عرشؔ صہبائی

EPILOGUE

About The Author

Dr. Anjum is a 'Doctor of Medicine' {M.D. Paediatrics} and a Doctor of Philosophy ***(Ph.D. Islamic Studies) from University of Kashmir*** *and a multifaceted litterateur having earned recognition from beyond borders for his creative, analytical and critical literary works. Having previously worked as Registrar & Lecturer Paedia in GMC Srinagar for 5 years (2004-2009),* ***Dr. Anjum is prsently Asst. Professor in 'Islamic Studies & Languages' at BGSB University Rajouri.*** *In literature Dr. Rafique Anjum has authored more than 36 books including, first ever History of Gojri Literature in 10 volumes, Gojri-English dictionary, Gojri Grammar, Gojri Kahwat Kosh & Banjara, a treatise on life and works of Indo-Pak Gojri writers. Dr. Anjum is presently the most read and referred to, writer of Gojri having been conferred with highest state level Award for Excellence in Literature. The J&K Academy of Art, Culture & Languages; has published a special issue of 'Sheeraza' on "Life and Works of Dr. Rafique Anjum" in recognition of his contributions to Gojri language. He is a prolific writer to the extent that one wonders or even envies his stamina and love for writing.*

Shahbaz Rajourvi
Veteran Writer & Educationalist

About the Book:

Gojri language, in spite of its folksy richness, has remained neglected for centuries. In recent times some institutions and individuals have been racing against time to set the records straight to the extent it is possible. Dr. Anjum's name emerges at the top of this effort; as he could produce works of such profundity and precision which no institution could accomplish or emulate. Institutions are vital for such purposes but sometimes individuals take the cake as institutions only reflect the quality of the individuals of which they comprise. ***"Haq to yeh he keh: Biswin Sadi men jo Gojri adab tehrir hua he us men se Dr. Rafique Anjum ka hissa nikaal dijiye to aisa khalaa samne aaye ga jo oonche suron men bolne lage ga."*** Anjum is still a young man and he is sure to take us by surprises galore in future too.

M.Y. Taing
[Ex DG Culture J&K]